أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ (الشوریٰ)

حقیقۃ الفقہ

مولانا محمد یوسف جے پوری

نعمان پبلیکیشنز

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ (الشوریٰ)

حقیقۃ الفقہ

مولانا محمد یوسف جے پوری رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

نعمانی پبلیکیشنز

فہرست

حرفِ آغاز

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں......

عصر حاضر میں حالات نے جس تیزی کے ساتھ پلٹا کھایا ہے اور جس صورتحال سے امت مسلمہ دوچار ہے کہ جہاں ایک طرف مسلمانان عالم کفار کے ہاتھوں میدان کارزار میں ''جرم ضعیفی'' کی سزا بھگت رہے ہیں تو دوسری جانب ثقافتی یلغار (جو کہ مسلمانوں کے جسموں سے اسلامی روح کھینچنے اور رگِ حمیت کاٹنے کے لئے جاری ہے) سے دوچار ہیں۔ برادران اسلام ......! ان روح فرسا حالات میں جبکہ تمام اسلام دشمن قوتیں ''الکفر ملۃ واحدۃ'' کی عملی تصویر بنے اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ، اسلام اور اہل اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لئے متحد و متفق ہو چکی ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ ہم تمام تر باہمی و مسلکی اختلافات سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روش اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق خالص کتاب وسنت کے موافق اپنی زندگیوں کو ڈھالتے اور اپنی صفوں میں اتفاق واتحاد اور یکجہتی کی فضا پیدا کرتے کفار اور رائمۃ الکفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کا مقابلہ کرتے۔

لیکن ......افسوس!......صد افسوس!! کہ ان نازک حالات میں بھی بعض شر پسند عناصر اور فتنہ پرور لوگ دنیاوی شہرت اور اپنی دکان داری چمکانے کے لیے آئے روز کوئی نہ کوئی ''شوشہ'' چھوڑتے ہی رہتے ہیں۔ جس کا مقصد اپنی مسلکی و علمی دھاک لوگوں کے دلوں میں بٹھانا اور فریق مخالف کو زیر کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ جو کہ ملک وملت اور اسلام کے مفاد میں بھی چنداں سودمند نہیں بلکہ اتفاق واتحاد کی تمام کوششیں بیکار اور رائیگاں جاتی ہیں۔

وطن عزیز میں نفاذِ شریعت میں جہاں اور بہت سی رکاوٹیں حائل ہیں وہاں ایک بڑی رکاوٹ امت کا تشتت وافتراق اور فرقہ واریت ہے۔ جب بھی نفاذ اسلام کی امید کی کوئی کرن نظر آتی ہے ایک طرف فقہ حنفی کے نفاذ کا مطالبہ شروع ہو جاتا ہے تو دوسری

جانب سے فقہ جعفریہ کے نفاذ پر زور دیا جاتا ہے۔ کیا مملکت خداداد اسی لئے معرض وجود میں آئی تھی کہ اس میں کسی امام کی فقہ کا نفاذ ہو؟

علمائے اہل حدیث ہمیشہ سے مثبت انداز میں کتاب وسنت پر مبنی دعوت کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے میں مشغول ہیں۔ لیکن برادران احناف نہ جانے کیوں اس دعوت سے خفا اور الرجک (Allergic) ہیں۔ اور بجائے متبع کتاب وسنت بن کر اصلاحِ امت کے لئے اپنی صلاحیتوں کو صرف کرنے کے، تمام تر قوت و انرجی (Energy) حاملین کتاب وسنت پر طعن وتشنیع اور الزام تراشیوں میں خرچ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ جب حقائق سے پردہ اٹھاتے ہوئے انہیں "آئینہ" دکھایا جاتا ہے، تو ناک چڑھاتے ہوئے ہمیں کو فتنہ باز قرار دیا جاتا ہے۔

یہ کتاب بھی ایسے ہی حالات میں لکھی گئی ہے۔ جسے عوام کی عدالت میں پیش کیا جارہا ہے کہ وہ ان حقائق سے واقفیت حاصل کریں جن کو عام طور پر اس خوف سے عوام کی آنکھوں سے اوجھل رکھا گیا کہ کہیں ہماری دوکان بند نہ ہو جائے اور قارئین تقلید کے خوفناک نتائج سے مطلع ہوتے ہوئے فیصلہ کرسکیں کہ مروجہ فقہ...... دین ہے یا جسد اسلام پر بدنما داغ...... جو شخص غیر جانبداری، مسلکی تعصب سے آزاد اور تقلیدی ذہنیت سے بالاتر ہو کر قلب سلیم کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو یقیناً اس کا دل گواہی دے گا کہ فقہ حنفی کتاب وسنت کا نچوڑ تو کجا عقل سلیم اور امور فطرت سے بھی مطابقت نہیں رکھتی۔

کتاب کے آخر میں مصادر و مراجع کی فہرست دے دی ہے۔ تاکہ حوالہ ڈھونڈنے میں آسانی رہے۔ حوالہ جات نوٹ کرنے میں پوری احتیاط سے کام لیا ہے۔ لیکن بتقاضائے بشریت خطا ممکن ہے۔ لہٰذا علمائے کرام سے گزارش ہے کہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اطلاع دے کر عند اللہ ماجور ہوں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جاسکے۔

ابو ثوبان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ مِّنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ الَّذِیْ لَمْ يَجْعَلْ فِيْهِ حَرَجًا ○ وَّالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَی الرَّسُوْلِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ بَيَّنَ لِلنَّاسِ سُبُلَ الْهُدٰی○ فَمَنْ اَطَاعَهٗ رَشَدَ وَاهْتَدٰی○ وَ مَنْ يَّعْصِهٖ فَقَدْ ضَلَّ وَ غَوٰی ○ اَلَّذِیْ صَارَ اِتِّبَاعُهٗ دَلِيْلًا عَلٰی مُحَبَّةِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ فَقَالَ تَعَالٰی ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[۳/ آل عمران:۳۱] فَطُوْبٰی لِمَنْ اَحَبَّهٗ اَكْثَرَمِنَ الْاَ نْفُسِ وَالْاَهْلِيْنَ مُقْتَدِيًا بِقَوْلِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ○ وَتَبًّا لِّمَنْ اَبٰی وَ عَصَاهُ ○ فَصَارَمِنْ اَصْحَابِ ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾[۹/ التوبۃ:۳۱]صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ○ وَعَلٰی مَنِ اتَّبَعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ.

سبب تالیف

آج یہ خاکسار ہیچ مداں، کج مج زبان جس موضوع پر خامہ فرسائی کرنا چاہتا ہے۔اُس میں علمائے کرام نے بھرپور حصہ لیا ہے۔جن میں خاص کر قابلِ ذکر مولوی محی الدین صاحب مرحوم لاہوری مؤلف ''ظفر المبین'' ہیں۔مولانا موصوف نے اپنی کتاب میں فقہ کی عربی کتابوں سے عبارات نقل کرکے ان کا ترجمہ سلیس اردو میں کردیا ہے۔تاہم ہمارے حنفی بھائی جو عربی سے ناواقف اور تحقیق سے ناآشنا ہیں۔ان

کے ترجمہ کی صحت اور عدم صحت کے متعلق طرح طرح کے شکوک پیش کیا کرتے ہیں۔ یا اصل حقیقت خوب جانتے سمجھتے ہیں مگر ضد اور تعصب سے بطریق تجاہلِ عارفانہ حجت لاتے ہیں۔ اس لئے یہ ناچیز ان شاء اللہ پہلے چند ضروری مضامین بصورت ''مقدمہ'' تحریر ونقل کر کے بعد میں اُن کتب فقہ سے کہ جن کا ترجمہ اردو میں ہو گیا ہے اور جن کے مؤلف یا مترجم علمائے احناف ہی ہیں۔ اور اُن کے خواص وعوام میں مقبول ومعمول بہا ہیں۔ مسائل اخذ کر کے دو حصوں میں تقسیم کرے گا۔

حصہ اول میں وہ باتیں مذکور ہوں گی جو قرآن وحدیث یا اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہیں۔ یا جن کی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اُن کو کلام الٰہی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مغز و نچوڑ بتلایا جاتا ہے۔

حصہ دوم میں وہ امورِ صحیحہ مسلّمہ علمائے احناف درج کئے جائیں گے کہ جن کے اکثر پر بالخصوص اہلحدیث کا عمل ہے اور جن کی وجہ سے حضراتِ حنفیہ انواع واقسام کے دل آزار کلمات اہل حدیث کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔ اور ہر وقت ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ خادمانِ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی مسجدوں میں عبادت کرنے سے مانع ومزاحم ہو کر خود ظالم وگنہگار بنتے ہیں۔ نَعُوذُ بِاللّٰہ.

پس! اس تالیف سے غرض صرف رفع اشتباہِ عام واصلاحِ خیالاتِ خام ہے، اس لئے ناظرین احباب سے التماس ہے کہ تحقیق اور اخلاص کی نظر سے بغور وتامل ملاحظہ فرمائیں اور بغض وتعصب سے باز رہیں۔ اور خداوند تعالیٰ شانہ سے دعا ہے کہ اس سعی حقیر کو ماجور ومشکور فرما کر راقم سطور کے لئے باعث فلاح دارین کرے۔ اور جمیع عامۂ مسلمین کو اس سے نفع پہنچائے۔ اور اتباع حق کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین!

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

مُقَدَّمَہ

تمہید مشتمل بر حالات جاہلیت و بعثت

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عہدِ مبارک ختم ہو گیا اور اُن کے مخلص حواریوں کا زمانہ بھی گزر گیا تو شیطان عدو انسان نے پھر میدان خالی پایا۔ اور اپنی تلبیسات کا جال پھیلایا۔ چنانچہ حضرت روح اللہ کے پیروکار اپنی جہالت یا ہوائے نفسانی اور القائے شیطانی سے انجیل آسمانی و احکام ربانی میں ذاتی تصرف و تحریف سے کام لینے لگے۔ اور رفتہ رفتہ قریباً چھ صدیوں میں یہ لوگ اپنے نبی کی اصل ہدایات و ارشادات سے بے خبر ہو کر اپنی یا دوسروں کی عقل و رائے کے پابند اور سخت ضلالت و گمراہی یا فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے۔ یہاں تک کہ خود حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا اور ان کی والدہ صدیقہ کو خدا کی بیوی قرار دے لیا اور باوجود اس کے کہ وہ اتباع شریعت عیسوی کے مدعی تھے۔

اس وقت دیگر اہل مذاہب و اقوامِ دنیا کا حال ان سے بھی بدتر تھا۔ کیونکہ بعض کے پیشوایانِ مقدس کو سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں برس گزر چکے تھے۔ جیسے یہود، ان کے علمائے سوء نے توریت اور صحیفوں کو عوام سے پوشیدہ رکھا اور احکامِ دین میں بہت کچھ تغیر و تبدل یعنی حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیا۔ امیروں کے لئے آسان اور غریبوں کے لئے سخت قوانین بنا دیئے اور پھر جب چاہتے، اس کو بدل ڈالتے اور جس طرح چاہتے، فتویٰ دیتے۔ اس پر خوب رشوتیں کھاتے' اور ریاست کرتے۔ اور اسی وجہ سے جو نبی یا ہادی مخلوق کو راہِ راست پر لاتا تو اس کو ستاتے، مارتے اور قتل کرتے۔ الغرض یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویشوں کو گویا خدا بنا رکھا تھا۔ جیسا کہ آیت کلام اللہ:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [۹/التوبۃ:۳۱]
اس کی شاہد وناطق ہے۔ اوراس پر دعویٰ ان دونوں کا یہی تھا کہ ہمارا عمل آسمانی کتابوں پر ہے۔ اور بعض کی ابتداء و بنیاد ہی سرے سے غلط تھی۔ جس کی وجہ سے ابلیس ملعون کی حکومت اُن پر پورے طور پر مسلط ہو چکی تھی جیسے ایران کے آتش پرست اور ہند کے بت پرست وغیرہ۔ تاہم وہ لوگ بزعمِ خود برسرِ حق تھے۔

بالخصوص ملک عرب کفر وشرک، بدعات، شراب خوری، زنا کاری، قمار بازی، چوری، غارت گری اور ظلم وزیادتی وغیرہ وغیرہ ان تمام منہیات ومنکرات خلافِ عقل و نقل کا مرکز بنا ہوا تھا کہ جن کا وجود امِم سابقہ میں فرداً فرداً پایا جاتا تھا۔ اور اہلِ عرب نہ صرف اپنے دین سے خارج بلکہ دائرۂ انسانیت سے گزر کر درجۂ حیوانیت پر پہنچ چکے تھے۔ اوران کے قبیلہ قبیلہ بلکہ گھر گھر میں اور خاص خانۂ کعبہ میں جہاں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے، خدائے واحد کے سوا ملائکہ، انبیاء اور صالحین سابقین وغیرہ کی تصویروں اور بتوں کی عام پرستش ہوتی تھی، اور ہمیشہ لوگ ان کی نذر و نیاز مانتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ان سے ڈرتے تھے اور شجر وحجر وغیرہ مخلوق پرستی کی بھی کوئی حد نہ تھی۔ ہر وقت ہر جگہ گویا ان کا نیا معبود ہوتا تھا اور علاوہ اسکے ان کے آباواجداد نے دین میں نئے نئے اور فحش رسم وآئین اپنی طرف سے مقرر کر لیے تھے جس کے یہ سخت پابند تھے لیکن اس کے باوجود مشرکینِ عرب خود کو ﴿مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝﴾ [۲/البقرۃ:۱۳۵] پر قائم سمجھ رہے تھے۔ اوراپنے خودتراشیدہ مذہبی اصول وفروع کو بالکل حق خیال کیے بیٹھے تھے۔

آخر جب اس عالمگیر ظلمت وتاریکی میں وہ شاہراہ رسالت کہ جو بندوں کو بخطِ مستقیم اپنے خالق ومعبود حقیقی سے ملانے والی اور دارالسلام نامی مہمان خانۂ خداوندی میں پہنچانے والی تھی، بے نام ونشان اور نسیاً منسیاً ہوگئی۔ اور تمام خلق اللہ نے شیطان اور آباواجداد کی تقلید میں جہنم کا راستہ اختیار کرلیا۔ تب حالات اور واقعات ناگفتہ بہ

اُس زمانہ کے کہ جس کا لقب ''جاہلیت'' ایک صحیح اور واقعی اسم با مسمیٰ ہے۔ متقاضی اس امر کے ہوئے کہ خلاف انبیاء علیہم السلام سابقین جو صرف اپنی اپنی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ کسی ایسے ہادیٔ برحق اور رہبرِ کامل کا وجود ظہور میں آئے جو اصلاحِ عالم کا بانی ہو۔

آخر غیرت وحمیت ربانی نے اشتعال پایا۔ اور رحمتِ یزدانی کا دریا جوش میں آیا۔ تو خالقِ ارض وسما نے حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذاتِ اکمل صفات کو دنیا میں سرزمین عرب پر جلوہ افروز اور نبی آخر الزمان ورحمتِ عالم کے تمغہ ونشان سے بہرہ ور کیا۔

آپ نے بتوفیق ایزدی وتائید صمدی اپنا فرضِ رسالت وحق نبوت ادا کرنا شروع کیا۔ اور باوجود بے انتہا مصائب وبے حد مشکلات کے اس کام کو باحسن وجوہ اس طرح انجام دیا کہ انوارِ ہدایت سے اطراف جہاں پُرنور اور ظلماتِ کفر وشرک کافور ہونے لگیں۔ شیاطین نے راہِ گریز اختیار کی۔ اور بندگان گم گشتۂ راہ نے راہ پائی۔ پس جو لوگ ازلی اشقیا (بدبخت) اور محروم القسمت تھے وہ بدستور اپنے باپ دادا کے غلط طریق اور باطل رسم ورواج پر اڑے رہے اور کلام الٰہی کے مقابلہ میں یہی کہتے رہے کہ ہم تو آبائی طریق پر ہی چلیں گے اور جب کوئی برا کام کرتے تو یہی کہتے ہم نے اپنے بڑوں کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔ اور اللہ نے ہم کو اس کام کا حکم کیا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی تین آیتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے:

① ﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ۝﴾ [۲/البقرۃ:۱۷۰]

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو (حکم) اتارا ہے اُس پر چلو۔ تو کہتے ہیں: نہیں! ہم تو اُسی طریق پر چلیں گے، جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو چلتے ہوئے پایا۔ بھلا اگر اُن کے بزرگ (باپ دادا)

بے عقل اور گمراہ ہوں تو بھی۔''

② ﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَ نَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاءُ هُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ﴾ [۵/المائدۃ:۱۰۴]

''اور جب اُن (کافروں) سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں۔ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو۔ تو کہتے ہیں ہم کو تو وہی طریق کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ اگرچہ ان کے باپ دادے نرے (بالکل) بے علم اور گمراہ ہوں تب بھی کیا انہیں کی پیروی کریں گے۔''

③ ﴿وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَ جَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَ نَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [۷/الاعراف:۲۸]

''لوگ (یعنی مشرک) کوئی برا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے بڑوں کو ایسا ہی کرتے پایا۔ اور اللہ نے ہم کو اس کام کا حکم کیا (اے پیغمبر ﷺ!) کہہ دیجیے اللہ تعالیٰ بُرے کام کا حکم نہیں دیتا۔ کیا جو بات تم کو معلوم نہیں اس کو اللہ تعالیٰ پر لگاتے ہو۔''

جب رسول کریم ﷺ نے تمام بری باتوں کی علانیہ تردید کی۔ تو اُن جاہل اور گمراہ آبائی مقلدوں نے آپ سے سخت عداوت کی اور ہر طرح تکلیف پہنچانے لگے حتیٰ کہ خانۂ خدا مسجد الحرام میں عبادت کرنے سے آپ کو منع کرنے لگے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [۲/البقرۃ:۱۱۴]

''اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا کی مسجدوں میں اُس کا نام لینے سے روکے۔ اوران کو اُجاڑنا چاہے۔ ان لوگوں کو روانہیں تھا کہ داخل ہوں ان میں، مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بھی بڑے بڑے عذاب ہیں۔''

آخر جب کچھ لوگ مسلمان ہو گئے تو ان کی آتش غضب بھڑکی اور غریب مسلمانوں کو ستانے لگے اور حضرت ﷺ کی جان و آبرو کے دشمن بن گئے۔ یہاں تک کہ اکثر مسلمان اپنے عزیز واقارب اور وطن کو چھوڑ کر حبشہ و مدینہ منورہ کی طرف چلے گئے۔ پھر مدینہ کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے تو بحکم الٰہی پیغمبر خدا ﷺ بھی مع متعلقین و رفقا کے مدینہ تشریف لے گئے۔ اور مہاجرین حبشہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے پاس آ گئے۔ چنانچہ یہاں اسلام کی ترقی ہوئی اور جہاد شروع ہوا۔ اور باپ دادا کے پیروکار مشرک مقابلہ میں آ آ کر واصل جہنم ہوئے۔ یا ذلت ورسوائی کی زندگی بسر کر کے داخل فی النار (جہنم رسید) ہو گئے۔ یا بظاہر کلمہ گو بن کر جان و مال کی سلامتی کو غنیمت سمجھا۔ مگر عقائد واعمال میں ہمیشہ حیلے بہانے سے کام لیتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بزبانِ الٰہی منافق کہلا کر دنیا میں ذلیل وخوار اور آخرت میں عذاب کے مستحق قرار پائے اور جن کی قسمت میں ایمان کا حصہ میسر اور اس چشمۂ رحمت سے سیراب ہونا مقدر تھا۔ وہ لوگ سرسری یا پوری مخالفت کے بعد نشانات الٰہی دیکھ کر یا بحث وتحقیق کے ذریعے اپنے شکوک رفع کر کے یا اپنی خداداد دانائی اور فراست سے حق سمجھ کر جوق در جوق دربارِ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام اور جان و مال سے فدائے رسولِ انام ﷺ ہوئے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ فداہ روحی کی فیض صحبت سے ایسی تہذیب اور صلاحیت حاصل کر لی کہ پھر نہ صرف انسان بن گئے بلکہ فرشتہ صفت ہو کر اپنے نیک افعال اور حسن اعمال کی بدولت بارگاہِ احدی وصمدی سے بجائے کافر ومشرک نام کے ﴿رَضِيَ

اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ﴾[۹۸/البینۃ:۸] کے معزز لقب سے ممتاز اور ﴿كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ﴾ کے خطاب اعلیٰ سے سرفراز ہوکر مرجع انام ہوئے۔ وَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ.

رسول اللہ ﷺ کے زمانے کا طرزِ عمل

یہ بات سب کی مسلّم اور متفق علیہ ہے کہ اس وقت عرب میں عام طور پر نوشت و خواند کا رواج نہ تھا۔ نہ اس کے لئے کوئی با قاعدہ درس گاہیں مقرر تھیں۔ اور جنہوں نے معمولی لکھنا پڑھنا کہیں سے سیکھ بھی لیا تھا وہ بھی شاذ و نادر اور عزیز الوجود تھے اور کلام پاک بھی ایک ہی دفعہ بصورتِ کتاب نازل نہیں ہوا۔ بلکہ حسبِ ضرورت رفتہ رفتہ بذریعہ وحی نازل ہوکر تیں سال کے عرصہ میں پورا ہوا تھا۔ اور اسی طرح ارشاداتِ نبوی ﷺ بھی ایک ہی وقت یا ایک ہی مجلس میں تمام نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے احکامِ شریعت ابتدائے نبوت سے آخر تک مجموعی حیثیت سے باقاعدہ تدوین و کتابت میں نہ آئے تھے۔ اور طریقہ تعلیم حضرت رسول اللہ ﷺ فداہ ابی وامی کا اکثر و بیشتر زبانی و عملی تھا۔ قبول اسلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو دربارِ نبوت میں حاضر ہوتے وہ نبی ﷺ کی زبانِ فیض ترجمان سے جو کچھ سنتے یا کوئی عمل آپ کا دیکھتے اس کو خوب یاد رکھتے اور عمل کرتے۔ اور جو لوگ اُس مجلس میں موجود نہ ہوتے تو اُن کو جا کر سناتے بتاتے' اور عمل کراتے۔ اسی طرح جو لوگ فاصلہ پر سکونت پذیر ہوتے وہ باہمی یہ انتظام اور التزام کر لیتے کہ اُن میں سے باری باری ایک شخص ایک دن اور رات آنحضرت ﷺ کی خدمت میں برابر حاضر رہتا۔ اور جو کچھ آپ سے سنتا یا دیکھتا اپنے لوگوں کو آ کر سنا تا بتاتا۔ اور جو لوگ دور دراز مسافت پر ہوتے اُن کی تعلیم کے لئے بروقتِ ضرورت حضرت ﷺ خود یا ان کی درخواست پر اصحابِ حاضرین میں سے کسی کو بھجوا دیتے یا کبھی کبھی وہ خود آ کر مستفید و مستفیض ہوتے اور جو کوئی نیا واقعہ پیش آتا۔ تو دور و نزدیک والے خود حاضر ہو کر یا کسی کو بھیج

کر رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لیتے اور بلا چون و چرا اور کم و کاست عمل کرتے اور جنت کے مستحق ہوتے۔ چنانچہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتایئے کہ میں اُس کو کروں تو جنت میں داخل ہوں۔ تو آپ نے ارکانِ خمسہ کی تعلیم دی۔ سننے پر اس نے کہا: ''قسم! اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ اس سے کم۔'' جب وہ پھر کر چلا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی یہ خوشی ہو کہ جنت والوں میں سے کسی آدمی کو دیکھے تو اس کو دیکھ لے۔'' [1]

اس سے معلوم ہوا کہ احکامِ دینی کو بجنسہ بلا کم و کاست قائم رکھ کر عمل کرنا بڑی سعادت اور وسیلہ نجات ہے۔ اور اُن میں ذاتی تصرف یا تحریف کرنا بڑی شقاوت اور ذریعہ عذاب ابدی ہے۔ اسی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اتباعِ نبوی ﷺ کا پورا خیال اور کامل اہتمام تھا۔ چنانچہ فرائض و واجبات وغیرہ امور عظیمہ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ خفیف خفیف باتوں بلکہ امور اتفاقیہ میں بھی مخالفت روا نہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ واقعات ذیل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے:۔

① آپ نے ایک خاص ضرورت سے انگوٹھی بنوائی اور پہنی۔ تو سب نے انگوٹھیاں بنوالیں اور پہن لیں۔ جب آپ ﷺ نے اُس کو اتار کر پھینک دیا۔ تو سب نے اتار کر پھینک دیا۔ [2]

② بعض کا ذکر ہے کہ جہاں کہیں آپ سفروں میں اترے۔ یا قضائے حاجت کی۔ تو وہ بلا ضرورت وہاں اُترے۔ یا قضائے حاجت کی۔ [ابوداؤد]

[1] مسلم: کتاب الایمان، باب بیان الایمان الذی یدخل بہ الجنۃ رقم: ۱۰۷۔ بخاری: کتاب الایمان، باب الزکاۃ من الایمان، رقم: ۴۶

[2] بخاری: کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بافعال النبی ﷺ رقم: ۷۲۹۸۔ مسلم: کتاب اللباس، باب تحریم خاتم الذهب علی الرجال، رقم: ۵۴۷۳۔ مسند احمد: عن ابن عمر ؓ ۲/ ۶۸ رقم: ۵۳۴۳۔ ابوداؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی ترک الخاتم، رقم: ۴۲۲۱

③ ایک مرتبہ نعلین (جوتے) پہنے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے اثنائے نماز میں کسی ضرورت سے نعلین اتار دیں۔ تو انہوں نے بھی آپ کو اتارتے دیکھ کر اتار دیں۔ [1]

④ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے کرتہ کا بٹن کھلا ہوا تھا۔ تو انہوں نے عمر بھر بٹن کھلا رکھا۔ [2]

⑤ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر ہنسے۔ وجہ دریافت کرنے پر آپ نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ گھوڑے پر سوار ہو کر اسی طرح ہنستے ہوئے دیکھا۔ [3]

⑥ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بعد وضو کھڑے ہو کر پانی پیا۔ اور کہا کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا جیسا میں نے کیا۔'' [4]

⑦ ایک سفر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک مقام پر راہ سے ہٹ کر چلنے لگے۔ ان سے دریافت کیا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

⑧ اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ مابین مکہ و مدینہ ایک درخت کے نیچے جا کر قیلولہ کرتے۔ اور خبر دیتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ [5]

⑨ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے دوران خطبہ کہا: بیٹھ جاؤ! عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے پر یہ آواز سنی اور اسی جگہ بیٹھ گئے۔ [6]

ان واقعات کے علاوہ اور بہت سے امور اسی قسم کے کتب احادیث و سیر

---

[1] ابوداؤد: کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی النعل رقم: ۶۵۰۔ مسند احمد: عن ابی سعید ۳/۲۰ رقم: ۱۰۷۶۹۔

[2] ابوداؤد۔

[3] بخاری۔

[4] نسائی، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ الوضوء، رقم: ۹۵۔

[5] مصباح الزجاجہ۔

[6] ابوداؤد: کتاب الصلاۃ، باب الامام یکلم الرجل فی خطبتہ، رقم: ۱۰۹۱۔

میں ملتے ہیں مگر بوجہ طوالت ان کی گنجائش نہیں ہے۔ اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْهِ الْاِشَارَةُ.

پس خلاصہ:۔ اس تمام تقریر کا یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے طرز عمل سے اس بات کو اچھی طرح ثابت کر دیا کہ اتباع سنت میں کسی کو علت وسبب کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم کے زمانے کا طرزِ عمل

اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کے اور خصوصاً آج کل کے علماء کی طرح کتابی علوم وفنون کے ماہر نہ تھے۔ کیونکہ اس قسم کے ذخیروں اور مجموعوں کا وجود ہی اس وقت نہ تھا۔ تاہم ان میں وہ نفوس بھی تھے کہ جو کسی زمانہ میں اپنے قدیم آسمانی علم وفضل کی وجہ سے یہود ونصاریٰ کے مایہ ناز تھے اور ایسے بھی تھے کہ جن کی عقل دور اندیشی اور درست رائے وحی الٰہی کے موافق پڑتی تھی اور نبوت کی صلاحیت وقابلیت رکھتے تھے۔ علاوہ اس کے زبان دانی تو بالعموم سب کی خانہ زاد تھی۔ برجستہ مسجع ومقفہ تقریر کرنا، اُن کا روزمرہ یا بے ساختہ وبے تامل نظم واشعار میں واقعات کو بیان کرنا، اُن کی ایک معمولی بات تھی۔ اگر بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ لوگ اپنی اپنی عقل ورائے پر اعتماد کر بیٹھتے۔ تو اُسی وقت دین میں بہت کچھ تغیر وتبدل واقع ہو جاتا اور بالفرض وہ اپنی قیاس ورائے پر بھی چلتے تو احق بالا ولیٰ تھے۔ مگر ان حضرات بابرکات نے معجزات وکمالات ظاہری وباطنی میں کامل پاکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق تسلیم کیا تھا اور دور اندیشی سے کام لے کر اپنے دل ودماغ وغیرہ سب کو فرمانِ نبوت ہی کے ماتحت کر دیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جاتے وقت دو چیزیں یعنی ایک کلام اللہ دوسری اپنی سنت، اُن میں چھوڑ کر فرما گئے تھے کہ جب تک تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رہو گے، گمراہ نہ ہو گے۔ [1]

چنانچہ باقتضاء بشریت وطبائع متضاد کے ان میں بھی اختلافاتِ باہمی کا وقوع ضروری تھا کہ جن میں اکثر انسانی قدموں کو لغزش ہو جایا کرتی ہے۔ مگر سخت سے

[1] مشکوۃ: کتاب الایمان، باب الاعتصام، الفصل الثالث، رقم: ۱۸۶

سخت اختلاف میں بھی انہوں نے کتاب وسنت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اور امت محمدیہ ﷺ کے شیرازہ کو بکھرنے نہیں دیا۔ نیز ہر کام (جو عبادات و معاملات سے متعلق تھا) میں کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ اور برابر لوگوں کو طریقہ محمدیہ ﷺ سے واقف کراتے رہے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاء ۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلا اور بڑا اختلاف خلافت کے متعلق واقع ہوا۔ اُدھر مہاجرین کہتے تھے کہ خلیفہ ہم میں سے ہو۔ ادھر انصار اپنا حق ظاہر کرتے تھے۔ باہم کش مکش ہوئی۔ قریب تھا کہ تلواریں میان سے باہر آجائیں۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ'' یعنی ''امامت قریش کا حق ہے''۔ یہ سنتے ہی انصار رضی اللہ عنہم کے سارے جوش پر پانی پڑ گیا۔ [1]

دوسرا واقعہ رسول اللہ ﷺ کی تدفین کا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا کہ آپ ﷺ کس مقام پر دفن ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: ''نبی جہاں کہیں انتقال کریں وہیں دفن کئے جائیں۔'' آخر اسی پر فیصلہ ہوا۔ [2]

زمانہ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں آنحضرت ﷺ کے ترکہ (وراثت) کے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں قسم دے کر سوال کیا کہ بھلا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِيَآءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) [3]

''یعنی ہم انبیا کی جماعت ہیں ہمارا ترکہ نہیں تقسیم ہوتا، جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے''۔ سب نے بالاتفاق کہا: ہاں!

---

[1] فتح الباری۔ [2] ترمذی: ابواب الجنائز، باب این تدفن الانبیاء، رقم: ۱۰۱۸۔ ابن ماجۃ: ابواب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ رقم: ۱۶۲۸۔

[3] بخاری: کتاب الفرائض، باب قول النبی ﷺ لا نورث ما ترکنا صدقۃ، رقم: ۶۷۲۷۔ مسلم: کتاب الجہاد، باب قول النبی ﷺ لا نورث ما ترکنا صدقۃ، رقم: ۴۵۷۹۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یہ دستور رہا کہ جب کوئی واقعہ پیش آتا تو اوّل قرآن میں غور کرتے۔ اگر صریح مسئلہ مل گیا تو خیر، ورنہ حدیث سے تلاش کرتے اور لوگوں سے دریافت کرتے۔ مل جانے پر شکر الٰہی بجالاتے۔ اگر تلاش سے بھی نہ ملتا تو لوگوں کو جمع کر کے ان کی رائے اور اجتہاد پر نظر کرتے۔ جب سب متفق الرائے ہو جاتے تو اسی پر فیصلہ کرتے۔ انتہی ملخصاً [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شام کے سفر کے دوران معلوم ہوا کہ وہاں طاعون ہے۔ تو مشورہ کیا گیا۔ ایک گروہ نے کہا: واپس لوٹنا مناسب ہے۔ دوسرے نے کہا: چلنا چاہیے۔ گفتگو ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جو جلسہ میں موجود نہ تھے، آ گئے اور طرفین کی تقریر سن کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: ”جس جگہ تم ہو اور وہاں طاعون آ جائے تو وہاں سے بھاگو نہیں اور جہاں طاعون ہو وہاں جاؤ نہیں۔“ پس فرمان رسالت سنتے ہی سب نے سر تسلیم خم کر لیا۔ [2]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مسجد نبوی کی توسیع اور اس کو توڑ کر مضبوط بنانے کی بابت اعتراض کیا گیا۔ آپ نے جواب میں کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے:

((مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.)) [3]

”یعنی جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی۔ اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دے گا۔“

---

[1] دارمی: مقدمہ، باب الفتیا وما فیہ من الشدۃ، ج ا ص ۷۰۔

[2] بخاری: کتاب الطب، باب مایذکر فی الطاعون، رقم: ۵۷۲۹۔ مسلم: کتاب السلام، باب الطاعون، رقم: ۵۷۸۴۔

[3] مسلم: کتاب المساجد، باب فضل بناء المساجد، رقم: ۱۱۸۹، ۱۱۹۰۔ بخاری: کتاب الصلوٰۃ، باب من بنی مسجدا، رقم: ۴۵۰۔ ترمذی: کتاب الصلوٰۃ، باب فی فضل بنیان المسجد، رقم: ۳۱۸۔ نسائی: کتاب المساجد، باب الفضل فی بناء المسجد، رقم: ۶۸۹۔ ابن ماجۃ: ابواب المساجد، باب من بنی للہ مسجدا، رقم: ۷۳۵۔

حضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ عنہما عام صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرماتے: کہ کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نہ دکھاؤں؟ یہ کہہ کر بلا ضرورت تعلیماً وضو کر کے بتلاتے۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ عام صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرماتے: کہ کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ دکھاؤں؟ پھر پڑھ کر دکھاتے۔

غرض یہی دستور بالعموم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم بھی اسی کے پابند رہے۔ بلکہ ہر شخص اپنے شوق اور توفیق کے موافق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم کرتا۔ اور جہاں سے اور جس سے ملتیں، حصہ لیتا اور عمل کرتا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وَ قَدْ تَوَاتَرَ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْآ اِذَابَلَغَهُمُ الْحَدِيْثُ يَعْمَلُوْنَ بِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّلَاحِظُوْا شَرْطًا. [1]

''صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے تواتر سے ثابت ہے کہ جب ان کو کوئی حدیث پہنچتی تو بغیر کسی شرط کے وہ اس پر عمل کر لیتے۔''

غرض صحابہ رضی اللہ عنہم اور زمانہ صدرِ اول کے مسلمان متبع سنتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حقیقی طور پر ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَاتَفَرَّقُوْا﴾ [۳/آل عمران: ۱۰۳] کے مصداق تھے۔

اسلام میں فرقہ بندی

آہ! یہ وہ نقشہ ہے کہ جس سے اسلام نے انتہائی بیزاری ظاہر کی ہے۔ اور قرآن وحدیث میں اس کی تردید ہے۔ چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ.﴾

[۶/الانعام:۱۵۹]

[1] الانصاف، فی بیان اسباب الاختلاف: باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ ص ۵۹۔

”بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ بس ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے۔“

اس آیت کی تفسیر خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ چنانچہ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، ج ۷، ص ۲۲ میں ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لِعَائِشَۃَ، یَا عَائِشَۃُ: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَ کَانُوْا شِیَعًا﴾[۶/الانعام ۱۵۹] ھُمْ اَصحَابُ الْبِدَعِ وَ اَصحَابُ الْاَھْوَآءِ لَیْسَ لَھُمْ تَوْبَۃٌ اَنَا مِنْھُمْ بَرِیْءٌ وَّھُمْ مِنِّیْ بَرَآءٌ. [رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ]

”عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! بے شک جن لوگوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور وہ گروہ گروہ ہو گئے تو وہ اہل بدعت اور خواہش کی تابعداری کرنے والے ہیں۔ نہیں ہے ان کے لئے توبہ۔ میں اُن سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں۔“

نیز غنیۃ الطالبین میں حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسَلَّمْ لَتَسْلُکُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ حَذْوًا لنَّعْلِ بِالنَّعْلِ وَ لَتَاْخُذَنَّ مِثْلَ اَخْذِھِمْ اِنْ شِبْرًا فَشِبْرًا وَ اِنْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا وَ اِنْ بَاعًا فَبَا عًا حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا حَجْرَضَبٍّ لَّدَخَلْتُمْ فِیْہِ مَعَھُمْ اِلَّا اَنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِفْتَرَقَتْ عَلٰی مُوْسٰی بِاِحْدٰی وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھَا ضَالَّۃٌ اِلَّا فِرْقَۃٌ وَاحِدَۃٌ اَلْاِسْلَامُ وَ جَمَاعَتُھُمْ ثُمَّ اِنَّھَا اِفْتَرَقَتْ عَلٰی عِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ بِاِثْنَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھَا ضَالَّۃٌ اِلَّا وَاحِدَۃٌ

اَلْاِسْلَامُ وَ جَمَاعَتُهُمْ ثُمَّ اِنَّكُمْ تَكُونُونَ عَلٰى ثَلَاثَةٍ وَّسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا ضَالَّةٌ اِلَّا فِرْقَةً وَّاحِدَةً اَلْاِسْلَامُ وَ جَمَاعَتُهُمْ.☆ [1]

''کثیر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ تم پہلی قوموں کی راہوں پر قدم بہ قدم چلوں گے اور جس راستہ سے بھی انہوں نے اختیار کی تھی اسی قدر تم اختیار کرو گے۔ اگر وہ ایک بالشت ہٹے تھے تم بھی ایک بالشت ہٹ جاؤ گے۔ اگر وہ ایک ہاتھ ہٹے تھے تم بھی ایک ہاتھ ہٹ جاؤ گے۔ حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے تم بھی ان کی اتباع میں اس میں گھس جاؤ گے۔ کان کھول کر سن لو! بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے علیحدہ ہو کر ۷۱ فرقوں میں بٹ گئے۔ وہ تمام فرقے گمراہ ہیں۔ بس ایک فرقہ اسلام پر قائم تھا۔ اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جدا ہو کر ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے۔ جو سب گمراہ ہیں مگر ایک فرقہ جو اسلام پر قائم تھا اور تم ۷۳ فرقوں میں بٹ جاؤ گے۔ تمام گمراہ ہوں گے مگر ایک صحیح راہ پر ہوگا۔''

تفصیل تہتر (۷۳) فرقوں کی

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں مفصل تشریح فرمائی ہے۔ آپ نے کل اسلامی فرقوں کو دس گروہ پر تقسیم کیا ہے۔ عبارت یہ ہے:۔

فَاَصْلُ ثَلٰثٍ وَّ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً عَشْرَةٌ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْخَوَارِجُ وَالشِّيْعَةُ وَالْمُعْتَزِلَةُ وَالْمُرْجِيَةُ وَالْمُشَبِّهَةُ وَالْجَهْمِيَّةُ

☆ اس طرح کی مختلف الفاظ کے ساتھ صحاح میں احادیث موجود ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت پیر صاحب برادران احناف کے بھی مایہ ناز ہیں۔ اس لئے ان کی کتاب غنیۃ الطالبین سے حدیث درج کی جاتی ہے۔

[1] غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالہ فرق الضالۃ: حصہ۱ص۱۹۷۔

وَالضِّرَارِيَّةُ وَالنَّجَارِيَّةُ وَالْكُلَابِيَّةُ. ❶

''جڑ تہتر فرقوں کی یہ دس گروہ ہیں ① اہل سنت ② خارجی ③ شیعہ ④ معتزلہ ⑤ مرجیہ ⑥ مشبہ ⑦ جہمیّہ ⑧ ضراریہ ⑨ نجاریۃ ⑩ کلابیہ''۔

منجملہ ان کے ناجی گروہ اہل سنت والجماعت ہے۔ اور اہل سنت والجماعت کا صرف ایک ہی فرقہ ہے اور وہ فرقہ محض اہلحدیث کا ہی ہے۔ چنانچہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

① وَ اَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ. ❷

''یعنی فرقہ ناجیہ اہلسنت والجماعت ہے۔''

② فَاَهْلُ السُّنَّةِ طَآئِفَةٌ وَّاحِدَةٌ. ❸

''یعنی اہلسنت کا گروہ ایک ہی ہے۔''

③ اَهْلُ السُّنَّةِ وَ لَآ اِسْمَ لَهُمْ اِلَّآ اِسْمٌ وَّاحِدٌ وَّ هُوَ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ.

''یعنی اہلسنت کا ایک ہی نام ہے اور وہ اہلحدیث ہے۔'' [ص ۲۰۱]

باقی رہے ۹ نو گروہ وہ دراصل بنیاد ہیں بہتر گروہوں کی۔ وہ سب کے سب انہیں میں سے پھوٹ کر نکلے ہیں۔ اسی طرح علامہ عبدالکریم شہرستانی مصنف کتاب الملل والنحل نے بھی تہتر فرقوں کی تفصیل درج کی ہے۔ چنانچہ منجملہ تہتر فرقوں کے ایک فرقہ حقہ اہلسنت کا حال معلوم ہو چکا ہے کہ وہ اہلحدیث ہی ہے۔ باقی بہتر گمراہ فرقوں کا حال یہاں مفصل بیان کرنا ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر گروہ اور اُس کے پیشوا کا نام مع ان کے عقائد ہر دو کتاب غنیۃ الطالبین اور کتاب الملل والنحل سے بصورت نقشہ ذیل ہدیہ ناظرین ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیں:۔

---

❶ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فرق الضالۃ حصہ اص ۲۰۰۔ ❷، ❸ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فرق الضالۃ حصہ اص ۲۰۰۔

نقشہ تہتر فرقوں کا

پہلا گروہ خوارج کا جس کے پندرہ فرقے ہیں۔ ۱ تا ۱۵۔

نمبر شمار	فرقہ کا نام	پیشوا کا نام	عقائد
۱	اَلنَّجُدَاتُ	نَجُدَةُ بُنُ عَامِرِ الْحَنَفِيّ	تقیہ کرنا قول اور عمل میں جائز ہے۔ لوگوں کے لئے امام ضروری نہیں۔ ذمی کا خون کرنا اور اس کا مال لینا دار التقیہ میں حلال ہے۔ ❶
۲	اَلْاَزَارِقَةُ	اَبُوْ رَاشِدُ نَافِعُ بُنُ اَزْرَق	حضرت علی و عثمان و عائشہ رضی اللہ عنہم کافر تھے (معاذ اللہ) جس نے کبیرہ گناہ کیا وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ لڑائی سے بیٹھ رہنا کفر ہے۔ مخالفین کی عورتوں اور بچوں کا قتل کرنا جائز ہے۔ ❷
۳	اَلْفُدَیْکِیَّةُ	اِبْنِ فُدَیْک	عام عقیدہ خوارج کا ہے۔ ❸
۴	اَلْعَطَوِیَّةُ	عَطِیَّةُ بُنُ اَسْوَدِ الْحَنَفِيّ	خدا کو کسی چیز کا علم نہ تھا۔ جب تک کہ اُس نے اپنے لئے علم کو مہیا نہ کیا۔ ❹
۵	اَلْعَجَارِدَةُ	عَبْدُالرَّحْمٰنِ بُنُ عَجَرَدِ اَوْ عَبْدُالْكَرِيْمِ بُنُ عَجَرَدِ	فرقہ نجدات کا ہم عقیدہ ہے۔ نیز یہ کہ ہجرت فرض نہیں۔ صاحب کبیرہ کافر ہے۔ سورۂ یوسف قرآن نہیں۔ بچہ ایمان سے خالی ہے اس کو بلوغت کے بعد دعوتِ اسلام دی

❶ الملل والنحل: ج ۱ ص ۱۸۷۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فصل فی بیان فرق الضالۃ، حصہ ۱ ص ۲۰۲۔

❷ الملل والنحل: ج ۱ ص ۱۷۹۔ غنیۃ الطالبین: باب ۸ فصل فی بیان الفرق الضالۃ، حصہ ۱ ص ۲۰۲۔

❸ غنیۃ الطالبین: باب ۸ فصل الثانی فی بیان الفرق: حصہ ۱ ص ۲۰۳۔

❹ غنیۃ الطالبین: باب ۸، فصل فی بیان الفرق حصہ ۱ ص ۲۰۳۔

			جائے گی۔ مشرکین کے بچے جہنمی ہیں۔ ❶
٦	اَلْمَیْمُوْنِیَّۃُ	مَیْمُوْنُ بْنُ خَالِد	عجاردہ کا ہم عقیدہ ہے۔ مگر اطفال کفار جنتی ہیں۔ تقدیر بھی بھلی بری بندہ کی طرف سے ہے۔ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ پوتیوں، نواسیوں، بھتیجیوں، بھانجیوں سے نکاح درست ہے۔ ❷
۷	اَلْحَازِمِیَّۃُ	حَازِمُ بْنُ عَلِي	دوستی اور دشمنی اللہ تعالیٰ کی دو صفات ہیں۔ اور نہیں اس کے قبضہ میں مگر جو وہ چاہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال کا خالق نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں توقف کرتے ہیں برأت میں صراحت نہیں کرتے۔ ❸
٨	اَلصَّلْتِیَّۃُ	عُثْمَانُ بْنُ اَبِی الصَّلْت	اطفال نومسلمین سے سکوت لازم ہے حتیٰ کہ بالغ ہو کر اسلام قبول نہ کریں۔ آقا کو اپنے غلام، سے اسی طرح غلام کو آقا سے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔ ❹
٩	اَلْمَعْلُوْمِیَّۃُ	مَجْهُوْلٌ لَمْ يُعْلَمِ اسْمُهُ	افعال بندوں کے مخلوق خدا نہیں وغیرہ۔ ❺

❶ الملل والنحل: مذاہب اھل العالم فرقۃ العجاردۃ، ج۱، ص۲۰۱۔

❷ الملل والنحل: مذاہب اھل العالم المیمونیۃ، ج۱ص۲۰۴۔

❸ الملل والنحل: مذاھب اھل العالم فرقۃ الحازمیۃ، ج ۱ص۲۰۶۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، الفصل الثانی فرق الضالۃ حصہ۱ص۲۰۳۔ ❹ الملل والنحل: مذاھب اھل العالم فرقۃ الصلتیۃ، ج۱ص۲۰۲۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالہ، فصل الثانی فرق الضالۃ، حصہ۱، ص۲۰۳۔ ❺ الملل والنحل، مذاہب اہل العالم فرقۃ المعلومیۃ ج۱ص۱۱۱۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالہ فصل۲ فرق الضالہ، حصہ۱ص۲۰۳۔

۱۰	اَلْاَخْنَسِیَّۃُ	اَخْنَس	عام عقیدہ خوارج کا۔ اور ہم عقیدہ صلتیہ کا ہے۔ ❶
۱۱	اَلظُّفْرِیَّۃُ اَلْحَفْصِیَّۃُ	حَفْصُ بْنُ اَبِی الْمِقْدَامِ	فرق درمیان شرک اور ایمان کے وحدانیت ہے جس نے خدا کو واحد جان کر رسول کا یا بہشت اور دوزخ کا انکار کیا۔ یا قتل نفس وغیرہ سب گناہ کیے۔ زنا کاری کو حلال جانا تو وہ شرک سے بری ہے۔ ❷
۱۲	اَلْاَبَاضِیَّۃُ	عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اَبَاض	اطفالِ مشرکین پر توقف ہے۔ مگر جائز ہے کہ بطریق انتقام عذاب ہو۔ مخالفین خواہ اہل قبلہ ہوں کافر ہیں۔ مگر ان سے نکاح جائز ہے۔ ❸
۱۳	اَلنَّبْھَسِیَّۃُ اَوْ اَلْبَیْھَسِیَّۃُ	اَبُوْ نَبْھَس اَوْ اَبُوْ بَیْھَس اَلْھَیْصَمُ بْنُ جَابِرٍ	جب تک انسان اپنے متعلق تمام حلال اور حرام معلوم نہ کر لے مسلمان نہیں۔ ایمان اقرار اور علم اور عمل کا نام ہے۔ مومن کی اولاد مومن اور کافر کی اولاد کافر ہے۔ تقدیر کوئی شے نہیں۔ بندوں کے کاموں میں خدا کی مشیت کو دخل نہیں۔ امام جب کافر ہو جائے تو رعیت بھی خواہ حاضر ہو یا غائب کافر ہو جاتی ہے۔ ❹

❶ غنیۃ الطالبین: باب ۸ فصل الثانی فی بیان الفرق حصہ اص ۲۰۳۔

❷ الملل والنحل: مذاھب اھل العالم فرقۃ الحفصیۃ ج اص ۲۱۴۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فصل فی الفرق، حصہ اص ۲۰۳۔۲۰۴

❸ الملل والنحل: مذاھب اہل العالم، فرقۃ الاباضیۃ ج اص ۲۱۲۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فصل ۲ فی بیان الفرق حصہ اص ۲۰۴۔

❹ الملل والنحل: مذاھب اہل العالم، فرقۃ البیھسیۃ ج اص ۱۹۶۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ فصل الثانی فرق الضالۃ ج ۱، ص ۲۰۴۔

۱۴	اَلشَّمْرَاخِيَّةُ	عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الشَّمُّوَاخِ	قتل والدین حلال ہے۔وغیرہ۔ 1
۱۵	اَلْبِدْعِيَّةُ	مَجْهُوْلٌ لَمْ يُعْلَمْ اِسْمُهٗ	ہم عقیدہ ازارقہ کا ہے۔نیز یہ کہ نماز صرف دو رکعت ہیں صبح کو اور دو رکعت شام کو۔ 2

علاوہ ان کے علامہ شہرستانی نے بعض دیگر فرقوں کے نام اوران کے پیشوا نیز عقائد بیان فرمائے ہیں۔ جو خوارج کے ہم عقیدہ یا ان کی شاخ ہیں اور اصولاً سب متفق ہیں۔

دوسرا گروہ شیعہ کا جس کی تین قسمیں ہیں۔پہلی قسم: غالیہ،جس کے بارہ فرقے ہیں۔عموماً اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ امام برحق حد خلقت سے نکل کر حد الٰہیت میں آ جاتے ہیں۔مسئلہ تشبیہ،بدا،رجعت،تناسخ کے قائل ہیں۔دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نبی برحق بلکہ خدا ہیں۔مگر جبرائیل نے غلطی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول کیا۔تقیہ برحق ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام انبیا علیہم السلام سے افضل ہیں۔ وہ آسمان پر بادلوں میں ہیں۔ان کو موت نہیں۔آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے بلکہ تمام امام موت سے بری ہیں۔قیامت کا حساب اور حشر نہیں ہے۔ 3

۱۶	اَلْبَيَانِيَّةُ	بَيَانُ بْنُ سَمْعَانَ النَّهْدِي	اللہ تعالیٰ شکل وصورت میں مانند انسان کے ہے۔ 4

1 غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالہ فصل الثانی فرق الضالۃ حصہ ا۔ص ۲۰۴۔

2 غنیۃ الطالبین: باب ۸ فصل الثانی فی بیان الفرق الضالہ حصہ اص ۲۰۴۔

3 غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالہ فصل فی الرافضۃ حصہ اص ۲۰۷۔

4 الملل والنحل: مذاہب العالم، البیانیۃ ج اص ۲۴۶۔

۱۷	اَلطَّیَّارِیَّۃُ	عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مُعَاوِیَّۃِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ جَعْفَرِ الطَّیَّارِ	حضرت آدم علیہ السلام کی روح درحقیقت خدا کی روح ہے۔ جس نے تناسخ کیا۔ 1
۱۸	اَلْمَنْصُوْرِیَّۃُ	اَبُوْمَنْصُوْرِ الْعَجْلِی	حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک ٹکڑا ہے جو آسمان سے نازل ہوا۔ اور وہ خدا ہے۔ امام ابومنصور نے آسمان پر جا کر خدا سے کلام کیا۔ خدا نے اس کو بیٹا کہا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ بھی آسمان سے نازل ہوا ہے۔ جنت و دوزخ نہیں ہے۔ 2
۱۹	اَلْمُغِیْرِیَّۃُ	مُغِیْرَۃُ بْنُ سَمَدِ الْعَجْلِی	خدا نور ہے اور مع جمیع اعضاء کے مانند صورت انسان کے ہے۔ جس کے سر پر نورانی تاج ہے۔ امام برحق محمد بن عبداللہ بن حسن ہے جس نے مدینہ میں خروج کیا۔ وہ زندہ ہے اس کے لوٹ کر آنے کا انتظار ہے۔ اُس سے جبرئیل اور میکائیل بیعت کریں گے۔ 3

1 غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ فصل فی الرافضۃ حصہ ا، ص ۲۰۸۔

2 الملل والنحل: مذاھب اہل العالم، المنصوریۃ، ج ا ص ۲۹۷۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الرافضۃ، حصہ ا، ص ۲۰۸۔

3 غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ فصل فی الرافضۃ۔ ج ا ص ۲۰۸۔

☆ مغیرہ بن سمد عجلی جس نے بعد خلافت محمد بن عبداللہ بن حسن کے اپنی خلافت کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت علیؓ کے بارے بہت غلو کیا۔

۲۰	اَلْخَطَّابِيَّةُ	اَبُوْ الْخَطَّابِ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ زَيْنَبِ الْاَسَدِي الْاَجْدَع	امام برحق ''خلیفہ وقت'' بھی پیغمبر ہے۔اور ہر وقت ایک پیغمبر ناطق ہوتا ہے۔اور ایک خاموش بلکہ بعض تو امام کی الوہیت کے قائل ہیں۔بعض کہتے ہیں کہ دنیا کو فنا نہیں۔ یہی جنت اور دوزخ ہے۔ 1
۲۱ و ۲۲	اَلْمُعَمَّرِيَّةُ وَالْعَجْلِيَّةُ	مَعْمَرُ بْنُ عَبَّادِ السُّلَمِي الْعَجْلِي	''شاخ ہے خطابیہ کی جو مذکور ہوا'' نیز ترکِ نماز کے قائل ہیں۔شراب اور زنا اور تمام محرمات حلال ہیں۔'' 2
۲۳	اَلْبُزَيْعِيَّةُ	بُزَيْعٌ	امام جعفر صادق دراصل خدا تھے۔ جو اُن کی صورت میں مخلوقات پر ظاہر ہوا۔ ہر مومن کی طرف وحی نازل ہوتی ہے۔وہ مرتا نہیں بلکہ ملکوت کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔اور ہر صبح و شام موت کے معائنہ کے مدعی ہیں۔ 3
۲۴	اَلْمُفَضَّلِيَّةُ	مُفَضَّلُ الصَّيْرَفِي	امام جعفر کی و دیگر ائمہ کی ربوبیت کے قائل ہیں مثل نصاریٰ کے نیز اپنی موت کے قائل ہیں۔وغیرہ 4
۲۵	اَلشُّرَيْعِيَّةُ	شُرَيْعٌ	الوہیت پانچ شخصوں میں ہے۔ نبی ﷺ اور آپ کی آل یعنی عباس و علی و جعفر و عقیل رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ 5

1 الملل والنحل: مذاهب اهل العالم، الخطابیۃ ج ا ص ۳۰۰۔غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الرافضہ، ج ا ص ۲۰۹۔ 2 غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فصل فی الرافضۃ حصہ ا ص ۲۰۹۔

3 غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الرافضۃ، حصہ ا، ص ۲۰۹۔

4 5 غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الرافضۃ، حصہ ا ص ۲۰۹۔

۲۶	اَلسَّبَائِیَّۃُ	عَبْدُاللّٰہِ بْنُ سَبَاء☆	حضرت علی رضی اللہ عنہ جزو خدا ہیں۔ وہ زندہ ہیں۔ شہید نہیں ہوئے۔ مقام ان کا بادل ہے، کڑک اور گرج ان کی آواز ہے۔ بجلی ان کا کوڑا ہے۔ پھر زمین پر نزول کریں گے۔ حضرت علی کا جزوالوہیت ان کے بعد اماموں میں تناسخ کرتا ہے۔ [1]
۲۷	اَلْمُفَوِّضِیَّۃُ	مَجْھُوْلٌ	اللہ تعالیٰ نے تدبیر خلقت کے تمام اختیارات حضرت علی رضی اللہ عنہ ودیگر ائمہ کو دے دیئے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قدرت کامل عطا فرمادی۔ لہٰذا دنیا میں خدا تعالیٰ نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ [2]

شیعہ کی دوسری قسم (زیدیہ) جس کے چھ فرقے ہیں۔ عموماً اس گروہ کا عقیدہ معتزلہ سے ملتا جلتا ہے۔ مگر واصل بن عطاء غزال کی صحبت کی وجہ سے مختلف ہوگئے۔ کہتے ہیں کہ امام برحق اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوں گے۔ اور محمد وابراہیم دونوں بیٹے عبداللہ بن حسن بن حسین کے امام برحق تھے۔

---

[1] غنیۃ الطالبین: باب ۸ فصل فی الرافضۃ، حصہ اص ۲۰۹۔

[2] غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الرافضۃ، حصہ اص ۲۰۹۔

☆ عبداللہ بن سبا یہودی تھا، در پردہ یہودیت پر قائم رہا اور مثل یہودیت کے اسلام کی تخریب کے درپے رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ کے سبب اسے مدائن کی طرف بدر کردیا تھا۔

نمبرشمار	فرقہ کا نام	پیشوا کا نام	عقائد
۲۸	اَلزَّیْدِیَّۃُ	زَیْدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ	امامت مفضول کی بعہد فاضل مصلحتاً جائز ہے۔ پس خلافت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بعہد علی رضی اللہ عنہ مصلحتاً جائز ہے۔ ❶
۲۹	اَلْجَارُوْدِیَّۃُ	اَبُوالْجَارُوْد	خلیفہ برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گو نام نہیں لیا۔ مگر تصریح ان کی ہی فرمائی ہے۔ ان کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ پھر امام حسین رضی اللہ عنہ پھر امام زین العابدین پھر ان کا فرزند زید بن علی تآنکہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسین۔ جن کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے منصور عباسی کے خلاف بیعت کی۔ ❷
۳۰	اَلسُّلَیْمَانِیَّۃُ	سُلَیْمَانُ بْنُ کَثِیْرٍ اَوْ جَرِیْرٍ	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں امت کا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ منتخب کرنا خطاء اجتہادی ہے لہٰذا شیخین خلیفۂ برحق ہیں اور حضرت عثمان و عائشہ و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کافر تھے۔ معاذ اللہ ❸

❶ الملل والنحل: مذاهب اہل العالم، الزیدیۃ، ج ۱ ص ۲۴۹۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الرافضۃ حصہ ۱ ص ۲۱۰۔

❷ الملل والنحل: مذاهب اہل العالم، الجارودیۃ ج ۱ ص ۲۵۵۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل الرافضۃ حصہ ۱ ص ۲۱۰۔

❸ الملل والنحل: مذاهب اہل العالم، السلیمانیۃ، ج ۱ ص ۲۵۹۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل الرافضۃ حصہ ۱ ص ۲۱۰۔

۳۱	اَلْاَبْتَرِيَّةُ	كَثِيرُ النَّوَى الْاَبْتَر	سلیمانیہ کے ہم عقیدہ ہیں مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں توقف کرتے ہیں اور اکثر ان میں سے مقلد ہیں۔ جو اصول میں معتزلہ کی اور فروع میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہیں۔ [1]
۳۲	اَلنُّعَيْمِيَّةُ	نُعَيْمُ بْنُ الْيَمَانُ	ابتر کے ہم عقیدہ ہیں ۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کفر کے قائل ہیں۔ [2]
۳۳	اَلْيَعْقُوبِيَّةُ	يَعْقُوبُ	ان میں سے بعض خلافت شیخین کے قائل ہیں۔ اور مسئلہ رجعت (دنیا میں دوبارہ آنا) کے منکر۔ مگر بعض مسئلہ رجعت کے قائل ہیں۔اور خلافت شیخین سے منکر۔ [3]

شیعہ کی تیسری قسم (رافضہ) جس کے چودہ فرقے ہیں۔عموماً اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد ہی کا حق ہے۔ جو اُن سے خارج نہیں ہوتا مگر غیروں کے ظلم سے یا ان کے تقیہ سے۔ امام سہو اور خطا سے معصوم ہیں ۔شیخین پر تبریٰ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کے پیدا ہونے سے پہلے اس کا علم نہیں تھا۔ مردے یوم الحساب سے پہلے دنیا کی طرف لوٹیں گے۔ امام کو دینی اور دنیاوی تمام باتوں اور چیزوں کا علم ہوتا ہے۔ ان سے مثل انبیا علیہم السلام کے معجزات صادر ہوتے ہیں۔

---

[1] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل الرافضۃ، حصہ ا ص ۲۱۰۔
[2] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فصل فی الرافضۃ، حصہ ا، ص ۲۱۰۔
[3] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فصل فی الرافضۃ، حصہ ا ص ۲۱۰۔

۳۸	اَلْمُحَمَّدِيَّةُ	مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَسَنٍ ☆	امام قائم رہنے والا محمد بن عبداللہ بن حسن ہے جس نے سوائے بنی ہاشم کے ابی منصور کی طرف امامت کی وصیت کی۔ 5
۳۴	اَلْقَطْعِيَّةُ	مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنَفِيَّةُ	موسیٰ بن جعفر امام برحق ہے۔ اس کے بعد خلافت حقہ محمد بن حنیفہ کی ہے۔ جو کہ ان کے نزدیک امام منتظر ہیں اور برخلاف عقیدہ بعض شیعہ کے یہ لوگ موسیٰ کی موت کے قائل ہیں۔ 1
۳۵	اَلْكَيْسَانِيَّةُ	كَيْسَانُ مَوْلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيّ رضی اللہ عنہ	امام برحق محمد بن حنیفہ ہے۔ اس کی شان میں بہت مبالغہ کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے تمام علوم ظاہری و باطنی وعلوم آفاق اور تمام اسرار پر احاطہ کیا۔ اعتقادات اور ارکان شرعیہ میں تاویل کرتے ہیں، بعض تناسخ، حلول، رجعت کے قائل ہیں۔ 2
۳۶	الْكُرَيْبِيَّةُ	اِبْنُ كُرَيْبِ الضَّرِيْرِ	عام عقیدہ روافض کا ہے۔ 3
۳۷	اَلْمُغِيْرِيَّةُ	مُغِيْرَة	مغیرۃ کو امام مہدی کے خروج تک امام مانتے ہیں۔ 4

1 غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ فصل فی اقسام الرافضۃ حصہ اص ۲۱۱۔ 2 الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، فرقۃ الکیسانیۃ، ج اص ۲۳۵۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فصل فی اقسام الرافضۃ، حصہ اص ۲۱۱۔ 3 غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فصل فی اقسام الرافضۃ، حصہ اص ۲۱۱۔ 4 غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فصل فی اقسام الرافضۃ، حصہ اص ۲۱۱۔ ☆ محمد بن عبداللہ بن حسن نے خلیفۃ المسلمین منصور عباسی کی خلافت میں بغاوت کا اعلان کیا اور خود خلافت کا دعویدار ہو کر اپنی بیعت لینے لگا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ اور دیگر علماء نے بھی اس کی بیعت کا فتویٰ دیا اور بیعت کر لی۔ بالآخر میدان جنگ میں اپنے بھائی ابراہیم سمیت قتل کر دیئے گئے۔ [تاریخ الخلفاء] 5 [غنیۃ ایضا]

۳۹	اَلْحُسَیْنِیَّۃُ	حُسَیْنُ بْنُ اَبِیْ مَنْصُوْرٍ	حسین بن ابی منصور کی امامت کے قائل ہیں۔ بموجب وصیت ابی منصور کے۔ [1]
۴۰	اَلنَّاوِسِیَّۃُ	ناوسُ الْبَصْرِی	امام جعفر صادق اب تک زندہ ہیں اور وہ دوبارہ ظہور کرنے تک نہ مریں گے۔ بلکہ وہی امام مہدی ہیں۔ [2]
۴۱	اَلْاِسْمٰعِیْلِیَّۃُ	اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ	امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے۔ ان کے بعد اسمٰعیل امام منتظر اور برحق ہیں۔ بعض نے ان کی موت میں اختلاف کیا ہے۔ اور یہ سبب خلفائے عباسیہ کے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ [3]
۴۲	اَلْقَرَامِطِیَّۃُ	جَعْفَر	خلیفۂ برحق جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تک ہوئے۔ جعفر نے محمد بن اسمٰعیل کی درایت کی تصریح کی ہے اور محمد فوت نہیں ہوا۔ اب تک زندہ ہے اور وہی امام مہدی ہے۔ [4]
۴۳	اَلْمُبَارَکِیَّۃُ	اَلْمُبَارَک	امامت محمد بن اسمٰعیل کی صحیح ہے اور وہ فوت ہو چکا ہے۔ اس کے بعد خلافت اس کی اولاد میں باقی ہے۔ [5]

[1] غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی اقسام الرافضۃ، حصہ اص ۲۱۱۔
[2] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، الناوسیۃ، ج اص ۲۷۳۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی اقسام الرافضۃ، حصہ اص ۲۱۱۔
[3] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، الاسماعیلیۃ ج ۱، ص ۲۷۸۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی اقسام الرافضۃ حصہ اص ۲۱۱۔
[4] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الرافضۃ، حصہ اص ۲۱۱۔
[5] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الرافضۃ، حصہ اص ۲۱۱۔۲۱۲۔

۴۴	اَلشُّمَیْطِیَّۃُ	یَحْیٰی بْنُ اَبِی شُمَیْطٍ	امام برحق جعفر ہے پھر محمد بن جعفر۔ اس کے بعد خلافت اس کی اولاد میں باقی ہے۔ ❶
۴۵	اَلْعَمَّارِیَّۃُ اَوِ الْمَعْمَرِیَّۃُ یُقَالُ لَھُمْ اَلْاَفْطَحِیَّۃُ	عَبْدُاللّٰہِ بْنُ جَعْفَرِ الْاَفْطَحِ ☆	امام جعفر صادق کے بعد امامت ان کے فرزند عبداللہ کی طرف منتقل ہوئی کیونکہ یہ ان کا فرزند اکبر ہے اور اسمٰعیل اصغر۔ ❷
۴۶	اَلْمَمْطُوْرِیَّۃُ مِنْھُمْ اَلْمُوْسَوِیَّۃُ اَوِ الْوَاقِفَۃُ	مُوْسٰی بْنُ جَعْفَرٍ مَمْطُوْرَۃُ ☆☆ (فرقہ ممطوریہ کی شاخ)	امام جعفر کے بعد ان کے فرزند موسیٰ علیہ السلام کی خلافت کے قائل ہیں اور اس کی موت پر توقف کرتے ہیں۔ کہ ہم نہیں جانتے کہ آیا وہ فوت ہوا یا نہیں۔ موسیٰ بن جعفر پر توقف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اب تک زندہ ہے فوت نہیں ہوگا۔ اور وہی امام مہدی ہے۔ ❸

❶ الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، الشمیطیۃ ج۱ص۲۷۴۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی اقسام الرافضۃ، حصہ۱ص۲۱۲۔

❷ الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، الافطحیۃ، ج۱ص۲۷۴۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی اقسام الرافضۃ، حصہ۱ص۲۱۲۔

❸ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی اقسام الرافضۃ، حصہ۱ص۲۱۲۔

☆ افطح کہتے ہیں: چوڑے اور موٹے پاؤں والے کو۔ چونکہ عبداللہ کے پاؤں اسی طرح کے تھے۔ اس لئے اس کے ماننے والوں کو افطحیۃ کہتے ہیں۔ [غنیۃ ص۲۱۲]

☆☆ انہیں ممطورہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے مناظرہ کیا تو ان سے یونس نے کہا تم تو بھیگے ہوئے کتوں سے بھی زیادہ حقیر ہو۔ (ممطورہ یعنی بھیگا ہوا) پھر ان کا یہی لقب پڑ گیا۔ [غنیۃ ص۲۱۲]

۴۷	اَلْاِمَامِیَّۃُ	مُحَمَّدُ بْنُ حُسَیْنٍ	محمد بن حسین امام برحق و منتظر ہے اور قائم ہے بعد میں ظہور کرے گا۔ اور زمین کو عدل سے پُر کردے گا۔ [1]

تیسرا گروہ ''معتزلہ ☆'' کا ہے جس کے چھ فرقے ہیں۔

عموماً یہ گروہ قائل ہے کہ خدا کی کوئی صفت قدیم نہیں۔ اس کا علم' قدرت' سمع' بصر' کلام' ارادہ وغیرہ تمام اوصاف حادث ہیں۔ خدا کے عرش پر قرار پکڑنے کا انکار کرتے ہیں۔ نیز پچھلی رات کو آسمان دنیا پر اترنے کا بھی۔ وہ اپنی معلومات کے خلاف بھی ارادہ کر لیتا ہے اور جو کچھ وہ ارادہ کرتا ہے۔ کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا۔ اپنے غیر کے مقدورات پر اُس کو قدرت نہیں۔ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں۔ خدا خالق نہیں۔ انسان بدون اجل کے بھی مر جاتا ہے۔ مرتکب کبیرہ گناہ ایمان سے خارج ہے۔ اس لئے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس کے لئے شفاعت بھی نہیں۔ اکثر عذاب قبر اور میزان کے بھی قائل نہیں۔ مردہ کو زندوں کی دعا اور صدقہ کا ثواب اور فائدہ نہیں پہنچتا۔ اہل جنت کو خدا کا دیدار نہیں ہوگا۔ وغیرہ [2]

نمبر شمار	فرقہ کا نام	پیشوا کا نام	عقائد
۴۸	اَلْهُذَيْلِيَّة	هَمْدَانُ بْنُ اَبُوْ الْهُذَيْلِ الْعَلَّافِ	صفات خداوندی اس کی عین ذات ہیں۔ کلام الٰہی بعض مخلوق ہے اور بعض غیر مخلوق۔ قدرت الٰہی متناہی ہے وغیرہ۔ [3]

[1] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، فرقۃ الامامیۃ، ج ۱ ص ۲۶۵۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، حصہ ۱ ص ۲۱۲۔

[2] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی ذکر المعتزلۃ، حصہ ۱ ص ۲۱۷۔۲۱۸۔

[3] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، فرقۃ الهذیلیۃ، ج ۱ ص ۶۶۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن حصہ ۱ ص ۲۱۷۔۲۱۸

☆ ان کو معتزلہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں یا مسلمانوں کے خیالات سے کنارہ کش ہیں۔ [غنیۃ ص ۲۱۶]

۴۹	اَلنِّظَامِیَّۃُ	اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَیَّارِ بْنِ ھَانِی النِّظَام	انسان حقیقت میں روح کا نام ہے۔ جسم اس کا ظرف ہے اس لئے کہ کسی نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا۔ بلکہ ان کے ظرف کو دیکھا ہے۔ خدا میں قدرت نہیں کہ اہل بہشت کی نعمتوں اور اہل دوزخ کے عذاب میں کمی بیشی کر سکے۔ ایمان مانند کفر کے ہے۔ اور طاعت مثل معصیت کے۔ اسی طرح فعل نبی ﷺ کا مثل فعل ابلیس لعین کے ہے۔ (معاذ اللہ) [1]
۵۰	اَلْمُعَمَرِیَّۃُ	مُعَمَر	خدا صرف جسم کا خالق ہے اور عوارضات جسمانی جسم کے اختراعی ہیں۔ خدا اُن کا خالق نہیں۔ قرآن فعل جسمانی ہے فعل الٰہی نہیں۔ خداوند تعالیٰ کی ذات قدیم نہیں۔ [2]
۵۱	اَلْجُبَائِیَّۃُ	اَبُو عَلِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالوَھَابِ الْجُبَائِی	بندہ اپنے افعال کا خود ہی خالق ہے۔ خدا، اپنے بندوں کے ارادے پورے کرنے میں ان کا تابعدار ہے۔ ان شاء اللہ کہنا بیکار ہے۔ پانچ درہم سے ایک درہم بھی کم چوری کرنے والا فاسق نہیں۔ کرامات اولیا، صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کے منکر ہیں۔ [3]

[1] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، النظامیۃ ج ۱ص ۶۷۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی ذکر المعتزلۃ، حصہ ۱ص ۲۱۹۔ [2] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، المعمریۃ، ج ۱ص ۸۹۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ فصل فی ذکر المعتزلۃ حصہ ۱ص ۲۰۔۲۱۹۔ [3] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، الجبائیۃ، ج ۱ص ۱۰۳۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی ذکر المعتزلۃ، حصہ ۱ص ۲۲۰۔

۵۲	اَلْبَهْشَمِيَّةُ	اَبُوْهَاشِمِ عَبْدُالسَّلَامِ بْنِ الْجَبَائِي	ہم عقیدہ جبائیہ کا ہے بعض عقائد میں مثلاً: دیدار الٰہی سے انکار۔ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ وغیرہ ذالک اور منفرد ہیں ان سے بعض عقائد میں ۔ مثلاً: صفات الٰہی موجود بالذات نہیں۔ وغیرہ ذالک ❶
۵۳	اَلْكَعْبِيَّةُ	اَبُوالْقَاسِمِ الْكَعْبِي الْبَغْدَادِي	خدا سمیع و بصیر نہیں۔ نہ اس میں صفت ارادہ حقیقتاً پائی جاتی ہے۔ ❷

چوتھا گروہ (مرجیہ) کا۔ جس کے بارہ فرقے ہیں۔

عموماً یہ گروہ قائل ہے کہ جب کسی نے ایک بار کلمہ پڑھ لیا پھر اگر چہ سارے ہی گناہ کر لے ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔ ایمان صرف قول کا نام ہے عمل ایمان سے خارج ہے۔ وہ صرف احکام شریعت ہیں۔ لوگوں کا ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا ہے۔ (عام لوگ نیک ہوں یا بدفاسق، ہوں یا فاجر) ان کا ایمان اور نبیوں اور فرشتوں کا ایمان ایک ہی ہے کم زیادہ نہیں اگر چہ عمل نہ کریں۔ ❸

۵۴	اَلْجَهْمِيَّةُ اَلْمُرْجِيَةُ	جَهْمُ بْنُ صَفْوَانَ☆	یہ فرقہ دو جماعت میں منقسم ہے۔ بعض تو مرجیہ کے ہم عقیدہ ہیں۔ عموماً اور بعض جبریہ عقیدہ کے ساتھ متفق ہیں۔ نیز عموماً انکار صفات باری میں معتزلہ کے بھی موافق ہیں۔ ❹

❶ الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، البہشمیۃ، ج۱ص۱۰۳۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی ذکر المعتزلۃ، حصہ۱ص۲۲۰۔ ❷ غنیۃ الطالبین، باب فی معرفۃ الالٰہ، فصل ذکر المعتزلۃ، حصہ۱ص۲۲۰۔

❸ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی ذکر المرجیۃ، حصہ۱ص۲۱۳۔

❹ الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، فرقۃ الجہمیۃ، ج۱ص۱۱۳۔ غنیۃ الطالبین، باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ، حصہ۱ص۲۱۴۔

☆ جہم بن صفوان جبریہ اور مرجیہ کے عقائد کا حامل تھا۔ خلافت بنی امیہ میں سلم بن احوز المازنی نے مرو میں اسے قتل کر دیا۔ [الملل ج۱ص۱۱۳]

۵۵	اَلصَّالِحِیَّۃُ	اَبُوالْحُسَیْنِ صَالِحُ بْنُ عَمْرِوالصَّالِحِی	ایمان صرف معرفت الٰہی کا نام ہے اور عدم معرفت کا نام کفر' تثلیث کا اقرار کرنا کفر نہیں ہے۔ اگرچہ یہ کافروں کا قول ہے۔ انکار رسالت سے معرفت باطل نہیں ہوتی۔ نماز عبادت نہیں۔ نہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے نہ کفر میں۔ ❶
۵۶	اَلشَّمْرِیَّۃُ	اَبُوْشَمْرٍ	ہم عقیدہ ہے صالحیہ کا۔ نیز یہ کہ توحید کا اقرار کرنا جب تک کہ اس پر انبیاء علیہم السلام کی حجت قائم نہ ہو۔ جب ان کی حجت قائم ہو جائے تو ان کا اقرار اور تصدیق بھی ایمان ہی ہے لیکن اقرار اور معرفت اُس چیز کی جو خدا کے پاس سے وہ لائے ہیں۔ ایمان میں داخل ہیں۔ ❷
۵۷	اَلْیُوْنُسِیَّۃُ	یُوْنُسُ السَّمرِی اَوِ اُلْبَرِّی	ایمان صرف معرفت الٰہی اور خضوع اور محبت کا نام ہے۔ دخول جنت کے لئے اخلاص و محبت ہی کافی ہے۔ اعمال و طاعات ضروری نہیں۔ نہ معصیت سے مومن کو کوئی ضرر ہے نہ طاعت داخل معرفت۔ ❸

❶ غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ، حصہ ا ص ۲۱۴۔ الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، فرقۃ الصالحیۃ، ج ا ص ۲۳۰۔

❷ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ، حصہ ا ص ۲۱۵۔

❸ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ، حصہ ا ص ۲۱۴۔۲۱۵۔

۵۸	اَلْیُوْنَانِیَّۃُ اَوِ الثَّوْبَانِیَّۃُ	یُونَان اَوْ اَبُوْثَوْبَان	ایمان صرف خدا کی معرفت اور رسول کے اقرار کا نام ہے اور جو بات عقل میں جائز نہیں۔ اُس کا کرنا اور جو عقل میں جائز ہے اس کا نہ کرنا ایمان سے متعلق نہیں ہے۔ غرض کہ کل اعمال ایمان سے خارج ہیں۔ 1
۵۹	اَلنَّجارِیَّۃُ الْمُرْجِیَۃُ	حُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ النَّجارِ	صفات باری میں معتزلہ کے ہم عقیدہ ہے۔ نیز یہ کہ دیدار الٰہی محال ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ معرفتِ قلبی دل سے منتقل ہو کر آنکھوں میں سما جائے۔ اور بجائے دل کے آنکھیں معرفتِ الٰہی حاصل کر لیں تو یہی دیدار الٰہی ہے۔ کلام الٰہی مخلوق ہے۔ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے (تعجب ہے!) خدا کی ذات ہر جگہ اور ہر مکان میں موجود ہے۔ 2
۶۰	اَلْغَیْلَانِیَّۃُ	غَیْلَانُ ابْنُ مَرْوَانَ اَوِ ابْنُ حَارِثٍ	ہم عقیدہ ہے شمر یہ کا نیز ان کے نزدیک اقرار باللسان ہی تصدیق ہے۔ 3

1 الملل والنحل: مذاہب اہل العالم فرقۃ الشوبانیۃ ج ۱ ص ۲۲۶۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ، حصہ ۱ ص ۲۱۵۔

2 الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، النجاریۃ، ج ۱ ص ۱۱۶۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ، حصہ ۱ ص ۲۱۵۔

3 غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ حصہ ۱ ص ۲۱۵۔

۶۱	اَلْحَنَفِيَّةُ	اَبُوْ حَنِيْفَةَ نُعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ ☆	ایمان صرف معرفت الٰہی اور اقرار کرنا ہے اللہ اور رسول کا اور جو کچھ وہ اللہ کے پاس سے لائے ہیں۔ اجمالی طور پر اسی طرح برہوتی نے کتاب الشجرہ میں لکھا ہے۔ [1]
۶۲	اَلشَّبِيْبِيَّةُ	مُحَمَّدُ بْنُ شَبِيْبٍ	ایمان صرف وحدانیت کا اقرار کرنا اور تشبیہ کا اس سے انکار کرنا ہے۔ [2]
۶۳	اَلْمُعَاذِيَّةُ	مُعَاذُ الْمُوصِي	جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس کی نسبت کہیں گے کہ اُس نے فسق کا کام کیا۔ لیکن اس کو فاسق نہیں کہیں گے۔ اور فاسق آدمی نہ خدا کا دشمن ہے نہ دوست۔ [3]
۶۴	اَلْمُرَيْسِيَّةُ	بِشْرُ بْنُ غِيَاثٍ الْمُرَيْسِي	ایمان صرف تصدیق کا نام ہے جو دل اور زبان سے ہو۔ اور کفر انکار کا نام ہے (عملیات کو اس میں دخل نہیں) چنانچہ چاند، سورج، بت، کو سجدہ کرنا کفر نہیں ہے۔ صرف کفر کی علامت ہے۔ [4]

[1] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ حصہ ۱، ص ۲۱۵۔

[2] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ، حصہ ۱ ص ۲۱۵۔

[3] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ، حصہ ۱ ص ۲۱۶۔

[4] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ، حصہ ۱ ص ۲۱۶۔

☆ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو ئی حنفی مذہب کے مقتدا ہیں۔ اکثر اہل علم نے ان کو فرقہ مرجئہ میں شمار کیا ہے۔ چونکہ ان کے بعض عقائد اس فرقہ ضالہ سے ملتے ہیں۔ خود پیر عبد القادر جیلانی نے بھی ان کو مرجئہ میں شمار کیا ہے۔

۶۵	اَلْکَرَامِیَّۃُ	اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ کَرَامٍ	ایمان صرف اقرار باللسان کا نام ہے نہ کہ تصدیق بالقلب کا۔ منافقین بھی مومن حقیقی ہیں۔(اور ان میں بہت سے مختلف فرقے شامل ہیں۔) [1]

پانچواں گروہ (مشبہہ) کا جس کے تین فرقے حسب ذیل ہیں۔
عموماً یہ گروہ روافض اور کرامیہ کے عقائد پر مشتمل ہے جو حلول اور تشبیہ کے قائل ہیں۔ کہتے ہیں جائز ہے کہ خداوند تعالیٰ کسی شخص کی صورت میں ظہور کرے مثل جبرئیل علیہ السلام کے اور کہتے ہیں کہ اس کو چھو سکتے ہیں اور مصافحہ کر سکتے ہیں اور اس کے مخلص بندے اس کو دنیا اور آخرت میں دیکھتے ہیں۔ وغیرہ ذٰلک، [2]

۶۶	اَلْھِشَامِیَّۃُ	ھِشَامُ بْنُ الْحَکَمِ	خدا کا جسم ایک نور ہے۔ جو چوڑا لمبا اور موٹا چمکدار ہے۔ مثل ٹکڑے چاندی کے جو حرکت کرتا ہے اور ٹھہر جاتا ہے۔ کھڑا ہو جاتا ہے اور بیٹھ جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ سب سے بہتر قد سات بالشت ہے، [3]
۶۷	اَلْمُقَاتِلِیَّۃُ	مُقَاتِلُ بْنُ سُلَیْمَانَ	خدا کا جسم اور صورت مثل انسان کے ہے جس کے گوشت خون، جوڑ، اعضا، سر، زبان، گردن وغیرہ ہیں۔ باوجود اس کے وہ غیر مشابہہ ہیں۔ [4]
۶۸	اَلْوَاسِمِیَّۃُ	مَجْھُوْلٌ	فرقہ غیر معروف ہے جو مشبہہ کے عام عقائد پر ہے۔ [5]

[1] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الکرامیۃ، حصہ ۱ص ۲۱۶۔
[2] غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی المشبہۃ، حصہ ۱ص ۲۲۱۔
[3] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، فرقۃ الھشامیۃ، ج ۱ص ۳۰۷۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ فصل فی المشبہۃ، حصہ ۱ص ۲۲۱۔ [4] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل المشبہۃ، حصہ ۱ص ۲۲۱۔
[5] غنیۃ الطالبین: باب الثامن فی معرفۃ الالٰہ فصل فی المشبہۃ حصہ ۱ص ۲۲۱۔

چھٹا گروہ (جہمیہ، جبریہ) کا جس کا ایک ہی فرقہ ہے۔

٦	اَلْجَهْمِيَّةُ اَلْجَبْرِيَّةُ	جَهْمُ بْنُ صَفْوَانَ	مرجیہ فرقہ سے الگ ہو کر معتزلہ اور جبریہ کے عقائد پر مشتمل ہے۔ اور کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کسی چیز کو اُس کے پیدا کرنے سے پہلے نہیں جانتا۔ انسان اپنے کاموں پر مختار نہیں نہ وہ خود ارادہ کرسکتا ہے۔ بلکہ قدرت الٰہی کی طرف سے مجبور ہے اور اس کا مکلف ہونا اور ثواب و عذاب کا دیا جانا سب کچھ خدا کی طرف سے ہے۔ [1]

ساتواں گروہ (ضراریہ) کا جس کا ایک ہی فرقہ ہے۔

٧٠	اَلضِّرَارِيَّةُ	ضِرَارُ بْنُ عَمْرٍو	خدا اس معنی سے عالم اور قادر ہے کہ وہ جاہل اور عاجز نہیں۔ اور خدا کی بھی ماہیت ثابت ہے۔ مگر اس کا علم اسی کو ہے یعنی وہ اپنے نفس کا شاہد ہے مگر اس کی دلیل اس کو معلوم نہیں۔ [2]

آٹھواں گروہ (نجاریہ صفاتیہ) کا جس کا ایک ہی فرقہ ہے۔

---

[1] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، الجھمیۃ، ج ۱ ص ۱۱۳۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجھمیۃ، حصہ ۱ ص ۲۲۱۔

[2] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، الضراریۃ، ج ۱ ص ۱۲۰۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجھمیۃ، حصہ ۱ ص ۲۲۲۔

۷۱	اَلنَّجَارِیَّۃُ الصِّفَاتیہ	حُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ النَّجَارِ	اول یہ فرقہ معتزلہ کے عقائد پر مشتمل رہا۔ بعد میں ایک جماعت مختلف ہو کر برخلاف روش سلف کے صفات باری تعالیٰ میں تاویل کرنے لگے اور مثل فرقہ شیعہ کے تشبیہ تک نوبت پہنچانے لگے اور کئی جماعتوں میں منقسم ہو گئے۔ [1]

نواں گروہ (کلابیہ) کا جس کا ایک ہی فرقہ ہے۔

۷۲	اَلْکُلَابِیَّۃُ	اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ بْنُ کُلَابِ	صفات الٰہی نہ قدیم ہیں نہ حادث نہ یہ کہتے ہیں کہ اس کی صفتیں عین ہیں یا غیر اور استواء علی العرش کے قائل نہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ کا کوئی مکان نہیں۔ قرآن حروف نہیں ہیں، وغیرہ ذلک۔ [2]

یہ نئے نئے مذاہب جو پیدا ہوئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے محفوظ رہے۔ مگر بعض بدعات ان کے سامنے شروع ہو گئی تھیں۔ جن کے رد میں انہوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اس کی ایک مثال درج ذیل واقعہ ہے:

اَخْرَجَ اَبُوْنَعِیْمِ الْبَصْرِیُّ فِی الْبَحْرِ وَ غَیْرُہٗ فِیْ غَیْرِہٖ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ قَوْمًا اِجْتَمَعُوْا فِیْ مَسْجِدٍ یُھَلِّلُوْنَ وَ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ جَھْرًا فَقَامَ اِلَیْھِمْ فَقَالَ مَا عَھِدْنَا ذٰلِکَ فِیْ عَھْدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ مَآ اَرَاکُمْ اِلَّا مُبْتَدِعِیْنَ وَ مَازَالَ یَذْکُرُ ذٰلِکَ حَتّٰی اَخْرَجُوْہُ مِنَ الْمَسْجِدِ.

---

[1] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم، ج ۱/ص ۱۱۶۔ غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ، حصہ ۱ص ۲۲۲۔

[2] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فی معرفۃ الالٰہ، فصل فی الجہمیۃ، حصہ ۱ص ۲۲۲۔

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا کہ لوگ مسجد میں جمع ہو کر لا الہ الا اللہ اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ خبر پا کر آپ گئے۔ فرمایا: کہ اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی کو کلمہ و درود پڑھتے اس طرح نہیں دیکھا۔ میں تم کو بدعتی جانتا ہوں۔ پس یہی کہتے رہے یہاں تک کہ اُن کو مسجد سے نکلوا دیا''۔ قریب قریب یہی دارمی میں مضمون ہے۔ [1]

(درود شریف کے جلسے کرنے والے اور تیجے کے چنے پڑھنے والے اس پر غور کریں۔)

اسی طرح تابعین و تبع تابعین و ائمہ محدثین و مجتہدین بھی جو قدم بقدم صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس اصلی سیدھے راستے پر چلے آ رہے تھے۔ ان نئی باتوں اور نئے نئے فرقوں کا رد کرتے رہے۔ وہ ان نئے فرقوں کے مقابلے میں اہلسنت کہلائے۔ چنانچہ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ:۔

فَعَلَى الْمُؤْمِنِ اِتِّبَاعُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَالسُّنَّةُ مَاسَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْجَمَاعَةُ مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ اَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ [2]

''مومن پر اتباع، سنت اور جماعت کی لازم ہے۔ پس سنت سے مراد سنتِ رسول ﷺ ہے اور جماعت سے مراد یہ ہے کہ جس پر صحابہ کا اتفاق ہو۔''

اور توضیح تلویح مطبوعہ نولکشور ص ۳۵۴ میں ہے۔

اَهْلُ السُّنَّةِ وَالجَمَاعَةِ وَ هُمُ الَّذِينَ طَرِيقَتُهُمْ طَرِيقَةُ الرَّسُولِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ اَصْحَابِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ دُوْنَ اَهْلِ الْبِدَعِ

''اہلسنت والجماعۃ وہ ہیں کہ جن کا طریقہ ہے، طریقہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا، سوائے اہل بدعت کے۔''

[1] دارمی: مقدمۃ، باب فی کراھیۃ، اخذ الرأی ﷺ

[2] غنیۃ الطالبین: باب الثامن، فصل فی فضیلۃ لامۃ محمدیہ، حصہ اص ۱۸۸۔

تقلید کی تمہید:

یہ مضمون میرے موضوع سے متعلق ہے۔ اس لئے اس کو ذرا وضاحت سے پیش کرتا ہوں۔ ابتدائے اسلام سے تین سو سال تک تو تقلید کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ نہ مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑی تھی۔ البتہ زمانہ خیر القرون ختم ہوتے ہی لوگ آرائے رجال کی طرف رجوع کرنے لگے۔ سلف کا طریقہ جو احادیث کے ساتھ تمسک کا تھا رخصت ہونے لگا۔ اس کی (تقلید کی) ظاہری صورت پر فریفتہ ہوکر ''قال اللہ وقال الرسول'' کو خیر باد کہہ بیٹھے۔ اب اگر کسی طرف سے صدا آ بھی جاتی ہے تو اس کو اقوال رجال سے دفع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا یہ صاحب اقوال، ائمہ علما میں سے نہ تھے۔ آہ! یہ سارے کرشمے تقلید کے ہیں۔



تقلید کے معنی

① باعتبار لغت:

(تقلید گردن بند در گردن انداختن و کار بعہدہ کسے ساختن۔ و برگردنِ خود کار بگرفتن۔ و مجازاً بمعنی پیروی کسے بے دریافت حقیقت آن)

''گردن بند گلے میں ڈالنا اور کسی کی ذمہ داری پر کام کرنا۔ اور اپنی گردن پر کوئی کام لے لینا اور معنی مجازی یہ ہیں کہ کسی کی تابعداری بغیر حقیقت معلوم کیے کرنا۔'' ❶

ایضاً کتاب بہار عجم جلد دوم مطبوعہ نولکشور ص ۱۷۲۔ قلادہ بالکسر، گردن بند (گلے کا پٹا) قلائد جمع۔ ❷

② باصطلاح شرع:

تقلید یہ ہے جس کی بابت ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب شرح قصیدہ مالی مطبوعہ یوسفی دہلی ص ۲۴ میں لکھتے ہیں:۔

وَالتَّقْلِيْدُ قُبُولُ قَوْلِ الْغَيْرِ بِلَادَلِيْلٍ فَكَأَنَّهُ لِقَبُوْلِهٖ جَعَلَهُ قَلَادَةً فِيْ عُنُقِهٖ.

''تقلید قول غیر کا بغیر ثبوت کے قبول کرنا ہے پس گویا کہ اُس مقلد نے بوجہ قبول کر لینے اپنے امام کے قول کو اپنے گلے کا ہار بنالیا۔''

اَلتَّقْلِيْدُ اَلْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ مِنْ غَيْرِ حُجَّةٍ. ❸

''تقلید قول غیر پر بلا دلیل عمل کرنا ہے۔''

عقد الفرید میں ملا حسن شرنبلالی حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

---

❶ غیاث اللغات مطبوعہ نولکشور، ص ۱۶۱۔

❷ مولانا وحید الزماں قاسمی ''القاموس الوحید''، ص ۱۳۴۶ میں فرماتے ہیں۔ التقلید: بے سوچے سمجھے یا بے دلیل پیروی'' قَلَّدَ فلانًا'' تقلید کرنا، بلا دلیل پیروی کرنا، آنکھ بند کر کے کسی کے پیچھے چلنا، کسی کی نقل اتارنا جیسے قَلَّدَ القِردُ الانسانَ۔ ❸ مسلم الثبوت۔ بحر العلوم مطبوعہ نولکشور ص ۶۲۴۔

حَقِيقَةُ التَّقْلِيدِ الْعَمَلُ بِقَوْلِ مَنْ لَيْسَ قَوْلُهُ اِحْدَى الْحُجَجِ الْاَرْبَعَةِ الشَّرْعِيَّةِ بِلَا حُجَّةٍ مِّنْهَا فَلَيْسَ الرُّجُوْعُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالْاِجْمَاعِ مِنَ التَّقْلِيدِ لِاَنَّ كُلًّا مِّنْهُمَا حُجَّةٌ شَرْعِيَّةٌ مِّنَ الْحُجَجِ الشَّرْعِيَّةِ. [1]

"تقلید کی تعریف یہ ہے کہ ایسے شخص کے قول پر عمل کرنا۔ جس کا قول دلائل شرعیہ میں سے نہ ہو اور نہ اُس کے قول پر عمل کرنے کی کوئی حجت شرعی ہو۔ سو آنحضرت اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں دلائل شرعیہ میں سے ہیں۔"

مغتنم الحصول میں فاضل قندھاری حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

"اَلتَّقْلِيدُ اَلْعَمَلُ بِقَوْلِ مَنْ لَيْسَ قَوْلُهُ مِنَ الْحُجَجِ الشَّرْعِيَّةِ بِلَا حُجَّةٍ فَالرُّجُوْعُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ اِلَى الْاِجْمَاعِ لَيْسَ مِنْهُ [2]"

"اس شخص کے قول پر بلا دلیل عمل کرنا جس کا قول شرعی حجتوں میں سے نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہ ٹھہری۔"

علامہ سبکی لکھتے ہیں:۔

اَلتَّقْلِيدُ اَخْذُ الْقَوْلِ مِنْ غَيْرِ مَعْرِفَةِ دَلِيْلِهٖ. [3]

"کسی کے قول کو اس کی دلیل جاننے کے بغیر قبول کرنا تقلید ہے۔"

اعلام الموقعین میں ہے:

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُوَازمَنْدَادَ الْبَصرِيُّ الْمَالِكِيُّ: اَلتَّقْلِيدُ

---

[1] معیار الحق: باب دوم تقلید ائمہ اربعہ، معنی تقلید ص ۶۶۔

[2] معیار الحق: باب دوم تقلید ائمہ اربعہ، معنی تقلید ص ۶۶۔۶۷

[3] شرح جمع الجوامع، جلد ۲ ص ۳۵۱۔

مَعْنَاهُ فِی الشَّرْعِ الرُّجُوْعُ اِلٰی قَوْلٍ لَا حُجَّۃَ لِقَائِلِہٖ وَذٰلِکَ مَمْنُوْعٌ مِنْہُ فِی الشَّرِیْعَۃِ وَالْاِتِّبَاعُ مَاثَبَتَ عَلَیْہِ حُجَّۃٌ۔ ❶

''ابوعبداللہ بن خواز منداد بصری مالکی فرماتے ہیں کہ تقلید کے شرعی معنی یہ ہیں کہ ایسے شخص کی طرف رجوع کرنا جس کا قول حجت نہیں ہے۔ شریعت نے ایسی تقلید سے منع کیا ہے۔ اور اتباع وہ ہے کہ جس پر دلیل ہو۔''

غرض مطلب صاف ہے بغیر دلیل قرآن وحدیث کے کسی امام یا فقیہ کی بات مان لینے کو تقلید کہتے ہیں۔

تقلید کب سے شروع ہوئی:

① شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

اِعْلَمْ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا قَبْلَ الْمِائَۃِ الرَّابِعَۃِ غَیْرُ مُجْمِعِیْنَ عَلَی التَّقْلِیْدِ الْخَالِصِ لِمَذْھَبٍ وَّاحِدٍ۔ ❷

''یعنی معلوم کرنا چاہئے کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی خالص ایک مذہب پر متفق نہ تھے۔''

② روض الریاحین ترجمہ بستان المحدثین مطبوعہ قاسمی ص ۱۷ میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک لوگوں میں ایک مذہب کی تقلید راسخ نہ ہوئی تھی۔

③ اعلام الموقعین میں ہے:۔

اِنَّمَا حَدَثَتْ ھٰذِہِ الْبِدْعَۃُ فِی الْقَرْنِ الرَّابِعِ الْمَذْمُوْمَۃُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ❸

---

❶ اعلام الموقعین: ذکر تفصیل القول فی التقلید، ج ۲ ص ۱۷۴۔

❷ حجۃ اللہ البالغۃ: باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج ۱ ص ۱۵۲۔

❸ اعلام الموقعین: فصل فی عقد مجلس مناظرہ بین مقلد وبین صاحب حجۃ، ج ۲ ص ۱۸۵

''یہ تقلید کی بدعت چوتھی صدی میں جاری ہوئی۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ جس کی مذمت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو چکی ہے۔''

④ علامہ سند بن عنان مالکی تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

وَهُوَ اَيْضًا فِيْ نَفْسِهٖ بِدْعَةٌ مُّحْدَثَةٌ لِاَنَّا نَعْلَمُ بِالْقَطْعِ اَنَّ الصَّحَابَةَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ لَمْ يَكُنْ فِيْ زَمَانِهِمْ وَ عَصْرِهِمْ مَذْهَبٌ لِّرَجُلٍ مُّعَيَّنٍ يُدْرَسُ وَ يُقَلَّدُ وَاِنَّمَا كَانُوْا يَرْجِعُوْنَ فِي النَّوَازِلِ اِلَى الْكِتَابِ والسُّنَّةِ اَوْ اِلٰى مَا يَتَمَحَّضُ بَيْنَهُمْ مِنَ النَّظَرِ عِنْدَ فَقْدِ الدَّلِيْلِ وَ كَذٰلِكَ تَابِعُوْهُمْ اَيْضًا يَرْجِعُوْنَ اِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَاِنْ لَّمْ يَجِدُوْا نَظَرُوْا اِلٰى مَا اَجْمَعَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ فَاِنْ لَّمْ يَجِدُوْا اِجْتَهَدُوْا وَاخْتَارَ بَعْضُهُمْ قَوْلَ صَحَابِيٍّ فَرَاٰهُ الْاَقْوٰى فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ كَانَ الْقَرْنُ الثَّالِثُ وَفِيْهِ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَ مَالِكٌ وَّالشَّافِعِيُّ وَابْنُ حَنْبَلٍ فَاِنَّ مَالِكًا تُوُفِّيَ سَنَةَ تِسْعٍ وَّ سَبْعِيْنَ وَ مِائَةٍ وَّتُوُفِّيَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَ مِائَةٍ وَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وُلِدَ الْاِمَامُ الشَّافِعِيُّ وَوُلِدَ ابْنُ حَنْبَلٍ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَّ سِتِّيْنَ وَ مِائَةٍ وَ كَانُوْا عَلٰى مِنْهَاجِ مَنْ مَّضٰى لَمْ يَكُنْ فِيْ عَصْرِهِمْ مَذْهَبُ رَجُلٍ مُّعَيَّنٍ يَتَدَارَسُوْنَهٗ وَعَلٰى قَرِيْبٍ مِّنْهُمْ كَانَ اَتْبَاعُهُمْ فَكَمْ مِّنْ قَوْلِهٖ لِمَالِكٍ وَّنُظَرَآئِهٖ خَالَفَهٗ فِيْهَا اَصْحَابُهٗ وَ لَوْ نَقَصْنَا ذٰلِكَ لَخَرَجْنَا عَنْ مَقْصُوْدِ هٰذَا الْكِتَابِ وَمَا ذَاكَ اِلَّا لِجَمْعِهِمُ الْاٰلَاتِ الْاِجْتِهَادِ وَقُدْرَتِهِمْ عَلٰى ضُرُوْبِ الْاِسْتِنْبَاطَاتِ وَ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ ﷺ فِيْ قَوْلِهٖ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ

يَلُوْنَهُمْ ذَكَرَ بَعْدَ قَرْنَيْنِ وَالْحَدِيْثُ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ فَالْعَجَبُ لِاَهْلِ التَّقْلِيْدِ كَيْفَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا هُوَ الْاَمْرُ الْقَدِيْمُ وَ عَلَيْهِ اَدْرَكْنَا الشُّيُوْخَ وَهُوَ اِنَّمَا حَدَثَ بَعْدَ مِأَتَيْ سَنَةٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ وَ بَعْدَ فَنَاءِ الْقُرُوْنِ الَّذِيْ اَثْنٰى عَلَيْهِمُ الرَّسُوْلُ. [1]

"اور یہ تقلید ایک بدعت ہے جو بعد کے زمانہ میں پیدا ہوئی۔ اس لئے کہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں کسی خاص شخص کے نام کا مذہب نہ تھا۔ جس کو پڑھا پڑھایا جاتا ہو اور اس کی تقلید کی جاتی ہو بلکہ وہ لوگ واقعات میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرتے تھے اور قرآن و حدیث سے نہ ملنے کی صورت میں جس طرف اُن کی بصیرت پہنچتی۔ اسی طرح تابعین رحمۃ اللہ علیہم کرتے رہے یعنی قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اگر قرآن و حدیث سے نہ ملتا تو اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف نظر کرتے اگر اجماع بھی نہ ملتا تو خود اجتہاد کرتے۔ اور بعض کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے قول کو قوی سمجھ کر اختیار کر لیتے۔ پھر قرن ثالث (تبع تابعین کا زمانہ) آیا۔ اسی قرن میں (امام) ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور (امام) مالک رحمۃ اللہ علیہ اور (امام) شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور (امام) احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ کیونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۷۹ھ میں وفات پائی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵۰ھ میں وفات پائی اور اسی سال میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ اور امام احمد ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ چاروں بھی پہلوں کے طریقے پر تھے۔ اُن کے زمانہ میں بھی کسی خاص شخص کا مذہب مقرر نہ تھا جس کو آپس میں درس دیتے ہوں اور انہیں کے طرزِ عمل کے قریب قریب ان کے اتباع کا بھی طرز عمل تھا۔ بہت سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم پلہ اماموں کے قول ہیں جن

---

[1] الارشاد الی سبیل الرشاد، ص ۳۸۔ تعریف تقلید، ص ۱۷۔

میں انہیں کے شاگردوں نے اختلاف کیا اگر ہم ان کو نقل کریں تو اس کتاب کا جو مقصود ہے وہ رہ جائے گا۔ ان شاگردوں نے آزادی کے ساتھ اختلاف اسی واسطے کیا کہ وہ اُن کے (مقلد نہ تھے) بلکہ آلات اجتہاد کے جامع تھے اور استنباط مسائل کے طریقوں پر قادر تھے (بہرحال قرون ثلثہ میں مذہب تقلید پیدا نہ ہوا تھا) اور اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو ان کے اس قول میں سچا کر دیا کہ بہتر سب زمانوں میں اہل زمانہ میرے ہیں، پھر وہ جو اُن کے بعد والے ہیں، پھر جو ان کے بعد والے ہیں۔ اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے پس اہل تقلید سے تعجب ہے کہ وہ کیسے کہتے ہیں کہ یہ (تقلید والا مذہب) قدیم ہے۔ اور یہی ہم بزرگوں سے دیکھتے چلے آئے ہیں۔ حالانکہ وہ ہجرت سے دو سو برس بعد پیدا ہوا۔ بعد گزرنے ان قرون کے جن کی رسول نے تعریف کی۔“

⑤ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

وَاتَّفَقُوْا اَنَّ اٰخِرَمَنْ كَانَ مِنْ اَتْبَاعِ التَّابِعِيْنَ مِمَّنْ يُقْبَلُ قَوْلُهٗ مَنْ عَاشَ اِلٰى حُدُوْدِ الْعِشْرِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَ فِىْ هٰذَاالْوَقْتِ ظَهَرَتِ الْبِدَعُ ظُهُوْرًا فَاشِيًا اِلٰى قَوْلِهٖ وَتَغَيَّرَتِ الْاَحْوَالُ تَغَيُّرًا شَدِيْدًا. [1]

”تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم دو سو بیس برس تک زندہ رہے پس اُسی وقت سے بدعتیں پھیلنے لگیں اور (دین میں) بہت کچھ تغیر (تقلید سے) واقع ہو گیا۔“

⑥ تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دائرۃ المعارف نظامیہ ص ۲۰۲ میں ہے کہ:۔

وَكَذَالِكَ كَانَ فِىْ هٰذَا الْوَقْتِ خَلْقٌ مِّنْ اَئِمَّةِ اَهْلِ الرَّاْىِ

[1] الارشاد الی سبیل الرشاد: حدوث تقلید بعد خیر القرون، ص ۸۵۔

وَالْفُرُوْعِ وَعَدَدٌ مِّنْ اَسَاطِیْنِ الْمُعْتَزِلَةِ وَالشِّیْعَةِ وَاَصْحَابِ الْكَلَامِ الَّذِیْنَ مَشَوْا آرَاءَ الْمَعْقُوْلِ وَاَعْرَضُوْعَمَّا عَلَیْهِ السَّلَفُ مِنَ التَّمَسُّكِ بِالْاٰثَارِ النَّبَوِیَّةِ ﷺ وَ ظَهَرَ فِیْ الْفُقَهَآءِ التَّقْلِیْدُ وَ تَنَاقُصَ الْاِجْتِهَادِ.

''اسی طرح اُس وقت میں اہل الرائے وفروع (فقہا) کی ایک جماعت اور کتنے سردار معتزلہ اور شیعہ اور اصحابِ کلام موجود تھے۔ جو آرائے معقول پر چلے۔ اور سلف کا جو طریقہ احادیث کے ساتھ تمسک کا تھا، اس کو چھوڑ دیا اور (اس وقت سے) فقہا میں تقلید ظاہر ہوئی اور طریقہ اجتہاد گھٹنے لگا۔''

زمانہ رسول کریم ﷺ سے لے کر تینوں زمانوں خیر القرون تک تقلید کا وجود ہی نہ تھا۔ بعد زمانہ خیر القرون کے وجود پایا جاتا ہے۔

تقلید کے اسباب:

① شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

وَ كَانَ سَبَبُ ذٰلِكَ تَزَاحُمُ الْفُقَهَآءِ وَ تَجَادُلُهُمْ فِیْ مَابَیْنَهُمْ فَاِنَّهُمْ لَمَّا وَقَعَتْ فِیْهِمُ الْمُزَاحَمَةُ فِی الْفَتْوٰی كَانَ كُلُّ مَنْ اَفْتٰی بِشَیْءٍ نُوْقِضَ فِیْ فَتْوَاهُ وَرُدَّ عَلَیْهِ فَلَمْ یَنْقَطِعِ الْكَلَامُ اِلَّا بِمَسِیْرٍ اِلٰی تَصْرِیْحِ رَجُلٍ مِّنَ الْمتقَدِّمِیْنَ فِی الْمَسْئَلَةِ وَاَیْضاً جَوْرًا لُقُضَاةِ فَاِنَّ الْقُضَاةَ لَمَّا جَارَاَكْثَرُهُمْ وَلَمْ یَكُوْنُوْآ اُمَنَاءَ لَمْ یُقْبَلْ مِنْهُمْ اِلَّا مَالَایُرِیْبُ الْعَامَّةُ فِیْهِ وَیَكُوْنُ شَیْئًا قَدْقِیْلَ مِنْ قَبْلُ وَ اَیْضًا جَهْلُ رُؤُسِ النَّاسِ وَاِسْتِفْتَاءِ النَّاسِ مَنْ لَّاعِلْمَ لَهٗ بِالْحَدِیْثِ وَ لَا بِطَرِیْقِ التَّخْرِیْجِ

كَمَا تَرَىٰ ذٰلِكَ ظَاهِرًا فِيْ اَكْثَرِ الْمُتَاَخِّرِيْنَ وَ قَدْنَبَّهَ عَلَيْهِ ابْنُ الْهُمَامِ وَغَيْرُهُ وَ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ سُمِّيَ غَيْرُالْمُجْتَهِدِ فَقِيْهًا وَّ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ ثَبَتُوْا عَلَى التَّعَصُّبِ. [1]

''اور وجہ تقلید کی فقہا کا آپس کا دھکا پیل کرنا۔ اور باہم جھگڑا کرنا ہوا۔ کیونکہ جب ان میں فتویٰ دینے میں مقابلہ آ پڑا۔ تو جو کوئی کسی چیز کا حکم دیتا اُس کے فتویٰ میں اعتراض کیا جاتا اور مانا نہ جاتا اور بدون رجوع کرنے کے متقدمین میں سے کسی کی تصریح پر مسئلہ میں بحث موقوف نہ ہوتی۔ اور ایک وجہ تقلید کی قاضیوں کا حکم کرنا ہے کیونکہ جب اکثر قاضیوں نے ظلم کیا اور امین نہ ہوئے تو ان کے وہ حکم مقبول ہوتے۔ جن میں عوام کو شک نہ ہو اور جن کو پہلے کسی نے کہا ہو۔ اور ایک وجہ یہ ہوئی کہ رؤسا جاہل ہوئے اور لوگوں نے ایسوں سے مسائل پوچھے جن کو حدیث اور طریق تخریج کا علم نہ تھا۔ جیسے اکثر متاخرین کا حال بظاہر یہی دیکھتے ہو اور ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس بات پر تنبیہ کی ہے۔ اور اس وقت میں غیر مجتہد کو فقیہ کہنے لگے اور اسی وقت میں یہ لوگ تعصب پر جم گئے۔''

② تذکرۃ الحفاظ جلد۲ ص۱۱۱ میں ہے کہ:۔

فَلَقَدْ تَقَالُّوْا اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ وَ تَلَاشَوْا وَ تَبَدَّلَ النَّاسُ بِطَلَبِهٖ بِهُمْءٍ بِهِمِ اَعْدَآءُ الْحَدِيْثِ وَالسُّنَّةِ وَ يَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ وَ صَارَعُلَمَآءُ الْعَصْرِ فِي الْغَالِبِ عَاكِفِيْنَ عَلَى التَّقْلِيْدِ فِي الْفُرُوْعِ مِنْ غَيْرِ تَحْرِيْرٍ لَّهَا وَ مُكِبِّيْنَ عَلٰى عَقْلِيَاتٍ مِّنْ

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ: باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج۱ ص۱۵۳۔ الانصاف، طبع مجتبائی دہلی و علماء اکیڈمی لاہور، ص۸۸۔

حِکْمَةِ الْاَ وَآئِلِ وَآرَآءِ الْمُتَکَلِّمِیْنَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّتَعَقَّلُوْا اَکْثَرَهَا فَعَمَّ الْبَلَآءُ وَاسْتَحْکَمَتِ الْاَ هْوَآءُ وَ لَا حَتْ مَبَادِئُ رَفْعِ الْعِلْمِ وَ قَبْضِهٖ مِنَ النَّاسِ فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَءً اَقْبَلَ عَلٰی شَأْنِهٖ وَ قَصَرَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَاَقْبَلَ عَلٰی تِلَاوَةِ قُرْاٰنِهٖ وَ بَکٰی عَلٰی زَمَانِهٖ وَاَمْعَنَ النَّظَرَ فِی الصَّحِیْحِ وَعَبَدَاللّٰهَ قَبْلَ اَنْ یَّبْغَتَهُ الْاَجَلُ اَللّٰهُمَّ وَ فِّقْ وَارْحَمْ (وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ) [1]

''اصحاب حدیث یکے بعد دیگرے مرتے گئے اور (جو زندہ رہے) حقیر سمجھے جاتے تھے۔ لوگوں نے علم حدیث کی نگہداشت چھوڑ دی۔ اور کتاب وسنت کے دشمن ہو گئے۔ محدثین کو استہزاء کرنے لگے اور اُس زمانے کے اکثر علما فروع (عملیات) میں بغیر تحقیق کے تقلید پر جم گئے اور عقلیات یعنی علوم حکمت اور آراء متکلمین پر جھک پڑے، بغیر سمجھے۔ پس کیسی بلاء پھیل گئی اور بدعات (تقلید) قوی ہو گئیں اور علم کے اُٹھ جانے کے آثار ظاہر ہو گئے۔ سو اللہ بھلا کرے اس شخص کا جو اپنے حال پر توجہ کرے۔ اور اپنی زبان کو روکے اور قرآن مجید کی تلاوت کیا کرے اور اپنے زمانے کی حالت پر روئے۔ اور بغور صحیحین (بخاری ومسلم) کو دیکھے۔ اور موت کے آنے سے پہلے اللہ کی (سنت کے مطابق) عبادت کر لے۔ اے اللہ! تو توفیق دے اور ہمارے حال پر رحم کر (اور ہم کو انہیں لوگوں میں داخل کر جن کے یہ نصیب ہیں)۔''

تقلید کی ترقی

① شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

فَاَیُّ مَذْهَبٍ کَانَ اَصْحَابُهٗ مَشْهُوْرِیْنَ وُسِّدَ اِلَیْهِمُ الْقَضَاءُ وَالْاِفْتَآءُ وَاشْتَهَرَ تَصَانِیْفُهُمْ فِی النَّاسِ وَدَرَسُوْا دَرْسًا

[1] الارشاد الیٰ سبیل الرشاد: ص ۲۷۵

ظَاهِرًا اِنْتَشَرَ فِي اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَ لَمْ يَزَلْ يَنْتَشِرُ كُلَّ حِيْنٍ وَّاَيُّ مَذْهَبٍ كَانَ اَصْحَابُهٗ خَامِلِيْنَ وَلَمْ يُوَلُّوا الْقَضَآءَ وَالْاِفْتَآءَ وَ لَمْ يَرْغَبْ فِيْهِمُ النَّاسُ اِنْدَرَسَ بَعْدَ حِيْنٍ. [1]

''جس مذہب کے اصحاب مشہور ہوئے اور خدمت قضاء اور افتاء ان کے سپرد ہوئی اور ان کی تصانیف لوگوں میں مشہور ہوئیں اور لوگوں نے ان کو پڑھا پڑھایا تو وہ اطراف عالم میں پھیل گیا اور ہمیشہ روز بروز بڑھتا گیا اور جس مذہب کے اصحاب غیر مشہور ہوئے اور قاضی و مفتی نہ بنائے گئے اور لوگ ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے وہ مذہب کچھ دنوں کے بعد مٹ گیا۔''

② خاص کر حنفی مذہب کو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی وجہ سے زیادہ ترقی ہوئی۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

وَ كَانَ اَشْهَرُ اَصْحَابِهٖ (اَبِيْ حَنِيْفَةَ) ذِكْرًا اَبُوْ يُوْسُفَ فَوَلِيَ قَضَاءَ الْقُضَاةِ اَيَّامَ هَارُوْنِ الرَّشِيْدِ فَكَانَ سَبَبًا لِظُهُوْرِ مَذْهَبِهٖ وَالْقَضَاءِ بِهٖ فِيْ اَقْطَارِ الْعِرَاقِ وَخُرَاسَانَ وَ مَا وَرَآءِ النَّهْرِ. [2]

''امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سب سے زیادہ شہرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ہوئی۔ ہارون رشید کے عہد میں قاضی القضاۃ کا منصب اُن کو حاصل ہوا۔ اس کی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب پھیل گیا اور تمام اطراف عراق، خراسان، ماوراء النہر تک اُس کا قبضہ ہو گیا۔''

حنفی مذہب کی ترقی کے متعلق ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ

ہمارے برادران احناف فرمایا کرتے ہیں کہ حنفی مذہب کی اس قدر ترویج و شہرت اس کی حقیقت کی دلیل ہے۔ چنانچہ اکثر سلاطین بھی اسی مذہب کے

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب الفرق بین اہل الحدیث واصحاب الرائی، ج ۱، ص ۱۵۲۔

[2] حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب اسباب اختلاف مذاہب الفقہاء، ج ۱، ص ۱۴۶۔

پابند رہے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ کسی مذہب کا رواج پا جانا اور سلاطین کا اُسی مذہب کو اختیار کرنا۔ اُس مذہب کی حقیقت کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ بادشاہ اور عام لوگ تو اُسی مذہب کو ضرور پسند کریں گے جو ان کی طبیعت اور خواہش کے موافق ہو اور جس میں وسعت اور آزادی زیادہ ہو۔ چونکہ حنفی مذہب اسی کا مصداق تھا اور ہے۔ اس لئے اس کی ترقی ہونا قرین قیاس ہے۔

اب میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ سلاطین کا میلان اس طرف کیسے ہوا۔ اپنی طرف سے نہیں بلکہ کتب تواریخ سے۔ چنانچہ ابن خلکان مطبوعہ ایران جلد۲ ص ۴۶۳ میں لکھتے ہیں کہ سبب عروج امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور ہارون رشید کے یہاں ان کی رسائی کا ذریعہ یہ ہوا کہ ہارون رشید نے اپنے گھر میں کسی کو زنا کرتے، خود دیکھا اور سخت کوفت ہوئی کہ کیا کریں۔ خادم سے کہا کہ کسی فقیہ کو لے آ۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اس خادم سے پہلے رابطہ تھا وہ انہیں لے گیا۔ ہارون رشید نے اُن سے پوچھا کہ اگر امام وقت خود کسی کو زنا کرتے دیکھے تو کیا کرے۔ اور اس وقت ہارون رشید کے چہرے پر رنج کے آثار نمایاں تھے۔ امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ ہارون رشید کے گھر کا واقعہ ہے انہوں نے فتویٰ دیا کہ اس صورت میں حد نہیں ہے۔ ہارون رشید بہت خوش ہوا اور امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو انعام عطا فرمایا۔ اس قصہ کے ذکر کرنے کے بعد ابن خلکان جلد۲ ص ۴۶۳ میں لکھتے ہیں کہ:۔

فَصَارَ ذٰلِکَ اَصْلًا لِلنِّعْمَۃِ

"یعنی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ہارون رشید کے دربار میں رسوخ کی ابتداء یہاں سے ہوئی"۔

پھر رفتہ رفتہ قاضی ہوئے۔ ہارون رشید کی ساری سلطنت میں قاضی انہیں کی تجویز سے مقرر ہوئے تھے اور انہیں سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی ترویج اور

شہرت ہوئی۔ چنانچہ اس موقع پر ابن خلکان جلد۲ ص ۴۶۳ میں لکھے ہیں کہ:۔

مَا كَانَ فِيْ اَصْحَابِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ مِثْلُ اَبِيْ يُوْسُفَ لَوْ لَآ اَبُوْ يُوْسُفَ مَا ذُكِرَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ.

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مثل نہیں تھا۔ اگر ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بھی نہ ہوتا۔"

جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ سلفی نے طیوریات میں بسند ابن مبارک نقل کیا ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو اپنے باپ کی ایک لونڈی پر اس کی طبیعت آ ئی۔ اور اپنی خواہش اس پر ظاہر کی۔ اس لونڈی نے کہا کہ میں تمہارے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ خلوت کی تھی۔ پھر ہارون رشید کا عشق بڑھا تو اُس نے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر کہا کہ اس لونڈی کے حلال ہونے کی کوئی صورت تمہارے پاس ہے۔ قاضی صاحب نے کہا کہ کیا لونڈی جو دعویٰ کرے گی وہ مان لیا جائے گا۔ آپ اسکی بات نہ مانئے کیونکہ وہ جھوٹ سے محفوظ نہیں۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں کس سے تعجب کروں! اس بادشاہ سے جس نے مسلمانوں کے خون و مال پر ہاتھ ڈالا اور اپنے باپ کی حرمت کا لحاظ نہ کیا۔ یا اُس لونڈی سے کہ بادشاہ نے اُس سے خواہش کی اور اُس نے پرہیز کیا۔ یا اُس قاضی (ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ) فقیہ زمانہ سے کہ اجازت دے دی: [1]

اِهْتِكْ حُرْمَةَ اَبِيْكَ وَ اقْضِ شَهْوَتَكَ وَصَيِّرْهُ فِيْ رَقَبَتِيْ.

"یعنی (اے ہارون رشید) اپنے باپ کی ہتک حرمت کر اور اپنی خواہش پوری کر۔ اور اس (گناہ) کو میری گردن میں ڈال"۔ (اللہ رے جرأت)

تاریخ خلفاء ذکر ابو جعفر ہارون الرشید ص ۲۸۷ میں ہے کہ سلفی نے عبداللہ ابن یوسف سے روایت کی ہے کہ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے ایک لونڈی خریدی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ بغیر عدت پوری ہوئے اس وقت میں

[1] تاریخ خلفاء: ذکر ابو جعفر ہارون الرشید ص ۲۸۶۔

اس سے صحبت کروں۔ اُس کے حلال ہونے کا تمہارے پاس کوئی حیلہ ہے قاضی صاحب نے کہا: ہاں! آپ وہ لونڈی اپنے کسی لڑکے کو ہبہ کر دیجئے بعد اس کے اس سے نکاح کر لیجئے۔ اس فتویٰ پر ہارون رشید نے ایک لاکھ درہم انعام کا حکم دیا۔ قاضی صاحب نے کہا یہ روپیہ اسی وقت رات ہی کو مجھے مل جائے۔ اس پر کسی نے کہا کہ خزانچی اپنے گھر ہے اور دروازے تمام بند ہو چکے ہیں۔ (بھلا اب صبر کی تاب کہاں تھی) قاضی صاحب فرماتے ہیں:۔

فَقَدْ كَانَتِ الْاَبْوَابُ مُغْلَقَةً حِيْنَ دَعَانِيْ فَفُتِحَتْ .

"یعنی جب ہم بلائے گئے تھے تب بھی تو دروازے بند تھے آخر کھولے گئے۔"

ان کے سوا اور بھی قصے ہیں جو بخوف طوالت نظر انداز کئے جاتے ہیں۔ [1]

ناظرین! اب تو سمجھ گئے کہ حنفی مذہب کے ترقی کے اسباب کیا تھے۔

قطع نظر ان قصوں کے مسائل حنفیہ پر غور کرنے سے پتہ لگ جاتا ہے کہ اس مذہب کو امراء وسلاطین کے اختیار کرنے کی وجہ کیا تھی۔ ذرا حقیقۃ الفقہ حصہ اول کے مسائل ملاحظہ فرما کر مسئلہ نمبر ۴۵۲ ملاحظہ فرمائیں: مرد نے جھوٹے گواہ پیش کر کے دعویٰ کیا کہ میرا فلاں عورت سے نکاح ہو گیا اور قاضی نے تسلیم کر کے ڈگری دے دی۔ تو مرد کی اس عورت سے وطی کرنی جائز ہے۔ [ابوحنیفہ رحمہ اللہ] [2]

اسی قسم کے مسائل کی وجہ سے اُس زمانہ کے محدثین کے وہ اشعار ہیں جو ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کئے ہیں۔ جن میں آخر کا شعر یہ ہے:۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۱۴ میں ہے۔ قال يحيى بن يحيى سمعت ابا يوسف عند وفاته كل ما افتيتُ به فقد رجعت عنه الا ما وافق الكتاب والسنة. "یحییٰ بن یحییٰ تمیمی کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف کی وفات کے وقت انہیں کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جو فتوے دیئے ہیں ان میں جو قرآن وسنت کے مطابق نہ ہوں، میں ان سب سے توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔

[2] ترجمہ درمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ ص ۲۶

وَكَمْ مِّنْ فَرْجٍ مُحْصَنَةٍ عَفِيْفٍ اُحِلَّ حَرَامُهٗ بِاَبِيْ حَنِيْفَةَ [1]

کتنی ایک پاک دامن عورتوں کی شرم گاہیں جو حرام تھیں ابوحنیفہؒ کی بدولت حلال کردی گئیں

امراء کو تیمم میں منہ پر خاک ملنا ان کی نفاست طبع کے خلاف ہے یا کہ صاف چکنے پتھر (سنگ مرمر، یاقوت، ہیرہ، یشب، عقیق، زمرد) پر تیمم جائز ہے۔ اگر چہ دھلا ہوا ہو۔ صبح کو اٹھنا امراء سے نہیں ہو سکتا۔ حنفی مذہب میں صبح کی نماز آخر وقت پڑھنی چاہئے۔ لہذا انہوں نے اسی کو اختیار کیا۔ نماز میں دیر تک ٹھہرنا امیروں پر گراں ہے۔ حنفی مذہب میں صرف بقدر ایک آیت قیام کرنا اور رکوع سجود میں دیر نہ لگانا کافی ہے۔ امراء کو بھی آسان معلوم ہوا۔ رمضان میں سوا فرج کے، ناف یاران یا چوپایہ کی فرج یا مردہ عورت سے وطی کرے یا جلق لگائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ خواہش پرستوں کے مناسب حال ہے۔ غرض کہ اسی طرح کے صدہا مسائل ہیں جن میں امراء کے لئے بڑی آسانیاں ہیں تو پھر امراء کیوں نہ ایسے مذہب کو بطیب خاطر قبول کریں گے اور عوام "اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ" کیوں نہ ان کے قدم بقدم چلیں گے۔ لیجئے حضرت حنفی مذہب کی ترویج وشہرت کی یہ اصلیت ہے۔

تقلید کی تردید قرآن وتفاسیر سے:

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [۹/التوبہ:۳۱]

"ٹھہراتے ہیں اپنے عالم اور درویشوں کو رب۔ اللہ کو چھوڑ کر۔"

اس آیت کے تحت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

اَلْاَكْثَرُوْنَ مِنَ الْمُفَسِّرِيْنَ قَالُوْا لَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الْاَرْبَابِ اَنَّهُمْ اعْتَقَدُوْا فِيْهِمْ اَنَّهُمْ اٰلِهَةُ الْعَالَمِ بَلِ الْمُرَادُ اَنَّهُمْ اَطَاعُوْهُمْ فِيْ اَوَامِرِ هِمْ وَنَوَاهِيْهِمْ نُقِلَ اَنَّ عَدِيَّ ابْنَ حَاتِمٍ كَانَ نَصْرَانِيًّا

[1] المعارف ابن قتیبہ، ص ۲۱۷

فَانْتَهٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ بَرَآءَةٌ فَوَصَلَ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ قَالَ فَقُلْتُ لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ فَقَالَ اَلَيْسَ يُحَرِّمُوْنَ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ فَتُحَرِّمُوْنَهُ وَ يُحِلُّوْنَ مَآ حَرَّمَ اللّٰهُ فَتَسْتَحِلُّوْنَهُ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ. [1]

''اکثر مفسرین کہتے ہیں ارباب سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے مولویوں اور درویشوں کے خدا ہونے کا اعتقاد کر لیا تھا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے اطاعت کی تھی۔ اپنے مولویوں اور درویشوں کی اوامر اور نواہی میں۔ نقل کیا گیا ہے کہ عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم نصرانی تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ سورۃ برأت کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے تو (عدی رضی اللہ عنہ نے) کہا: کہ ہم ان کی پرستش نہیں کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا نہیں حرام کرتے تھے وہ اُس چیز کو کہ حلال کیا ہے اُس کو اللہ نے؟ پس حرام قرار دیتے تھے تم بھی اُس کو اور حلال کرتے تھے وہ اس چیز کو کہ حرام کیا ہے اُس کو اللہ نے۔ پس حلال سمجھتے تھے تم بھی اس کو۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہی ان کی پرستش تھی۔''

(۲) اور اسی کے قریب قریب مضمون تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مطبوعہ مصر جلد ۴ ص ۹۷ میں ہے۔ [2]

(۳) اسی طرح تفسیر ابن کثیر ج ۲، ص ۵۴۸ میں ہے۔

[1] التفسیر الکبیر، جلد ۱۶، ص ۳۷۔

[2] اور یہی مفہوم درج ذیل تفاسیر میں ہے: ''معالم التنزیل ج ۲، ص ۲۸۵۔ الدُّر المنثور، ج ۴، ص ۱۷۴۔ تفسیر المنار۔ تفسیر المراغی، ج ۱۰، ص ۱۰۳۔ صفوۃ التفاسیر، ج ۱، ص ۵۳۱۔ تفسیر مظہری ج ۲، ص ۱۷۵۔ تفسیر ماجدی، ص ۴۰۲۔ معارف القرآن کاندھلوی، ج ۳، ص ۴۱۴۔ تدبر القرآن، ج ۳، ص ۵۶۳۔ تفسیر عثمانی ج ۱، ص ۵۵۰۔ تفسیر الحسنات، ج ۲، ص ۷۰۰۔ احسن التفاسیر، ج ۲، ص ۴۳۰۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر التحریر والتنویر لابن عاشور۔ تفسیر فیوض الرحمٰن۔ انوار البیان۔ تفہیم القرآن''۔ [عاصم]

(۴) ایضاً تفسیر تبصیر الرحمٰن مطبوعہ مصر جلد اص ۲۹۸ میں ہے۔ (۵) ایضاً تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن ج اص ۲۷۰ میں ہے۔

(۶) ایضاً تفسیر بیضاوی جلد ا، ص ۴۱۳ میں ہے۔

(۷) شاہ عبدالعزیز صاحب اپنی تفسیر فتح العزیز مطبوعہ مجتبائی ص ۱۲۸ میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [۲/البقرۃ:۲۲]

''نہ ٹھہراؤ اللہ کے برابر کسی کو اور تم جانتے ہو''۔

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: ''در ینجا باید دانست کہ چنانچہ عبادت غیر خدا مطلقاً شرک و کفر است اطاعت غیر او تعالیٰ نیز بالاستقلال کفر است۔ و معنی اطاعت غیر باستقلال آنست کہ اورا مبلغ احکام آوندانستہ ربقہٗ اطاعت اورا در گردن اندازد۔ وتقلید اور الازم شمارد۔ باوجود ظہور مخالفت حکمِ او با حکم او تعالیٰ دست از اتباع او برندارد۔ وایں ہم نوعیت از اتخاذ انداد کہ در آیت کریمہ'':۔

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ.﴾ [۹/التوبہ:۳۱]

''ٹھہراتے ہیں اپنے عالم اور درویشوں کو رب، اللہ کو چھوڑ کر۔''

''یہ معلوم کرنا چاہئے کہ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کی قطعی کفر اور شرک ہے۔ اور اطاعت کسی اور کی بالاستقلال سوا باری تعالیٰ کے کفر ہے۔ اور معنی اطاعت غیر استقلال کے یہ ہیں کہ کسی کے احکام کی حقیقت معلوم کئے بغیر اس کی تقلید کا حلقہ اپنی گردن میں ڈالے۔ اور اُس کی تقلید لازم جانے۔ اور باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اس کے حکم کے خلاف ظاہر ہو۔ اُس کی اتباع کو نہ چھوڑے اور یہ ہی ایک قسم کا شرک قبول کرنا ہے کہ جس کی آیت کریمہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ میں برائی ظاہر فرمائی گئی ہے''۔

(۸) تفسیر عزیزی مطبوعہ مجتبائی ص ۶۰۲ تحت آیت ﴿مَآ اَلۡفَیۡنَا عَلَیۡهِ اٰبَآءَ نَا﴾ [۲/البقرۃ:۱۷۰] (ہم چلیں گے اس پر جس پر پایا اپنے باپ دادا کو)

دریں آیۃ اشارہ است بابطال تقلید وطریق اول آنکہ از مقلد باید پرسید کہ ہر کہ را تقلید میکنی نزدتو محقق است یا نے اگر محقق بودن اورانمی شناسی پس باوجود احتمال مبطل بودن او چرا اورا تقلید میکنی واگر محقق بودن اورا می شناسی پس بکدام دلیل می شناسی اگر بتقلید دیگری شناسی سخن دراں خواہد رفت وتسلسل لازم خواہد آمد واگر بعقل می شناسی پس آں راچرا در معرفت حق صرف نمی کنی وعارِ تقلید برخود گوارا می داری۔ طریق دوم آنکہ کسے را کہ تقلید می کنی۔ اگر ایں مسئلہ را او ہم بتقلید دانستہ است پس تو واو برابر شدا اوراچہ ترجیح ماند کہ تقلید اومی کنی واگر بدلیل دانستہ است۔ پس تقلید وقتے تمام می شود کہ تو ہمان مسئلہ را بہماں دلیل بدانی والا مخالف او باشی نہ مقلد او چوں تو ہم آن مسئلہ را بدلیل دانستی تقلید ضائع شد۔

’’اس آیت میں اشارہ ہے ابطال تقلید کا۔ دو طرح پر۔ اول یہ کہ مقلد سے پوچھنا چاہئے کہ تو جس کی تقلید کرتا ہے تیرے نزدیک وہ محقق ہے یا نہیں؟ اگر تو اس کا محقق ہونا نہیں جانتا تو باوجود احتمال ابطال کے اس کی تقلید کیوں کرتا ہے۔ اور اگر تو اس کو محقق جانتا ہے تو کس دلیل سے تو اس کو محقق سمجھتا ہے۔ اگر دوسرے کی تقلید سے اس کو محقق جانتا ہے تو (بھی) بحث اُس (دوسرے) میں چلے گی اور تسلسل لازم آئے گا۔ اور اگر اپنی عقل سے محقق جانتا ہے تو عقل کو تحقیق میں کیوں صرف نہیں کرتا اور تقلید کی بدنامی اپنے لئے گوارا کرتا ہے۔ دوم یہ کہ جس کی تو تقلید کرتا ہے اگر اُس نے بھی اس مسئلہ کو تقلید سے معلوم کیا ہے تو تقلید میں دونوں برابر ہوئے۔ اس کی وجہ فضیلت کیا ہے کہ تو اس کی تقلید کرتا

ہے اور اگر تو نے دلیل کے ساتھ معلوم کیا تو تقلید اسی وقت ختم ہو جاتی ہے کہ تو نے بھی اس مسئلہ کو اس دلیل سے معلوم کر لیا۔ ورنہ تو اس کا مخالف ہوگا نہ کہ اس کا مقلد کیونکہ جب تم نے بھی اس مسئلہ کو دلیل سے معلوم کیا ہے تو تقلید جاتی رہی۔"

(۹) تفسیر عزیزی ج ۲، ص ۸۶۲ میں تحت آیت:

﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [۲/البقرۃ:۱۴۵]

"اگر تابعداری کی اُن کی خواہشوں، کی علم پہنچنے کے بعد۔ تو آپ کا شمار بھی ظالموں میں ہوگا۔"

ازیں آیت معلوم شد کہ بعد از وضوح دلائل وسطوح براہین تقلید باطل است۔ زیرا کہ اتباع ہوی بعد مجی العلم است۔

اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ دلائل کے ظاہر ہونے اور ثبوت کے کھل جانے کے بعد تقلید باطل ہے۔ اس واسطے کہ یہ خواہش کا اتباع علم حاصل ہو جانے کے بعد ہے۔

(۱۰) تفسیر عزیزی مطبوعہ کلکتہ ص ۳۰۱ تحت آیت ﴿اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ﴾ [۲/البقرۃ:۷۸]

رقم می نمودند کہ بر ہر عالم فرض است کہ موافق علم خود عمل نماید واز دروغ گفتن وتحریف کتاب کردن احتراز کند و بر عامی فرض است کہ بر تقلید وظن اکتفا نکند بلکہ تحصیل یقین را قصد نماید۔

"ہر عالم پر فرض ہے کہ اپنے علم کے موافق عمل کرے اور غلط بیانی اور تحریف کتاب اللہ سے باز رہے اور عامی پر فرض ہے کہ صرف تقلید اور خیال ہی پر اکتفا نہ کرے۔ بلکہ یقین حاصل ہونے تک کوشش کرے۔"

(۱۱) تفسیر مظہری میں تحت آیت ﴿وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ

اللّٰہِ﴾ [۳/آل عمران:۶۴] قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی فرماتے ہیں کہ:۔

وَ مِنْ هٰهُنَا يَظْهَرُ اَنَّهُ اِذَا صَحَّ عِنْدَ اَحَدٍ حَدِيْثٌ مَرْفُوْعٌ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ سَالِمًا عَنِ الْمُعَارَضَةِ وَلَمْ يَظْهَرْ لَهُ نَاسِخٌ وَّكَانَ فَتْوٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مَثَلًا خِلَافَهُ وَقَدْ ذَهَبَ عَلٰى وَفْقِ الْحَدِيْثِ اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ يَجِبُ عَلَيْهِ اِتِّبَاعُ الْحَدِيْثِ الثَّابِتِ وَ لَا يَمْنَعُهُ الْجُمُوْدُ عَلٰى مَذْهَبِهٖ مِنْ ذٰلِكَ كَيْلَا يَلْزِمَ اِتِّخَاذُ بَعْضِنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ.

''اس سے ثابت ہوا کہ جس وقت کسی کے نزدیک حدیث مرفوع آنحضرت ﷺ کی صحیح ہو جائے اور معارضہ سے سالم ہو اور نہ ظاہر ہو واسطے اس کے نسخ۔ مثلاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اس کے خلاف ہو تو موافق اس حدیث کے ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام گیا ہو۔ تو واجب ہے کہ اس حدیث کی پیروی کرے اور امام صاحب کے فتویٰ پر جمانہ رہے ورنہ تو غیر اللہ کو پروردگار بنانا لازم آجائے گا۔''

تقلید کی تردید احادیث سے:

(۱۲) حدیث پاک میں ہے کہ:۔

وَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ اَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ اِنَّا لَنَسْمَعُ اَحَادِيْثَ مِنْ يَّهُوْدَ تُعْجِبُنَا اَفَتَرٰى اَنْ نَّكْتُبَ بَعْضَهَا فَقَالَ اَمُتَهَوِّكُوْنَ اَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَآءَ نَقِيَّةً وَ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَّا وَسِعَهُ اِلَّا اتِّبَاعِيْ. ❶

❶ مشکوۃ: کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، فصل الثانی، رقم ۱۷۷

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عمر رضی اللہ عنہ آئے پس کہا تحقیق ہم یہودیوں کی باتیں سنتے ہیں تو وہ ہم کو اچھی لگتی ہیں۔ کیا پھر ہم ان میں سے کچھ لکھ لیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا نے کہ کیا حیران ہو تم جیسے کہ حیران ہوئے یہود و نصاریٰ۔ میں تحقیق لایا ہوں تمہارے پاس شریعت روشن صاف۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے نہیں لائق تھی ان کو مگر پیروی میری۔''

(۱۳) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بِنُسْخَۃٍ مِّنَ التَّوْرَاتِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ھٰذِہٖ نُسْخَۃٌ مِّنَ التَّوْرَاتِ فَسَکَتَ فَجَعَلَ یَقْرَءُ وَوَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَتَغَیَّرُ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ ثَکِلَتْکَ الثَّوَاکِلُ مَا تَرٰی مَا بِوَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَ غَضَبِ رَسُوْلِہٖ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ بَدَا لَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَ تَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ وَ لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا وَّ اَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ لَا تَّبَعَنِیْ۔ [1]

''جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا نسخہ لائے۔ پس کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے نسخہ توراۃ کا۔ پس چپ رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس پڑھنا شروع کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونے لگا۔ پس کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے۔ گم کریں تم کو گم کرنے والیاں۔ کیا نہیں دیکھتا تو اس چیز کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مشکوۃ: کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، فصل الثالث۔ رقم ۱۹۴۔

کے چہرہ میں ہے؟ پس دیکھا عمر رضی اللہ عنہ نے طرف چہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کہا (عمر رضی اللہ عنہ نے) پس پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ اللہ کے، اللہ کے غضب سے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے۔ راضی ہوئے ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے! اُس ذات کی کہ محمد کی جان جس کے ہاتھ میں ہے اگر ظاہر ہوتے واسطے تمہارے موسیٰ علیہ السلام پس پیروی کرتے تم اُس کی اور چھوڑ دیتے تم مجھ کو البتہ گمراہ ہوتے تم سیدھی راہ سے اور اگر ہوتے موسیٰ زندہ اور پاتے نبوت میری تو میری ہی پیروی کرتے۔''

ان احادیث کو پیش نظر رکھ کر نہایت ہی غور طلب ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسول صاحب شریعت اور صاحب کتاب کی تابعداری کرنے سے تو گمراہ ہو جائے اور آراء رجال کے سامنے سر تسلیم ختم کرنے سے ہدایت پائے۔

تقلید کی تردید اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے:

(۱۴) ممانعت تقلید پر صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین کا اجماع ہو چکا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب عقد الجید میں فرماتے ہیں:۔

وَقَدْ صَحَّ اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ اَوَّلِهِمْ عَنْ اٰخِرِهِمْ وَاِجْمَاعُ التَّابِعِيْنَ اَوَّلِهِمْ عَنْ آخِرِهِمْ وَ اِجْمَاعُ تَبْعِ التَّابِعِيْنَ اَوَّ لِهِمْ عَنْ آخِرِهِمْ عَلَى الْاِ مْتِنَاعِ وَ الْمَنْعِ مِنْ اَنْ يَّقْصِدَ اَحَدٌ اِلٰى قَوْلِ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ اَوْ مِمَّنْ قَبْلَهُمْ فَيَاْخُذَهٗ كُلَّهٗ. [1]

''بیشک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع اول سے آخر تک اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع اول سے آخر تک تبع وتابعین رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع اول سے آخر

[1] عقد الجید: باب ۳، ابن حزم کا مسلک ص ۶۰۔

تک۔ اس بات سے روکنے اور منع کرنے پر ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی شخص اپنے میں سے یا اپنے سابقین میں سے کسی انسان کے قول کی طرف رجوع کرلے پھر اُس کے تمام قول لے لے۔“

(۱۵) القول المفید میں امام شوکانی فرماتے ہیں کہ:۔

قَدْ عَلِمَ كُلُّ عَالِمٍ اَنَّهُمْ (اَهْلُ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ) لَمْ يَكُوْنُوْا مُقَلِّدِيْنَ وَ لَا مُنْتَسِبِيْنَ اِلٰى فَرْدٍ مِّنْ اَفْرَادِ الْعُلَمَاءِ بَلْ كَانَ الْجَاهِلُ يَسْئَلُ الْعَالِمَ عَنِ الْحُكْمِ الشَّرْعِيِّ الثَّابِتِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فَيُفْتِيْهِ بِهٖ وَ يَرْوِيْهِ لَهٗ اَلْفَاظًا اَوْمَعْنًى فَيَعْمَلُ بِذَالِكَ مِنْ بَابِ الْعَمَلِ بِالرِّوَايَةِ لَا بِالرَّأْيِ.

”ہر عالم جانتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کسی کے مقلد نہ تھے اور نہ کسی عالم کے نام کے مذہب کی طرف منسوب تھے۔ بلکہ ناواقف لوگ عالم سے، حکم شرعی جو کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہو، دریافت کیا کرتے تھے اور علما حکم شرعی کو لفظاً یا معناً روایت کر کے فتویٰ دیتے تھے۔ لہٰذا اُن کا عمل روایت پر ہوتا نہ کہ کسی کی رائے پر۔“

(۱۶) اعلام الموقعین میں ہے کہ:۔

وَ كَذٰلِكَ اَئِمَّةُ التَّابِعِيْنَ وَ تَابِعُوْهُمْ يُصَرِّحُوْنَ بِذَمِّ الْقِيَاسِ وَإِبْطَالِهٖ وَالنَّهْيِ عَنْهُ. [1]

”اسی طرح تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے امام قیاس کی مذمت و ابطال کھلم کھلا بیان کرتے تھے اور اس سے منع کرتے تھے۔“

[1] اعلام الموقعین: فصل التابعون یذمون القیاس، ج ۱ ص ۲۴۳۔

(۱۷) میزان الشعرانی میں ہے:۔

وَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ يَقُوْلُ وَالَّذِیْ نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهٖ مَاقَبَضَ اللّٰهُ تَعَالٰى رُوْحَ نَبِيِّهٖ ﷺ وَ لَا رَفَعَ الْوَحْىَ عَنْهُ حَتّٰى اَغْنٰى اُمَّتَهٗ كُلَّهُمْ عَنِ الرَّأیِ. [1]

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی! جس کے قبضہ میں عمر رضی اللہ عنہ کی جان ہے۔ نہیں قبض کی اللہ نے اپنے نبی کی روح اور نہ اٹھایا اُن سے وحی کو یہاں تک کہ بے پرواہ کر دیا اُن کی امت کو رائے سے۔''

(۱۸) میزان الشعرانی میں ہے کہ:۔

وَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا اَفْتَى النَّاسَ يَقُوْلُ هٰذَا رَأْیُ عُمَرَ فَاِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ وَ اِنْ كَانَ خَطَأً فَمِنْ عُمَرَ ؓ [2]

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی فتویٰ دیتے تو کہتے کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ہے اگر ٹھیک ہے تو اللہ کی طرف سے سمجھو اور اگر خطا ہو تو عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے۔''

(۱۹) حجۃ اللہ البالغۃ میں ہے کہ:۔

وَ عَنْ شُرَيْحٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ كَتَبَ اِلَيْهِ اِنْ جَآئَكَ شَیْءٌ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَاقْضِ بِهٖ وَ لَا يَلْفِتُكَ عَنْهُ الرِّجَالُ فَاِنْ جَآئَكَ مَا لَيْسَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَانْظُرْ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاقْضِ بِهَا فَاِنْ جَآئَكَ مَا لَيْسَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ وَ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَانْظُرْ مَااجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَخُذْبِهٖ فَاِنْ جَآءَكَ مَا لَيْسَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ وَ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ سُنَّةُ رَسُوْلِ

[1] میزان الشعرانی: فصل فی بیان ما ورد فی ذم الرأی عن الشارع واصحابہ، ج ۱، ص ۷۰۔

[2] میزان الشعرانی: فصل فی بیان ما ورد فی ذم الرأی عن الشارع واصحابہ ج ۱ ص ۶۹۔

اللّٰہِ ﷺ وَ لَمْ یَتَکَلَّمْ فِیْہِ اَحَدٌ قَبْلَکَ فَاخْتَرْاَیَّ الْاَمْرَیْنِ شِئْتَ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَجْتَھِدَبِرَأْیِکَ ثُمَّ تَقَدَّمْ فَتَقَدَّمْ وَ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَتَأَخَّرَ فَتَأَخَّرْ وَ لَااَرَی التَّأَخُّرَ اِلَّا خَیْرًا لَّکَ۔ [1]

''شریح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے خط لکھا۔ اس میں یہ تھا کہ اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو اور قرآن میں ہو تو اس سے فیصلہ کرنا۔ اس سے لوگ تجھے نہ پھیریں۔ اگر آئے ایسی چیز جو قرآن میں نہیں ہے تو اس کا فیصلہ سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق کرنا۔ اگر کوئی مسئلہ ایسا درپیش ہو کہ جو نہ قرآن میں نہ حدیث رسول اللہ ﷺ میں ہو تو اگر لوگ کسی بات پر متفق ہو گئے ہوں تو اُس پر عمل کرنا۔ اگر ایسا معاملہ آئے جو نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں ہے۔ نہ تجھ سے پہلے اس میں کوئی بولا ہے تو تجھے اختیار ہے کہ ان دو باتوں میں سے ایک پسند کرے۔ ایک یہ کہ اجتہاد کر کے اپنی رائے سے فیصلہ کرے۔ دوسری یہ کہ سکوت کرے اور کوئی فیصلہ نہ کرے۔ میری رائے میں تیرے واسطے سکوت بہتر ہے۔''

(۲۰) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَمَاتَخَافُوْنَ اَنْ تُعَذَّبُوْا اَوْیُخْسَفَ بِکُمْ اَنْ تَقُوْلُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ قَالَ فُلَانٌ۔ [2]

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرمایا کرتے: کیا تم کو خوف نہیں کہ خدا تم کو عذاب کرے یا زمین میں دھنسا دے۔ تم کہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا تھا اور فلاں شخص نے ایسا کہا۔''

(۲۱) شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب الفرق بین اہل الحدیث واصحاب الرأی ج ا ص ۱۴۹۔

[2] حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب الفرق بین اہل الحدیث واصحاب الرأی، ج ا ص ۱۵۰۔

وَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّ عَطَآءٍ وَّ مُجَاهِدٍ وَّ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ مَامِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَ هُوَ مَاخُوْذٌ مِّنْ كَلَامِهٖ وَ مَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. ❶

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عطا رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے ان سب کا قول یہی ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے قول کو اختیار اور رد نہ کر سکیں ماسوا قول رسول اللہ ﷺ کے۔''

(۲۲) فرماتے ہیں کہ:۔

وَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لِجَابِرِبْنِ زَيْدٍ اِنَّكَ مِنْ فُقَهَآءِ الْبَصْرَةِ فَلَاتُفْتِ اِلَّابِقُرْاٰنٍ نَاطِقٍ اَوْسُنَّةٍ مَاضِيَةٍ فَاِنَّكَ اِنْ فَعَلْتَ غَيْرَ ذٰلِكَ هَلَكْتَ وَاَهْلَكْتَ. ❷

''حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم بصرہ کے فقہاء میں سے ہو۔ اس لئے ہمیشہ فتویٰ قرآن وحدیث کے موافق ہی دینا۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو خود بھی ہلاک ہو گے اور دوسروں کو بھی ہلاک کرو گے۔''

(۲۳) عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اتَّبِعُوْا وَ لَا تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ كُفِيْتُمْ. ❸

''ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: کہ قرآن وحدیث کی تابعداری کرو اور نئی بات مت نکالو۔ تم کو وہی کافی ہے۔''

(۲۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا يُقَلِّدَنَّ رَجُلٌ رَجُلًا فِیْ دِيْنِهٖ فَاِنْ اٰمَنَ اٰمَنَ وَ اِنْ كَفَرَ كَفَرَ يَعْنِیْ فِیْ

❶ حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب الفرق بین اہل الحدیث واصحاب الرأی، ج۱ص۱۵۰۔

❷ حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب الفرق بین اہل الحدیث واصحاب الرأی، ج۱ص۱۴۸۔

❸ سنن الدارمی: باب فی کراھیۃ اخذ الرأی ج۱ص۸۰رقم:۲۰۵۔

نَفسِ الْاَمْرِ وَانظُرُوا فِیْ دِینِکُمْ. [1]

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے نہ تقلید کرے کوئی مرد کسی مرد کی اپنے دین میں۔ (اس طرح) کہ اگر ایمان لائے تو وہ یہ ایمان لائے اور اگر کفر کرے تو وہ یہ کفر کرے، نفس الامر میں۔ تم اپنے دین میں نظر کرو''

(۲۵) قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَا یُقَلِّدَنَّ اَحَدُکُمْ دِینَهٗ رَجُلاً اِنْ اٰمَنَ اٰمَنَ وَ اِنْ کَفَرَ کَفَرَ فَاِنَّهٗ لَا اُسْوَةَ فِی الشَّرِّ. [2]

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص دین کے بارے میں کسی کی تقلید نہ کرے۔ کیونکہ اگر وہ (متبوع) مومن رہا تو اس کا مقلد بھی مومن رہے گا۔ اور اگر وہ کافر ہوا تو اس کا مقلد بھی کافر رہے گا۔ پس برائی میں کسی کی پیروی نہیں۔''

(۲۶) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُعْتَمِرِ لَا فَرْقَ بَیْنَ بَهِیْمَةٍ تُنْقَادُ وَ اِنْسَانٍ یُّقَلِّدُ. [3]

''عبداللہ بن معتمری رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ مقلد انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں۔''

(۲۷) وَ کَانَ الْاِمَامُ جَعْفَرُ الصَّادِقُ یَقُوْلُ مِنْ اَعْظَمِ فِتْنَةٍ تَکُوْنُ عَلَی الْاُمَّةِ قَوْمٌ یَقِیْسُوْنَ فِی الْاُمُوْرِ بِرَاْیِهِمْ فَیُحَرِّمُوْنَ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ وَ یُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ. [4]

''امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ امت پر اس سے بڑھ کر کون سا فتنہ ہوگا کہ قیاس کریں امور دین میں اپنی رائے سے، تو حرام کریں اس چیز کو

[1] میزان الشعرانی: فصل فی بیان ذم الرأی عن الشارع واصحابہ، ج۱،ص۶۹۔

[2] اعلام الموقعین: تفصیل القول فی التقلید، ج۲،ص۱۷۲۔

[3] اعلام الموقعین: تفصیل القول فی التقلید، ج۲،ص۱۷۳۔

[4] میزان الشعرانی: فصل فی بیان ماورد فی ذم الرأی عن الشارع، ص۶۹۔۷۰۔

کہ حلال کیا اللہ نے اور حلال کریں اُس چیز کو کہ حرام کیا اللہ نے۔"

(۲۸) عَنْ مَسْرُوْقٍ اَنَّهُ قَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اَوْ اَخْشٰی اَنْ اَقِیْسَ فَتَزِلَّ قَدَمِیْ. [1]

"مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں خوف کرتا ہوں یا (کہا) میں ڈرتا ہوں کہ قیاس کروں اور میرا پاؤں پھسل جائے۔"

(۲۹) عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَا اَقِیْسُ شَیْئًا بِشَیْئٍ قَالَ لِمَ قَالَ اَخْشٰی اَنْ تَزِلَّ رِجْلِیْ وَسُئِلَ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَقَالَ لَا اَدْرِیْ فَقِیْلَ لَهُ فَقِسْ لَنَا بِرَأْیِکَ فَقَالَ اَخَافُ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِیْ وَ کَانَ یَقُوْلُ اِیَّاکُمْ وَالْقِیَاسَ وَالرَّأْیَ فَاِنَّ الرَّأْیَ قَدْ یَزِلُّ. [2]

"شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں قیاس نہیں کرتا۔ میں نے سوال کیا: کیوں؟ کہا ڈرتا ہوں کہ کہیں میرا پاؤں نہ پھسل جائے۔ ایک مسئلہ ان سے دریافت کیا گیا جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔ ان سے کہا گیا کہ قیاس کر کے اپنی رائے سے بتاؤ۔ کہا مجھے خوف ہے کہ کہیں میرا قدم نہ پھسلے اور کہا کرتے تھے کہ تم قیاس اور رائے سے بچو۔ رائے میں غلطی ہو سکتی ہے۔"

(۳۰) قَالَ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ مُسْلِمُ بْنُ عَلِیٍّ اَنَّ شُرَیْحًا الْکِنْدِیَّ هُوَ الْقَاضِیْ قَالَ اِنَّ السُّنَّةَ سَبَقَتْ قِیَاسَکُمْ. [3]

"ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم رحمۃ اللہ علیہ بن علی سے روایت کی۔ وہ قاضی شریح کندی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ بولے سنت تمہارے قیاس کے لئے تلوار ہے۔"

---

[1] سنن الدارمی: باب تغیر الزمان وما یحدث فیہ، ج ۱ ص ۶۷ رقم: ۱۹۱۔

[2] اعلام الموقعین: فصل ائمۃ التابعین یذمون القیاس، ج ۱ ص ۲۴۵۔

[3] اعلام الموقعین: فصل ائمۃ التابعین یذمون القیاس، ج ۱ ص ۲۴۳۔

(۳۱) حَدَّثَنَا مَالِکٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ قَالَ قَالَ لِیَ الشَّعْبِیُّ قَالَ مَا حَدَّثُوکَ هٰؤُلَاءِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخُذْبِهٖ وَ مَا قَالُوْهُ بِرَأْیِهِمْ فَاَلْقِهٖ فِی الْحُشِّ. ❶

''ابن مغول رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لوگ جو بات تم کو نبی ﷺ سے نقل کر کے سنائیں۔ اس کو اختیار کرو اور جو بات اپنی رائے سے کہیں۔ اس کو پاخانہ میں ڈالو۔''

(۳۲) عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ وَاللّٰهِ لَئِنْ اَخَذْتُمْ بِالْمَقَایِیْسِ لَتُحَرِّمُنَّ الْحَلَالَ وَ لَتُحِلُّنَّ الْحَرَامَ. ❷

''اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قسم ہے اللہ کی! اگر قیاس اختیار کرو گے تو حلال کو حرام کرو گے اور حرام کو حلال۔''

(۳۳) وَ کَانَ الشَّعْبِیُّ یَقُوْلُ سَیَجِیْءُ قَوْمٌ یَقِیْسُوْنَ الْاُمُوْرَ بِرَأْیِهِمْ فَیَنْهَدِمُ الْاِسْلَامُ بِذٰلِکَ وَ یَنْثَلِمُ. ❸

''شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ عنقریب ایسے لوگ ہونے والے ہیں جو ہر ایک بات اپنی رائے اور تُک سے کہیں گے۔ تو اسلام منہدم ہو جائے گا اور ٹوٹ جائے گا۔''

(۳۴) ثَنَا عِیْسَی الْخَیَّاطُ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ لَاَنْ اَتَعَنّٰی بِعَنِیَّةٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقُوْلَ فِیْ مَسْئَلَةٍ بِرَاْیٍ. ❹

''(وکیع کہتے ہیں) ہم سے عیسی رحمۃ اللہ علیہ خیاط نے بیان کیا وہ شعبی رحمۃ اللہ علیہ

---

❶ سنن الدارمی: باب فی کراھیۃ اخذ الرأی، ج ۱ ص ۷۸ رقم: ۲۰۰۔
❷ سنن الدارمی: باب تغیر الزمان وما یحدث فیہ، ج ۱ ص ۷۶ رقم: ۱۹۲۔
❸ میزان الشعرانی: فصل فی بیان ما ورد عن ذم الرأی من الشارع، ج ۱ ص ۴۸۔
❹ اعلام الموقعین: فصل ائمۃ التابعین یذمون القیاس، ج ۱ ص ۲۴۵۔

سے روایت کرتے ہیں کہ میں کوئی شعر گاؤں بہتر ہے اس سے کہ کسی مسئلہ میں اپنی رائے سے گفتگو کروں۔"

(۳۵) وَ کَانَ الشَّعْبِیُّ یَقُوْلُ لَاتُجَالِسْ اَصْحَابَ الْقِیَاسِ فَتُحِلَّ حَرَامًا اَوْتُحَرِّمَ حَلَالًا. ❶

"شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ قیاس والوں کے پاس نہ بیٹھنا ورنہ تو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کردے گا۔"

(۳۶) عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ لَقَدْ بَغَّضَ اِلَیَّ ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ ھٰذَا الْمَسْجِدَ حَتّٰی لَھُوَ اَبْغَضُ اِلَیَّ مِنْ کُنَاسَةِ دَارِیْ قُلْتُ مَنْ ھُمْ یَااَبَاعَمْرٍو قَالَ ھٰؤُلَاءِ الْاَرَ آئِیُّوْنَ. ❷

"شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ لوگوں نے میرے دل میں اس مسجد کا بغض پیدا کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ مجمع برا معلوم ہوتا ہے۔ اپنے گھر کے گھورے (گوبر اور کوڑے کا ڈھیر) کی جگہ سے۔ میں نے دریافت کیا: اے اباعمر! وہ کون لوگ ہیں؟ جواب دیا کہ یہ اصحاب رائے۔"

(۳۷) ثَنَا صَالِحُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ قَالَ لِیْ عَامِرُ الشَّعْبِیُّ یَوْمًا وَ ھُوَاٰخِذٌ بِیَدِیْ اِنَّمَا ھَلَکْتُمْ حِیْنَ تَرَکْتُمُ الْاٰثَارَوَاَخَذْتُمْ بِالْمَقَایِیْسِ. ❸

"صالح رحمۃ اللہ علیہ بن مسلم کہتے ہیں کہ عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک دن کہا تم اس لئے ہلاک ہوئے کہ حدیثوں کو تم نے چھوڑ دیا اور قیاس پر عمل کیا۔"

(۳۸) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

---

❶ اعلام الموقعین: فصل ائمۃ التابعین یذمون القیاس ج ۱ ص ۲۴۵۔

❷ اعلام الموقعین: فصل ائمۃ التابعین یذمون القیاس، ج ۱ ص ۲۴۶۔

❸ اعلام الموقعین: ائمۃ التابعین یذمون القیاس، ج ۱، ص ۲۴۳۔

عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ حَدَّثَ ابْنُ سِیْرِیْن رَجُلًا بِحَدِیْثٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ الرَّجُلُ قَالَ فُلَانٌ کَذَا وَکَذَا فَقَالَ ابْنُ سِرِیْنَ اُحَدِّثُکَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَ تَقُوْلُ قَالَ فُلَانٌ کَذَا وَکَذَا. [1]

''حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے سامنے ایک حدیث بیان کی۔ تو اُس شخص نے کہا کہ فلاں فلاں شخص ایسا ایسا کہتے ہیں۔ تب ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کروں اور تم اس پر کہتے ہو کہ فلاں نے ایسا کہا ہے۔''

(۳۹) سَمِعْتُ دَاوٗدَ بْنَ اَبِیْ ھِنْدٍ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ وَ مَا عُبِدَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اِلَّا بِالْمَقَایِیْسِ. [2]

''داؤد بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن سیرین نے کہا کہ پہلے جس نے قیاس کیا وہ شیطان ہے۔ سورج اور چاند کی قیاس ہی سے عبادت کی گئی ہے۔''

(۴۰) حَدَّثَنِیْ دَاوٗدُ بْنُ اَبِیْ ھِنْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِیْرِیْنَ یَقُوْلُ اَلْقِیَاسُ شُوْمٌ وَ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ فَهَلَکَ. [3]

''داؤد بن ابی ہند کہتے ہیں کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قیاس نحوست ہے سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ تو وہ ہلاک ہوا۔''

(۴۱) وَ کَانَ مُجَاھِدٌ یَقُوْلُ لِاَصْحَابِهٖ لَا تَکْتُبُوْا عَنِّیْ

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب الفرق بین اہل الحدیث واصحاب الرائی، ج۱ص۱۵۰۔

[2] دارمی: باب تغیر الزمان وما یحدث فیہ رقم: ۱۸۹ص۷۶۔

[3] اعلام الموقعین: فصل ائمۃ التابعین یذمون القیاس، ج۱ص۲۴۳۔

كُلَّ مَا اَفْتَيْتُ بِهٖ وَاِنَّمَا يُكْتَبُ الْحَدِيْثُ وَ لَعَلَّ كُلَّ شَيْءٍ اَفْتَيْتُكُمْ بِهِ الْيَوْمَ اَرْجِعُ عَنْهُ غَدًا. [1]

"مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں سے کہتے تھے کہ میری ہر بات اور ہر فتویٰ مت لکھا کرو صرف حدیث (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) لکھنے کے قابل ہے شاید کہ میں آج جن چیزوں کا فتویٰ دیتا ہوں کل اُس سے رجوع کرلوں۔"

(۴۲) وَ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَمَّا قَدِمَ اَبُوْ سَلَمَةَ الْبَصْرَةَ اَتَيْتُهُ اَنَا وَالْحَسَنُ فَقَالَ لِلْحَسَنِ اَنْتَ الْحَسَنُ مَا كَانَ اَحَدٌ بِالْبَصْرَةِ اَحَبَّ اِلَيَّ لِقَاءً مِنْكَ وَ ذٰلِكَ اَنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تُفْتِيْ بِرَاْيِكَ فَلَا تُفْتِ بِرَاْيِكَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ سُنَّةٌ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْ كِتَابٌ مُنَزَّلٌ. [2]

"ابونضر کہتے ہیں کہ جب ابوسلمہ بصرہ میں آئے تو میں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان کی ملاقات کو گئے۔ انہوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہو؟ بصرہ میں تمہاری ملاقات سے زیادہ کسی سے ملنے کا مجھ کو شوق نہ تھا۔ اشتیاق زیادہ اس واسطے تھا کہ مجھ کو معلوم ہوا تھا۔ کہ تم اپنی رائے سے مسئلہ کا جواب دیتے ہو۔ آئندہ بجز قرآن وحدیث کے رائے سے فتویٰ نہ دینا۔"

(۴۳) قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ: قَالَ تَرَكَ اَصْحَابُ الرَّاْيِ الْاٰثَارَ وَاللّٰهِ. [3]

"حماد رحمۃ اللہ علیہ بن زید نے مطرؒ وراق سے بیان کیا کہ خدا کی قسم! اصحاب رائے

---

[1] میزان الشعرانی: فصل فی بیان ماورد من ذم الرأی عن الشارع، ج۱، ص۷۰۔

[2] دارمی: باب الفتیا و ما فیہ من الشدۃ، ص۷۰ رقم: ۱۶۳۔

[3] اعلام الموقعین: فصل ائمۃ التابعین یذمون القیاس، ج۱، ص۲۴۶۔

نے حدیثوں کو چھوڑ دیا ہے۔"

(۴۴) قَالَ سَمِعْتُ وَكِيْعَ ابْنَ الْجَرَاحِ يَقُوْلُ لِيَحْيَ ابْنِ صَالِحِ الوحَاظِيِّ يَا اَبَازَكَرِيَّا اِحْذَرِ الرَّأىَ. [1]

"میں نے وکیع رحمۃ اللہ علیہ بن جراح سے سنا کہ وہ یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ بن صالح وحاظی سے کہتے تھے کہ اے ابوزکریا رحمۃ اللہ علیہ! بچ تو رائے سے۔"

(۴۵) عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ اَنَّهُ لَارَأىَ لِاَحَدٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ. [2]

"حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھ دیا کہ کتاب الٰہی میں کسی کو رائے دینے کا حق نہیں۔"

تقلید کی تردید ائمہ اربعہ کے اقوال سے

(۴۶) فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۰، ص ۱۰ میں ہے:۔

قَدْثَبَتَ عَنْهُمْ (عَنِ الْفُقَهَآءِ الْاَرْبَعَةِ) اَنَّهُمْ نَهَوُالنَّاسَ عَنْ تَقْلِيْدِهِمْ وَاَمَرُوْا اِذَارَأَوْا قَوْلاً فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ اَقْوٰى مِنْ قَوْلِهِمْ اَنْ يَّأْخُذُوْا بِمَا دَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَيَدَعُوْا اَقْوَالَهُمْ.

"چاروں اماموں سے ثابت ہو چکا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو اپنی تقلید سے منع کیا ہے۔ اور یہی حکم دیا ہے کہ جب کوئی بات ان کو کتاب وسنت سے معلوم ہو جائے۔ ان کے قول سے قوی تر، تو اسی بات کو لیں جو کتاب وسنت سے معلوم ہوئی اور ان کے قولوں کو چھوڑ دیں۔"

[1] اعلام الموقعین: فصل ائمۃ التابعین یذمون القیاس، ج ۱، ص ۲۴۵۔

[2] حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب الفرق بین اہل الحدیث واصحاب الرائی، ج ۱ ص ۱۵۰۔

(۴۷) وَقَدْ کَانَ الْاَئِمَّةُ الْمُجْتَهِدُونَ کُلُّهُمْ یَحُثُّونَ اَصْحَابَهُمْ عَلَی الْعَمَلِ بِظَاهِرِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَاعْمَلُوْا بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِنَا الْحَائِطَ. [1]

”بیشک تمام ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اپنے شاگردوں کو بظاہر کتاب وسنت پر عمل کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور کہتے تھے جب تم ہمارے کلام کو ظاہر کتاب وسنت کے مخالف پاؤ۔ تو کتاب وسنت پر عمل کرو اور ہمارے کلام کو دیوار پر دے مارو۔“

(۴۸) وَجُمْهُوْرُ الْمُجْتَهِدِیْنَ لَا یُقَلِّدُوْنَ اِلَّا صَاحِبَ الشَّرْعِ. [2]

”تمام مجتہدین رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔“

(۴۹) فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ الْفُقَهَآءَ کُلَّهُمْ قَدْ نَهَوْا عَنْ تَقْلِیْدِهِمْ وَتَقْلِیْدِ غَیْرِهِمْ. [3]

”بیشک تمام جماعت فقہاء نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا۔“

(۵۰) کتاب الرد علی من اخلد الی الارض میں علامہ جلال الدین السیوطی فرماتے ہیں:۔

هَلْ اَبَاحَ مَالِکٌ وَاَبُوْ حَنِیْفَةَ وَالشَّافِعِیُّ قَطُّ لِاَحَدٍ تَقْلِیْدَهُمْ حَاشَالِلّٰهِ مِنْهُمْ بَلْ اِنَّهُمْ قَدْ نَهَوْا عَنْ ذٰلِکَ وَ لَمْ یُفَسِّحُوْ لِاَحَدٍ فِیْهِ. [4]

”ہرگز نہیں روا رکھا مالک رحمۃ اللہ علیہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے (خدا ان سے خوش ہو) کسی کے لئے اپنی تقلید کو۔ بلکہ بلاشک انہوں نے اس سے منع کیا اور کسی کو اس بات میں ڈھیل نہیں دی۔“

---

[1] میزان الشعرانی: فصل فی بیان الذم من الائمۃ المجتہدین للقول فی دین اللہ بالرائی، ج ۱ ص ۶۷۔

[2] حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ ج ۱ ص ۱۵۲۔۱۵۳۔

[3] عقد الجید: باب سوم، ابن حزم کا مسلک، ص ۶۱۔ [4] معیار الحق: باب دوم مسئلہ تقلید ص ۶۹۔

اقوال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵۱) شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

سُئِلَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اِذَاقُلْتَ قَوْلًا وَّ کِتَابُ اللّٰہِ یُخَالِفُہٗ قَالَ اُتْرُکُوْا قَوْلِی بِکِتَابِ اللّٰہِ فَقِیْلَ اِذَا کَانَ خَبَرُ الرَّسُوْلِ ﷺ یُخَالِفُہٗ قَالَ اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ ﷺ فَقِیْلَ اِذَا کَانَ قَوْلُ الصَّحَابَۃِ یُخَالِفُہٗ قَالَ اُتْرُکُوْا قَوْلِی بِقَوْلِ الصَّحَابَۃِ. [1]

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا اگر آپ نے کچھ کہا اور کتاب اللہ اس کے مخالف ہو؟ جواب دیا کہ میرا قول کتاب اللہ کے مقابلہ میں ترک کرو۔ اس نے پھر پوچھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی خبر (حدیث) اس کے خلاف ہو تو؟ جواب دیا کہ میرا قول رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں ترک کرو۔ اس نے پھر پوچھا کہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول اس کے مخالف ہو؟ جواب دیا کہ میرا قول صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں ترک کرو۔"

(۵۲) اَشَارَ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ بِقَوْلِہٖ مَاجَآءَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ فَعَلَی الرَّاْسِ وَالْعَیْنِ وَ لَیْسَ لَنَا مُخَالَفَتُہٗ وَ مَا جَآءَ نَا عَنْ اَصْحَابِہٖ تَخَیَّرْنَا وَمَا جَآءَ عَنْ غَیْرِھِمْ فَھُمْ رِجَالٌ وَّ نَحْنُ رِجَالٌ. [2]

"امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ سے (میرے ماں باپ قربان ہوں) پہنچے وہ بسر وچشم منظور ہے اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے پہنچے اس میں سے انتخاب کریں گے اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے

---

[1] عقد الجید: فصل فی المتسمر فی المذھب، مسئلہ دوم ص ۹۴۔

[2] میزان الشعرانی: فصل فی بیان ضعف قول من نسب الامام اباحنیفۃ الی انہ یقدم القیاس علی حدیث رسول اللہ ﷺ، ج۱،ص ۷۹

سوا تابعین وغیرہ سے پہنچے، تو وہ آدمی ہیں اور ہم بھی آدمی ہیں۔"

(۵۳) امام ابوحنیفہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ:۔

اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَهُوَ مَذْهَبِی. [1]

"جب صحیح حدیث مل جائے پس وہی میرا مذہب ہے۔"

(۵۴) **وَ كَانَ يَقُوْلُ لَمْ يَزَلِ النَّاسُ فِیْ صَلَاحٍ مَّا دَامَ فِيْهِمْ مَّنْ يَّطْلُبُ الْحَدِيْثَ فَاِذَا طَلَبُوا الْعِلْمَ بِلَا حَدِيْثٍ فَسَدُوْا.** [2]

"ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ لوگ ہدایت پر رہیں گے جب تک کہ ان میں حدیث کے طالب ہوں گے۔ جب حدیث چھوڑ کر اور چیزیں طلب کریں گے تو بگڑ جائیں گے۔"

(۵۵) **فَعَلَيْكُمْ بِالْاٰثَارِ وَطَرِيْقَةِ السَّلَفِ وَ اِيَّاكُمْ وَ كُلَّ مُحْدَثٍ فَاِنَّهُ بِدْعَةٌ وَّقِيْلَ لَهُ مَرَّةً قَدْ تَرَكَ النَّاسُ الْعَمَلَ بِالْحَدِيْثِ وَ اَقْبَلُوْا عَلٰى سِمَاعِهٖ فَقَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَفْسُ سِمَاعِهِمْ لِلْحَدِيْثِ عَمَلٌ بِهَا.** [3]

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آثار اور طریقہ صالحین پر جم جاؤ۔ اور ہر ایک نئی بات سے بچو کہ وہ بدعت ہے۔ کسی نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ لوگوں نے عمل بالحدیث چھوڑ دیا اور اس کو صرف تبرکاً پڑھتے ہیں فرمایا کہ ان کا حدیث پڑھنا بھی عمل بالحدیث ہے۔"

(۵۶) عینی شرح ہدایہ مطبوعہ نولکشور جلد اص ۲۵۳ میں ہے کہ:۔

---

[1] ردالمختار علی درالمختار: مقدمۃ مطلب فی قول الامام اذا صح الحدیث، ج اص ۵۰۔

[2] میزان الشعرانی: فصل فی بیان ماورد فی ذم الرأی عن الشارع وغیرہ، ج اص ۷۱۔

[3] میزان الشعرانی: فصل فی بیان ماورد فی ذم الرأی عن الشارع، وغیرہ ج اص ۷۱۔

اَلْمَرَاسِيْلُ عِنْدَنَا حُجَّةٌ "احادیث مرسل ہمارے لئے حجت ہیں۔"

(۵۷) ردالمختار شرح درالمختار مطبوعہ دہلی جلد اص ۵۱ میں ہے کہ:۔

اِنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اٰرَآءِ الرِّجَالِ

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ضعیف حدیث مجھ کو زیادہ محبوب ہے، لوگوں کی رائے سے۔"

(۵۸) قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ لَايَنْبَغِيْ لِمَنْ لَّمْ يَعْرِفْ دَلِيْلِيْ اَنْ يُّفْتِيَ بِكَلَامِيْ. [1]

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص میری دلیل سے واقف نہ ہو۔ اس کو لائق نہیں کہ میرے کلام کا فتویٰ دے۔"

(۵۹) لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّاْخُذَ بِقَوْلِيْ مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ اَيْنَ قُلْتُهٗ وَ نَهٰى عَنِ التَّقْلِيْدِ مَذْهَبًا وَ رَغَّبَ اِلٰى مَعْرِفَةِ الدَّلِيْلِ. [2]

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کو حلال نہیں کہ میرے قول کو لے جب تک یہ نہ جانے کہ میں نے کہاں سے کہا ہے۔ پس تقلید سے ممانعت کی اور معرفت دلیل کی جانب ترغیب دی۔"

(۶۰) ایضاً عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ مطبوعہ مجتبائی ص ۹ میں مثل اسی کے ہے۔

(۶۱) قَالَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ: لَا يَفْقَهُ مَنْ لَّمْ يَدَعِ الْقِيَاسَ فِيْ مَوْضَعِ الْحَاجَةِ اِلَيْهِ وَ هُوَ مَجْلِسُ الْقَضَآءِ قَالُوْا فَتَبًّا لِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَفْقَهُ الْمَرْءُ اِلَّا بِتَرْكِهٖ. [3]

"(حماد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے نے کہا) کہ میرے باپ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

---

[1] عقد الجید تقلید: واجب تقلید حرام مسئلۃ پنجم ص ۱۲۲۔

[2] مقدمۃ عین الھدایۃ: کیفیت الاجتھاد، ج اص ۹۲۔ مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ شرح الوقایۃ، الدراسۃ الاولی فی کیفیۃ شیوع العلم، ج اص ۸۔ [3] اعلام الموقعین: فصل التابعون یذمون القیاس، ج اص ۲۴۵۔

تھے کہ انسان فقیہ نہیں ہوسکتا۔ جب کہ ضرورت کے وقت قیاس کو نہ چھوڑے ایسے موقع پر کہ وہ مجلس قضاء میں ہو۔ لوگ بولے کہ لعنت ہے اُس چیز پر کہ انسان اس کے ترک کئے بغیر فقیہ نہ ہوسکے۔''

(۶۲) وَكَانَ يَقُوْلُ اِيَّاكُمْ وَّ اٰرَآءَ الرِّجَالِ. ❶

''امام ابوحنیفہ فرماتے تھے کہ بچو تم لوگوں کی رائے سے۔''

(۶۳) فَاِنِّیْ سَمِعْتُ اَبَا حَنِيْفَةَ يَقُوْلُ اَلْبَوْلُ فِي الْمَسْجِدِ اَحْسَنُ مِنْ بَعْضِ قِيَاسِهِمْ. ❷

''(وکیع رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن صالح سے کہتے تھے) میں نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے پیشاب کرنا مسجد میں بہتر ہے ان لوگوں کے بعض قیاس سے۔''

(۶۴) وَرَوَى الشَّيْخُ مُحْيِ الدِّيْنِ فِي الْفُتُوْحَاتِ الْمَكِّيَّةِ بِسَنَدِهٖ اِلَى الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِيَّاكُمْ وَالْقَوْلَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالرَّاْيِ وَ عَلَيْكُمْ بِاتِّبَاعِ السُّنَّةِ فَمَنْ خَرَجَ عَنْهَا ضَلَّ. ❸

''اور شیخ محی الدین نے فتوحات مکیہ میں ساتھ اپنی سند کے روایت کیا ہے۔ جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے کہ وہ یعنی امام صاحب فرمایا کرتے کہ بچو! لوگو اس بات سے کہ دین میں کوئی بات عقل سے کہو اور لازم پکڑو اپنے اوپر پیروی سنت کی۔ کیونکہ جو کوئی اس سے نکل گیا وہ گمراہ ہوگیا۔''

(۶۵) وَدَخَلَ شَخْصٌ الْكُوْفَةَ بِكِتَابِ دَانِيَالِ فَكَادَ اَبُوْحَنِيْفَةَ اَنْ يَّقْتُلَهٗ وَ قَالَ لَهٗ اَكِتَابٌ ثَمَّ غَيْرُ الْقُرْاٰنِ

---

❶ میزان الشعرانی: فصل فی بیان ما ورد فی ذم الرأی عن الشارع واصحابہ، ج۱، ص۷۱۔

❷ اعلام الموقعین: فصل التابعون یذمون القیاس، ج۱، ص۲۴۵۔

❸ میزان الشعرانی: فصل فی بیان ما ورد فی ذم الرأی عن الشارع واصحابہ، ج۱، ص۷۱۔

وَالْحَدِيْثِ. [1]

"ایک آدمی کوفہ میں دانیال علیہ السلام کی کتاب لے کر آیا تو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور انکے علاوہ اور لوگ اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے۔ اور کہنے لگے کیا سوائے قرآن مجید کے اور کوئی کتاب بھی (دین میں) ہے۔"

(٦٦) تحفۃ الاخیار فی بیان سنت سید الابرار مطبوعہ فاروقی کے ص ۴ میں ہے کہ:۔

وَ قَالَ الْإِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ لَا تُقَلِّدْ نِيْ وَ لَا تُقَلِّدَنَّ مَالِكًا وَّ لَا غَيْرَهٗ وَ خُذِالْاَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ كَذَافِي الْمِيْزَانِ وَ غَيْرِهٖ.

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ میری تقلید نہ کرنا اور نہ مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اور نہ کسی اور کی تقلید کرنا اور احکام کو وہاں سے لے جہاں سے انہوں نے لئے ہیں یعنی کتاب وسنت سے۔"

اقوال امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:

(٦٧) وَ قَالَ مَالِكٌ مَّامِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَاْخُوْذٌ مِّنْ كَلَامِهٖ وَ مَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. [2]

"امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سوائے رسول اللہ ﷺ کے کوئی ایسا نہیں۔ جس کے کلام پر مواخذہ نہ ہو اور رد نہ کیا جائے۔"

(٦٨) اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ اُخْطِئُ وَ اُصِيْبُ فَانْظُرُوْا فِيْ قَوْلِيْ فَكُلُّ مَاوَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ وَ كُلُّ مَا لَمْ يُوَافِقْ فَاتْرُكُوْهُ. [3]

---

[1] میزان الشعرانی: فصل فی بیان ماوردفی ذم الرائی عن الشارع واصحابہ، ج ا ص ا۷۔

[2] حجۃ اللہ البالغۃ: باب حکایۃ حال الناس قبل المأۃ الرابعۃ، ج ا ص ۱۵۷۔

[3] اعلام الموقعین: فصل کلام التابعین فی الرائی، ج ا ص ۸۱۔

"میں بھی آدمی ہوں کبھی میری رائے صحیح اور کبھی غلط ہوتی ہے۔ اب تم میری رائے کو دیکھ لو جو کتاب وسنت کے موافق ہو اس کو لے لو اور جو مخالف ہو اس کو چھوڑ دو۔"

(٦٩) تاریخ ابن خلکان مطبوعہ ایران جلد۲ ص ۱۱ میں ہے کہ:۔

حَکَی الْحَافِظُ اَبُو عَبْدِاللّٰهِ الْحُمَیْدِیُّ فِی کِتَابِ جِذْوَةِ الْمُقْتَبِسِ قَالَ حَدَّثَ الْقَعْنَبِیُّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ فَرَاَیْتُهٗ یَبْکِیْ فَقُلْتُ یَااَبَاعَبْدِ اللّٰهِ مَا الَّذِیْ یُبْکِیْکَ فَقَالَ لِیْ یَاابْنَ قَعْنَبٍ وَّمَالِیْ لَآ اَبْکِیْ وَمَنْ اَحَقُّ بِالْبُکَآءِ مِنِّیْ وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ ضُرِبْتُ لِکُلِّ مَسْئَلَةٍ اَفْتَیْتُ فِیْهَا بِرَأیِیْ بِسَوطٍ سَوْطًا وَقَدْ کَانَتْ لِیَ السَّعَةُ فِیْمَا قَدْسُبِقْتُ اِلَیْهِ وَلَیْتَنِیْ لَمْ اُفْتِ بِالرَّأیِ. [1]

"حافظ حمیدی رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت کی ہے کہ قعنبی نے بیان کیا کہ میں مرض الموت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور سلام کے بعد بیٹھا تو دیکھا اُن کو روتے ہوئے۔ میں نے کہا: آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: اے قعنبی! میں کیوں نہ روؤں، مجھ سے بڑھ کر رونے کا اہل کون ہے؟ میں نے جس جس مسئلہ میں رائے سے فتویٰ دیا۔ مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام مسائل کے بدلے کوڑے سے میں مار کھاتا۔ مجھ کو اس میں گنجائش تھی۔ کاش میں رائے سے فتویٰ نہ دیتا۔"

[1] وفیات الاعیان لابن خلکان: تذکرۃ امام مالک، ج ۴، ص ۱۳۷۔

اعلام الموقعین: کلام التابعین فی الرائی، ج ۱ ص ۸۱۔

اقوال امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

(۷۰) قَالَ الشَّافِعِیُّ اِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَّکَانَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ خِلَافَ قَوْلِیْ فَمَا یَصِحُّ مِنْ حَدِیْثِ النَّبِیِّ ﷺ اَوْلٰی فَلَا تُقَلِّدُوْنِیْ. [1]

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں کوئی مسئلہ کہوں اور نبی ﷺ نے میرے قول کے خلاف فرمایا ہو۔ تو جو مسئلہ نبی ﷺ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے وہی اولیٰ ہے۔ پس میری تقلید مت کرو۔"

(۷۱) عَنِ الشَّافِعِیِّ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اِذَاصَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِذَارَأَیْتُمْ کَلَامِیْ یُخَالِفُ الْحَدِیْثَ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِیْثِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِیَ الْحَآئِطَ وَقَالَ یَوْمًا لِلْمُزْنِیِّ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَاتُقَلِّدْنِیْ فِیْ کُلِّ مَآاَقُوْلُ وَانْظُرْفِیْ ذٰلِکَ لِنَفْسِکَ فَاِنَّہٗ دِیْنٌ وَّکَانَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ یَقُوْلُ لَا حُجَّۃَ فِیْ قَوْلِ اَحَدٍ دُوْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ اِنْ کَثُرُوْا وَ لَا فِیْ قِیَاسٍ وَّلَا فِیْ شَیْءٍ وَّمَاثَمَّ اِلَّاطَاعَۃُ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ بِالتَّسْلِیْمِ. [2]

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے۔ جب صحیح حدیث مل جائے۔ پس وہی میرا مذہب ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب میرے کلام کو دیکھو کہ حدیث سے مخالف ہے تو حدیث پر عمل کرو اور میرے کلام کو دیوار پر دے مارو۔ اور ایک دن مزنی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اے ابراہیم ہر ایک بات میں میری تقلید نہ کرنا۔ اور اُس سے اپنی جان پر رحم کرنا۔ کیونکہ یہ دین ہے۔ اور نیز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی کے قول میں

[1] عقد الجید: فصل سوم التسمر فی المذہب، مسئلہ دوم ص ۹۵۔
[2] حجۃ اللہ البالغۃ: باب حکایت حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج ۱، ص ۱۵۷۔

حجت نہیں ہے سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ اگرچہ کہنے والے کثرت سے ہوں۔ اور نہ کسی قیاس میں، اور نہ کسی اور شے میں۔ یہاں صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تسلیم کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔"

(۷۲) ناظورۃ الحق مطبوعہ بلغارص ۲۶ میں علامہ مرجانی حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

قَالَ الشَّافِعِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّ مَنِ اسْتَبَانَتْ لَهٗ سُنَّةٌ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَحِلَّ لَهٗ اَنْ يَّدَعَهَا بِقَوْلِ اَحَدٍ.

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حدیث کسی قول سے نہ چھوڑی جائے۔"

(۷۳) **اِنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ حَدِيْثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَغْنٍ بِنَفْسِهٖ اِذَا صَحَّ.** [1]

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث جب صحیح ہو جائے تو اس کو کسی مدد کی ضرورت نہیں۔ وہ مستغنی ہے۔"

(۷۴) **وَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا ثَبَتَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ شَیْءٌ لَمْ يَحِلَّ لَنَا تَرْكُهٗ.** [2]

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب نبی ﷺ سے کوئی بات ثابت ہو تو اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔"

(۷۵) بیہقی میں ہے کہ:۔

اِذَا وَجَدْتُمْ فِیْ كِتَابِیْ خِلَافَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُوْلُوْا بِسُنَّةٍ وَدَعُوْا مَا قُلْتُ.

"(امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے) جب تم میری کتاب میں خلافِ سنت

---

[1] میزان الشعرانی: فصل فیما نقل عن الشافعی رحمۃ اللہ علیہ من ذم الرأی، ج ۱، ص ۷۳۔

[2] میزان الشعرانی: فصل فیما نقل عن الشافعی رحمۃ اللہ علیہ من ذم الرأی، ج ۱، ص ۷۴۔

رسول اللہ ﷺ کے بات پاؤ۔ تو سنت کے موافق کہو اور جو کچھ میں نے کہا ہے، اس کو چھوڑ دو۔"

(۷۶) قَالَ الشَّافِعِیُّ لِاَحْمَدَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِالْاَخْبَارِ الصَّحِیْحَةِ مِنَّا فَاِذَا کَانَ خَبَرٌ صَحِیْحٌ فَاَعْلِمُوْنِیْ حَتّٰی اَذْھَبَ اِلَیْهِ. ❶

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ صحیح حدیث کا علم تم کو ہم سے زیادہ ہے۔ جو حدیث صحیح ہوا کرے، وہ مجھ کو بتا دیا کرو۔ تا کہ میں اُسی کو اپنا مذہب قرار دوں۔"

(۷۷) لَا تُقَلِّدْنِیْ فِیْ کُلِّ مَآ اَقُوْلُ وَانْظُرْ فِیْ ذٰلِکَ لِنَفْسِکَ فَاِنَّهٗ دِیْنٌ. ❷

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری تقلید ہر ایک بات میں ہرگز نہ کرنا اور اپنے واسطے حجت تلاش کرنا کیونکہ یہ دین کا معاملہ ہے۔"

(۷۸) نَهْیُهٗ عَنْ تَقْلِیْدِهٖ وَ تَقْلِیْدِ غَیْرِهٖ لِیَنْظُرَ فِیْهِ لِدِیْنِهٖ وَ یَحْتَاطَ لِنَفْسِهٖ. ❸

"(مزنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے) اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے تا کہ اس میں غور کرے اور اپنے واسطے بچاؤ کا راستہ تلاش کرے۔"

(۷۹) فَقَدْ صَحَّ عَنِ الشَّافِعِیِّ اَنَّهٗ نَھٰی عَنْ تَقْلِیْدِهٖ وَعَنْ تَقْلِیْدِ غَیْرِهٖ. ❹

---

❶ حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب الفرق بین اہل الحدیث واہل الرائی، ج ۱ ص ۱۴۸۔

❷ حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع باب حکایت حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج ۱ ص ۱۵۷۔

❸ عقد الجید: باب ۳، ابن حزم کے کلام کا مصداق، ص ۶۶۔

❹ عقد الجید: باب ۳، ا۔ ابن حزم کے کلام کا مصداق، ص ۶۵۔۶۶۔

''تحقیق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ انہوں نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے۔''

(۸۰) اعلام الموقعین میں ہے کہ:۔

فَقَالَ الشَّافِعِیُّ مَثَلُ الَّذِیْ یَطْلُبُ الْعِلْمَ بِلَاحُجَّۃٍ کَمَثَلِ حَاطِبِ لَیْلٍ یَّحْمِلُ حُزْمَۃَ حَطَبٍ وَّفِیْہِ اَفْعِی تَلْدَغُہٗ وَ ھُوَ لَا یَدْرِیْ.

''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس شخص کی مثال جو علم کو بلا دلیل طلب کرتا ہے رات کے لکڑ ہارے کی طرح ہے جو ایندھن کا ایک بوجھ اٹھانے جاتا ہے جس میں سانپ بھی ہے جو اسے ڈسے گا مگر اس کو معلوم نہیں۔''

اقوال امام احمد رحمۃ اللہ علیہ:

(۸۱) وَکَانَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ یَقُوْلُ لَیْسَ لِاَحَدٍ مَّعَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ کَلَامٌ. [1]

''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کلام کی گنجائش نہیں ہے۔''

(۸۲) وَ کَانَ وَلَدُہٗ عَبْدُ اللّٰہِ یَقُوْلُ سَأَلْتُ الْاِمَامَ اَحْمَدَ عَنِ الرَّجُلِ یَکُوْنُ فِیْ بَلَدٍ لَّا یَجِدُ فِیْھَا اِلَّا صَاحِبَ حَدِیْثٍ لَا یَعْرِفُ صَحِیْحَہٗ مِنْ سَقِیْمِہٖ وَ صَاحِبَ رَاْیٍ فَمَنْ یَّسْاَلُ مِنْھُمَا عَنْ دِیْنِہٖ فَقَالَ یَسْاَلُ صَاحِبَ الْحَدِیْثِ وَ لَایَسْئَلُ صَاحِبَ الرَّأیِ. [2]

''احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ احمد بن حنبل سے دریافت کیا کہ ایسے شہر میں جہاں ایک محدث ہے کہ

---

[1] عقد الجید: باب ۵، الاقتصاد فی التقلید، ص ۱۴۳۔

[2] میزان الشعرانی: فصل فیما نقل عن الامام احمد من ذم الرائی، ج ۱ ص ۷۵۔

جو صحیح ضعیف حدیث کا علم نہیں رکھتا اور ایک صاحب الرائے یعنی فقیہ ہے اب آپ فرمائیں کہ کس سے فتویٰ پوچھیں؟ تو کہا: صاحب الحدیث سے نہ کہ صاحب الرائے سے۔"

(۸۳) قَالَ لَا تُقَلِّدْ دِیْنَکَ اَحَدًا مِّنْ هٰؤُلَآءِ مَا جَآءَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَ اَصْحَابِهٖ فَخُذْبِهٖ ثُمَّ التَّابِعِیُّ بَعْدُ الرَّجُلُ فِیْهِ مُخَیَّرٌ. [1]

"(امام احمد رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ اپنا دین کسی ایک کی تقلید کر کے مت سپرد کردو۔ جو آنحضرت ﷺ سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے پہنچے۔ اس پر عمل کرنا پھر تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں انسان کو اختیار ہے۔"

(۸۴) یَقُوْلُ لَاتَکَادُ تَرٰی اَحَدًا یَّنْظُرُ فِیْ کُتُبِ الرَّأیِ غَالِبًا اِلَّاوَفِیْ قَلْبِهٖ دَغَلٌ. [2]

"اور (احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) اکثر اوقات یہ ہی فرماتے کہ انسان جب کبھی رائے کی کتابوں کو دیکھتا اور غور کرتا ہے تو اس کا دل بگڑ جاتا ہے۔"

(۸۵) قَالَ سَمِعْتُ اَبَاعَبْدِاللّٰهِ اَحْمَدَبْنَ حَنْبَلٍ یُنْکِرُ عَلٰی اَصْحَابِ الْقِیَاسِ وَ یَتَکَلَّمُ فِیْهِ بِکَلَامٍ شَدِیْدٍ. [3]

"(خلال رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر مروزی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ) میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ قیاس والوں کو برا کہتے تھے اور ان کے بارے میں بہت سخت کلام کرتے تھے۔"

(۸۶) یَقُوْلُ کَثْرَۃُ التَّقْلِیْدِ عَمًی فِی الْبَصِیْرَۃِ کَاَنَّهٗ یَحُثُّ

[1] اعلام الموقعین: فصل نہی الائمۃ عن تقلیدھم، جلد۲، ص ۱۷۸۔

[2] اعلام الموقعین: فصل المخالفون یعکسون القضیہ، ج۱ ص۸۲۔ میزان الشعرانی: فصل فیما نقل عن الامام احمد من ذم الرأی، ج۱ ص ۵۷۔ [3] اعلام الموقعین: فصل التابعون یذمون القیاس، ج۱ ص ۲۴۵۔

الْعُلَمَآءَ عَلٰی اَنْ یَّاْخُذُوْا اَحْکَامَ دِیْنِهِمْ مِنْ عَیْنِ الشَّرِیْعَةِ وَ لَا یَقْنَعُوْا بِالتَّقْلِیْدِ مِنْ خَلْفِ حِجَابِ اَحَدٍ مِّنَ الْمُجْتَهِدِیْنَ. ❶

''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اکثر تقلید کرنا اندھا پن ہے سمجھ میں۔ اس سے مقصود ان کا یہ ہے کہ علما احکام دین اصل چشمہ شریعت سے حاصل کریں اور پس پردہ کسی مجتہد کی آڑ میں تقلید پر قناعت نہ کریں۔''

(۸۷) یَقُوْلُ خُذُوْا عَمَلَکُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخَذَهُ الْأَئِمَّةُ وَ لَا تَقْنَعُوْا بِالتَّقْلِیْدِ فَاِنَّ ذٰلِکَ عَمًی فِیْ الْبَصِیْرَةِ. ❷

''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اپنا علم اسی جگہ سے لو جہاں سے امام لیتے ہیں اور تقلید پر قناعت نہ کرو کیونکہ یہ اندھا پن ہے سمجھ میں۔''

(۸۸) لَا تُقَلِّدْنِیْ وَ لَا تُقَلِّدَنَّ مَالِکًا وَّلَا الْاَوْزَاعِیَّ وَ لَا النَّخْعِیَّ وَ لَا غَیْرَهُمْ وَخُذِ الْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ. ❸

''اور فرمایا کرتے تھے کہ میری تقلید نہ کرنا اور نہ مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اور نہ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی اور نہ نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی اور نہ کسی اور کی تقلید کرنا اور احکام کو وہاں سے لو جہاں سے انہوں نے لئے ہیں۔ یعنی کتاب وسنت سے۔''

اقوال امام ابو یوسف وزفر وعافیہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ وحسن بن زیاد وعبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

(۸۹) وَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ وَ زُفَرَ وَعَافِیَةَ بْنِ زَیْدٍ اَنَّهُمْ قَالُوْا لَایَحِلُّ

---

❶ میزان شعرانی: فصل فان ادّعی أحد من العلماء، ج ۱ ص ۳۸۔

❷ میزان الشعرانی: فصل فان قال قائل ان احدا لا یحتاج الی ذوق، ج ۱ ص ۱۷۔

❸ حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج ۱، ص ۱۵۷۔ میزان الشعرانی: فصل فیما نقل عن الامام عن الامام احمد من ذمۃ الرأی وتقیدہ بالکتاب والسنۃ، ج ۱ ص ۷۶۔

لِاَحَدٍ اَنْ یُّفْتِیَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ یَعْلَمْ مِنْ اَیْنَ قُلْنَا. [1]

''ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وزفر رحمۃ اللہ علیہ وعافیہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کسی کو حلال نہیں ہے کہ ہمارے قول پر فتویٰ دے۔ جب تک کہ یہ خبر نہ ہو کہ ہم نے کہاں سے کہا ہے۔''

(۹۰) بستان العارفین میں ہے کہ:۔

وَ رُوِیَ عَنْ عِصَامِ بْنِ یُوْسُفَ اَنَّهُ قَالَ کُنْتُ فِی مَاتَمٍ فَاجْتَمَعَ فِیْهِ اَرْبَعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِ اَبِی حَنِیْفَةَ مِنْهُمْ زُفَرُبْنُ الْهُذَیْلِ وَ اَبُوْیُوْسُفَ وَ عَافِیَةُ بْنُ یَزِیْدَ وَ اٰخَرٌ وَ هُوَالْحَسَنُ بْنُ زِیَادٍ فَکُلُّهُمْ اَجْمَعُوْا اَنَّهُ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّفْتِیَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ یَعْلَمْ مِنْ اَیْنَ قُلْنَا وَ رُوِیَ اَیْضًا عَنْ عِصَامِ بْنِ یُوْسُفَ اَنَّهُ قِیْلَ لَهُ اِنَّکَ تُکْثِرُ الْخِلَافَ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ فَقَالَ اِنَّ اَبَا حَنِیْفَةَ قَدْاُوْتِیَ مِنَ الْفَهْمِ مَالَمْ نُؤْتَ وَ لَایَسَعُنَا اَنْ نُفْتِیَ بِقَوْلِهٖ مَا لَمْ نَفْهَمْ مِنْ اَیْنَ قَالَ. [2]

''عصام رحمۃ اللہ علیہ بن یوسف سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ میں مجلس ماتم میں تھا کہ جس میں چاروں شاگرد ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موجود تھے۔ زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ، ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، عافیہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ، حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نامی۔ ان سب کا اس پر اتفاق ہوا کہ کسی کو زیبا نہیں کہ ہمارے قول پر فتویٰ دے۔ جب تک کہ یہ نہ جان لے کہ ہمارے قول کا ماخذ کیا ہے اور یہ بھی روایت عصام سے ہے کہ جب اُن سے کہا گیا کہ تم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت اختلاف کرتے ہو؟ تو کہنے لگے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جتنی سمجھ بوجھ

[1] عقد الجید: فصل دوم مجتہد فی المذہب، ص۸۰۔

[2] بستان فقیہ ابواللیث، ص۱۳۔

دی گئی ہے ہم کو اتنی نہیں دی گئی۔ اور جو باتیں انہوں نے سمجھی ہیں ہم اس قدر نہیں سمجھ سکتے۔ اور ہم کو جس قدر فہم عطا ہوئی۔ ہم کو یہ سزاوار نہیں کہ ہم بے سوچ سمجھے ان کے قول پر فتویٰ دے دیں۔ جب تک کہ یہ نہ معلوم کر لیں کہ یہ فتویٰ کہاں سے دیا ہے۔ (یعنی کس حدیث سے)''

(۹۱) سَمِعْتُ اِبْنَ الْمُبَارَکِ فِیْ اٰخِرِ خَرْجَۃٍ خَرَجَ فَقُلْنَا لَہٗ اَوْصِنَا فَقَالَ لَا تَتَّخِذُوْا الرَّاْیَ اِمَامًا. 1

''(محمد بن خاقان کہتے ہیں) کہ میں نے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے آخری سفر میں سنا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہمیں وصیت کرو۔ فرمایا: رائے کو اپنا امام مت بنانا۔''

تقلید کی تردید فقہا وعلما کے اقوال سے:

(۹۲) وَ قَالَ لَمْ یَزَلِ النَّاسُ یَسْئَلُوْنَ مَنِ اتَّفَقَ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْ غَیْرِ تَقْیِیْدٍ لِّمَذْھَبٍ وَّ لَا اِنْکَارٍ عَلٰی اَحَدٍ مِّنَ السَّآئِلِیْنَ اِلٰی اَنْ ظَھَرَتْ ھٰذِہِ الْمَذَاھِبُ وَ مُتَعَصِّبُوْھَا مِنَ الْمُقَلِّدِیْنَ فَاِنَّ اَحَدَھُمْ یَتَّبِعُ اِمَامَہٗ مَعَ بُعْدِ مَذْھَبِہٖ عَنِ الْاَدِلَّۃِ مُقَلِّدًا لَہٗ فِیْمَا قَالَ کَاَنَّہٗ نَبِیٌّ اُرْسِلَ و ھٰذَا نَاْیٌ عَنِ الْحَقِّ وَ بُعْدٌ عَنِ الصَّوَابِ لَا یَرْضٰی بِہٖ اَحَدٌ مِّنْ اُوْلِی الْاَلْبَابِ وَ قَالَ اَبُوْ شَامَۃَ یَنْبَغِیْ لِمَنِ اشْتَغَلَ بِالْفِقْہِ اَنْ لَّا یَقْتَصِرَ عَلٰی مَذْھَبِ اِمَامٍ. 2

''کہا شیخ عزالدین عبدالسلام نے ہمیشہ سے لوگ اس پر تھے کہ علماء کے متفق فتویٰ دریافت کرتے بغیر کسی مذہب کی پابندی کے۔ اور نہ کوئی ان سائلین پر اعتراض کرتا تھا اور انکار کرتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ مذاہب

1 اعلام الموقعین: فصل التابعون یذمون الرأی، ج۱ص۲۴۶۔

2 حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج۱ص۱۵۵۔

اربعہ ظاہر ہوئے اور مقلدین جوان مذاہب پر سخت متعصب ہیں۔اب ہرایک ان میں سے اپنے امام ہی کا تابع ہے۔اگرچہ اُس کا مذہب قرآن وحدیث کی دلیل سے دور ہو۔اوراسی کو ماننے والا ہے جو اس نے کہا۔گویا کہ وہ امام ایک نبی مرسل ہےاور یہی تو حق سے دوری ہے اور صواب سے دور ہونا اس کو کوئی دانشمند پسند نہ کرے گا۔ابوشامہ نے کہا کہ جو شخص علم فقہ میں مشغول ہو اس کو زیبا نہیں کہ کسی ایک امام کے مذہب کا پابند ہو۔''

(۹۳) منہاج السنہ جلد۲ص۹۱ میں ہے کہ:۔

فَاِنَّ هٰؤُلَآءِ الْاَئِمَّةَ (اَيِ الْاَرْبَعَةَ) لَمْ يَكُوْنُوْا عَلٰى عَصْرٍ وَّاحِدٍ بَلْ اَبُوْحَنِيْفَةَ تُوُفِّيَ سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَ مِائَةٍ وَّمَالِكٌ سَنَةَ تِسْعٍ وَّسَبْعِيْنَ وَ مِائَةٍ وَّالشَّافِعِيُّ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَّمِأْتَيْنِ وَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ سَنَةَ اِحْدٰى وَاَرْبَعِيْنَ وَ مِائَتَيْنِ وَ لَيْسَ فِيْ هٰؤُلَآءِ مَنْ يُّقَلِّدُ الْاٰخَرَ وَ لَا مَنْ يَّاْمُرُ بِاِتِّبَاعِ النَّاسِ لَهٗ بَلْ كُلٌّ مِّنْهُمْ يَدْعُوْا اِلٰى مُتَابَعَةِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَ اِذْ قَالَ غَيْرُهٗ قَوْلًا يُّخَالِفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ عِنْدَهٗ رَدَّهٗ وَ لَا يُوْجِبُ عَلَى النَّاسِ تَقْلِيْدَهٗ.

''یہ چاروں امام ایک زمانہ میں نہیں ہوئے ہیں۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے اور امالک رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے۔اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۴ھ میں۔اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے تھے اور ان میں سے کوئی پچھلا پہلے کی تقلید نہیں کرتا تھا۔ اور نہ لوگوں سے کہتا تھا کہ میری اتباع کرو۔یا ان کی۔بلکہ ہرایک ان میں سے کتاب وسنت کے اتباع کی طرف بلاتا تھا۔اوران کو جب کوئی بات کتاب وسنت کے مخالف معلوم ہوتی تو فوراً رد کر دیتے تھے اور اپنی

تقلید کو انہوں نے کسی کے لئے ضروری نہ ٹھہرایا۔"

(۹۴) ایضاح الحق الصریح مطبوعہ فاروقی ص ۷٦ میں ہے کہ:۔

وارادہ و تقلید شخصے معین از مجتہدین و مشایخ درارکان دین لازم نے۔ بلکہ ہمیں قدر کافیست کہ وقتے کہ حاجتے پیش آیداز کسے ازیشان استفسار کردہ شود نہ آنکہ ارادہ و تقلید ہم مثل ایمان بالانبیاء از ارکان دین شمردہ شود و لقب حنفی و قادری بمشابہ لقب مسلمان و سنی اظہار کردہ شود و امتیاز از شافعیان و چشتیان مثل امتیاز از کفار و روافض از لوازم تدین شمردہ شود و انتقال را از مذہبی بمذہبے یا طریقہ بطریقہ مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل وہتك معدود کردہ شود (الی قولہ) و عنوان و شعار خود محمدیہ خالصہ و تسنن قدیم بایدداشت خود را از متمسکان جُند محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ [1]

"اور مرید ہونا اور مقلد ہونا کسی شخص معین کا مجتہدوں اور مشائخوں سے، ارکان دین میں نہیں ہے۔ بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ جس وقت حاجت پیش آئے تو کسی سے ان لوگوں میں سے پوچھ لے۔ نہ یہ کہ مرید اور مقلد ہونا ایمان کا حصہ سمجھا جائے جیسا کہ نبیوں پر ایمان لایا جاتا ہے۔ اور لقب حنفی اور قادری مانند لقب مسلمان اور سنی کے ظاہر کیا جائے اور فرق شافعیوں و چشتیوں سے مانند فرق کافروں اور

[1] معیار الحق: باب دوم، ص ۱۳۰۔

رافضیوں کے لازمہ دین سے گنا جائے۔ اور فرق کرنا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف اور ایک طریقے سے دوسرے طریقے کی طرف مانند مرتد اور باغی اور مبتدع ہونے کے سبب قتل اور ہتک عزت کا ہو۔ (آگے جا کے لکھتے ہیں) اور سرنامہ اور لباس (شعار) اپنا محمدی خالص اور طریقہ سنت پر ہمیشہ رکھنا چاہئے۔ اور کسی مذہب خاص کو اختیار نہ کرنا چاہئے اور نہ کسی طریقہ خاص میں داخل ہونا۔ بلکہ سب مذہبوں اور طریقوں کو عطاروں کی دکان کے مانند گننا چاہئے اور اپنے کو لشکر محمدی ﷺ میں داخل کرنا چاہئے۔"

(۹۵) کشف الغمہ ص ۱۳ میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

وَالْمَذْهَبُ الْوَاحِدُ بِلَا شَكٍّ لَا يَحْتَوِيْ عَلٰى كُلِّ اَحَادِيْثِ الشَّرِيْعَةِ اِلَّا اَنْ قَالَ صَاحِبُهٗ اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ فَيَدْخُلُ فِيْ مَذْهَبِهٖ كُلُّ حَدِيْثٍ اسْتَدَلَّ بِهٖ مُجْتَهِدٌ مِّنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ وَ قَدْ ثَبَتَ عَنِ الشَّافِعِيِّ ذٰلِكَ فَجَمِيْعُ الْمَذَاهِبِ عَلٰى هٰذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ عِنْدَ كُلِّ مَنْ سَلِمَ مِنَ التَّعَصُّبِ فِي الدِّيْنِ. [1]

"یقیناً کوئی ایک مذہب بھی تمام احادیث شریعت پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ خاص طور پر جب صاحب المذہب (امام) نے کہہ دیا کہ جب کبھی حدیث صحیح مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ اس قول کی بنا پر جتنی بھی حدیثیں ہیں کہ جن سے کسی بھی مجتہد نے استدلال کیا ہے اس کے مذہب میں داخل ہو جائیں گی اور اس کا مذہب ٹھہریں گی۔ اور (امام) شافعی سے بھی یہی ثابت ہے۔ اس صورت میں تمام مذاہب

[1] کشف الغمہ: ج ۱ ص ۸۔

اس قول کی وجہ سے شافعی کا مذہب ٹھہرے۔ ہر اُس شخص کے نزدیک کہ جس میں تعصب نہیں ہے۔"

(۹۶) علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

اَلْمَذْهَبُ الْوَاحِدُ مَرَّةً وَّاحِدَةً وَّمَرَّةً غَيْرَهُ غَيْر مُلْتَزِمِيْنَ مَذْهَبًا مُّعَيَّنًا فَلَوِالْتَزَمَ مَذْهَبًا مُّعَيَّنًا كَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيِّ فَقِيْلَ يَلْزِمُ وَ قِيْلَ لَا وَقِيْلَ مِثْلُ مَنْ لَّمْ يَلْتَزِمْ وَ هُوَالْغَالِبُ عَلَى الظَّنِّ لِعَدَمِ مَايُوْجِبُهُ شَرْعًا. 1

"سابق میں لوگوں کا طریقہ عمل تھا کہ وہ ایک دفعہ ایک عالم سے فتویٰ پوچھتے۔ دوسری دفعہ دوسرے سے، ایک ہی مفتی کی تعیین نہ کرتے تھے۔ آج کل کوئی ایک مذہب کو اپنے اوپر لازم سمجھے حنفی یا شافعی تو بعض کے نزدیک لازم نہیں ہوگا۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کا لازم کرنا نہ کرنے والے کے برابر ہے۔ یہی راجح ہے کیونکہ شریعت میں کوئی حکم نہیں ہے جو تقلید شخصی کو لازم کرے۔"

(۹۷) وَ نَقَلَ يَعْنِى الشَّيْخَ عَبْدَالْوَهَّابِ الشَّعْرَانِيَّ عَنْ جَمَاعَةٍ عَظِيْمَةٍ مِّنْ عُلَمَاءِ الْمَذَاهِبِ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وَيُفْتُوْنَ بِالْمَذَاهِبِ مِنْ غَيْرِ الْتِزَامِ مَذْهَبٍ مُّعَيَّنٍ مِّنْ زَمَنِ اَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ اِلٰى زَمَانِهٖ. 2

"شیخ عبدالوہاب نے علمائے مذاہب کی ایک بڑی جماعت سے نقل کیا ہے۔ فتویٰ دیتے تھے اور عمل کرتے تھے کسی ایک مذہب کو متعین کئے بغیر۔ مذاہب سے لے کر شیخ کے زمانہ تک۔"

1 ردالمختار: شرح درمختار، جلد ص ۱۶۶۔

2 عقدالجید: باب ۵، الاقتصاد فی التقلید ص ۱۴۴۔

(۹۸) عقد الفرید میں ملا حسن شرنبلانی حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

فَتَحَصَّلَ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ اَنَّهُ لَيْسَ عَلَى الْإِنْسَانِ اِلْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُّعَيَّنٍ [1]

''سو تمام مذکور سے حاصل کلام یہ ہوا کہ التزام مذہب معین کا آدمی پر ضروری نہیں۔''

(۹۹) تحصیل التعرف میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

فَكَانَ طَرِيْقُ الْمُتَقَدِّمِيْنَ اَنَّهُمْ لَايَرَوْنَ اِلْتِزَامَ مَذْهَبٍ مُّعَيَّنٍ. [2]

''طریقہ متقدین میں التزام مذہب معین نہیں پایا جاتا۔''

(۱۰۰) اعلام الموقعین میں ہے کہ:۔

قَالَ اَبُوْ عَمْرٍ و ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ يَذْهَبُ الْعُلَمَآءُ ثُمَّ يَتَّخِذُ النَّاسُ رُءُ وْسًا جُهَّالًا يُسْئَالُوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَيَضِلُّوْنَ وَ يُضِلُّوْنَ قَالَ اَبُوْ عَمْرٍو هٰذَا كُلُّهُ نَفْيٌ لِّلتَّقْلِيْدِ وَ اِبْطَالٌ لَّهُ لِمَنْ فَهِمَهُ وَ هُدِيَ لِرُشْدِهٖ.

''ابوعمرو بن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا علما ختم ہو جائیں گے۔ پھر لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنائیں گے۔ ان سے سوال کریں گے۔ وہ بغیر علم کے (اٹکل و قیاس سے) جواب دیں گے۔ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ اس میں تقلید کی تردید اور ابطال ہے، جو فہم رکھتا ہے اور ہدایت نصیب ہوئی اُسے، جو سمجھتا ہے۔''

(۱۰۱) بستان فقیہ ابواللیث، ص ۱۲ میں ہے کہ:۔

---

[1] معیار الحق: باب دوم منع تقلید میں، ص ۱۷۱۔

[2] معیار الحق: باب دوم، قول شیخ عبدالحق فی منع التقلید ص ۱۳۲۔

وَ قَالَ الْفَقِيْهُ اَبُو اللَّيْثِ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يُّفْتِيَ اِلَّا اَنْ يَّعْرِفَ اَقَاوِيْلَ الْعُلَمَآءِ يَعْنِيْ اَبَا حَنِيْفَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَ يَعْلَمَ مِنْ اَيْنَ قَالُوْا وَ يَعْرِفُ مُعَامَلَاتِ النَّاسِ.

''فقیہ ابو اللّیث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کسی کو بھی فتویٰ دینا جائز نہیں یہاں تک کہ علما کے اقوال کو سمجھ لے یعنی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین (ابو یوسف و محمد) کے قول کو۔ اور یہ بھی جانتا ہو کہ یہ قول کہاں سے لیا ہے (یعنی قرآن و حدیث سے اس کا استنباط معلوم ہو) اور لوگوں کے معاملات سے واقف ہو۔''

(۱۰۲) فتوحات مکیہ میں شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

وَصِيَّةُ الَّذِيْ اُوْصِيْكَ بِهٖ اِنْ كُنْتَ عَالِمًا فَحَرَامٌ عَلَيْكَ اَنْ تَعْمَلَ بِخِلَافِ مَآ اَعْطَاكَ اللّٰهُ دَلِيْلَهٗ وَ يَحْرُمُ عَلَيْكَ تَقْلِيْدُ غَيْرِكَ مَعَ تَمَكُّنِكَ مِنْ حُصُوْلِ الدَّلِيْلِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ فِيْ هٰذِهِ الدَّرَجَةِ وَ كُنْتَ مُقَلِّدًا فَاِيَّاكَ اَنْ تَلْتَزِمَ مَذْهَبًا بِعَيْنِهٖ بَلِ اعْمَلْ كَمَا اَمَرَكَ اللّٰهُ وَ هُوَ اَنْ تَسْاَلَ اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتَ لَا تَعْلَمُ وَ اَهْلُ الذِّكْرِ هُمُ الْعُلَمَآءُ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ. [1]

''جس بات کی میں تجھے وصیت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر تو عالم ہے تو تجھ کو جو اللہ نے دلیل دی ہے اس کے برخلاف عمل کرنا حرام ہے اور جب تجھے دلیل حاصل ہو سکتی ہے تو پھر تجھے اپنی ذات کے سوا کسی اور کی تقلید حرام ہے اور اگر تو اس درجہ پر نہیں بلکہ مقلد ہے تو دیکھنا کہیں ایک ہی مذہب کو خاص کر لازم نہ کر لینا بلکہ جیسے تجھے اللہ تعالیٰ نے حکم

[1] معیار الحق: باب دوم، ذکر وصیۃ ابن العربی، ص۲۱۶۔

فرمایا ہے ویسے ہی عمل کرنا۔ اور وہ یوں ہے کہ اگر تو خود عالم نہ ہو تو اہل ذکر سے پوچھنا۔ اور اہل ذکر وہ لوگ ہیں جو قرآن و حدیث سے واقف ہیں۔"

(۱۰۳) فتح القدیر میں علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ حنفی نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

فَلَادَلِيْلَ عَلٰى وُجُوبِ اِتِّبَاعِ الْمُجْتَهِدِ الْمُعَيَّنِ بِاِلْزَامِ نَفْسِهٖ ذٰلِكَ قَوْلًا اَوْشَرْعًا بَلِ الدَّلِيْلُ اِقْتَضَى الْعَمَلَ بِقَوْلِ الْمُجْتَهِدِ فِيْمَا احْتَاجَ اِلَيْهِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝﴾

"اپنے پر خاص ایک معین مجتہد کے قول و فعل کو لازم پکڑنے سے اس کی تقلید واجب ہونے پر کوئی بھی دلیل نہیں۔ بلکہ دلیل کا مقتضیٰ تو یہ ہے کہ خواہ کوئی سا مجتہد ہو اُس کے قول پر جس مسئلہ میں حاجت پڑے عمل کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[۱۶/النحل:۴۳] "یعنی پس پوچھ لو تم اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے ہو۔"

(۱۰۴) شرح مسلم الثبوت میں مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں کہ:۔

قَالَ الْقُرَافِيُّ اِنعَقَدَ الْاِجْمَاعُ عَلٰى اَنَّ مَنْ اَسْلَمَ فَلَهٗ اَنْ يُّقَلِّدَ مَنْ شَآءَ مِنَ الْعُلَمَآءِ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ وَّاَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰى اَنَّ مَنِ اسْتَفْتٰى اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ اَمِيْرَىِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَهٗ اَنْ يَّسْتَفْتِيَ اَبَاهُرَيْرَةَ وَ مَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَ غَيْرَهُمَا مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ. [1]

"قرافی نے کہا ہے کہ اجماع ٹھہر چکا ہے اس پر کہ جو مسلمان ہے اسے

[1] معیار الحق: باب دوم منع تقلید میں، ص ۲۰۷۔

جائز ہے کہ بلا روک ٹوک علما میں سے جس کی پیروی چاہے کرے۔ اور متفق ہو گئے صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر کہ جو فتوی پوچھے دونوں مومنوں کے سردار ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے تو اُسے جائز ہے کہ فتویٰ پوچھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور بلا کھٹکے ان کے قولوں پر عمل کرے۔''

(۱۰۵) کتاب شرع عین العلم میں ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

وَ مِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی مَا کَلَّفَ اَحَدًا اَنْ یَّکُوْنَ حَنَفِیًّا اَوْ مَالِکِیًّا اَوْ شَافِعِیًّا اَوْ حَنْبَلِیًّا بَلْ کَلَّفَھُمْ اَنْ یَّعْمَلُوْا بِالسُّنَّۃِ. [1]

''یہ تو معلوم ہی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کسی کو یہ تکلیف نہیں دی کہ حنفی بنے یا مالکی بنے یا شافعی بنے یا حنبلی بنے بلکہ انہیں یہ تکلیف دی ہے کہ وہ سنت کے مطابق عمل کریں۔''

(۱۰۶) القول السدید میں علامہ طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

اِعْلَمْ اَنَّہٗ لَمْ یُکَلِّفِ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحَدًا مِّنْ عِبَادِہٖ بِاَنْ یَّکُوْنَ حَنَفِیًّا اَوْ مَا لِکِیًّا اَوْ شَافِعِیًّا اَوْ حَنْبَلِیًّا بَلْ اَوْجَبَ عِلْمَ الدِّیْنِ بِمَا بَعَثَ بِہٖ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَالْعَمَلَ بِشَرِیْعَتِہٖ.

''جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو اس امر کی تکلیف نہیں دی۔ کہ وہ حنفی بنے یا مالکی بنے یا شافعی بنے یا حنبلی بنے۔ بلکہ اُن پر اسی بات پر ایمان لانا واجب کیا ہے جس کے لئے ہمارے سردار محمد ﷺ کو مبعوث کیا۔ اور عمل کرنا ان کی شریعت پر۔''

(۱۰۷) میزان شعرانی میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَ کَانَ یَقُوْلُ اَیْضًا لَمْ یَبْلُغْنَا فِیْ حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ وَّلَا ضَعِیْفٍ

[1] معیار الحق: باب دوم، قول ملا علی قاری فی منع التقلید، ص ۱۳۳۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَحَدًا مِّنَ الْأَئِمَّۃِ بِاِلْتِزَامِ مَذْھَبٍ مُّعَیَّنٍ.

"(امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ) یہ بھی فرماتے تھے کہ نہیں پہنچا ہم کو کسی حدیث صحیح میں اور نہ ضعیف میں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہو کسی کو اپنی امت میں سے ساتھ التزام مذہب معین کے۔"

(۱۰۸) کتاب المبسوط میں ہے کہ:۔

وَ لَوْجَازَ التَّقْلِیْدُ کَانَ مَنْ مَّضٰی مِنْ قَبْلِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ مِثْلَ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ وَ اِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیِّ رَحِمَھُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی اَحْرٰی اَنْ یُّقَلَّدُوْا. [1]

"اور اگر تقلید جائز ہوتی تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے جو لوگ تھے مثل حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم نخعی کے ان کی تقلید زیادہ بہتر تھی بہ نسبت ان کے۔"

(۱۰۹) سید اسماعیل شہید فرماتے ہیں کہ:۔

وَالْعَجَبُ مِنَ الْقَوْمِ لَایَخَافُوْنَ مِنْ مِّثْلِ ھٰذَا الْاِتِّبَاعِ بَلْ یُحِیْفُوْنَ تَارِکَہٗ فَمَآ اَحَقُّ ھٰذِہِ الْآیَۃُ فِیْ جَوَابِھِمْ ﴿وَ کَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَکْتُمْ بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ فَتَدَبَّرْ وَانْصِفْ وَ لَاتَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ. [2]

"اور تعجب ہے ان لوگوں پر جو خوف نہیں کرتے اس طرح کی تقلید سے بلکہ ظلم کرتے ہیں اس کے چھوڑنے والے پر سو کیا خوب فٹ آتی ہے، یہ آیت ان لوگوں کے جواب میں ﴿وَ کَیْفَ اَخَافُ﴾ اور کیا میں ڈروں

[1] کتاب المبسوط: (سرخسی) کتاب الوقف ج ۱۲، ص ۲۸۔
[2] تنویر العینین: مطبوعہ صدیقی، ص ۳۹۔

گا تمہارے شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے اس سے کہ شریک کرتے ہو اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو نہیں اُتاری تم پر اللہ نے کوئی دلیل اس کی۔ سو کون سی جماعت دونوں میں سزاوار ہے امن کی اگر جانتے ہو تم۔ سو غور کرو اور انصاف کرو اور نہ ہو جا شک کرنے والوں سے۔''

(۱۱۰) فَلَوْ سَاغَ التَّقْلِيْدُ لَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْ هٰؤُلَاءِ اَحَقَّ بِاَنْ يُّتَّبَعَ مِنْ غَيْرِهٖ. [1]

''پس اگر تقلید جائز ہوتی تو اس جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک تقلید کے لئے غیر کی نسبت زیادہ حق دار تھا۔''

(۱۱۱) مولانا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

مختار بعض علماء آنست کہ تقلید مذہب معین ضرور نیست ہرکس را اختیار است کہ بہر مذہبے کہ خواہد عمل نماید۔ [2]

''بعض علماء کے نزدیک مختار یہ ہے کہ مذہب معین کی تقلید ضروری نہیں ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس مذہب پر چاہے عمل کرے۔''

(۱۱۲) شرح سفر السعادت میں مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

طریقہ پشینیان برخلاف این بود ایشان تعین مذہب و اتباع مجتہد واحد را از واجبات نمی دانستند مجتہدان را عمل با جتہاد خود بود و سبیل عوام رجوع بایشان نہ آنکہ التزام متابعت احدی

---

[1] عقد الجید: باب ۳، ابن حزم کا مسلک تقلید کے بارے میں، ص ۶۲۔

[2] فتاویٰ عبدالحیٔ لکھنوی، ص ۱۶۲۔

کنندوانکار بردیگری نمایند۔

''سلف کا طریقہ اس کے خلاف تھا۔ وہ تعیین مذہب اور اتباعِ مجتہد واحد کو واجبات سے نہیں جانتے تھے۔ اور مجتہدوں کا عمل اپنے اجتہاد پر تھا۔ اور عوام کا طریقہ مجتہدوں سے رجوع کرنے کا تھا۔ اور اس کا التزام نہیں تھا کہ کسی ایک کی متابعت کریں اور دوسرے کی نہ کریں۔''

(۱۱۳) ردالمختار شرح درمختار میں علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں:۔

لَیْسَ عَلَی الْاِنْسَانِ اِلْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُّعَیَّنٍ.

''انسان پر مذہب معین کالازم پکڑنا واجب نہیں ہے۔''

(۱۱۴) فَاِنْ بَلَغَنَا حَدِیْثٌ مِّنَ الرَّسُوْلِ الْمَعْصُوْمِ الَّذِیْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْنَا طَاعَتَهٗ بِسَنَدٍ صَالِحٍ یَدُلُّ عَلٰی خِلَافِ مَذْهَبِهٖ وَ تَرَكْنَا حَدِیْثَهٗ وَاتَّبَعْنَا ذٰلِكَ التَّخْمِیْنَ فَمَنْ اَظْلَمُ مِنَّا وَمَا عُذْرُنَا یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. [1]

''پس اگر ہم کو رسول معصوم کی حدیث پہنچ جائے جس کی اطاعت اللہ نے ہم پر فرض کی ہے۔ ساتھ صحیح سند کے، جو مذہب امام کے مخالف ہو اور ہم حدیث کو چھوڑ دیں اور اس بناوٹی بات (یعنی قول امام) کے پیچھے لگیں۔ پس ہم سے کون زیادہ ظالم ہے اور اُس دن ہمارا کوئی عذر نہیں ہوگا جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

(۱۱۵) کلمات طیبات مکتوبات میرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ:۔

بر ہر افراد امت اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم واجب است و اتباع ہیچ یکے از ائمہ واجب نیست۔

''ہر شخص پر اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی واجب ہے۔ اور اماموں میں سے کسی کی

---

[1] عقد الجید: باب ۳، ابن حزم کے کلام کا مصداق، ص ۷۱۔

اتباع واجب نہیں ہے۔"

(۱۱۶) طوالع الانوار حاشیہ درمختار میں ملا عابد سندھی فرماتے ہیں کہ:۔

وَوُجُوْبُ تَقْلِيْدِ مُجْتَهِدٍ مُّعَيَّنٍ لَا حُجَّةَ عَلَيْهِ لَا مِنْ جِهَةِ الشَّرِيْعَةِ وَ لَا مِنْ جِهَةِ الْعَقْلِ. [1]

"ایک مجتہد معین کی تقلید کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں۔ نہ شریعت کی رو سے نہ عقل کی رو سے"۔

(۱۱۷) شرح مسلم الثبوت میں مولانا بحر العلوم حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

وَيَتَخَرَّجُ مِنْهُ اَىْ مِمَّا ذُكِرَ اَنَّهُ لَا يَجِبُ الْاِسْتِمْرَارُ عَلٰى مَذْهَبٍ جَوَازُ اِتِّبَاعِهِ رُخَصَ الْمَذَاهِبِ قَالَ فِیْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ لَعَلَّ الْمَانِعِيْنَ لِلْاِنْتِقَالِ اِنَّمَا مَنَعُوْا لِئَلَّا يَتَتَبَّعَ اَحَدٌ رُخَصَ الْمَذَاهِبِ وَ قَالَ هُوَ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ لَا يَمْنَعُ مِنْهُ مَانِعٌ شَرْعِیٌّ اِذْلِلْاِنْسَانِ اَنْ يَّسْلُكَ الْاَخَفَّ عَلَيْهِ اِذَا كَانَ لَهٗ اِلَيْهِ السَّبِيْلُ. [2]

"ہم نے جو ذکر کیا کہ ایک مذہب پر جما رہنا واجب نہیں اس سے یہ بھی نکلتا ہے مذہبوں میں سے آسان آسان باتیں لینا جائز ہے۔ فتح القدیر میں لکھتے ہیں غالباً جو لوگ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف انتقال کو منع کرتے ہیں تو وہ اس وجہ سے منع کرتے ہیں کہ کوئی آسان آسان باتیں مذہبوں کی نہ ڈھونڈے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو تنگ کرنا ہے اور کوئی مانع شرعی اس سے منع کرنے والا نہیں کیونکہ انسان کو اختیار ہے کہ گنجائش ہو تو جو آسان تر بات ہو اس کو

---

[1] الارشاد الی سبیل الرشاد: بیان انہ لا دلیل علی تقلید شخص معین، ص ۱۱۱۔

[2] معیار الحق: باب دوم، دسویں روایت، منع تقلید میں، ص ۱۱۶۔

اختیار کرے۔"

(۱۱۸) مَا ثَمَّ اَحَدٌ حَقَّ لَهُ قَدَمُ الْوَلَايَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ اِلَّا وَ يَصِيْرُ يَأْخُذُ اَحْكَامَ شَرْعِهِ مِنْ حَيْثُ اَخَذَهَا الْمُجْتَهِدُوْنَ وَ يَنْفَكُّ عَنْهُ التَّقْلِيْدُ لِجَمِيْعِ الْعُلَمَآءِ اِلَّا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اِنْ نُقِلَ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الْاَوْلِيَآءِ اَنَّهُ كَانَ شَافِعِيًّا اَوْحَنَفِيًّا مَثَلًا فَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلٰى مَقَامِ الْكَمَالِ. [1]

"جس کسی کا قدم ولایت محمدیہ پر ٹھہرا وہ احکام شرع کے وہیں سے لیتا ہے جہاں سے مجتہدوں نے لئے اور تمام علماء کی تقلید سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اگر کسی ولی سے منقول ہو کہ وہ شافعی تھا یا حنفی مثلاً تو مقام کمال پر پہنچنے سے پہلے کا ذکر ہے۔"

(۱۱۹) اِنَّ الْوَلِيَّ الْكَامِلَ لَايَكُوْنُ مُقَلِّدًا وَاِنَّمَا يَأْخُذُ عِلْمَهُ مِنَ الْعَيْنِ الَّتِيْ اَخَذَ مِنْهَا الْمُجْتَهِدُوْنَ. [2]

"ولی کامل مقلد نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ وہ علم اُسی چشمہ سے لیتا ہے جس سے مجتہدوں نے لیا۔"

(۱۲۰) علامہ شیخ کروی اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

اِنَّ طَرِيْقَةَ الْمَشَايِخِ الصُّوْفِيَّةِ عُمُوْمًا وَّطَرِيْقَةِ الْاَكَابِرِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ خُصُوْصًا اِتِّبَاعُ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ وَ عَدَمُ التَّقْلِيْدِ بِمَذْهَبٍ مُّعَيَّنٍ. [3]

"طریقہ مشائخ صوفیہ کا عموماً اور اکابر نقشبندیہ کا خصوصاً اتباع سنت

[1] میزان الشعرانی: فصل ان قال قائل کیف الوصول الی الاطلاع علی عین الشریعۃ، ج۱ص ۲۸۔۲۹

[2] میزان الشعرانی: فصل فان قلت ھذا فی حق العلماء باحکام الشریعۃ، ج۱ص ۳۱۔

[3] الارشاد الی سبیل الرشاد: ص ۳۹۵۔

نبویہ ہے۔ نہ کہ مذہب معین کا مقلد ہو رہنا۔"

(۱۲۱) ملا جیون تفسیر احمدی میں فرماتے ہیں کہ:۔

يَجُوزُ لَهُ اَنْ يَّعْمَلَ بِمَذْهَبٍ ثُمَّ يَنْتَقِلَ اِلٰى اٰخَرَ كَمَا نُقِلَ عَنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَوْلِيَآءِ وَيَجُوْزُ لَهُ اَنْ يَّعْمَلَ فِيْ مَسْئَلَةٍ عَلٰى مَذْهَبٍ وَّفِيْ اُخْرٰى عَلٰى اٰخَرَ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الصُّوْفِيَّةِ. [1]

"جائز ہے مقلد کو یہ کہ عمل کرے ایک مذہب پر پھر دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہو جائے جیسا کہ بہت سے اولیاء سے منقول ہوا ہے اور جائز ہے کہ ایک مسئلہ میں ایک مذہب پر عمل کرے اور دوسرے مسئلہ میں دوسرے مذہب پر جیسا کہ صوفیہ کا مذہب ہے۔"

(۱۲۲) تحصیل التعرف میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ:۔

وَمَذْهَبُهُمْ (الصُّوْفِيَّةُ) فِي الْاَحْكَامِ تَابِعٌ لِّلْفُقَهَآءِ فِي الْفُرُوْعِ وَالْاُصُوْلِ لِاَنَّهُمُ الَّذِيْنَ حَرَّرُوا الْاَحْكَامَ وَ تَتَبَّعُوْهَا فِي الْفُصُوْلِ غَيْرَ اَنَّهُمْ يَاْخُذُوْنَ مِنَ الْمَذَاهِبِ بِمَا يُوَافِقُ الْحَدِيْثَ. [2]

"مذہب صوفیہ کا احکام میں تابع فقہاء کے ہے۔ اصول اور فروع میں کیونکہ انہوں نے احکام کو لکھا اور تتبع کیا۔ مگر صوفی لوگ مذاہب میں سے (کسی کا مذہب ہو) وہ مسائل اختیار کرتے ہیں جو حدیث کے موافق ہوں۔"

(۱۲۳) تحریر معہ شرح تقریر و تحبیر میں علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ:۔

لَا وَاجِبَ اِلَّا مَآ اَوْجَبَهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ لَمْ يُوْجِبِ اللّٰهُ وَ لَا رَسُوْلُهُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ اَنْ يَّتَمَذْهَبَ بِمَذْهَبِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ فَيُقَلِّدَهُ فِيْ دِيْنِهِ فِيْ كُلِّ مَايَاْتِيْ وَ يَذَرَ دُوْنَ غَيْرِهِ.

---

[1] الارشاد الی سبیل الرشاد: ص ۳۹۵۔ [2] الارشاد الی سبیل الرشاد: ص ۳۹۵۔

”اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو کچھ فرمادیا بس وہی واجب ہے۔ اس کے سوا اور کوئی چیز واجب نہیں ہے اور نہ اللہ نے اور نہ اللہ کے رسول ﷺ نے کسی شخص پر یہ واجب کیا ہے کہ امت میں سے کسی ایک شخص کا مذہب اختیار کر لے۔ اور اپنے ہر دینی کام میں خواہ وہ کام کرنے کا ہو یا چھوڑنے کا بس اُسی ایک شخص کی تقلید کرتا رہ جائے۔“

(۱۲۴) فَمَا الَّذِیْ خَصَّ اَبَاحَنِیْفَةَ وَ مَالِکًا وَّالشَّافِعِیَّ بِاَنْ یُّقَلَّدُوْا دُوْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ وَّ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةَ رضی اللہ عنہم وَ دُوْنَ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ وَالزُّهْرِیِّ وَ النَّخْعِیِّ وَالشَّعْبِیِّ وَ عَطَآءٍ وَّ طَاؤُس وَّالْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ [1]

”سو معلوم نہیں وہ کیا چیز ہے جس نے خاص کر دیا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ ان کی تقلید کی جاتی ہے۔ سوائے تقلید ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور ابن مسعود، ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم کے اور سوا سعید بن مسیب، زہری، نخعی، شعبی، عطا، طاؤس اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے“۔

(۱۲۵) تقریر الاصول میں مولانا اکمل صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

لَا یَلْزِمُ اَحَدًا اَنْ یَّتَمَذْهَبَ بِمَذْهَبِ اَحَدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ بِحَیْثُ یَأْخُذُ بِاَقْوَالِهٖ کُلِّهَا وَیَدَعُ اَقْوَالَ غَیْرِهٖ کُلِّهَا. [2]

”کسی پر لازم نہیں کہ اماموں میں سے ایک امام کا مذہب ٹھہرا کر اس کے سب قول لے لے اور غیر کے سب چھوڑ دے۔“

(۱۲۶) العقد الفرید میں علامہ حسن شرنبلالی حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

---

[1] معیار الحق: باب دوم تقلید کی بیان میں، ص ۵۲۔

[2] معیار الحق: باب دوم قول شیخ اکمل فی منع تقلید، ص ۱۲۰۔

فَتَحَصَّلَ مِمَّا ذَکَرْنَا اَنَّهٗ لَیْسَ عَلَی الْاِنْسَانِ اِلْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُّعَیَّنٍ [1]

''حاصل کلام یہ ہوا کہ التزام مذہب معین کا آدمی پر ضروری نہیں۔''

(۱۲۷) وَ کَانَ الْاِمَامُ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ یَقُوْلُ وَ لَمْ یَبْلُغْنَا عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ اَنَّهٗ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِالْتِزَامِ مَذْهَبٍ مُّعَیَّنٍ. [2]

''امام جو بیٹے عبدالبر کے تھے کہتے تھے کہ ہم کو کسی امام سے یہ روایت نہیں پہنچی کہ انہوں نے اپنے اصحاب کو التزامِ مذہب معین کا حکم کیا ہو۔''

(۱۲۸) جامع الفواد میں تاج الدین عثمانی فرماتے ہیں کہ:۔

مَنْ یَّعْمَلُ بِقَوْلِ الْمُجْتَهِدِیْنَ فَهُوَ مُثَابٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مَالَمْ یَجِدِالْحَدِیْثَ الصَّحِیْحَ الْمُتَّصِلَ الْاِسْنَادِ وَ اِذَا وَجَدَهٗ یَعْمَلُ بِالْحَدِیْثِ. [3]

''جو کوئی مجتہد کے قول پر عمل کرے گا تو وہ دونوں جہاں میں ثواب پائے گا۔ جب تک کہ حدیث صحیح متصل السند نہ پائے اور جب حدیث پائے تو اس پر عمل کرے۔''

(۱۲۹) منح الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبوعہ لاہور کے ص ۱۲ میں منح الازہر مصنفہ ملا علی قاری حنفی سے منقول ہے کہ:۔

فِی الْخُلَاصَةِ مَنْ رَدَّ حَدِیْثًا قَالَ مَشَایِخُنَا یَکْفُرُ.

''خلاصہ میں ہے کہ جو کوئی رد کرے کسی حدیث کو تو کہا مشائخ نے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔''

---

[1] معیار الحق: باب دوم تقلید کی بیان میں، ص ۱۲۲۔

[2] میزان الشعرانی: فصل و مما یؤید هذه المیزان عدم انکار اکابر العلماء فی کل عصر، ج ا ص ۴۹۔

[3] معیار الحق: باب دوم، اقوال علماء فی منع التقلید، ص ۶۹۔

(۱۴۰) سفر السعادت ص ۳ میں مجد الدین فیروز آبادی فرماتے ہیں کہ:۔

دریاب عبادات اعتماد کلی برآن کند یعنی ہرآنچه از حدیث ثابت است و از خلاف زید و عمر و میهد یشنند۔ [1]

''عبادات میں جو کچھ حدیث سے ہے اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اور زید و عمرو کی مخالفت سے نہیں ڈرنا چاہیے۔''

(۱۴۱) ملا معین حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

فَقَدْ اُخْرِجَ مَنْ اَصَرَّ مِنْهُمْ عَلٰی قَوْلِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ بِاَنَّهٗ لَا يُصَلِّيْهِمَا مَعَ صِحَّةِ الْحَدِيْثِ عِنْدَهٗ عَنْ اَنْ يُّعَدَّ عَالِمًا لِذِهَابِهٖ عَلٰی خِلَافِ مُقْتَضَی الْعِلْمِ. [2]

''جو شخص کہ ہٹ (ضد و اہتمام) کرے اوپر قول ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے، اس طور کہ نہ پڑھے ان دو رکعتوں کو (حالت خطبہ میں جبکہ آئے) باوجود صحیح ہونے حدیث کے نزدیک اس کے، اس سے یہ کہ شمار کیا جائے عالم بسبب جانے اس کے خلاف مقتضی علم کے (حاصل یہ کہ کسی عالم کے قول کو حدیث کے معلوم ہونے کے بعد لینا کام جاہل کا ہے نہ کہ عالم کا)''

(۱۴۲) دراسات اللبیب میں ہے کہ:۔

وَالْاِمَامُ لَيْسَ بِمَعْصُوْمٍ حَتّٰی نُأَوِّلَ لَهٗ كَلِمَاتِ الشَّرِيْعَةِ وَ نَتْرُكَ حَقِيْقَةَ الْكَلَامِ وَ لَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُهٗ لِاَحَدٍ بِهٰذِهِ النُّصْرَةِ وَمَآ اُمِرْنَا بِاِتِّبَاعِ مَذْهَبٍ مِّنَ الْمَذَاهِبِ رَأْسًا فَضْلًا عَنْ اِتِّبَاعِ مَذْهَبٍ مُّعَيَّنٍ. [3]

''اور امام تو کوئی خطا سے بچا ہوا نہیں ہے کہ شریعت کے احکام

[1] معیار الحق: باب دوم اقوال علماء فی منع التقلید، ص ۶۹۔

[2] دراسات اللبیب: الدراسۃ الثالثۃ، ص ۱۱۰۔ [3] دراسات اللبیب: الدراسۃ الثالثۃ، ص ۱۲۰۔

تاویلیں کر کے اس کے قول کے مطابق کئے جائیں اور حقیقی معنی قرآن وحدیث کے چھوڑے جائیں۔ایسی مدد کرنی کہ نہ اس کا حکم اللہ نے دیا ہے اور نہ اس کے رسول ﷺ نے۔ اور نہیں حکم دیئے گئے ہم کہ تابعداری کریں ہم کسی مذہب کی مذہبوں میں سے خاص کر کسی مذہب کی۔" (مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے ان چار مذہبوں میں سے کسی مذہب کے اتباع کا حکم نہیں دیا۔)

(۱۳۳) قرۃ العیون شرح سرور المحزون جو نواب محمد علی خان صاحب والی ٹونک کے حکم سے تالیف ہوئی ہے۔اس کے حصہ پنجم کے ص ۱۳۹ میں تفسیر مظہری سے نقل کیا ہے:۔

وَاِنَّمَا قُلْتُ فِی الْعَمَلِ بِالْحَدِیْثِ اَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِکَ الْحَدِیْثُ وَ قَدْ ذَھَبَ اِلَیْهِ اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ .

"(قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی فرماتے ہیں) کہ کہا میں نے یعنی شرط کی میں نے عمل بالحدیث میں یہ کہ ہو وہ حدیث ایسی کہ ایک نے چاروں اماموں میں سے اُس پر عمل کیا ہو۔" (تو اس وقت اپنے مذہب کی تقلید چھوڑ کر کہ خلاف اس کے ہے اُس حدیث پر عمل کرنا چاہیے۔)"

(۱۳۴) ردالمختار شرح درمختار مطبوعہ دہلی کی جلد اول کے ص ۴۶۰ میں علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

اِذَاصَحَّ الْحَدِیْثُ وَ کَانَ عَلٰی خِلَافِ الْمَذْھَبِ عُمِلَ بِالْحَدِیْثِ وَ یَکُوْنُ ذٰلِکَ مَذْھَبُهٗ وَ لَا یَخْرُجُ مُقَلِّدُهٗ عَنْ کَوْنِهٖ حَنَفِیًّا بِالْعَمَلِ بِهٖ. [1]

"جب اپنے مذہب کے خلاف صحیح حدیث ہاتھ لگے تو اُس حدیث پر عمل کیا جائے۔اور یہ مذہب اس کا بن جائے گا اور کوئی حدیث پر عمل کرنے کے

[1] مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ الدراسۃ الراجحۃ، ص ۱۴۔

باعث اپنے حنفی پن سے باہر نہ آئے گا۔"

(۱۳۵) فَاِنْ قُلْتَ فَمَآ اَصْنَعُ بِالْاَحَادِیْثِ الَّتِیْ صَحَّتْ بَعْدَ مَوْتِ اِمَامِیْ وَ لَمْ یَأْخُذْبِھَافَالْجَوَابُ الَّذِیْ یَنْبَغِیْ لَکَ اَنَّکَ تَعْمَلُ بِھَا فَاِنَّ اِمَامَکَ لَوْ ظَفَرَ بِھَا وَ صَحَّتْ عِنْدَہٗ لَرُبَّمَا کَانَ اَمَرَکَ بِھَا وَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِکَ فَقَدْحَازَالْخَیْرَ بِکِلْتَا یَدَیْہِ وَ مَنْ قَالَ لَآ اَعْمَلُ بِحَدِیْثٍ اِلَّا اَنْ اَخَذَبِہٖ اِمَامِیْ فَاتَہٗ خَیْرٌ کَثِیْرٌ کَمَا عَلَیْہِ کَثِیْرٌ مِّنَ الْمُقَلِّدِیْنَ لِاَئِمَّۃِ الْمَذَاھِبِ وَ کَانَ الْاَوْلٰی لَھُمُ الْعَمَلُ بِکُلِّ حَدِیْثٍ صَحَّ بَعْدَ اِمَامِھِمْ. [1]

"اگر تو پوچھے اُن احادیث کے بارے میں کیا کروں جو میرے امام کی وفات کے بعد صحیح ثابت ہوئیں اور امام نے ان کو نہیں لیا تھا۔ تو جواب یہ ہے کہ تجھ کو لائق ہے کہ تو اُن پر عمل کرے۔ کیونکہ اگر تیرا امام ان کو پاتا تو انہیں کے ساتھ حکم دیتا۔ اور جس نے ایسا کیا تو اُس نے بھلائی کو دونوں ہاتھوں سے جمع کر لیا۔ اور جس نے کہا وہ حدیث جس کو میرے امام نے نہیں لیا میں اس پر عمل نہیں کروں گا تو اس کے ہاتھ سے خیر کثیر نکل گئی۔ جیسا کہ بہت سے مقلدین کا حال ہے حالانکہ لائق ان کو یہ تھا کہ وہ ہر حدیث پر عمل کرتے۔ جو ان کے امام کے بعد صحیح ثابت ہو جاتی۔"

(۱۳۶) میزان الشعرانی میں ہے کہ:۔

خِلَافُ مَا عَلَیْہِ بَعْضُ الْمُقَلِّدِیْنَ حَتّٰی اَنَّہٗ قَالَ لِیْ لَوْ وَجَدْتُّ حَدِیْثًا فِی الْبُخَارِیِّ اَوْ مُسْلِمٍ لَمْ یَأْخُذْبِہٖ اِمَامِیْ لَآاَعْمَلُ بِہٖ وَ ذٰلِکَ جَھْلٌ مِّنْہُ بِالشَّرِیْعَۃِ وَ اَوَّلُ مَنْ یَّتَبَرَّ اُ مِنْہُ اِمَامُہٗ. [2]

---

[1] میزان الشعرانی: فصل فیما ذا اجیب من نازعنی فی صحۃ ھذہ المیزان، ج ا ص ۳۶۔

[2] میزان الشعرانی: فصل ایاک یا اخی ان تبادر اول سماعک، ج ا ص ۱۵۔

''برخلاف اس کے کہ بعض مقلدین کا حال ہے کہ انہوں نے مجھ سے کہہ دیا کہ اگر میں کوئی حدیث بخاری یا مسلم میں پاؤں اور اس کو میرے امام نے نہ لیا ہو تو اُس پر میں عمل نہیں کروں گا۔ حالانکہ یہ اس کی شریعت کے ساتھ نادانی ہے۔ اور سب سے پہلے اس کا امام ہی اُس سے بری ہے۔ (یعنی ناراض ہے)''

(۱۳۷) لَا يَكْمَلُ لِمُؤْمِنِ الْعَمَلُ بِالشَّرِيعَةِ كُلِّهَا وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ بِمَذْهَبٍ وَّاحِدٍ اَبَدًا وَّ لَوْقَالَ صَاحِبُهٗ اِذَاصَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ لَتَرَكِ ذٰلِكَ الْمُقَلِّدُ الْاَخْذَ بِاَحَادِيْثٍ كَثِيْرَةٍ صَحَّتْ عِنْدَغَيْرِ اِمَامِهٖ وَهٰذَا مِنْ ذٰلِكَ الْمُقَلِّدِ عَمًى فِي الْبَصِيْرَةِ. [1]

''مومن کا عمل تمام شریعت پر کبھی نہیں ہوسکتا جبکہ وہ کسی خاص مذہب کا مقلد ہو اگر چہ اس کا امام بھی یہ کہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہ میرا ہی مذہب ہے۔ کیونکہ وہ مقلد بہت سی احادیث کو جو اوروں کے نزدیک صحیح ہیں امام کی مخالفت کی وجہ سے چھوڑ دے گا۔ یہ اُس کا اندھا پن ہے طریق حق سے۔''

(۱۳۸) وَقَالَ الْقَرَافِيُّ يَجُوْزُ الْاِنْتِقَالُ مِنْ جَمِيْعِ الْمَذَاهِبِ اِلٰى بَعْضِهَا بَعْضًا فِيْ كُلِّ مَالَا يَنْتَقِضُ فِيْهِ حُكْمُ حَاكِمٍ.

''قرافی کا قول ہے کہ ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب میں منتقل ہونا جائز ہے ہر ایک ایسے مسئلہ میں جس میں حاکم کا حکم نہ ٹوٹے۔''

(۱۳۹) نُقِلَ عَنِ الْاِمَامِ دَاؤُدَ وَكَانَ يَقُوْلُ انْظُرُوْا فِيْ اَمْرِ دِيْنِكُمْ فَاِنَّ التَّقْلِيْدَ لِغَيْرِ الْمَعْصُوْمِ مَذْمُوْمٌ وَفِيْهِ عَمًى

[1] میزان الشعرانی: فصل فان قلت فماذا اجیب من نازعنی فی صحۃ ھذہ المیزان، ج ۱ ص ۳۵۔

لِلْبَصِیْرَۃِ. [1]

''امام داؤد (ظاہری) فرماتے تھے اپنے دین کے معاملات میں حجت تلاش کرو معصوم نبی کریم ﷺ کی۔ ان کے سوا دوسرے کی بات بلا دلیل ماننا (تقلید) بری بات ہے اور اس میں اندھاپن ہے۔''

(۱۴۰) صراط مستقیم مطبوعہ مجتبائی ص ۶۹ میں ہے کہ:۔

علم پیغمبر ﷺ را منحصر در علم یك شخص از مجتہدین نداند بلکه علم نبوی منتشر در آفاق گردیده بموجب مقتضیات وقت بہرکس رسیدہ و بعد ازاں که کتب مصنف شدہ آن علوم ظاہر گشته پس درہر مسئله که حدیث صحیح صریح غیر منسوخ یا بداتباع ہیچ مجتہد دراں نکندو اہل حدیث را مقتدای خود شناسدو بدل محبت ایشاں دارد و تعظیم ایشاں لازم شمرد که حاملانِ علم پیغمبر اندو بنوع فائدہ مصاحبت پیغمبر ﷺ حاصل کردہ مقبول جناب رسالت مآب گشته اند۔

''یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ جو علم پیغمبر ﷺ کو تھا وہ مجتہدوں میں سے کسی ایک شخص میں جمع ہو گیا ہے۔ جبکہ علم نبوی تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور زمانہ کی ضرورت کے موافق ہر شخص کو ملا ہے۔ کتابوں کے تصنیف ہونے کے بعد علوم ظاہر ہوئے۔ اس لئے جس مسئلہ میں حدیث صحیح صریح غیر منسوخ مل جائے۔ اس میں مجتہد کا اتباع نہ کرنا چاہئے۔ اور اہل حدیث کو اپنا مقتدا ماننا چاہئے اور دل میں اُن سے محبت رکھنی

[1] میزان الشعرانی: فصل فی ما نقل عن الامام احمد من ذم الرای، ص ۷۵۔

چاہیے۔ ان کی تعظیم لازم جاننی چاہیے۔ کیونکہ محدثین علم پیغمبر کے حامل ہیں اور ایک طرح سے انہوں نے مصاحبت پیغمبر ﷺ سے فائدہ اٹھایا ہے اور مقبول جناب رسالت مآب ہوئے ہیں۔" [1]

(۱۴۱) وَالْعَزْمُ عَلَى اَنَّهُ اِذَا ظَهَرَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ خِلَافَ مَا قَلَّدَ فِيْهِ تَرَكَ التَّقْلِيْدَ وَاتَّبَعَ الْحَدِيْثَ. [2]

"نیت یہ ہونی چاہیے کہ جب صحیح حدیث خلاف اپنے امام کے ظاہر ہو جس کی تقلید کی ہے تو تقلید چھوڑ دے گا اور حدیث پر عمل کرے گا۔"

(۱۴۲) اعلام الموقعین رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ:۔

اِذْ لَا وَاجِبَ اِلَّا مَا اَوْجَبَهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ لَمْ يُوْجِبِ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ اَنْ يَّتَمَذْهَبَ بِمَذْهَبِ رَجُلٍ مِّنَ الْاُمَّةِ فَيُقَلِّدَهُ دِيْنَهُ دُوْنَ غَيْرِهٖ. [3]

"واجب نہیں مگر جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے واجب کیا۔ اللہ اور رسول ﷺ نے کسی آدمی پر یہ واجب نہیں کیا کہ کسی امام معین کا مذہب اختیار کرے اور اُسی کو اپنے دین کا کام سپرد کرے نہ دوسرے کسی کو۔"

(۱۴۳) وَ فِتْنَةُ هٰذَا الْجَدَلِ وَالْخِلَافِ وَالتَّعَمُّقِ قَرِيْبَةٌ مِّنَ الْفِتْنَةِ الْاُوْلٰى حِيْنَ تَشَاجَرُوْا فِى الْمُلْكِ وَانْتَصَرَ كُلُّ رَجُلٍ لِّصَاحِبِهٖ فَكَمَا اَعْقَبَتْ تِلْكَ مُلْكًا عَضُوْضًا وَ وَقَايِعَ صَمَّاءَ عُمْيَاءَ فَكَذٰلِكَ اَعْقَبَتْ هٰذِهٖ جَهْلًا وَّاخْتِلَافًا وَّشُكُوْكًا وَّ وَهْمًا مَا لَهَا مِنْ اَرْجَاءٍ فَنَشَأَتْ بَعْدَهُمْ قُرُوْنٌ عَلَى التَّقْلِيْدِ الصِّرْفِ لَا يُمَيِّزُوْنَ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ وَلَا الْجَدَلَ

---

[1] صراط مستقیم اردو، ص ۱۴۳۔

[2] حجۃ اللہ البالغہ مبحث سادس باب احکام الدین من التحریف ج ۱ ص ۱۴۷۔

[3] اعلام الموقعین فی القول فی التقلید ... مذہب معین ج ۲ ص ۲۶۲۔

عَنِ الْاِسْتِنْبَاطِ فَالْفَقِيْهُ يَوْمَئِذٍ هُوَ الثَّرْثَارُ الْمُتَشَدِّقُ الَّذِیْ حَفِظَ اَقْوَالَ الْفُقَهَآءِ قَوِيَّهَا وَ ضَعِيْفَهَا مِنْ غَيْرِ تَمِيْزٍ وَّ سَرَدَهَا بِشِقْشِقَةِ شَدْقَيْهِ وَالْمُحَدِّثُ مَنْ عَدَّ الْاَحَادِيْثَ صَحِيْحَهَا وَّسَقِيْمَهَا وَ هَذَّهَا كَهَذِّ الْاَسْمَاءِ بِقُوَّةِ لَحْيَيْهِ وَ لَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ كُلِّيًّا مُطَّرِدًا فَاِنَّ لِلّٰهِ طَآئِفَةً مِنْ عِبَادِهٖ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَ هُمْ حُجَّةُ اللّٰهِ فِیْ اَرْضِهٖ وَ اِنْ قَلُّوْا وَ لَمْ يَاْتِ قَرْنٌ بَعْدَ ذٰلِكَ اِلَّا وَ هُوَ اَكْثَرُ فِتْنَةً وَّ اَوْفَرُ تَقْلِيْدًا وَّ اَشَدُّ اِنْتِزَاعًا لِّلْاَمَانَةِ مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى اِطْمَأَنُّوْا بِتَرْكِ الْخَوْضِ فِیْ اَمْرِ الدِّيْنِ بِاَنْ يَّقُوْلُوْآ اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَ نَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى. [1]

''اس مناظرے اور اختلاف وتکلف کا فتنہ خلافت سے قریب قریب ہے۔ جبکہ حکومت کے بارے میں جھگڑا کیا اور حمایت کی ہر ایک نے اپنے دوست کی، جیسا کہ اس فتنہ سے سلطنت نہیں ظلم وستم کا دور شروع ہوا، اور واقعات ناپسندیدہ کا۔ اسی طرح اس اختلاف ومناظرات سے جہالت واختلاف وشکوک کا دور شروع ہو گیا۔ جس کے ساتھ وہم وفکر اس قدر زائد ہے کہ انتہا نہیں صدیاں محض تقلید پر گزر گئیں کہ جن کو حق و باطل کی تمیز نہ تھی اور جدل واستنباط میں فرق نہیں سمجھتے تھے۔ فقیہ اس زمانہ میں وہی ہے جو بہت زور وشور سے باچھیں بھر کر باتیں کرے اور **اقوال فقہاء کو یاد رکھے** خواہ قوی ہوں یا ضعیف' بغیر تمیز کے۔ اور ان اقوال کو جوش وخروش سے اور خوش بیانی سے نقل کر دے۔ محدث وہ ہے

[1] حجۃ اللہ البالغۃ: باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج ۱ ص ۱۵۴۔

کہ جو حدیث صحیح وضعیف کو شمار کر دے اور ان کو جلد پڑھ کر سنائے ناموں کی طرح اپنے جبڑوں کی قوت سے۔ میں یہ کلی حکم نہیں لگاتا کیونکہ اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جن کو لوگوں کی مخالفت کچھ ضرر نہیں پہنچاتی اور وہی اللہ کی حجت ہیں زمین پر۔ اگرچہ کم ہوں (اہل حدیث ہی اس کے مصداق ہیں) اور کوئی صدی ان کے بعد نہیں آئی مگر وہ ان سے زیادہ فتنے میں تھے اور قوی تر تقلید میں اور زیادہ خالی امانت سے ان کے سینے تھے۔ یہاں تک کہ دین کے معاملہ میں تحقیق و استدلال کو یہ کہہ کر چھوڑ بیٹھے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا۔ اور ہم ان کے نشانوں (تقلید) پر چلتے ہیں۔ خدا ہی سے اس کی شکایت ہے۔"

(۱۴۴) قَالَ اَبُوْشَامَةَ يَنْبَغِيْ لِمَنِ اشْتَغَلَ بِالْفِقْهِ اَنْ لَّا يَقْتَصِرَ عَلٰى مَذْهَبِ اِمَامٍ وَّ يَعْتَقِدَ فِيْ كُلِّ مَسْئَلَةٍ صِحَّةَ مَا كَانَ اَقْرَبَ اِلٰى دَلَالَةِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمُحْكَمَةِ. [1]

"امام ابو شامہ نے فرمایا کہ جو شخص فقہ میں مشغول ہو جائے اس کو چاہئے کہ کسی امام کے مذہب پر حصر (اکتفا) نہ کرے بلکہ ہر مسئلہ میں اُس چیز کی صحت کا معتقد ہو جو کتاب وسنت سے قریب ہو۔"

(۱۴۵) تفسیر احمدی مطبوعہ اخوان الصفاء ص ۲۲۷ میں ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

وَبِالْجُمْلَةِ قَدِاسْتَدَلَّ بِهٖ مُنْكِرُوْاالْقِيَاسِ عَلٰى اَنَّ الْقِيَاسَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْجَبَ رَدَّ الْمُخْتَلَفِ اِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ دُوْنَ الْقِيَاسِ.

"حاصل کلام قیاس کے انکار کرنے والے قیاس کے غیر معتبر ہونے پر

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ: الکلام علی حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج ا ص ۱۵۵۔

اور حجت کے قائل نہ ہونے پر دلیل لاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اختلاف کی بات کو کتاب و سنت پر پیش کرنے کو کہا ہے نہ کہ قیاس پر۔''

(۱۴۶) مشارق الانوار القدسیہ میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

وَسَمِعْتُ سَیِّدِیْ عَلِیَّ النَّبْتِیَّ یَقُوْلُ لِفَقِیْهٍ اِیَّاکَ یَا وَلَدِیْ وَ اَنْ تَعْمَلَ بِرَأْیٍ رَأَیْتَهٗ مُخَالِفًا لِمَا صَحَّ فِی الْاَحَادِیْثِ وَ تَقُوْلُ هٰذَا مَذْهَبُ اِمَامِیْ فَاِنَّ الْاَئِمَّةَ كُلَّهُمْ تَبَرَّءُوْا مِنْ اَقْوَالِهِمْ اِذَا خَالَفَتْ صَرِیْحَ السُّنَّةِ وَ اَنْتَ مُقَلِّدٌ لِاَحَدِهِمْ بِلَاشَكٍّ فَمَا لَکَ لَا تُقَلِّدُهُمْ فِیْ هٰذَا الْقَوْلِ وَ تَعْمَلُ بِقَوْلِ اِمَامِکَ لِاِحْتِمَالِ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ دَلِیْلٌ لَمْ تَطَّلِعْ اَنْتَ عَلَیْهِ. [1]

''اپنے سردار علی النبتی سے میں نے سنا ہے کہ فقیہ کے حق میں کہتے تھے: اے لڑکے! اس بات سے بچ کہ مخالف حدیث کے جو رائے ہو اس پر تو عمل کرے۔ اور کہے کہ یہ میرے امام کا مذہب ہے کیونکہ سارے امام اپنے اُن قولوں سے بیزار ہیں جو صریح حدیث کے مخالف ہوں اور تو خواہ مخواہ ان میں سے کسی ایک کا پیروکار ہے۔ پھر تجھ کو کیا ہو گیا کہ تو اس قول میں ان کی پیروی نہیں کرتا اور اس دلیل پر جو تجھے مل گئی ہے کیوں نہیں عمل کرتا۔ جس طرح ان کے قول پر عمل کرتا تھا اور اسکی کوئی دلیل گو مخفی ہو، قرار دیتا تھا۔''

(۱۴۷) فتوح الغیب ص ۱۴۱، مقالہ نمبر ۳۶ میں جناب حضرت محبوب سلطانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

وَاجْعَلِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ اَمَامَکَ وَانْظُرْ فِیْهِمَا بِتَاَمُّلٍ وَ تَدَبُّرٍ وَاعْمَلْ بِهِمَا وَ لَا تَغْتَرَّ بِالْقَالِ وَالْقِیْلِ وَالْهَوَسِ. [2]

---

[1] معیار الحق: مطبوعہ رحمانی، ص ۴۹۔ [2] معیار الحق: باب دوم قول شیخ عبدالقادر فی منع التقلید، ص ۸۷۔

''کتاب وسنت کو اپنا پیشوا بنا اور نظر کر ان دونوں میں تامل اور فکر کے ساتھ اور ان پر عمل کر اور قیل وقال اور ہوس پر فریفتہ نہ ہو۔''

(۱۴۸) وصیت نامہ شاہ ولی اللہ صاحب ص ۲ میں ہے کہ:۔

ودائما تفریعات فقہیہ رابر کتاب و سنت عرض نمودن آنچه موافق باشد درحیز قبول آوردن و الا کالائے بدسرش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب و سنت استغنا حاصل نیست۔

''اور فقہ کی تفریعات کو ہمیشہ کتاب وسنت پر پیش کرتے رہیں۔ جو موافق ہو اس کو قبول کریں اور جو مخالف ہو اس کو چھوڑ دیں۔ (کالائے بریش خاوند) اجتہادی مسائل کو قرآن وحدیث پر پیش کرنے سے امت کو کبھی استغنا حاصل نہیں۔''

(۱۴۹) دراسات اللبیب میں ہے کہ:

وَمِنَ الْاَدَبِ مَعَهُ ﷺ اَنْ لَّا يُسْتَشْكَلَ قَوْلُهُ ﷺ بَلْ يُسْتَشْكَلَ اٰرَاءُ الرِّجَالِ وَ اَقْوَالُ الْغَيْرِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ لَا يُعَارَضَ نَصُّهُ بِقِيَاسٍ بَلْ يُهْدَرُ الْاَقْيِسَةُ وَ تُلَقَّى لِنُصُوصِهِ [1]

''ادب آنحضرت ﷺ کے ساتھ یہ ہے کہ ان کے قول میں شبہ نہ کیا جائے بلکہ لوگوں کی رائے اور قیاس میں شبہ کیا جائے۔ آپ ﷺ کے قول کی بناء پر اور حضرت کی نص کا قیاس کے ساتھ معارضہ نہ کیا جائے بلکہ ان کی نص کے مقابلہ میں تمام قیاسوں کو چھوڑ دیا جائے اور اس

---

[1] دراسات اللبیب: الدراسۃ الثالثۃ ما قالہ القسطلانی ومن الادب معہ ﷺ ص ۱۱۱۔

نص کو لے لیا جائے۔"

(۱۵۰) تحریر شرح تقریر جلد ۳ ص ۳۵۱ میں ہے کہ:۔

لَا يَصِحُّ لِلْعَامِيِّ مَذْهَبٌ وَّ لَوْ تَمَذْهَبَ بِهٖ لِاَنَّ الْمَذْهَبَ اِنَّمَا يَكُوْنُ لِمَنْ لَّهٗ نَوْعُ نَظَرٍ وَّاسْتِدْلَالٍ. [1]

"عامی کا تو کوئی مذہب صحیح ہی نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ خود اپنا کوئی مذہب قرار دے۔ صرف صاحب نظر اور صاحب استدلال کا مذہب صحیح ہوسکتا ہے۔"

(۱۵۱) تحریر شرح تقریر و تحبیر ج ۳ ص ۳۵۱ میں ہے کہ:۔

اَمَّا مَنْ لَمْ يَتَأَهَّلْ لِذٰلِكَ اَلْبَتَّةَ بَلْ قَالَ اَنَا حَنَفِيٌّ اَوْ شَافِعِيٌّ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ لَمْ يَصِرْ كَذٰلِكَ بِمُجَرَّدِ الْقَوْلِ. [2]

"لیکن وہ عامی جو قطعاً نظر و استدلال کی اہلیت نہیں رکھتا۔ بلکہ صرف اپنے آپ کو حنفی یا شافعی وغیرہ کہتا ہے تو عامی مذکور صرف کہنے سے ویسا (مثلاً حنفی یا شافعی) ہو نہیں جائے گا۔"

(۱۵۲) مغتنم الحصول میں علامہ حبیب اللہ قندھاری فرماتے ہیں کہ:۔

وَ لَمْ يُوْجَبْ عَلٰى اَحَدٍ اَنْ يَّتَمَذْهَبَ بِمَذْهَبِ اِمَامٍ بِعَيْنِهٖ اِلٰى اَنْ قَالَ بَلْ لَا يَصِحُّ لِلْعَامِيِّ مَذْهَبٌ وَّلَوْ تَمَذْهَبَ بِهٖ لِاَنَّ الْمَذْهَبَ اِنَّمَا يَكُوْنُ لِمَنْ لَّهٗ نَوْعُ نَظَرٍ وَّاسْتِدْلَالٍ وَّمَعْرِفَةٍ بِاَقْوَالِ اِمَامِهٖ وَاَحْكَامِهٖ وَ اَمَّا مَنْ لَّمْ يَتَأَهَّلْ لِذٰلِكَ وَ قَالَ اَنَا حَنَفِيٌّ اَوْ شَافِعِيٌّ كَانَ لَغْوًا كَقَوْلِهٖ اَنَا فَقِيْهٌ اَوْنَحْوِيٌّ.

"عامی کو کسی مذہب کی تقلید نہیں کرنی چاہئے اگرچہ وہ کرے بھی۔ کیونکہ مذہب اس آدمی کا ہے جو صاحب الرائے ہو اور طریق استدلال جانتا ہو

[1] أعلام الموقعين: القول فی التمذہب بمذہب معین، ج ۴ ص ۲۳۲۔

[2] أعلام الموقعين: ایضاً ص ۲۳۳، ۲۳۴۔ معیار الحق: باب دوم قول ابن امیر الحاج، ص ۱۰۶۔

اور اپنے امام کے اقوال و احکام پہچانتا ہو۔ اور جو ایسا نہیں اس کا اپنے آپ کو حنفی شافعی کہنا لغو ہے مثلاً یہ کہے کہ میں نحوی ہوں یا فقیہ ہوں۔"

(۱۵۳) لٰکِنَّهٗ عَامِیٌّ لَّا یَعْرِفُ الْفِقْهَ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنَ الْمَذَاهِبِ سِوَی الْاِسْمِ. [1]

"لیکن وہ تو عامی ہے فقہ نہیں جانتا اور وہ مذہب سے سوائے نام کے اور کچھ سروکار نہیں رکھتا۔"

(۱۵۴) اعلام الموقعین میں ہے کہ:۔

بَلْ لَا یَصِحُّ لِلْعَامِیِّ مَذْهَبٌ وَّلَوْ تَمَذْهَبَ بِهٖ فَالْعَامِیُّ لَامَذْهَبَ لَهٗ لِاَنَّ الْمَذْهَبَ اِنَّمَا یَكُوْنُ لِمَنْ لَّهٗ نَظَرٌ وَّ اِسْتِدْلَالٌ وَّیَكُوْنُ بَصِیْرًا بِالْمَذْهَبِ عَلٰی حَسْبِهٖ اَوْلِمَنْ قَرَأَ كِتَابًا فِیْ فُرُوْعِ ذٰلِكَ الْمَذْهَبِ وَ عَرَفَ فَتَاوٰی اِمَامِهٖ وَاَقْوَالَهٗ وَ اَمَّا مَنْ لَّمْ یَتَاَهَّلْ لِذٰلِكَ اَلْبَتَّةَ بَلْ قَالَ اَنَا شَافِعِیٌّ اَوْحَنْبَلِیٌّ اَوْ غَیْرَ ذٰلِكَ لَمْ یَصِرْ كَذٰلِكَ بِمُجَرَّدِ الْقَوْلِ كَمَا لَوْ قَالَ اَنَا فَقِیْهٌ نَحْوِیٌّ اَوْ كَاتِبٌ لَمْ یَصِرْ كَذٰلِكَ بِمُجَرَّدِ قَوْلِهٖ. [2]

"عامی کا مذہب ہی صحیح نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مذہب اسی کا ہو سکتا ہے جو دلیل و حجت سے واقف ہو اور مذہب سے خوب آگاہ ہو۔ یا جو اُس مذہب کے مسائل کی کتاب پڑھ چکا ہو۔ اور اپنے امام کے فتاوی سے واقف ہو۔ مگر جو اس کا اہل نہ ہو بلکہ محض زبان سے کہے میں شافعی ہوں یا حنبلی ہوں یا علاوہ اس کے تو محض دعوی سے ایسا نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ اگر کہے میں فقیہ ہوں یا نحوی ہوں یا منشی ہوں۔ تو اس

[1] میزان الشعرانی: فصل فان ادعی احد من العلماء ذوق ھذہ المیزان ج ۱ ص ۳۴۔

[2] معیار الحق: باب دوم قول ابن امیر الحاج، ص ۱۰۶۔ اعلام الموقعین: القول فی المتمذھب بمذھب معین ج ۴ ص ۲۳۲

دعویٰ سے وہ ایسا نہیں ہو سکتا۔"

(۱۵۵) کشف الغمہ مطبوعہ مصر ص ۱۱ میں امام شعرانی فرماتے ہیں کہ:۔

وَ ذٰلِکَ اَنَّکَ تَعْلَمُ یَا اَخِیْ اَنَّ الشَّرِیْعَةَ الْمُطَهَّرَةَ جَاءَ تْ عَامَّةً وَ لَیْسَ مَذْهَبٌ اَوْلٰی بِهَا مِنْ مَّذْهَبٍ فَمَنِ ادَّعٰی تَخْصِیْصَهَا بِمَا ذَهَبَ اِلَیْهِ اِمَامُهٗ مِنَ الْمُقَلِّدِیْنَ فَقَدْ اَتٰی بَابًا مِّنَ الْکَبَآئِرِ

"اور یہ تو تو جانتا ہے کہ شریعت مطہرہ سب کے لئے آئی ہے، عام ہے۔ کسی مذہب کو دوسرے مذہب پر فوقیت نہیں۔ اور جس مقلد نے اپنے امام کے مذہب وقول کی فوقیت وخصوصیت کا دعویٰ کیا تو وہ کبیرہ کا مرتکب ہو گیا۔"

(۱۵۶) فتوحات مکیہ میں شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ:۔

وَ لَا یَجُوْزُ تَرْکُ اٰیَةٍ اَوْ خَبَرٍ صَحِیْحٍ بِقَوْلِ صَاحِبٍ اَوْ اِمَامٍ وَّمَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِیْنًا وَّ خَرَجَ عَنْ دِیْنِ اللّٰهِ۔ [1]

"نہیں جائز کسی آیت یا خبر صحیح کا چھوڑنا کسی شخص کے قول سے خواہ امام ہی کیوں نہ ہو۔ اور جس نے یہ کیا وہ کھلم کھلا گمراہ ہے۔ اور اللہ کے دین سے خارج۔"

(۱۵۷) شرح تحریر میں مولانا عبدالعلی بحرالعلوم فرماتے ہیں کہ:۔

اِعْلَمْ اَنَّکَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ التَّکْلِیْفَ مِنَ الشَّارِعِ لَیْسَ اِلَّا الْعَمَلُ بِفَتْوٰی مُجْتَهِدٍ عَلَی التَّخْیِیْرِ وَتَخْصِیْصُ الْعَمَلِ بِفَتْوٰی مُجْتَهِدٍ دُوْنَ مُجْتَهِدٍ تَحَکُّمٌ لَّا یُلْتَفَتُ اِلَیْهِ بَلْ هُوَ تَغَیُّرٌ لِّحُکْمِ الشَّارِعِ مِنْ دُوْنِ بُرْهَانٍ وَ حَجْرُ رَحْمَةِ اللّٰهِ الْوَاسِعَةِ۔ [2]

"جان لے کہ شارع کی طرف سے فقط اتنی تکلیف ہے کہ کسی مجتہد

---

[1] معیار الحق: باب دوم بیان تقلید ائمۃ اربعۃ قول ابن عربی، ص ۸۷۔

[2] معیار الحق: باب دوم بیان تقلید ائمۃ اربعۃ، ص ۱۲۷۔

کے قول پر عمل کرے اور ایک مجتہد کے قول کو دوسرے کی بہ نسبت خاص کرنا، سینہ زوری ہے۔ اسکی طرف کچھ خیال نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ وہ تبدیل کرنا ہے شریعت کے احکام کو بلا دلیل۔ اور تنگ کرنا ہے اللہ کی رحمت کو۔"

(۱۵۸) رسالہ عمل بالحدیث میں قاضی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

وَ مَنْ تَعَصَّبَ بِوَاحِدٍ بِعَيْنِهٖ مِنَ الْاَئِمَّةِ دُوْنَ الْبَاقِيْنَ كَالرَّافِضِيِّ وَالنَّاصِبِيِّ وَالْخَارِجِيِّ فَهٰذِهٖ طَرِيْقَةُ اَهْلِ الْبِدَعِ وَالْاَهْوَآءِ الَّذِيْنَ ثَبَتَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْاِجْمَاعِ اَنَّهُمْ مَذْمُوْمُوْنَ خَارِجُوْنَ عَنِ الشَّرِيْعَةِ.

"جس کسی نے رافضیوں اور ناصبیوں اور خارجیوں کی طرح اور ائمہ کو چھوڑ کر ایک مذہب کا تعصب (لازم) کیا تو یہ طریقہ اہل بدعت اور نفسانیت کا ہے جن کے حق میں قرآن اور حدیث اور اجماع سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ ملامت شدہ شریعت سے خارج ہے۔"

(۱۵۹) مفاتیح لاسرار التراویح میں ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

اَوَ كُلُّ مَا قَالَ بِهٖ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اَقُوْلُ بِهٖ وَهَلْ يُقَلِّدُ اِلَّا عَصَبِيٌّ اَوْ غَبِيٌّ

"کیا جو کچھ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے میں بھی وہی کہوں گا۔ اور کیا کند ذہن اور تعصب والے کے سوا کوئی اور بھی تقلید کرتا ہے۔"

(۱۶۰) **قَالَ التَّقْلِيْدُ حَرَامٌ وَّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّاْخُذَ قَوْلَ اَحَدٍ غَيْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِلَا بُرْهَانٍ.** [1]

"کہا تقلید حرام ہے۔ اور کسی کو حلال نہیں ہے کہ سوائے رسول اللہ ﷺ کے کسی کے قول کو بلا دلیل اخذ کرے۔"

[1] عقد الجید: ابن حزم کا مسلک تقلید کے بارے میں، ص ۵۸۔

(۱۶۱) مسلم الثبوت مع شرح بحر العلوم میں ہے کہ:۔

اِذْلَاوَاجِبَ اِلَّا مَآ اَوْجَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَالْحُكْمُ لَهٗ وَ لَمْ يُوْجِبْ عَلٰی اَحَدٍ اَنْ يَّتَمَذْهَبَ بِمَذْهَبِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ فَاِيْجَابُهٗ تَشْرِيْعُ شَرْعٍ جَدِيْدٍ. ❶

''اس لئے کہ واجب صرف وہ چیز ہے جس کو اللہ نے واجب کیا ہو۔ اور حکم اسی کا ہے۔ اللہ نے کسی پر واجب نہیں کیا ہے کہ وہ اماموں میں سے کسی امام کا مذہب پکڑے۔ پس اس کا واجب ٹھہرانا شرع نئی نکالنا ہے۔''

(۱۶۲) سید اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

وَ قَدْ غَلٰی النَّاسُ فِی التَّقْلِيْدِ وَ تَعَصَّبُوْا فِیْ اِلْتِزَامِ تَقْلِيْدِ شَخْصٍ مُّعَيَّنٍ حَتّٰی مَنَعُوا الْاِجْتِهَادَ فِیْ مَسْئَلَةٍ وَّ مَنَعُوْا تَقْلِيْدَ غَيْرِ اِمَامِهٖ فِیْ بَعْضِ الْمَسَآئِلِ وَهٰذَا هِیَ الدَّآءُ الْعُضَالُ الَّتِیْ اَهْلَكَتِ الشِّيْعَةَ فَهٰؤُلَآءِ اَيْضًا اَشْرَفُوْا عَلٰی هَلَاكٍ. ❷

''اور بہت زیادتی کی ہے لوگوں نے تقلید کے بارے میں اور تعصب کیا ہے، لازم کر لینے میں، اپنے پر ایک شخص معین کی تقلید کو۔ یہاں تک کہ ایک مسئلہ میں بھی اجتہاد کرنے کو موقوف کر دیا۔ اور منع کر دیا تقلید کو سوائے اپنے امام کے بعض مسئلوں میں بھی اور یہ وہی سخت مرض ہے جس نے ہلاکت میں ڈالا شیعہ لوگوں کو۔ سو یہ لوگ بھی قریب پہنچے ہیں ہلاک ہونے کو۔''

---

❶ معیار الحق: باب الثانی فی بیان تقلید الائمۃ، ص ۱۱۲۔

❷ معیار الحق: باب الثانی فی بیان تقلید الائمۃ، قول شاہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۳۱، ۱۳۲۔ تنویر العینین: مطبوعہ صدیقی، ص ۳۴۔

(۱۶۳) الفوز الکبیر مطبوعہ مجتبائی ص ۱۰ میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

اگر نمونۂ یہود خواہی کہ بینی علماء سؤ کہ طالب دنیا باشند و خوگر فتہ تقلید سلف و معرض نصوص از کتاب و سنت و تعمق و تشدد یا استحسان عالمی رامستند ساختہ از کلام شارع معصوم بی پروا باشند و احادیث موضوعہ و تأویلات فاسدہ را مقتدا ی خود ساختہ باشند تماشا کن کانہم ہم۔

''اگر یہودیوں کا نمونہ تو دیکھنا چاہے تو بُرے علما کو جو دنیا کے طالب ہیں اور اگلوں کی تقلید کے خوگر ہیں اور کتاب وسنت ہی سے روگرداں ہیں اور تعمق اور تشدد ایک عالم کو سند پکڑ کر، کلام شارع معصوم سے بے پروا ہو گئے اور موضوع حدیثوں کو اور تاویلات فاسدہ کو اپنا مقتدا بنا رکھا ہے۔ دیکھ گویا کہ یہود ہی مقلد ہیں۔'' [1]

(۱۶۴) سید اسماعیل شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:۔

فَعُلِمَ مِنْ هٰذَا اَنَّ اِتِّبَاعَ شَخْصٍ مُّعَيَّنٍ حَيْثُ يُتَمَسَّكُ بِقَوْلِهٖ وَ اِنْ ثَبَتَ عَلٰى خِلَافِهٖ دَلَائِلُ مِّنَ السُّنَّةِ وَالْكِتَابِ وَ يُأَوَّلُ اِلٰى قَوْلِهٖ شَوْبٌ مِّنَ النَّصْرَانِيَّةِ وَ حَظٌّ مِّنَ الشِّرْكِ. [2]

''پس معلوم ہوا اس (حدیث) سے کہ پیروی کرنا شخص معین کی اس طرح کہ تمسک کرے اُس کے قول کے ساتھ اور اگرچہ ثابت ہوں خلاف اس کے دلیلیں کتاب وسنت سے اور تاویل کرے کتاب وسنت کی طرف قول اس کے، شائبہ ہے نصرانیت کا اور حصہ شرک کا۔''

---

[1] الفوز الکبیر م: ترجم اردو ص ۱۷ [2] تنویر العینین: ص ۳۹۔

(۱۶۵) مجالس الابرار ص ۸۳ میں لکھا ہے کہ:۔

يَجِبُ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ اَنْ يَعْتَنِيَ فِيْ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ مَعْرِفَةِ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ اِعْتِقَادُهٗ بِالنَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ التَّقْلِيْدِ وَ يَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْيَقِيْنِ لِاَنَّ الْمُقَلِّدَ لَا يَقِيْنَ لَهٗ اَصْلًا.

''واجب ہے ہر مومن پر کہ معرفت الٰہی اور تمام اعتقادی امور میں نظر اور استدلال کیا کرے۔ تاکہ اہل تقلید سے نکل کر اہل یقین میں داخل ہو جائے کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کبھی حاصل نہیں ہوتا۔''

(۱۶۶) قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی رسالہ عمل بالحدیث میں فرماتے ہیں کہ:۔

فَمَنْ يَتَعَصَّبُ بِوَاحِدٍ مُّعَيَّنٍ غَيْرَ الرَّسُوْلِ ﷺ وَيَرَا اَنَّ قَوْلَهٗ هُوَ الصَّوَابُ الَّذِيْ يَجِبُ اِتِّبَاعُهٗ دُوْنَ الْاَئِمَّةِ الْاٰخَرِيْنَ فَهُوَ ضَالٌّ جَاهِلٌ [1].

''جو کوئی ایک ہی مذہب پر اڑا (کاربند) رہے سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ اور یہ جانے کہ اُسی کی بات صحیح واجب الاتباع ہے نہ کسی اور کی۔ تو وہ شخص گمراہ اور جاہل ہے۔''

(۱۶۷) ملا معین حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

مَنْ يَتَعَصَّبُ لِوَاحِدٍ مُّعَيَّنٍ غَيْرَ الرَّسُوْلِ ﷺ وَيَرٰى اَنَّ قَوْلَهٗ هُوَ الصَّوَابُ الَّذِيْ يَجِبُ اِتِّبَاعُهٗ دُوْنَ الْاَئِمَّةِ الْاٰخَرِيْنَ فَهُوَ ضَالٌّ جَاهِلٌ بَلْ قَدْ يَكُوْنُ كَافِرًا يُسْتَتَابُ فَاِنْ تَابَ وَ اِلَّا قُتِلَ فَاِنَّهٗ مَتٰى اِعْتَقَدَ اَنَّهٗ يَجِبُ عَلَى النَّاسِ اِتِّبَاعُ وَاحِدٍ بِعَيْنِهٖ مِنْ هٰذِهِ الْاَئِمَّةِ دُوْنَ الْاٰخَرِيْنَ فَقَدْ جَعَلَهٗ بِمَنْزِلَةِ النَّبِيِّ ﷺ

[1] معیار الحق: باب دوم، ص ۲۱۷۔

وَ ذٰلِکَ کُفْرٌ. ❶

"(کہا ابن عز نے ہدایہ کے حاشیہ میں) جو شخص کہ رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور خاص ایک ہی شخص کے مذہب پر اڑا رہے۔ اور یہ سمجھے کہ اُسی کی بات صحیح واجب الاتباع ہے۔ اور کسی کی ائمہ میں سے صحیح نہیں ہے۔ پس وہ گمراہ جاہل ہے بلکہ کافر ہی ہو جاتا ہے۔ اُس سے توبہ کروانی چاہئے۔ پس اگر توبہ کر لے تو بہتر ہے ورنہ قتل کیا جائے۔ کیونکہ جب اس نے اس بات کا اعتقاد کیا ہے کہ واجب ہے لوگوں پر متابعت کرنی ایک شخص کی۔ ان ائمہ سے سوائے اوروں کے۔ تو ٹھہرایا اس کو بمنزلہ نبی ﷺ کے اور یہ کفر ہے۔"

(۱۶۸) مسلم الثبوت میں فاضل بہاری فرماتے ہیں کہ:۔

اَلْعُدُوْلُ عَنِ الدَّلِیْلِ اِلَی التَّقْلِیْدِ خِلَافُ الْمَنْقُوْلِ کَیْفَ وَ فِیْهِ رَیْبٌ وَ قَدْ اُمِرْنَا بِتَرْکِهٖ فِیْ الْحَدِیْثِ الْمَنْقُوْلِ. ❷

"دلیل سے پھر کر تقلید کی طرف آنا خلافِ عقل ہے۔ کیونکہ اس میں شک ہے اور شک کے چھوڑنے کا ہمیں حدیث میں حکم کیا گیا ہے۔"

(۱۶۹) شرح تحریر میں ابن ہمام حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

اِعْلَمْ اَنَّکَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ التَّکْلِیْفَ مِنَ الشَّارِعِ لَیْسَ اِلَّا الْعَمَلُ بِفَتْوٰی مُجْتَهِدٍ عَلَی التَّخْیِیْرِ وَ تَخْصِیْصُ الْعَمَلِ بِفَتْوٰی مُجْتَهِدٍ تَحَکُّمٌ لَا یُلْتَفَتُ اِلَیْهِ بَلْ هُوَ تَغْیِیْرُ حُکْمِ الشَّارِعِ مِنْ دُوْنِ بُرْهَانٍ وَّ حَجْرُ رَحْمَةِ اللّٰهِ الْوَاسِعَةِ وَالصَّحَابَةُ اَحَقُّ بِالتَّقْلِیْدِ فَاِنَّهُمْ اَقْرَبُ اِلٰی اَخْذِ الْاِحْکَامِ مِنْ صَاحِبِ الْوَحْیِ. ❸

---

❶ دراسات اللبیب: الدراسۃ الرابعۃ، ص۱۴۹۔

❷ معیار الحق: باب دوم، فی بیان تقلید الائمۃ، ص۶۹۔ ❸ معیار الحق: ایضاً ص ۱۲۷۔

''یہ تو بیشک تیری جانی ہوئی بات ہے کہ شارع کی طرف سے تکلیف فقط اتنی ہی ہے کہ بلا قید کسی مجتہد کے قول پر عمل کیا جائے اور کسی مجتہد کی ہی تخصیص کرنا سینہ زوری ہے۔ اس کی طرف التفاف نہ کیا جائے۔ بلکہ یہ بدل ڈالنا ہے حکم شارع کا بلا دلیل اور اللہ کی رحمت فراخ کو تنگ کرنا ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم بہت مستحق ہیں تقلید کے۔ کیونکہ وہ صاحب وحی سے اخذ حکم میں قریب ہیں۔''

(۱۷۰) عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ:۔

وَ هٰذَا كُلُّهُ مِنْ آفَةِ التَّقْلِيْدِ وَ عَدَمِ رُجُوْعِهِمْ اِلٰى مَدَارِكِ الْحَدِيْثِ. ❶

''اور یہ ساری غلطیاں تقلید کی آفت سے ہیں۔ اور ان لوگوں کی کتب حدیث کی طرف نہ رجوع کرنے کی وجہ سے۔''

(۱۷۱) مکتوبات امام ربانی جلد۲ مکتوب ۲۳ ص ۸۱ میں حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں

صوفیہ وقت نیز اگر برسر انصاف بیایند وضعف اسلام و افشائے کذب را ملاحظہ کنند باید کہ درماورائی سنت تقلید پیران خود نکنندو امور مخترعہ رابہ بہانہ عمل شیوخ دیدن خود نگیرند اتباع سنت البتہ منجی ست و مثمر خیرات و برکات و در تقلید غیر سنت خطر در خطر ست'' وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ'' پیران مارا حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ از ماجزائے خیر دھد کہ ماو پسماندگان رابانیان امور مبتدعہ دلالت نکردندو بہ تقلید خود

❶ عین الہدایۃ: کتاب الطہارت ج ۱ ص ۱۴۔ الارشاد مطبوعہ انصاری ص ۱۶۶۔

باور ظلمات مہلکۃ نیند اختند وجز متابعت سنت راہ نہ نمود ندو غیراز اتباع صاحب شریعت عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ التَّحِيَّةُ وغیراز عمل العزیمت ہدایت نفرمودند۔

''وقت کے صوفیہ بھی اگر انصاف پر آئیں اور ضعف اسلام اور جھوٹ کا شیوع ملاحظہ کریں تو ان کو چاہئے کہ بغیر اتباع سنت کے اپنے پیروں کی تقلید نہ کریں۔ اور بدعتی کاموں کو اتباع شیوخ کے بہانہ سے اختیار نہ کریں۔ اتباع سنت ہر حال میں موجب نجات اور خیر و برکات کا ذریعہ ہے اور غیر سنت کام کرنے میں ہر طرح خطرہ ہی خطرہ ہے۔ ہمارے پیروں نے ہم کو بدعتی کام کرنے کی ہدایت نہیں کی۔ اور اپنی تقلید کی گمراہی میں نہیں ڈالا۔ اور اتباع سنت کے سوا ہم کو کچھ نہیں بتایا۔ اور بغیر اتباع رسول اللہ ﷺ کے کچھ نہیں سکھایا۔ یہ سکھایا ہے کہ ہم ہلکے درجے کے رخصتی کام نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کے کام کیا کریں۔''

(۱۷۲) مولانا اسمعیل شہید فرماتے ہیں کہ:۔

وَ لَيْتَ شَعْرِىْ كَيْفَ يَجُوْزُ اِلْتِزَامُ تَقْلِيْدِ شَخْصٍ مُّعَيَّنٍ مَعَ تَمَكُّنِ الرُّجُوْعِ اِلٰى الرِّوَايَاتِ الْمَنْقُوْلَةِ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ الصَّرِيْحَةِ الدَّالَّةِ خِلَافَ قَوْلِ الْاِمَامِ الْمُقَلَّدِ فَاِنْ لَّمْ يَتْرُكْ قَوْلَ اِمَامِهٖ فَفِيْهِ شَائِبَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ. [1]

''مجھے معلوم نہیں ایک شخص معین کی تقلید کیسے ہوگئی باوجود ان روایات کے جو آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں اور امام کے قول کے خلاف واضح دلالت کرتی ہیں پھر بھی اگر مقلد قول امام کو نہیں چھوڑتا تو اس

[1] تنویر العینین: مطبوعہ صدیقی، ص ۳۸۔

میں آمیزش شرک کی ہے۔"

(۱۷۳) ناظورۃ الحق مطبوعہ بلغار کے ص ۳۶ میں علامہ مرجانی حنفی لکھتے ہیں:۔

اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ وَ عَارَضَهٗ قَوْلُ صَاحِبٍ اَوْ اِمَامٍ فَلَا سَبِیْلَ اِلَی الْعُدُوْلِ عَنِ الْحَدِیْثِ وَ یُتْرَکُ قَوْلُ ذٰلِکَ الْاِمَامِ وَالصَّاحِبِ لِلْخَبَرِ ثُمَّ قَالَ لَا یَجُوْزُ تَرْکُ اٰیَةٍ اَوْ خَبَرٍ بِقَوْلِ صَاحِبٍ اَوْ اِمَامٍ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا وَ خَرَجَ عَنْ دِیْنِ اللّٰهِ.

"کوئی صحیح حدیث ہو اور اس کے مقابل پایا جائے قول کسی صاحب کا یا امام کا۔ تو حدیث چھوڑنے کی کوئی دلیل نہیں بلکہ حدیث کی وجہ سے امام اور صاحب کا قول چھوڑا جائے گا۔ پھر کہا کہ نہیں ترک کرنا جائز کسی آیت کا یا حدیث کا کسی صاحب یا امام کے قول سے۔ اور جو کوئی ایسا کرے پس وہ گمراہ ہے اور نکل گیا خدا کے دین سے۔"

(۱۷۴) وَفِیْ مَنْ یَّکُوْنُ عَامِیًا وَّ یُقَلِّدُ رَجُلًا مِّنَ الْفُقَهَآءِ بِعَیْنِهٖ یَرٰی اَنَّهٗ یَمْتَنِعُ مِنْ مِّثْلِهِ الْخَطَأُ وَ اَنَّ مَاقَالَهٗ هُوَ الصَّوَابُ اَلْبَتَّةَ وَ اَضْمَرَ فِیْ قَلْبِهٖ اَنْ لَّا یَتْرُکَ تَقْلِیْدَهٗ وَ اِنْ ظَهَرَ الدَّلِیْلُ عَلٰی خِلَافِهٖ وَ ذٰلِکَ مَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ. [1]

"اور جو شخص انجان ہو اور فقہا میں سے کسی ایک کی تقلید کرے یہ سمجھ کر کہ ایسے شخص سے خطا مشکل ہے اور یہ جو کہتا ہے یہی ٹھیک ہے۔ اور دل میں یہ بات ٹھہرا رکھے کہ اس کی تقلید نہ چھوڑوں گا۔ اگرچہ اسکے خلاف دلیل قائم ہو وہ اس حدیث کا مصداق ہے جو ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت کی ہے۔ (عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سنا

---

[1] عقد الجید: باب ۱۳ ابن حزم کے کلام کا مصداق ص ۶۶۔۶۷۔

حضرت ﷺ سے آپ یہ آیت پڑھتے تھے کہ ٹھہرایا یہود ونصاریٰ نے اپنے عالموں اور درویشوں کو پروردگار اللہ کو چھوڑ کر۔ فرمایا کہ یہ لوگ ان کی بندگی نہیں کرتے تھے۔ اُن کا یہ حال تھا کہ جس چیز کو وہ حلال بتاتے تھے، انہیں وہ حلال جانتے تھے اور جب ان کو کوئی چیز حرام بتا دیتے، تو اسے حرام جانتے)۔''

(۱۷۵) وَالْوَجْهُ الثَّانِيُ اَنْ يَّظُنَّ بِفَقِيْهٍ اَنَّهٗ بَلَغَ الْغَايَةَ الْقُصْوٰى فَلَا يُمْكِنُ اَنْ يُّخْطِئَ فَمَهْمَا بَلَغَهٗ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ صَرِيْحٌ يُخَالِفُ مَقَالَتَهٗ لَمْ يَتْرُكْهُ اَوْظَنَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَلَّدَهٗ كَلَّفَهُ اللّٰهُ بِمَقَالَتِهٖ وَ كَانَ كَالسَّفِيْهِ الْمَحْجُوْرِ عَلَيْهِ فَاِذَابَلَغَهٗ حَدِيْثٌ وَاسْتَيْقَنَ بِصِحَّتِهٖ لَمْ يَقْبَلْهُ لِكَوْنِ ذِمَّتِهٖ مَشْغُوْلَةً بِالتَّقْلِيْدِ فَهٰذَا اِعْتِقَادٌ فَاسِدٌ وَ قَوْلٌ كَاسِدٌ لَيْسَ لَهٗ شَاهِدٌ مِّنَ النَّقْلِ وَالْعَقْلِ وَ مَا كَانَ اَحَدٌ مِّنَ الْقُرُوْنِ السَّابِقَةِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. [1]

''اور دوسری قسم یہ ہے کہ کسی فقیہ کے حق میں یہ گمان کرے کہ نہایت کے درجہ کو پہنچ گیا ہے۔ سو ممکن نہیں کہ یہ خطا کرے پھر جب اس مقلد کو صحیح صریح ایسی حدیث ملے کہ فقیہ کے قول کے خلاف ہو تو قول کو نہ چھوڑے یا یہ خیال کرے کہ جب میں اس کا مقلد ہو گیا تو میرے حق میں اللہ کا حکم ہی اسی کا قول ہے اور یہ مقلد ایسا ہے جیسا بیوقوف ممنوع التصرف' پھر اس کو حدیث مل جائے اور صحت کا یقین بھی کرے تو بھی نہ مانے اور خود کو تقلید ہی میں مشغول رکھے۔ سو یہ اعتقاد فاسد ہے اور کھوٹی بات۔ اس کا کوئی شاہد نہیں ہے نہ نقل نہ عقل اور طبقات سابقہ میں سے کوئی نہ تھا کہ ایسا کرتا۔''

[1] عقد الجید: مسئلہ ۵، تقلید واجب تقلید حرام، ص ۱۲۳۔

(۱۷۶) وَقَالَ يَعْنِيْ شَيْخَ ابْنَ عَبْدِالسَّلَامِ لَمْ يَزَلِ النَّاسُ يَسْئَلُوْنَ مَنِ اتَّفَقَ مِنَ الْعُلَمَآءِ مِنْ غَيْرِ تَقْيِيْدٍ لِمَذْهَبٍ وَّ لَا اِنْكَارٍ عَلٰى اَحَدٍ مِّنَ السَّآئِلِيْنَ اِلٰى اَنْ ظَهَرَتْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبُ وَ مُتَعَصِّبُوْهَا مِنَ الْمُقَلِّدِيْنَ. [1]

''شیخ ابن عبدالسلام نے کہا کہ بلا قید ایک مذہب کے ہمیشہ لوگ جس عالم سے اتفاق پڑ گیا اس سے فتویٰ لیتے رہے ہیں اور کوئی مانع نہیں ہوا یہاں تک کہ مذہبوں کے ہٹ دھرم پیدا ہوئے۔''

(۱۷۷) الغزالی مطبوعہ شمسی عنبر حیدر آباد ص ۱۹۹ میں ہے کہ:۔

حَتّٰى انْخَلَتْ عَنِّيْ رَابِطَةُ التَّقْلِيْدِ فَتَحَرَّكَ بَاطِنِيْ اِلٰى طَلَبِ حَقِيْقَةِ فِطْرَةِ الْاَصْلِيَّةِ.

''یہاں تک کہ تقلید کی بندش ٹوٹ گئی اور طبیعت کو یہ تلاش ہوئی کہ فطرت اصل کی حقیقت کیا ہے۔ تقلید کا پردہ آنکھوں سے اٹھایا تو نظر آیا کہ اسلامی عقائد واخلاق' اسلامی علوم اسلامی اصول حکمت ایک بھی اس حالت پر نہیں جو قرون اولیٰ میں تھی۔''

(۱۷۸) مستصفی مصری جلد۲ ص ۳۸۸ میں ہے کہ:۔

اِذَا وَجَبَتِ الْمَعْرِفَةُ كَانَ التَّقْلِيْدُ جَهْلاً وَّ ضَلَالاً.

''جب علم ہو چکا تو تقلید جہل اور ضلالت ہے۔''

(۱۷۹) اطواق الذہب مطبوعہ مصر ص ۴۷ میں علامہ زمخشری نے یہ مثل لکھی ہے کہ:۔

اِنْ كَانَ لِلضَّلَالِ اُمٌّ فَالتَّقْلِيْدُ اُمُّهٗ فَلَاجَرَمَ اَنَّ الْجَاهِلَ يَؤُمُّهٗ

''اگر گمراہی کے لئے کوئی اصل ہے (یعنی ماں) تو تقلید ہی اس کی جڑ ہے۔ حاصل کلام جاہل ہی اس کو اصل ٹھہراتا ہے یعنی جاہل ہی

[1] حجۃ اللہ البالغۃ: مبحث السابع، باب حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ ج۱ ص ۱۵۵۔

تقلید کرتا ہے۔"

(۱۸۰) معیار الحق مطبوعہ رحمانی ص ۲۵۲ میں ہے کہ:۔

فَاهْرِبْ عَنِ التَّقْلِيْدِ فَهُوَ ضَلَالَةٌ اِنَّ الْمُقَلِّدَ فِيْ سَبِيْلِ الْهَالِكِ

"بھاگ تو تقلید سے کیونکہ وہ گمراہی ہے بیشک مقلد ہلاکت کے راستہ میں ہے۔"

(۱۸۱) شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں:۔

خلافِ پیغمبر کسے رہ گزید، کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

"نبی کے خلاف جس کسی نے راستہ اختیار کیا وہ منزل پر کبھی نہیں پہنچے گا۔"

(۱۸۲) مپندار سعدی کہ راہ صفا ، تواں رفت جز درپئے مصطفٰی

"اے سعدی اس خیال میں نہ رہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی چھوڑ کر سیدھے راستے پر چل سکے۔" [1]

(۱۸۳) عبادت بہ تقلید گمراہیست خنک رہروی راکہ آگاہیست

"تقلید کے ساتھ عبادت گمراہی ہے وہی سالک اچھا ہے کہ جس کو آگاہی (تحقیق) ہے۔"

(۱۸۴) ایضاً مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ نولشکور بار ہشتم میں ہے:

زانکہ تقلید آفتِ ہر نیکوی است

کہ بود تقلید اگر کوہِ قوی است [ص ۱۱۱]

"تمام نیکوکاری کے لئے تقلید بمنزلہ آفت کے ہے، گھاس کے برابر ہے تقلید اگرچہ قوی پہاڑ کیوں نہ ہو۔"

(۱۸۵) نوحہ گر باشد مقلد در حدیث

جز طمع نبود مراد آن خبیث [ص ۱۱۱]

[1] بوستان: ص ۹۔

''رونے والا ہوتا ہے مقلد حدیث میں' سوا طمع کے مراد نہیں ہوتی اُس خبیث کی۔''

(۱۸۶) منبعِ گفتار این سوزے بود وان مقلد کہنہ آموزے بود [ص۱۱۱]

''محقق جو بات کرتا ہے دل سے کرتا ہے' مقلد پرانی لکیر کا فقیر ہوتا ہے۔''

(۱۸۷) بشنو این قصہ پئے تہدیدرا تا بدانی آفتِ تقلید را

''تہدید کے لئے اس قصہ کو سُن' تا کہ تجھ کو آفت تقلید کی معلوم ہو جائے۔''

(۱۸۸) مرمرا تقلید شان برباد داد! کہ دو صد لعنت بران تقلید باد [ص۱۱۲]

''سچ تو یہ ہے کہ خاص کر مجھ کو تقلید نے برباد کر دیا' دو سو لعنت ایسی تقلید پر ہو۔''

(۱۸۹) خاصہ تقلید چنین بے حاصلان کابرو را ریختنداز بہرنان [ص۱۱۲]

''خاص کر ایسے نا اہلوں کی تقلید' کہ روٹی کے لئے آبرو بھی گئی۔''

(۱۹۰) اے مقلد تو مجو بیشی بر آن کو بود منبع زنورِ آسمان [ص۲۲۳]

''اے مقلد محقق پر فضیلت مت ڈھونڈ' کیونکہ محقق ایک سر چشمہ ہے نور آسمان سے۔''

(۱۹۱) چون شنیدی کاندریں جو آب ہست
کور را تقلید باید کاربست [ص۲۸۷]

''جب تو سمجھ چکا کہ دریائے تحقیق میں پانی ہے' تو اب جس کو وہ سر چشمہ نظر نہ آئے وہ تقلید کرے۔''

(۱۹۲) آن مقلد چون نداند جز ددلیل
در علامت جویداو دائم سبیل [ص۳۵۱]

''مقلد کے پاس قیاسی دلائل کے سوا علم نہیں ہوتا اور مقلد کی نشانی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ راستے کی تلاش میں ہوتا ہے۔

(۱۹۳) آنکہ اوازپردۂ تقلید جست او بنورِ حق ببیند ہرچہ ہست [ص۳۵۱]

''جو شخص پردۂ تقلید سے باہر نکل آیا' وہی نور حق کے ساتھ معائنہ کر سکتا ہے۔''

(۱۹۴) این به تقلید از پدر بشنیدۂ از حماقت اندران پیچیدہ [ص ۳٦٧]

”یہ بات باوا کی تقلید سے سنی ہوگی اسی وجہ سے اس میں الجھ رہا ہے۔“

(۱۹۵) پس مقلد نیز مانند کوراست
اندران شادی که او را رہبراست [ص ۴۲۱]

”پس مقلد اندھے کے مانند ہے وہ اپنی رہبری میں ٹھیک اور خوش ہے۔“

(۱۹۶) آں مقلد ہست چوں طفل علیل
گرچہ دارد بحث باریك و دلیل [ص ۴۲۲]

”مقلد کی حالت بیمار کی سی ہے اگرچہ حجت اور باریک دلیلیں رکھتا ہو۔“

(۱۹۷) گریۂ گر جہل و تقلید ست وظن
نیست ہمچوں گریۂ آں موتمن [۴۲۲]

”رونا بھی جو جہل اور تقلید کے ساتھ ہو وہ رونا بھی عقل والوں کا سا نہیں ہے۔“

(۱۹۸) بلکہ تقلید است آں ایمان او
روئے ایماں راندیدہ جان او [ص ۴۴۹]

”تقلید جس کا ایمان ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کی جان نے بھی ایمان کا منہ نہیں دیکھا۔“

(۱۹۹) پس خطر باشد مقلد را عظیم
از رہ و رہزن و شیطانِ رجیم [ص ۴۴۹]

”مقلد کے لئے بڑے بڑے خطرے ہیں راہ سے راہ مارنے والے سے، شیطان مردود سے۔“

(۲۰۰) صد دلیل آرد مقلد در بیان
از قیاسی گویداورا نیز عیان [ص ۴۴۹]

”اگرچہ مقلد سو سو دلیلیں پیش کرے مگر جو گمان ہے اس کو قیاسی بات جانتے ہیں۔“

(۴۰۱) آن مقلد صد دلیل و صد بیان
بر زبان آرد ندارد ہیچ جان [ص ۴۴۹]

''مقلد سوسو دلائل اور سوسو بیان ظاہر کرتا رہے' مگر سچ یہ ہے کہ اس میں جان نہیں ہوتی۔''

(۴۰۲) خر' دو سہ نوبت بروبہ حملہ کرد
چوں مقلد بود فریب اونخورد [ص ۴۵۰]

''گدھے نے دو تین بار لومڑی پر حملہ کیا' مگر چونکہ مقلد تھا باوجودیکہ اس پر حملہ کررہا تھا، خود ہی اس کے فریب میں آ گیا۔''

(۴۰۳) گرچہ تقلید است استونِ جہاں ہست رسوا ہر مقلد ز امتحان [ص ۴۸۶]

''اگرچہ تقلید تمام عالم کے لئے ایک بڑی آڑ ہے' مگر امتحان کے وقت ہر مقلد کو رسوا ہی دیکھا۔''

تقلید کی تردید ایک نئے طرز پر:

① قرآن پاک میں صیغہ تقلید کا دو جگہ آیا ہے:۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْيَ وَ لَا الْقَلَآئِدَ.﴾ [۵/المائدۃ:۲]

''اے ایمان والو! مت بے حرمت کرو اللہ کی نشانیوں کو اور نہ حلال کرو حرمت والے مہینوں کو اور نہ قربانی کے جانوروں پر دست درازی کرو۔ اور نہ وہ جن کے گلے میں پٹا ڈال کر کعبہ کو لے جائیں۔''

② ﴿جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ﴾ [۵/المائدۃ:۹۷]

''کیا ہے اللہ نے کعبہ کو حرمت والا گھر اور لوگوں کے قیام کا ذریعہ بتایا۔ ماہ حرام اور قربانی کے جانوروں اور گلے میں پٹے والیوں کو بھی حرمت والا بتایا ہے۔''

③ اور حدیث ہے:

حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَّسُوْقُ بَدَنَةً مُّقَلَّدَةً قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَيْلَكَ اِرْكَبْهَا. ❶

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کئی حدیثیں روایت کیں۔ ان میں سے یہ بھی تھی کہ ایک شخص ایک اونٹ کو کھینچ رہا تھا۔ جو اونٹ مقلد تھا یعنی اس کے گلے میں ہار پڑا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خرابی ہو تیری، اس پر سوار ہو لے۔''

④ ابن ماجہ میں ہے کہ:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ وَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ. ❷

''انس رضی اللہ عنہ بن مالک نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے طلب علم فرض ہے ہر مسلمان پر اور علم نالائق کو سکھانے والا ایسا ہے جیسے موتی اور سونے کا ہار سوروں کے گلے میں ڈالنے والا۔''

⑤ ہدایہ فقہ کی کتاب میں بھی ہے:

وَ صِفَةُ التَّقْلِيْدِ اَنْ يَّرْبِطَ عَلٰى عُنُقِ بَدَنَتِهٖ قِطْعَةَ نَعْلٍ. ❸

---

❶ مسلم: کتاب الحج، باب جواز رکوب البدنۃ، رقم: ۳۷۲۔
❷ ابن ماجہ: کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، رقم: ۲۲۴۔
❸ ہدایۃ: کتاب الحج، باب الاحرام، ج ۱ ص ۲۵۶۔

''تقلید کی صورت اس مقام پر یہ ہے کہ اپنے بدنہ یعنی قربانی کے اونٹ کی گردن پر جوتی کا ٹکڑا باندھ دے۔''

⑥ شرح وقایہ میں ہے کہ:۔

اَلْمُرَادُ بِالتَّقْلِيْدِ اَنْ يَّرْبِطَ قِلَادَةً عَلٰى عُنُقِ الْبَدَنَةِ. [1]

''مراد تقلید سے یہ ہے کہ اپنے قربانی کے اونٹ کی گردن پر پٹا باندھ دے۔ ان آیات و احادیث و عبارات فقہ میں صیغہ تقلید کا استعمال حیوانات کے ساتھ ہوا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ انسان بالخصوص ایمان والوں کے لئے کیا کیا صیغے استعمال میں آئے ہیں۔''

چنانچہ قرآن پاک میں اتباع: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ [۳/آل عمران:۳۱]

اطاعت ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ [۴/النسا:۵۹]

اقتدا ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ [۶/الانعام:۹۰]

یہ تین لفظ مستعمل ہیں۔

قابل غور یہ ہے کہ جب اللہ رب العلمین نے ہم کو انسان بنایا تو ہمارا منصب بھی یہی تھا کہ متبع، مطیع، مقتدی بنتے۔ (جیسے ائمہ وغیرھم) اگر اپنی شرافت اور منصب کو چھوڑ کر مقلد بنیں تو پھر ہم سے بڑھ کر کم نصیب کون ہوگا۔ فَاعْتَبِرُوْا يَاُولِي الْاَلْبَابِ.

دوسری طرز:

① تقلید کی تعریف میں عدم علم داخل ہے۔ چنانچہ علامہ ابن السبکی جمع الجوامع جلد ۲ ص ۲۵۱ میں فرماتے ہیں کہ:۔

اَلتَّقْلِيْدُ اَخْذُ الْقَوْلِ مِنْ غَيْرِ مَعْرِفَةِ دَلِيْلِهٖ.

---

[1] شرح وقایہ: کتاب الحج، ج ۱، ص ۲۶۸۔

"کسی کے قول کو اس کی دلیل جاننے کے بغیر قبول کرنا تقلید ہے۔ اور عدم علم مترادف ہے جہل کا۔ تو نتیجہ صاف ہے کہ تقلید دراصل جہالت پر مبنی ہے اور علم کی نقیض۔"

② نیز یہ عبارت اس کی بخوبی تائید کرتی ہے:۔

وَ اَمَّا الْمُقَلِّدُ فَهُوَ يَحْكُمُ بِمَا قَالَ اِمَامُهٗ وَ لَا يَدْرِيْ اَحَقٌّ هُوَ اَمْ بَاطِلٌ فَهُوَ اَحَدُ قَاضِي النَّارِ. [1]

"لیکن مقلد وہ ہے کہ جو اپنے امام کے قول کے موافق حکم کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ یہ قول غلط ہے یا ٹھیک۔ وہ ایک ہے آگ کے قاضیوں سے۔"

③ **اِنَّ الْمُقَلِّدَ لَيْسَ مِمَّنْ يَّعْقِلُ حُجَجَ اللّٰهِ اِذَا جَاءَتْهُ فَضْلًا عَنْ اَنْ يَّعْرِفَ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ وَالصَّوَابَ مِنَ الْخَطَآءِ وَالرَّاجِحَ مِنَ الْمَرْجُوْحِ بَلْ لَّا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّنْسَبَ الْمُقَلِّدُ اِلَى الْعِلْمِ مُطْلَقًا وَ لِهٰذَا نَقَلَ عَضُدُ الدِّيْنِ الْاِجْمَاعَ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يُسَمّٰى الْمُقَلِّدُ عَالِمًا.** [2]

"مقلد وہ ہے کہ اللہ کے دلائل جب اس کے پاس آئیں اور اس پر پیش کئے جائیں تو نہیں سمجھ سکتا۔ پس حق کو باطل سے اور صواب کو خطا سے اور راجح کو مرجوح سے، کیونکر پہچان سکتا ہے اور امتیاز کر سکتا ہے۔ بلکہ مقلد کو علم سے نسبت ہی نہیں اسی وجہ سے (امام) عضدالدین نے نقل کیا ہے کہ لوگوں کا اجماع اس بات پر ہوا ہے کہ مقلد کا نام عالم نہ رکھا جائے۔"

تیسری طرز:

واضح رہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم و تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال متاخرین کے اقوال سے

---

[1] الروضۃ الندیۃ: کتاب القضاء ج ۲ ص ۲۴۵۔۲۴۶۔

[2] الروضۃ الندیۃ: کتاب القضاء ج ۲، ص ۲۴۶۔

قولی حیثیت سے کہیں برتر و بہتر ہیں۔ لیکن دلیل شرعی ہرگز نہیں ہو سکتے۔ قرآن و حدیث کی تقویت کے محتاج ہیں۔ چنانچہ:

① نیل الاوطار جلد ۱ ص ۳۸۲ میں علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ:۔

وَ قَدْ تَقَرَّرَ عِنْدَ اَئِمَّةِ الْاُصُوْلِ وَ غَيْرِهِمْ عَدَمُ حُجِّيَّةِ اَقْوَالِ الصَّحَابَةِ لَا سِيَّمَا اِذَا خَالَفَتِ الثَّابِتَ عَنْهُ .

"ائمہ اصول وغیرہ کے نزدیک یہ بات محقق ہو چکی ہے کہ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم شرعی دلیل نہیں۔ خاص کر جب وہ حدیث کے برخلاف ہوں۔"

② نیل الاوطار جلد ۶ ص ۸۷ میں ہے کہ:۔

لَا حُجَّةَ فِيْ اَقْوَالِ التَّابِعِيْنَ.

"تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال حجت شرعی نہیں۔"

③ تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مصری جلد ۱ ص ۱۷۶ میں ہے کہ:۔

اَقْوَالُ الصَّحَابَةِ لَا تَقُوْمُ بِهَا الْحُجَّةُ فَضْلًا عَنْ اَقْوَالِ مَنْ بَعْدَهُمْ.

"صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال سے حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ تو بعد کے لوگوں کے اقوال سے کیا ہو گی۔"

نتیجہ صاف ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال دلیل شرعی نہیں تو ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اور ایرے غیرے کے اقوال کیونکر دلیل شرعی ہو سکتے ہیں۔ فَافْهَمْ وَ تَدَبَّرْ.

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تقلید کا ثبوت نہ قرآن سے ہے اور نہ حدیث سے۔ اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے اور نہ تابعین رحمۃ اللہ علیہم و تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے۔ چوتھی صدی میں اس کا شیوع ہوا۔ (جیسا کہ پہلے گزر گیا ہے) پس جس شے کا وجود خیر القرون میں نہ ہو تو وہ شے شرعی کیسے ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اہل انصاف کے نزدیک اس کے مذموم ہونے میں کیا کلام ہے۔ فَهُوَ الْمُرَادُ۔ اللہ تعالیٰ تقلید ناسدید سے بچائے اور اتباع سنت کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

کعبہ شریف میں چار مصلوں کا قائم ہونا:

ائمہ اربعہ کی تقلید کے بعد رفتہ رفتہ ان کے مقلدین بھی بڑھ گئے۔ اور سلاطین کا میلان بھی تقلید ہی کی طرف ہو گیا۔ ہر ایک بادشاہ اپنے ہم مذہب کو قاضی مقرر کرتا۔ ہر ایک فرقہ اپنے مذہب کو فروغ اور دوسرے مذہب کو زیر کرنے کی تدبیریں اور کوشش کرتا۔ اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتا۔ کبھی کوئی غالب ہو جاتا تو کوئی مغلوب۔ یوں ہی قضیئے، جھگڑے ہوتے رہے۔ بالآخر شاہ بیبرس کے زمانے میں ۶۶۵ھ میں چار مذہبوں کے چار قاضی مقرر ہوئے۔ چنانچہ ''حیئۃ الاکوان فی افتراق الامم علی المذاہب والادیان'' مطبوعہ مصر ص ۲۳۴ میں ہے کہ:۔

فَلَمَّا کَانَتْ سَلْطَنَتُ الْمَلِکِ الظَّاهِرِ بیبرس البند قداری وَلّٰی بِمِصْرَ وَالْقَاهِرَةِ اَرْبَعَةَ قُضَاةٍ وَ هُمْ شَافِعِیٌّ وَ مَالِکِیٌّ وَ حَنَفِیٌّ وَ حَنْبَلِیٌّ فَاسْتَمَرَّ ذٰلِکَ مِنْ سَنَةِ خَمْسٍ وَّ سِتِّیْنَ وَسِتَّ مِائَةٍ حَتّٰے لَمْ یَبْقَ فِیْ مَجْمُوْعِ اَمْصَارِ الْاِسْلَامِ مَذْهَبٌ یُعْرَفُ مِنْ مَّذَاهِبِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ سِوٰی هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ

''جب حکومت سلطان ظاہر بیبرس بندقداری کا دور ہوا تو مصر و قاہرہ میں چار قاضی چاروں مذہب کے مقرر کئے۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مالکی رحمۃ اللہ علیہ، حنفی رحمۃ اللہ علیہ، حنبلی رحمۃ اللہ علیہ۔ پھر یہی طریقہ ۶۶۵ھ سے جاری ہو گیا۔ یہاں تک کہ تمام اسلامی ممالک میں ان کے علاوہ کوئی مذہب نہیں پہچانا جاتا۔''

اب سے گویا سرکاری طور پر چاروں مذہب تسلیم کر لئے گئے۔ آخر سلطان فرح بن برقوق نے جو اشر ملوک چراکسہ کہا جاتا تھا۔ اول نویں صدی میں کعبہ شریف کے اندر علاوہ مصلے ابراہیمی کے چار مصلے اور قائم کر دیئے۔ ایک دین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے چلا آ رہا تھا

اس کے چار ٹکڑے ہوئے گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ کسی عارفِ صادق نے اس موقع پر کیا ہی موزوں کہا ہے۔

دین حق را چار مذہب ساختند
رخنہ در دین نبی انداختند

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ [۳/آل عمران:۱۰۳] کا خوب حق ادا کیا۔ ذرا کعبہ میں جا کر دیکھو کہ ایک مصلے پر نماز ہوتی ہے تو تینوں مصلے والے بیٹھے ہوئے دیکھا کرتے ہیں اور اسی طرح یکے بعد دیگرے چاروں مصلوں پر نماز ہوتی ہے۔ اور حکم ﴿وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ [۲/البقرۃ:۴۳] پر توجہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اب ان چار مصلوں کو داخل دین سمجھا جاتا ہے۔ نہ کہ مصلے ابراہیمی کو۔ اِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى.

چار مصلوں کا بدعت ہونا

① ارشاد السائل الی دلیل المسائل میں امام شوکانی فرماتے ہیں کہ:۔

عِمَارَةُ الْمَقَامَاتِ بِمَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ بِدْعَةٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ اَحْدَثَهَا اَشَرُّ مُلُوْكِ الْجَرَاكِسَةِ فَرْحُ بْنُ بَرْقُوْق فِيْ اَوَائِلِ الْمِائَةِ التَّاسِعَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ وَاَنْكَرَ ذٰلِكَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ ذٰلِكَ الْعَصْرِ وَ وَضَعُوْا فِيْهِ مُؤَلَّفَاتٍ. [1]

"کعبہ میں چار مصلے بدعت ہیں تمام مسلمانوں کے اجماع سے اوائل نویں صدی میں بدترین بادشاہ چراکسہ نے اس بدعت کو جاری کیا۔ جس کا نام فرح بن برقوق تھا۔ اس زمانے کے اہل علم نے اس پر انکار کیا۔"

② تفسیر عزیزی میں ہے (تحت آیت ﴿وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ [۲/البقرۃ:۷۴]

یعنی خدائے تعالیٰ بیخبر نیست از انچه درزمان آئینده عمل خواہید کرد۔ و ازراہِ بدعت یك یك جهت

[1] الارشاد الی سبیل الرشاد: چار مصلوں کا حرمین میں قیام، ص ۱۰۱۔

راازجہات کعبہ تقسیم خواہید نمود ودرترجیح و تفصیل جہت مختارۂ خود ہرکس سخنے خواہد آورد۔ مثلاً حنفیہ جہت جنوب را اختیار خواہند کرد و امام ایشاں جانب شمال کعبہ خواہد استاد و درمقام فخر خواہند گفت کہ قبلہ ما قبلہ ابراہیمی است زیرا کہ آنجناب جانب میزاب متوجہ می شوند۔ و شافعیہ جہت غرب را اختیار خواہند کرد و امام ایشاں در شرقیٔ کعبہ خواہد استاد۔ و در مقام فخر خواہند گفت کہ مار استقبال باب کعبہ می نمائیم و قبلہ ما قبلہ منصوصہ است کہ﴿ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ﴾[۲/البقرۃ:۱۲۵] و علیٰ ہذا القیاس اہل بلدان مختلفہ در ترجیح جہات خود ہمیں قسم نکات خواہند برآورد۔ لیکن ایں ہمہ نکات شعریہ است و نزد اہل دین قابل التفات نیست حکم ناز از پروردگار تو ہمیں قدر است کہ استقبال کعبہ را التزام باید نمود و در سفرو حضر ہجرت از شہری بشہری اورا از دست نباید داد۔

''اللہ تعالیٰ بے خبر نہیں ہے جو کچھ کہ یہ زمانہ آئندہ میں عمل کریں گے۔ اطراف کعبہ میں بدعت کی وجہ سے ایک ایک طرف کو تقسیم کرلیں گے۔ اور جس طرف کو اختیار کریں گے اس کی تفصیل و ترجیح کے لئے دلیلیں لائیں گے۔ مثلاً حنفیہ جہت جنوب کو اختیار کریں گے اور ان کا امام کعبہ سے جانب شمال کھڑا ہوگا۔ اور فخر کے طور پر کہیں گے کہ ہمارا قبلہ قبلۂ ابراہیمی ہے۔ اس واسطے کہ جناب ابراہیم میزاب کی طرف منہ کیا

کرتے تھے اور شافعیہ غربی سمت کو اختیار کریں گے اور ان کا امام کعبہ سے شرق کی طرف کو کھڑا ہوگا۔ اور فخر کے طور پر کہیں گے کہ ہم باب کعبہ کا استقبال کرتے ہیں۔ ہمارا قبلہ قبلۂ منصوصہ ہے۔ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ [۲/البقرۃ: ۱۲۵] اور اسی قیاس پر مختلف شہروں کے لوگ اپنی اپنی اختیار کی ہوئی جہات کی ترجیح میں اسی قسم کے نکتے پیدا کرلیں گے۔ لیکن یہ تمام شاعرانہ نکتے ہیں۔ اور اہل دین کے نزدیک قابل التفات نہیں۔ اللہ پاک کا حکم تو صرف اتنا ہی ہے کہ کعبہ کی طرف لازمی طور پر منہ کرو۔ اور اس کو سفر اور حضر اور ایک شہر سے دوسرے شہر کو جاتے ہوئے نہ چھوڑو۔"

③ مولوی رشید احمد گنگوہی تحریر فرماتے ہیں:۔

"البتہ چار مصلے جو کہ مکہ معظمہ میں مقرر کیے ہیں لاریب یہ امر زبون ہے کہ تکرار جماعات و افتراق اس سے لازم آ گیا۔ کہ ایک جماعت کے ہونے میں دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے۔ اور شریک جماعت نہیں ہوتی۔ اور مرتکب حرمت ہوتے ہیں۔ مگر یہ تفرقہ ائمہ دین حضرات مجتہدین سے نہ علما متقدمین سے۔ بلکہ کسی وقت میں سلطنت میں کسی وجہ سے یہ امر حادث ہوا ہے کہ اس کو کوئی اہل علم اہل حق پسند نہیں کرتا پس یہ طعن نہ علماء اہل حق مذہب اربعہ پر ہے بلکہ سلاطین پر ہے۔ کہ مرتکب اس بدعت کے ہوئے۔ [1]

حنفی مذہب کی حالت:

تنبیہ عبارات مندرجہ ذیل سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زہد، ورع، تقویٰ،

[1] الارشاد الی سبیل الرشاد: ص۱۰۲ (غرض یہ مصلے بدعت ہیں) اور الحمد للہ کہ اب اس بدعت کو موجودہ سعودی حکومت نے جڑ سے اکھاڑ کر ختم کر دیا ہے۔

تقدس، طہارت، آخرت کے مرتبہ اور ثواب و درجات میں کسی طرح کا نقصان نہیں آ سکتا۔ اور نہ آپ کی اولاد و شاگردوں کے مرتبہ میں۔ ہاں آپ کا اور آپ کے متعلقین کا پایہ حدیث میں کسی قدر گرا ہوا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ جس سے مذہب اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور علم حدیث

(۱) تاریخ ابن خلدون جلد ا ص ۳۷۱ میں ہے کہ:۔

فَاَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقَالُ بَلَغَتْ رِوَايَتُهٗ اِلٰى سَبْعَةَ عَشَرَ حَدِيْثًا. ❶

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ اُن کو سترہ حدیثیں پہنچی ہیں۔''

(۲) قیام اللیل ص ۱۲۷ میں قول عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ :۔

كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يَتِيْمًا فِي الْحَدِيْثِ. ❷

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں یتیم تھے۔''

(۳) مناقب الشافعی للرازی ص ۱۴۲ میں قول امام احمد رحمۃ اللہ علیہ :

لَا رَأْيَ وَ لَا حَدِيْثَ

''نہ ان کی رائے کام کی ہے نہ حدیث [یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی]''

(۴) مولانا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

وَ اَمَّا رِوَايَاتُهٗ لِلْاَحَادِيْثِ فَهِيَ وَ اِنْ كَانَتْ قَلِيْلَةً بِالنِّسْبَةِ اِلٰى غَيْرِهٖ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ اِلَّا اَنَّ قِلَّتَهَا لَا تَحُطُّ مَرْتَبَتَهٗ. ❸

---

❶ مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ، فی ذکر ابی حنیفۃ، ص ۳۴۔

❷ امام بخاری، تاریخ کبیر ج ۸ ص ۸۱ میں امام صاحب کے متعلق لکھتے ہیں۔ كَانَ مرجئًا سكتوا عن رأيه وعن حديثه۔ مزید تفصیل کیلئے الکامل فی ضعفا الرجال لابن عدی، ج ۷، ص ۲۷۔ کتاب الضعفا الکبیر، امام العقیلی، ج ۴، ص ۲۶۸۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، ناصر الدین البانی، ج ۱، ص ۴۶۴۔ وغیرہ کتب کا مطالعہ مفید رہے گا۔ ❸ مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ، ذکر امام ابوحنیفۃ، ص ۳۴۔

''اورمحدثین کی نسبت انکی روایت گوکم ہے مگر یہ کمی ان کے مرتبے کو نہیں گھٹاتی''

(۵) ظفرالامانی ص۲۴ میں بھی مولانا عبدالحی صاحب، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قلیل الروایۃ ہونا تسلیم کرتے ہیں:۔

وَ هُوَ هٰذَا. فَتُقْبَلُ رِوَايَةُ قَلِيْلِ الرِّوَايَةِ كَاَبِیْ بَكْرٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَ اِمَامِنَا الْاَعْظَمِ مِنَ الْاَئِمَّةِ ·

''جس راوی سے کم حدیثیں مروی ہوں اس کی روایت بھی قبول ہے۔ جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ سے اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ائمہ دین سے، ان سے رواتیں کم پہنچیں۔''

(۶) شرح ترمذی فارسی مولوی سراج الدین سرہندی حنفی ص۲۲ میں ہے کہ:۔

ودر مواہب نوشته است كه امام ابو حنيفه رحمۃ اللہ علیہ يك حديث ازوی (يعنی امام مالك رحمۃ اللہ علیہ) روايت كرده و از مناقب وی ہميں يك سخن كفايت می كند۔

''مواہب میں کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے یہی ان کے مناقب میں ایک بات کافی ہے۔''

(۷) تاریخ ابن خلکان مطبوعہ ایران جلد۲ص۱۰ میں ہے کہ:۔

قَالَ الشَّافِعِیُّ قَالَ لِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ اَيُّهُمَا اَعْلَمُ صَاحِبُنَا اَمْ صَاحِبُكُمْ يَعْنِیْ اَبَا حَنِيْفَةَ وَ مَالِكًا قَالَ قُلْتُ عَلَى الْاِنْصَافِ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ نَاشَدْتُكَ اللّٰهَ مَنْ اَعْلَمُ بِالْقُرْاٰنِ صَاحِبُنَا اَمْ صَاحِبُكُمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَاحِبُكُمْ نَاشَدْتُكَ اللّٰهَ مَنْ اَعْلَمُ بِالسُّنَّةِ صَاحِبُنَا اَمْ صَاحِبُكُمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَاحِبُكُمْ قَالَ قُلْتُ نَاشَدْتُكَ اللّٰهَ مَنْ اَعْلَمُ بِاَقَاوِيْلِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

الْمُقْتَدِيْنَ صَاحِبُنَا اَمْ صَاحِبُكُمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَاحِبُكُمْ قَالَ الشَّافِعِيُّ فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا الْقِيَاسُ وَالْقِيَاسُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا عَلٰى هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ فَعَلٰى اَيِّ شَيْءٍ نَقِيْسُ. [1]

''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ (جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے معزز شاگرد ہیں) کہنے لگے کہ بھلا بتاؤ تو ہمارے استاد (ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) بڑے عالم تھے یا تمہارے استاد (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) زیادہ علم رکھتے تھے۔ میں نے کہا: انصافاً؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں نے کہا: میں تمہیں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ قرآن کا علم زیادہ کون رکھتا تھا؟ ہمارے استاد (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) یا تمہارے استاد (ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: اللہ گواہ ہے بیشک تمہارے استاد (امام مالک) قرآن کا زیادہ علم رکھتے تھے۔ پھر میں نے حدیث کی نسبت پوچھا۔ اس میں بھی امام محمد نے یہی کہا۔ پھر میں نے اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت پوچھا۔ اس میں بھی امام محمد نے اسی طرح اقرار کیا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ زیادہ جاننے والے تھے۔ میں نے کہا: اب رہ گیا قیاس اور قیاس تو انہیں چیزوں (قرآن وحدیث) پر ہوتا ہے۔ تو اب کس بات میں دونوں کا مقابلہ کرو گے۔''

☆...... بیشک ان کے علمی و عملی صدہا فضائل کے سامنے حدیث میں ایک حد تک کمی ہونے سے ان کی عظمت وشان میں کسی طرح کمی نہیں آ سکتی......!؟ [مؤلف]

قلت کے اسباب

سبب اول: عدم تحصیل حدیث

طحطاوی مطبوعہ کلکتہ جلد ا ص ۳۵ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ:۔

[1] وفیات الاعیان لابن خلکان: تذکرہ امام مالک ج ۴، ص ۱۳۶

قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَمَّآ اَرَدْتُ طَلَبَ الْعِلْمِ جَعَلْتُ اَتَخَيَّرُ الْعِلْمَ وَاَسْئَلُ عَنْ عَوَاقِبِهَا فَقِيْلَ لِيْ تَعَلَّمِ الْقُرْاٰنَ فَقُلْتُ لَعَلَّهٗ اِذَا تَعَلَّمْتُ الْقُرْاٰنَ وَ حَفِظْتُهٗ فَمَا يَكُوْنُ اٰخِرُهٗ قَالُوْا تَجْلِسُ وَيَقْرَأُ عَلَيْكَ الصِّبْيَانُ وَالْاَحْدَاثُ ثُمَّ لَا تَلْبَثُ اَنْ يَّخْرُجَ مِنْهُمْ مَنْ هُوَ اَحْفَظُ مِنْكَ اَوْ مَنْ يُّسَاوِيْكَ فَتَذْهَبُ رِيَاسَتُكَ فَقُلْتُ اِنْ سَمِعْتُ الْحَدِيْثَ وَ كَتَبْتُهٗ حَتّٰى لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا اَحْفَظَ مِنِّيْ قَالُوْآ اِذَا كَبِرْتَ حَدَّثْتَ وَاجْتَمَعَ عَلَيْكَ الْاَحْدَاثُ وَالصِّبْيَانُ ثُمَّ لَمْ تَاْمَنْ اَنْ تَغْلَطَ فَيَرْمُوْكَ بِالْكَذِبِ فَيَصِيْرُ عَارًا عَلَيْكَ قُلْتُ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ هٰذَا ثُمَّ قُلْتُ اَتَعَلَّمُ النَّحْوَ فَقُلْتُ اِذَا تَعَلَّمْتُ النَّحْوَ وَالْعَرَبِيَّةَ مَا يَكُوْنُ اٰخِرُ اَمْرِيْ قَالُوْا تَقْعُدُ مُعَلِّمًا فَاَكْثَرُ رِزْقِكَ دِيْنَارَانِ اِلٰى ثَلٰثَةٍ قُلْتُ هٰذَا لَا عَاقِبَةَ لَهٗ قُلْتُ فَاِنْ نَّظَرْتُ فِي الشِّعْرِ فَلَمْ يَكُنْ اَشْعَرَ مِنِّيْ مَا يَكُوْنُ اَمْرِيْ قَالُوْا تَمْدَحُ هٰذَا فَيَهَبُ لَكَ اَوْيَحْمِلُكَ عَلٰى دَابَّةٍ اَوْيَخْضَعُ عَلَيْكَ خِلْفَةً وَاِنْ نَظَرْتُ فِي الْكَلَامِ مَا يَكُوْنُ آخِرُهٗ قَالُوْا لَا يَسْلَمُ مَنْ نَظَرَ فِي الْكَلَامِ مِنْ شِفَافِ الْكَلَامِ بِالزَّنْدَقَةِ قُلْتُ فَاِنْ تَعَلَّمْتُ الْفِقْهَ قَالُوْا تُسْئَلُ وَ تُفْتِي النَّاسَ وَ تُطْلَبُ لِلْقَضَاءِ وَ اِنْ كُنْتَ شَابًّا قُلْتُ لَيْسَ لِيْ فِي الْعُلُوْمِ اَنْفَعُ مِنْ هٰذَا فَلَزِمْتُ الْفِقْهَ وَ تَعَلَّمْتُهٗ.

''حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنا حال بیان کرتے ہیں کہ جب میرا ارادہ علم حاصل کرنے کا ہوا تو میں تلاش کرنے لگا کہ کون سا علم اچھا ہے۔ سو میں علموں کے فائدے پوچھنے لگا۔ پس مجھ سے کہا گیا کہ

قرآن کو سیکھو۔ میں نے کہا کہ اگر میں قرآن کو سیکھوں اور اس کو یاد کرلوں تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ کسی مکتب میں بیٹھ کر لڑکوں کو پڑھاؤ گے اور کمسن آدمی پڑھیں گے۔ پھر کچھ عرصہ میں ان میں سے کوئی لڑکا تم سے بڑھ کر یا تمہاری مثل حافظ ہو جائے گا۔ تو تمہاری سرداری جاتی رہے گی۔ میں نے کہا کہ اگر میں حدیث کو سنوں اور لکھوں اور اس میں ایسا کمال حاصل کروں کہ سب سے بڑھ کر محدث بن جاؤں؟ لوگوں نے کہا کہ جب تم بڑی عمر کے ہو جاؤ گے اور حدیث پڑھاتے رہو گے اور کمسن اور جوان لوگ تمہارے شاگرد ہوں گے اور تم بھولنے سے نہیں بچ سکتے۔ تو تم پر طعن جھوٹ کا لگے گا۔ پس تم پر اس کا عار ہوگا۔ تو میں نے کہا کہ اس کی بھی مجھ کو حاجت نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ نحو سیکھوں اور عربیت کو۔ تو نتیجہ کیا ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ معلم ہو گے اور اکثر تمہاری تنخواہ دو یا تین دینار ہوگی۔ میں نے کہا اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر شاعری سیکھوں اور اس میں کمال پیدا کروں تو کیا نتیجہ ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ تم کسی کی تعریف کرو گے وہ تم کو سواری اور خلعت دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو اس کی ہجو کرو گے۔ پس بے عیبوں کو عیب لگاؤ گے۔ میں نے کہا کہ اسکی بھی کچھ حاجت نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اگر میں علم کلام یعنی منطق فلسفہ سیکھوں لوگوں نے کہا کہ اس علم کا سیکھنے والا ناقص باتیں کرنے سے نہیں بچتا ہے۔ پھر اس پر زندیق وغیرہ ہونے کا عیب لگ جاتا ہے۔ پھر میں نے کہا میں فقہ سیکھوں؟ تو لوگوں نے کہا اگر فقہ کو

سیکھو گے تو تم سے مسئلے پوچھے جائیں گے، فتوے لئے جائیں گے اور قاضی و مفتی بنانے کے واسطے بلایا جائے گا۔ اگرچہ تم اُس سے بچنے والے ہو گے۔ میں نے کہا کہ میرے لئے اس سے بڑھ کر کوئی زیادہ علم فائدہ مند نہیں ہے۔ پس میں نے فقہ کے علم کو خوب حاصل کیا۔''

سبب دوم: عدم سفر در تلاش احادیث

چنانچہ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں تکلف تھا اکثر خوش لباس رہتے تھے۔ کبھی کبھی سنجاب و قاقم کے جبے بھی استعمال کرتے تھے۔ ابو مطیع بلخی ان کے شاگرد کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن ان کو نہایت قیمتی چادر اور قمیض پہنے دیکھا۔ جس کی قیمت کم از کم چار سو درہم ہوگی۔ چار پانچ دینار (اشرفی) کی چادر کو گندہ فرماتے اور اوڑھنے سے شرماتے۔ [1]

مزید لکھتے ہیں کہ ایسے شخص کو طلب حدیث کے لئے عراق، حجاز، مصر، یمن، شام کا سفر کرنا اور علم حدیث کی طالب العلمی (تحصیل) میں برسوں کاٹنا اور احادیث حفظ کرنی اور زحمت طولِ سفر اٹھانی دشوار بلکہ ناممکن کہنا چاہئے۔ اس وقت حدیث کا ایک جگہ مجموعہ تو تھا ہی نہیں کہ اُس کو منگا کر انسان فن حدیث میں شعور پیدا کر لیتا۔ اُس زمانہ میں تو محدثین اہل روایت مقامات مختلفہ میں رہتے تھے اور حدیثوں کے حافظ ہوتے تھے۔ کسی کے پاس اجزاء بھی ہوتے تھے تو ایسے نہیں کہ مجموعہ حدیثوں کا پورا یا قدر معتد مرتب ہو۔

☆...... چونکہ طالب علمی کے لئے مشقتِ سفر آرام طلب اشخاص سے بہت مشکل ہے۔

---

[1] سیرۃ نعمان: ص ۵۲۔

اس لئے امام صاحب کوفہ ہی میں حماد رحمۃ اللہ علیہ فقہ کی مجلس کو غنیمت سمجھ کر ان کے اور ان کے استاد ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل اور قواعد یاد کرتے رہے۔ ان کے سوا حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں بھی چند روز شریک رہے ہیں۔ غرضیکہ اپنی خداداد قابلیت و ذہانت و طباعی سے بنا بر قواعد مذکور استخراج مسائل کر کے فتوے دیئے۔ اور امام اہل الرائے کے لقب سے مشہور ہوئے۔ [مؤلف]

(۱۰) اور نیز عبارت ہذا بھی مؤید ہے۔ منہاج السنۃ جلد ۲ ص ۲۴ میں ہے کہ:۔

وَ جَعْفَرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ مِنْ اَقْرَانِ اَبِی حَنِیْفَةَ وَ لَمْ یَکُنْ اَبُوْحَنِیْفَةَ یَاْخُذُ عَنْهُ مَعَ شُهْرَتِهٖ بِالْعِلْمِ.

''جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے علم نہیں حاصل کیا، باوجود ان کی شہرت علم کے''۔

سبب سوم: عدم تدوین احادیث

(۱۱) چنانچہ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ:۔

لَوْ عَاشَ حَتّٰی دُوِّنَتْ اَحَادِیْثُ الشَّرِیْعَةِ وَ بَعْدَ رَحِیْلِ الْحُفَّاظِ فِیْ جَمْعِهَا مِنَ الْبِلَادِ وَالثُّغُوْرِ وَظَفَرَ بِهَا لَاَخَذَبِهَا وَ تَرَکَ کُلَّ قِیَاسٍ کَانَ قَاسَهُ وَ کَانَ الْقِیَاسُ قَلَّ فِیْ مَذْهَبِهٖ کَمَا قَلَّ فِیْ مَذْهَبِ غَیْرِهٖ. [1]

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ احادیث کے جمع ہو جانے تک اور حفاظ (حدیث) کے حدیثوں کے جمع کرنے کے لئے (مختلف) بلاد اور اطراف ممالک اسلام میں پھرنے کے بعد زندہ رہتے۔ اور اُن احادیث کو پاتے۔ تو

[1] میزان الشعرانی: فصل فی بیان ضعف قول من نسب اباحنیفۃ الی انہ یقدم القیاس علی الحدیث ج ۱۔ ص ۸۱

ضرور اُن کو لیتے۔ اور جو جو قیاس انہوں نے کئے ہیں وہ سب چھوڑ دیتے اور ان کے مذہب میں قیاس کم ہوتا۔ جیسا کہ اوروں کے مذہب میں کم ہے۔''

(۱۲) نافع کبیر ص ۱۶ مولانا عبدالحی صاحب حنفی لکھنوی فرماتے ہیں کہ:۔

اِعْتِقَادُنَا وَ اِعْتِقَادُ کُلِّ مُنْصِفٍ فِیْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّهٗ لَوْعَاشَ حَتّٰی دُوِّنَتْ اَحَادِیْثُ الشَّرِیْعَةِ لَاَخَذَ بِهَا وَ تَرَکَ کُلَّ قِیَاسٍ کَانَ قَاسَهٗ. ❶

''ہمارا اور ہر ایک منصف کا اعتقاد ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ ہے کہ اگر وہ حدیثوں کے جمع ہوجانے تک زندہ رہتے تو احادیث کو لیتے اور تمام قیاسوں کو چھوڑ دیتے۔''

(۱۳) میزان شعرانی میں ہے کہ:۔

فَاِنَّ الْحُفَّاظَ کَانُوْا قَدْرَحَلُوْا فِیْ طَلَبِ الْاَحَادِیْثِ وَ جَمْعِهَا فِیْ عَصْرِهِمْ مِنَ الْمَدَائِنِ وَالْقُرٰی وَ دَوَّنُوْهَا فَجَاوَبَتْ اَحَادِیْثُ الشَّرِیْعَةِ بَعْضُهَا بَعْضًا فَهٰذَا کَانَ سَبَبُ کَثْرَةِ الْقِیَاسِ فِی مَذْهَبِهٖ وَ قِلَّتِهٖ فِیْ مَذَاهِبِ غَیْرِهٖ. ❷

''حفاظ حدیث کی طلب میں سفر کرتے تھے۔ گاؤں اور شہروں سے اُسے جمع کیا اور مدون کیا۔ بعض احادیث بعض کے خلاف ہوئیں۔ اس وجہ سے اُن (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کے مذہب میں قیاس زیادہ ہوا۔ اور دوسرے مذاہب میں کم۔''

---

❶ میزان الشعرانی: فصل فی بیان ضعف قول بان اباحنیفۃ یقدم القیاس علی الحدیث ج ا۔ ص ۸۱۔

❷ میزان الشعرانی: فصل فی بیان ضعف قول من نسب اباحنیفۃ الی انہ یقدم القیاس علی الحدیث ج ا ص ۸۱

(۱۴) ملا معین حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

لَوْ عَاشَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِلٰى تَصْحِيْحِ الْاَحَادِيْثِ لَتَرَكَ الْقِيَاسَ. [1]

"اگر زندہ رہتے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تصحیح احادیث تک تو چھوڑ دیتے قیاس کو۔"

سببِ چہارم: قلت عربیت

(۱۵) تاریخ ابن خلکان جلد۲ ص ۲۹۶ میں ہے کہ:۔

وَقَدْ ذَكَرَ الْخَطِيْبُ فِيْ تَارِيْخِهٖ مِنْهَا شَيْئًا كَثِيْرًا ثُمَّ اَعْقَبَ ذٰلِكَ بِذِكْرِ مَا كَانَ الْاَلْيَقُ تَرْكُهٗ وَالْاِعْرَاضُ عَنْهُ فَمِثْلُ هٰذَا الْاِمَامِ لَا يُشَانُ فِيْ دِيْنِهٖ وَ لَا فِيْ وَرَعِهٖ وَ تَحَفُّظِهٖ وَ لَمْ يَكُنْ يُعَابُ بِشَيْءٍ سِوٰى قِلَّةِ الْعَرَبِيَّةِ.

"خطیب نے اپنی تاریخ میں مناقب میں سے بہت بیان کر کے معائب بیان کئے ہیں جن کا ذکر نہ کرنا مناسب تھا کیونکہ ایسا بڑا امام جس کی دیانت اور ورع میں کوئی طعنہ نہیں نہ ان کی ذات میں سوائے عربیت کی کمی کے کوئی عیب نہ تھا۔"

☆...... چونکہ اُس زمانہ میں احادیث کے تراجم تو ہوئے ہی نہ تھے اس لئے امام صاحب کی قلت عربیت حصول احادیث سے سدّ راہ ہوئی [مؤلف]

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم

(۱۶) علامہ کمال الدین دمیری، حیاۃ الحیوان کبریٰ مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱۸۱ میں فرماتے ہیں کہ:۔

(اَلْجَنِيْنُ) هُوَ مَا يُوْجَدُ فِيْ بَطْنِ الْبَهِيْمَةِ بَعْدَ ذَبْحِهَا فَاِنْ

---

[1] دراسۃ اللبیب: الدراسۃ الثالثۃ قد کثر انتصار الشعرانی لمذہب ابی حنیفۃ، ص ۱۰۵۔

وُجِدَ مَيِّتًا بَعْدَ ذَبْحِهَا فَهُوَ حَلَالٌ بِاِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ كَمَا نُقِلَ فِی الْحَاوِیْ وَ بِهٖ قَالَ مَالِكٌ وَّ الْاَوْزَاعِیُّ وَالثَّوْرِیُّ وَ اَبُوْیُوْسُفَ وَ مُحَمَّدٌ وَّاِسْحَاقُ وَالْاِمَامُ اَحْمَدُ وَ تَفَرَّدَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ بِتَحْرِیْمِ اَكْلِهٖ.

''جنین وہ بچہ ہے جو چوپایہ کے پیٹ میں ذبح کے بعد نکلے۔ اگر ذبح کے بعد وہ بچہ مردہ ہو تو باجماع صحابہ حلال ہے جیسا کہ ماوردی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ اور یہی مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، محمد، اسحٰق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صرف اکیلے اس کو حرام کہتے ہیں۔ [1]

☆......اس ایک ہی مسئلہ پر اکتفا کیا گیا۔ ورنہ بہت ایسے مسائل ہیں کہ جن میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع صحابہ کے خلاف کیا ہے جو کسی اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔[مؤلف]

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اور قیاس میں مہارت

(۱۷) ملا معین حنفی لکھتے ہیں کہ:۔

رُوِیَ عَنِ الْاِمَامِ جَعْفَرِ الصَّادِقِ اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تَقِیْسُ لَا تَقِسْ فَاِنَّ اَوَّلَ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ. [2]

''روایت کی گئی ہے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے امام ابوحنیفہ سے کہا کہ مجھ کو خبر ملی ہے کہ تم قیاس کرتے ہو۔ قیاس مت کرنا۔ کیونکہ اول اول جس نے قیاس کیا ہے (نص کے مقابلہ میں) وہ ابلیس ہے۔''

(۱۸) تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ:۔

[1] حیات الحیوان (اردو): ج۱ص۵۶۴

[2] دراسات اللبیب: الدراسۃ الاولی، الائمۃ الاثنی عشریۃ لا یرون القیاس حجۃ، ص۴۵۔

قَالَ الشَّافِعِیُّ قِیْلَ لِمَالِکٍ رَأَیْتَ اَبَا حَنِیْفَۃَ فَقَالَ نَعَمْ رَأَیْتُ رَجُلًا لَوْ کَلَّمَکَ فِیْ ھٰذِہِ السَّارِیَۃِ اَنْ یَّجْعَلَھَا ذَھَبًا لَقَامَ بِحُجَّتِہٖ. [1]

''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ تم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے تو کہا کہ بیشک میں نے دیکھا ہے ایسا شخص تھا کہ اگر اُس سے اس ستون کو سونا کہلوا لیا جاتا تو اس کی دلیل قائم کر دیتا۔''

(۱۹) میزان الاعتدال میں ہے کہ:۔

اَبُوْحَنِیْفَۃَ الْکُوْفِیُّ اِمَامُ اَھْلِ الرَّأْیِ. [2]

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے رہنے والے اہل الرائے کے امام ہیں۔''

(۲۰) مولانا شبلی نعمانی سیرۃ النعمان ص ۱۸۳ میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:۔

ھٰذَا الَّذِیْ نَحْنُ فِیْہِ رَأْیٌ لَا اُجْبِرُ عَلَیْہِ اَحَدًا وَّ لَا نَقُوْلُ یَجِبُ عَلٰی اَحَدٍ قَبُوْلُہٗ. [3]

''جس بات میں (مشغول) ہیں وہ رائے واجتہاد ہے۔ ہم کسی پر جبر نہیں کر سکتے (کہ اس پر عمل کرے) اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُس کا قبول کرنا کسی پر واجب ہے۔''

(۲۱) علامہ شہرستانی فرماتے ہیں کہ:۔

قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ عِلْمُنَا ھٰذَا رَأْیٌ. [4]

''امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ ہمارا یہ علم (فقہ) رائے ہے۔''

---

[1] وفیات الاعیان لابن خلکان: تذکرۃ نعمان بن ثابت ج ۵ ص ۴۰۹۔

[2] میزان الاعتدال: ج ۴ ص ۲۶۵، رقم ۹۰۹۲۔ [3] الارشاد الی سبیل الرشاد، ص ۱۹۷۔

[4] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم فی بیان اصحاب الرای ج ۱ ص ۳۶۸۔

(۲۲) تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۳۲۸ میں ہے کہ:۔

قَوْلُنَا هٰذَا رَأْیٌ.

''خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اقوال محض رائے ہے۔''

(۲۳) تاریخ الخلفاء ص ۱۸۱ میں ہے کہ:۔

شَرَعَ عُلَمَآءُ الْإِسْلَامِ فِیْ هٰذَا الْعَصْرِ فِیْ تَدْوِیْنِ الْحَدِیْثِ وَالْفِقْهِ وَالتَّفْسِیْرِ فَصَنَّفَ ابْنُ جُرَیْجٍ بِمَكَّةَ وَ مَالِكٌ الْمُوَطَّا بِالْمَدِیْنَةِ وَالْاَوْزَاعِیُّ بِالشَّامِ وَ ابْنُ اَبِیْ عُرُوْبَةَ وَ حَمَّادُ بْنُ اَبِیْ سَلْمَةَ وَ غَیْرُهُمَا بِالْبَصْرَةِ وَ مَعْمَرٌ بِالْیَمَنِ وَ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ بِالْكُوْفَةِ وَ صَنَّفَ ابْنُ اِسْحٰقَ الْمَغَازِیَ وَ صَنَّفَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ الْفِقْهَ وَالرَّأْیَ.

''اسی زمانہ میں علمائے اسلام نے حدیث وفقہ وتفسیر کا جمع کرنا شروع کیا۔ مکہ میں ابنِ جریج رحمۃ اللہ علیہ نے اور مدینہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا لکھی اور شام میں اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بصرہ میں ابن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ اور حماد بن رحمۃ اللہ علیہ سلمہ وغیرہ نے۔ اور یمن میں معمر رحمۃ اللہ علیہ نے اور کوفہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن اسحٰق نے مغازی تصنیف کی اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ ورائے تصنیف کی۔''

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کے متعلق ایک مغالطہ کا ازالہ

ہمارے برادر احناف اکثر کہا کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اگر حدیث کی طرف توجہ ہی نہیں کی تو پھر مجتہد کیوں کہلائے۔ آخر وہ قیاسات جو کرتے تھے وہ حدیث پر ہی تو تھے۔ اس لئے کہ قیاس کے لئے مقیس علیہ شرط ہے۔

جواب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے اہل الرائے کی پوری توجہ فروع

طرف تھی کہ وہ اپنے اساتذہ کے قواعد کے پابند تھے اور اسی سے مسائل استنباط کرتے تھے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ:۔

اَلْمُرَادُ مِنْ اَهْلِ الرَّأْيِ قَوْمٌ تَوَجَّهُوْا بَعْدَ الْمَسَائِلِ الْمَجْمَعِ عَلَيْهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ بَيْنَ جُمْهُوْرِهِمْ اِلَى التَّخْرِيْجِ عَلٰى اَصْلِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ وَ كَانَ اَكْثَرُ اَمْرِهِمْ حَمْلُ النَّظِيْرِ عَلَى النَّظِيْرِ وَ الرَّدُّ اِلٰى اَصْلٍ مِّنَ الْاُصُوْلِ دُوْنَ تَتَبُّعِ الْاَحَادِيْثِ وَالْاٰثَارِ۔ [1]

''اہل الرائے سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے مسائل متفق علیہ کے بعد کسی شخص متقدم کے قواعد پر تخریج مسائل کی طرف توجہ کی۔ ان کا اکثر دستور یہی رہا کہ مسئلہ میں اس کے مشابہ مسئلہ کا جو حکم ہوتا وہی حکم اس مسئلہ پر لگا دیتے۔ اور مسئلہ کو انہیں قواعد کی طرف پھیر پھار کر لے جاتے۔ احادیث نبوی ﷺ اور اعمال واقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کی کھوج تلاش نہ کرتے (یعنی محض قیاس سے فتویٰ دیتے) احادیث اور آثار سے غرض نہ تھی۔''

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی رائے وقیاس میں مہارت

(۲۴) تاریخ ابن خلدون جلد ا ص ۳۷۲ میں ہے کہ:۔

اِنْقَسَمَ الْفِقْهُ فِيْهِمْ اِلٰى طَرِيْقَتَيْنِ طَرِيْقَةُ اَهْلِ الرَّأْيِ وَالْقِيَاسِ وَ هُمْ اَهْلُ الْعِرَاقِ وَ طَرِيْقَةُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَ هُمْ اَهْلُ الْحِجَازِ وَ كَانَ الْحَدِيْثُ قَلِيْلًا فِيْ اَهْلِ الْعِرَاقِ لِمَا قَدَّمْنَاهُ فَاسْتَكْثَرُوْا مِنَ الْقِيَاسِ وَ مَهَرُوْا فِيْهِ فَلِذٰلِكَ قِيْلَ اَهْلُ الرَّأْيِ وَ مُقَدَّمُ جَمَاعَتِهِمُ الَّذِيْ اسْتَقَرَّ الْمَذْهَبُ فِيْهِ وَاَصْحَابِهٖ اَبُوْحَنِيْفَةَ۔ [2]

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ: حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ تتمۃ ج ا ص ۱۶۱۔

[2] مقدمۃ ابن خلدون مترجم اردو: حصہ ۲ فصل ۷ فقہ فرائض، ص ۳۴۱۔

''ان متقدین میں فقہ دو طریقہ پر منقسم ہو گئی۔ ایک طریقہ اہل الرائے والقیاس کا اور وہ عراق والے ہیں۔ اور ایک طریقہ اہل حدیث کا اور وہ حجاز (مکہ و مدینہ) والے ہیں ہیں۔ اہل عراق میں حدیث کم تھی۔ جس کی وجہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ تو انہوں نے قیاس سے زیادہ کام لیا اور قیاس ہی میں خوب ماہر ہوئے۔ اسی وجہ سے ان کو اہل الرائے کہا گیا۔ اہل الرائے کی جماعت کے سردار جن میں اور جن کے شاگردوں میں یہ (طریقہ) مذہب قائم ہوا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔''

(۲۵) علامہ شہرستانی فرماتے ہیں:۔

اَصْحَابُ الرَّأيِ وَهُمْ اَهْلُ الْعِرَاقِ اَصْحَابُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ وَّ مِنْ اَصْحَابِهٖ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَاَبُوْ یُوْسُفَ یَعْقُوْبُ ابْنُ مُحَمَّدِ الْقَاضِیُّ وَ زُفَرُبْنُ هُزَیْلٍ وَّالْحَسَنُ بْنُ زِیَادِ اللُّؤْلُؤِیُّ وَ ابْنُ سَمَاعَةَ وَ عَافِیَةُ الْقَاضِیُّ وَ اَبُوْ مُطِیعِ الْبَلْخِیُّ وَ بِشْرُ الْمُرَیْسِیُّ وَ اِنَّمَا سُمُّوْا اَصْحَابَ الرَّأيِ لِاَنَّ عِنَایَتَهُمْ بِتَحْصِیْلِ وَجْهٍ مِّنَ الْقِیَاسِ وَالْمَعْنٰی الْمُسْتَنْبَطِ مِنَ الْاَحْکَامِ وَ بِنَاءِ الْحَوَادِثِ عَلَیْهَا وَ رُبَّمَا یُقَدِّمُوْنَ الْقِیَاسَ الْجَلِیَّ عَلٰی اٰحَادِ الْاَخْبَارِ. [1]

''اصحاب الرائے عراق والے ہیں جو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد محمد بن حسن اور ابو یوسف، یعقوب بن محمد القاضی اور زفر بن الہذیل اور حسن بن زیاد لولوی اور ابن سماعہ اور عافیہ قاضی اور ابو مطیع بلخی اور بشر مریسی ہیں۔ ان کا نام اصحاب الرائے اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ ان کی توجہ قیاس کے طریق حاصل کرنے پر تھی اور معانی مستنبط پر

[1] الملل والنحل: مذاہب اہل العالم ذکر اصحاب الرأی، ج ۱ ص ۳۶۵۔

کہ جن کا تعلق روزمرہ کے احکام سے ہے۔ بارہا انہوں نے قیاس جلی کو اخبار احاد پر مقدم کیا ہے۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جرح

(۲۶) میزان الاعتدال میں ہے کہ:۔

اَلنُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ زُوْطِیٰ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ الْکُوْفِیُّ اِمَامُ اَھْلِ الرَّاْیِ ضَعَّفَہُ النَّسَائِیُّ مِنْ جِھَۃِ حِفْظِہٖ وَابْنُ عَدِیٍّ وَّ اٰخَرُوْنَ. [1]

"نعمان بن ثابت بن زوطی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوفی قیاس والوں کے امام ہیں۔ ان کو نسائی اور عدی اور دیگر علماء نے حافظہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔"

(۲۷) تمہید شرح موطا میں ابن عبدالبر کا قول ہے:۔

لم یسندہ غیر ابی حنیفۃ و ھو سیئ الحفظ عند اھل الحدیث.

"نہیں سند بیان کی (حدیث من کان لہ امام ......) ابوحنیفہ کے سوا کسی نے اور وہ محدثین کے نزدیک ناقص الحفظ ہیں۔"

(۲۸) الفیہ عراقی مطبوعہ فاروقی کے حاشیہ ص ۴۵ میں ہے کہ:۔

فَیَکُوْنُ قَادِحًا کَمَا فَسَّرَ الذَّھَبِیُّ وَابْنُ عَبْدِالْبَرِّ وَابْنُ عَدِیٍّ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارَقُطْنِیُّ فِیْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ ضَعِیْفٌ مِّنْ قِبَلِ حِفْظِہٖ.

"جرح مفسر ہوگی تو نقصان پہنچانے والی ہوگی۔ جیسا کہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دارقطنی نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جرح مفسر کی ہے۔ یعنی ضعف کی وجہ کو بیان کیا ہے کہ حافظہ کی وجہ سے ضعیف ہیں۔"

(۲۹) تخریج ہدایہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ:۔

---

[1] میزان الاعتدال: ج ۴ ص ۲۶۵، رقم: ۹۰۹۲۔ تذکرۃ الراشد برد تبصرۃ الناقد مجموعہ رسائل اللکنوی ج ۵، ص ۲۵۴۔

عَنْ اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ لَیْسَ بِحَافِظٍ مُضْطَرِبُ الْحَدِیْثِ ذَاهِبُ الْحَدِیْثِ. [1]

''ابوحفص عمر بن علی نے کہا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حافظہ والے نہیں ہیں۔ اور حدیث میں غلطیاں کرنے والے ہیں۔ ان کو حدیث یاد نہیں رہتی۔''

(۳۰) امام نسائی فرماتے ہیں:۔

لَیْسَ بِالْقَوِیِّ فِی الْحَدِیْثِ. [2]

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں قوی نہیں ہیں۔''

(۳۱) اَنَّ ابْنَ الْقَطَّانِ جَرَحَ الْحَدِیْثَ الْاَوَّلَ وَ قَالَ عِلَّتُهٗ ضُعْفُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْحَدِیْثِ. [2]

''تحقیق ابن قطان نے حدیث اول پر جرح کر دی ہے اور کہا ہے کہ علت اس کے ضعف کی امام ابوحنیفہ کا حدیث میں ضعیف ہونا ہے۔''

(۳۲) سنن دارقطنی میں تحت حدیث:

مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَأَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَأَةٌ ہے غَیْرُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ وَ هُمَا ضَعِیْفَانِ. [3]

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن عمارہ کے سوا کسی نے (حدیث مذکور یعنی (من کان له امام......) کو روایت نہیں کیا اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔''

(۳۳) تخریج ہدایہ حافظ ابن حجر میں ہے کہ:۔

قَالَ صَاحِبُ الْمُنْتَظَمِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الْمَدِیْنِیِّ قَالَ سَاَلْتُ اَبَاحَنِیْفَةَ فَضَعَّفَهٗ جِدًّا وَّ قَالَ خَمْسِیْنَ حَدِیْثًا اَخْطَأَ فِیْهَا

''علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ علی بن

[1] دراسات اللبیب: الدراسۃ الرابعۃ، فصل الجمع بین ھذہ الاحادیث الثلاثۃ، ص ۱۵۷۔

[2] کتاب الضعفاء والمتروکین: ص ۲۳۳

[3] سنن دارقطنی: ج ۱، ص ۳۲۳۔

مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حال پوچھا تو انہوں نے ان کو ضعیف بتلایا اور کہا کہ پچاس حدیث میں بھولے ہیں۔"

(۳۵) امام ابوحنیفہ کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں:۔

قَالَ الْحُمَیْدِیُّ فَرَجُلٌ لَیْسَ عِنْدَهٗ سُنَنٌ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ لَا اَصْحَابِهٖ فِی الْمَنَاسِکِ وَ غَیْرِ هَا کَیْفَ یُقَلَّدُ اَحْکَامَ اللّٰهِ فِی الْمَوَارِیْثِ وَالْفَرَائِضِ وَالزَّکٰوةِ وَالصَّلٰوةِ وَ اُمُوْرِ الْاِسْلَامِ۔ [1]

"حمیدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس آدمی کے پاس رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار مناسک وغیرہ میں نہ ہوں ایسے کی بات خدا کے احکام میں مثل میراث اور زکوٰۃ اور نماز وغیرہ امور اسلام میں کیونکر قبول کی جائے۔"

(۳۶) شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

آں یک شخصے است کہ رؤس محدثین مثل احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجۃ و دارمی یک حدیث ازوے را درکتاب ہائے خود روایت نکردہ اند۔ [2]

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وہ شخص ہیں کہ بڑے بڑے محدثین مثل امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابوداؤد و ابن ماجہ دارمی رحمہم اللہ نے ایک حدیث بھی ان سے اپنی کتابوں میں درج نہیں کی۔"

(۳۷) اسمائے گرامی اُن ائمہ محدثین فقہا و فضلاء کے جنہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ناقص الحافظہ اور حدیث کم جاننے والا اور اس کی جانچ و پرکھ میں ناقص اور نیز عربی زبان میں ناقص بتلایا ہے اور ان کے عقائد اور مسائل پر

---

[1] تاریخ صغیر: ج۲، ص۴۳۔ [2] مصفی شرح مؤطا: ج۱، ص۶۔

اعتراض کیا ہے۔ یہ ہیں:

(۱) امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (۲) امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۳) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (۴) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۵) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ (۶) امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (۷) ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (۸) عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (۹) اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) ابو حفص عمر بن علی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) عبداللہ بن علی رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸) ابوبکر بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ (۱۹) ابو یحیٰی حمانی یعنی عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ بن عبدالرحمٰن (۲۰) ابن عیاش رحمۃ اللہ علیہ (۲۱) احمد الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ (۲۲) قاسم بن معین رحمۃ اللہ علیہ (۲۳) مسعر بن رحمۃ اللہ علیہ کدام ابوسلمہ کوفی (۲۴) اسرائیل رحمۃ اللہ علیہ (۲۵) معمر رحمۃ اللہ علیہ (۲۶) فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (۲۷) ایوب رحمۃ اللہ علیہ (۲۸) سفیان رحمۃ اللہ علیہ (۲۹) ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ (۳۰) الحکم رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ (۳۱) یزید رحمۃ اللہ علیہ بن ہارون (۳۲) ابو عاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ (۳۳) عبداللہ بن داؤد عامر رحمۃ اللہ علیہ ہذلی (۳۴) ابو عبدالرحمٰن الخیربی رحمۃ اللہ علیہ (۳۵) عبداللہ بن یزید المقری رحمۃ اللہ علیہ (۳۶) شداد بن حکم رحمۃ اللہ علیہ (۳۷) مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (۳۸) وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ (۳۹) نصر بن شمیل المازنی رحمۃ اللہ علیہ (۴۰) یحیٰی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ (۴۱) ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ (۴۲) حسن رحمۃ اللہ علیہ بن عثمان العاصی (۴۳) یزید بن رحمۃ اللہ علیہ زریع ابو معاویہ (۴۴) جعفر رحمۃ اللہ علیہ بن ربیع (۴۵) ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بن عکرمہ القزوینی (۴۶) علی بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ (۴۷) حکم بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ (۴۸) عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (۴۹) حسن بن محمد اللیثی (۵۰) یحیٰی بن عمارۃ رحمۃ اللہ علیہ (۵۱) حفص بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (۵۲) زافر بن سلیمٰن رحمۃ اللہ علیہ ایادی (۵۳) اسد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ (۵۴) حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ (۵۵) یحیٰی بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ (۵۶) ابو الجویریہ حطان رحمۃ اللہ علیہ (۵۷) یزید الکمیت رحمۃ اللہ علیہ (۵۸) علی بن حفص البزار رحمۃ اللہ علیہ (۵۹) ملیح بن وکیع رحمۃ اللہ علیہ (۶۰) محمد بن عبدالرحمٰن المسعودی رحمۃ اللہ علیہ (۶۱) یوسف السمتی رحمۃ اللہ علیہ (۶۲) خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ (۶۳) قیس بن الربیع (۶۴) حجر بن عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ (۶۵) حفص بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ القرشی (۶۶) حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ (۶۷) جعفر بن عون العمری (۶۸) عبداللہ بن رجاء الغدانی رحمۃ اللہ علیہ (۶۹) محمد بن رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ

انصاری (۷۰) عبداللہ بن عباب رحمۃ اللہ علیہ (۷۱) حجر بن عبداللہ الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ (۷۲) ابن وہب العابد رحمۃ اللہ علیہ (۷۳) ابن عائشہ رحمۃ اللہ علیہ (۷۴) ابواسحٰق فرازی رحمۃ اللہ علیہ (۷۵) حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (۷۶) عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷) ملا معین رحمۃ اللہ علیہ (۷۸) حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۹) مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (۸۰) مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ اسی (۸۰) نام عبارات مندرجہ بالا سے اور کتب ہذا "تاریخ خطیب جلد۲ص ۱۲۰۔۱۲۷ و تمہید شرح موطا ص۸۳۔۹۳۔۶۷۵ جلد۳ اور تاریخ کبیر امام بخاری ص۱۹۱ اور میزان الاعتدال جلد۱ ص۲۴۵ اور غنیۃ الطالبین ص۲۰۶ وص۲۰۸" سے لئے گئے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں اور ان کی اولاد پر جرح

(۳۸) امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے:۔

قَالَ الْفَلَّاسُ: صَدُوْقٌ كَثِيْرُ الْغَلَطِ وَ قَالَ الْبُخَارِيُّ: تَرَكُوْهُ. [1]

"فلاس نے کہا یہ سچے ہیں مگر بھولنے والے بہت ہیں ان کو ترک کر دیا ہے۔"

(۳۹) يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْقَاضِيْ سَمِعَ ابْنَ السَّائِبِ تَرَكَهُ يَحْيٰى وَابْنُ مَهْدِيٍّ وَ غَيْرُهُمَا. [2]

"ابویوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی نے ابن السائب سے روایت کی ہے یحییٰ اور ابن مہدی وغیرہ نے ان کو ترک کر دیا ہے۔ (یعنی روایت نہیں لی)۔"

(۴۰) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہ:۔

لَيَّنَهُ النَّسَائِيُّ وَ غَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ. [3]

"ان کو ضعیف کہا ہے امام نسائی نے اور دیگر محدثین نے حافظہ کی وجہ سے۔"

---

[1] میزان الاعتدال: ج۴، ص۴۴۷، رقم: ۹۷۹۴۔

[2] کتاب الضعفاء الصغیر ص۱۲۸ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ صغیر ج۲، ص۲۰۴ میں نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: "ابویوسف مجھ پر جھوٹ باندھتے تھے"۔

[3] میزان الاعتدال: ج۳، ص۵۱۳، رقم: ۷۳۷۴۔

(۴۱) کتاب الضعفاء مطبوعہ انوار احمدی ص ۳۵ میں ہے کہ:۔

''محمد بن حسن ضعیف ہیں۔''

(۴۲) امام یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ اور حسن رحمۃ اللہ علیہ ابن زیاد کے متعلق کتاب الضعفاء مطبوعہ انوار احمدی ص ۳۵ میں ہے کہ:۔

وَالضُّعَفَاءُ مِنْ اَصْحَابِهٖ يُوْسُفُ بْنُ خَالِدِ السمتِيُّ كَذَّابٌ وَالْحَسَنُ بْنُ زِيَادِ اللُّؤْلُؤِيُّ كَذَّابٌ خَبِيْثٌ.

''ان کے (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے) شاگردوں میں یوسف بن خالد السمتی ضعیف اور بہت جھوٹا ہے اور حسن بن زیاد لُولُوی بہت جھوٹا خبیث ہے۔''

(۴۳) امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے کہ:۔

عَنْ يَحْيَ ابْنِ مَعِيْنٍ: كَذَّابٌ وَكَذَا كَذَّبَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ فَقَالَ: كَذَّابٌ غَيْرُ ثِقَةٍ وَ قَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيْ: لَايُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ وَ قَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ: لَيْسَ بِثِقَةٍ وَ لَا مَامُوْنٍ وَ قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: ضَعِيْفٌ مَتْرُوْكٌ. [1]

''یحیٰ بن معین سے منقول ہے (کہ حسن بن زیاد) بہت جھوٹا ہے اور ابوداوٗد نے کہا کہ بہت جھوٹا ہے، ثقہ نہیں ہے۔ اور ابن مدینی نے کہا کہ اس کی حدیث نہیں لکھی جاسکتی اور ابوحاتم نے کہا کہ ثقہ نہیں ہے اور دارقطنی نے کہا کہ ضعیف ہے ترک کیا گیا ہے۔''

(۴۴) اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ اور حماد اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے کہ:۔

اِسْمٰعِيْلُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ نُعْمَانَ بْنِ ثَابِتِ الْكُوْفِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ ابْنُ عَدِيِّ ثَلٰثُهُمْ ضُعَفَآءُ. [2]

---

[1] میزان الاعتدال: ج ۱، ص ۴۹۱، رقم: ۱۸۴۹۔

[2] میزان الاعتدال: ج ۱، ص ۲۲۶، رقم: ۸۶۶۔

''اسمٰعیل اپنے باپ حماد سے روایت کرتے ہیں اور حماد اپنے باپ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عدی نے کہا تینوں ضعیف ہیں۔''

(۴۵) اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: تَكَلَّمُوْا فِيْهِ ''کلام کیا گیا ہے ان میں۔'' [1]

(۴۶) حماد...... حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کے متعلق کہ:۔

ضَعَّفَهُ ابْنُ عَدِيّ وَ غَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ. [2]

''ابن عدی نے ان کو ضعیف کہا ہے اور دیگر محدثین نے حافظہ کی وجہ سے''

(۴۷) عام شاگردان امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق قیام اللیل مطبوعہ لاہور ص ۱۲۴ میں ہے کہ:۔

حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدِ النَّسوِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَّقُوْلُ هٰؤُلَآءِ اَصْحَابُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لَيْسَ لَهُمْ بَصَرٌ بِشَيْءٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ مَاهُوَ اِلَّا الْجُرْاَةُ.

''امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ لوگ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد وغیرہ ان کو حدیث کی جانچ پرکھ میں دخل نہیں ہے۔ حدیث کے علم میں ان لوگوں کا دخل دینا محض زبردستی ہے۔''

اہل کوفہ کی حدیث دانی

(۴۸) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِذَا خَرَجَ الْحَدِيْثُ عَنِ الْحِجَازِ اِنْقَطَعَ نُخَاعُهُ. [3]

''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جس حدیث کے سلسلہ میں حجاز کا راوی نہ ہو

---

[1] تقریب التہذیب: ص ۴۲۔

[2] میزان الاعتدال: ج ۱ ص ۵۹۰، رقم: ۲۲۴۵۔

[3] تدریب الراوی: ج ۱ ص ۳۹۔

اُس کا مغز جاتا رہا۔ یعنی ہلکے درجہ کی ہوگئی۔"

(۴۹) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِذَا لَمْ یُوْجَدْ لِلْحَدِیْثِ مِنَ الْحِجَازِ اَصْلٌ ذَهَبَ نُخَاعُهُ. [1]

"جس حدیث کی سند حجاز میں نہ پائی جائے اُس کا مغز جاتا رہا۔"

(۵۰) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كُلُّ حَدِیْثٍ جَآءَ مِنَ الْعِرَاقِ وَ لَیْسَ لَهُ اَصْلٌ فِی الْحِجَازِ فَلَا تَقْبَلْهُ وَ اِنْ كَانَ صَحِیْحًا مَّآ اُرِیْدُ اِلَّا نَصِیْحَتَكَ. [2]

"کوئی حدیث بھی عراق سے آئے اور اس کی اصل حجاز سے نہ ہو تو نہ قبول کی جائے اگرچہ صحیح ہو۔ نہیں چاہتا میں مگر خیر خواہی تیری۔"

(۵۱) وَ كَانَ یَقُوْلُ اِیَّاكُمْ وَالْاَخْذَ بِالْحَدِیْثِ الَّذِیْ اَتَاكُمْ مِنْ بِلَادِ اَهْلِ الرَّأْیِ اِلَّا بَعْدَ التَّفْتِیْشِ. [3]

"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ خبردار اہل الرائے قیاس کرنے والوں کی کوئی حدیث تمہارے پاس آئے تو مت لینا جب تک کہ چھان بین نہ کرلو۔"

(۵۲) قول امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:۔

سَمِعْتُ اَحْمَدَ یَقُوْلُ لَیْسَ لِحَدِیْثِ اَهْلِ الْكُوْفَةِ نُوْرٌ. [4]

"امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ کی حدیث میں نور نہیں ہے۔"

(۵۳) طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اِذَا حَدَّثَكَ الْعِرَاقِیُّ مِائَةَ حَدِیْثٍ فَاطْرَحْ تِسْعَةً وَّ تِسْعِیْنَ. [5]

---

[1] تدریب الراوی: ج ا ص ۳۹۔ [2] تدریب الراوی ج ا، ص ۳۹۔

[3] میزان الشعرانی: فصل: فیما نقل عن الشافعی، من ذم الرائی، ج ا۔ ص ۷۳۔

[4] ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی الرجل ینتمی الی غیر موالیہ، رقم: ۵۱۱۳۔

[5] تدریب الراوی: ج ا، ص ۳۹۔

''عراق والا آدمی اگر سو حدیثیں سنائے تو ننانویں کو تو چھوڑ ہی دو۔''

(۵۴) ہشام بن عروہ فرماتے ہیں:۔

اِذَا حَدَّثَکَ الْعِرَاقِیُّ بِاَلْفِ حَدِیْثٍ فَاَلْقِ تِسْعَمِائَةٍ وَّ تِسْعِیْنَ وَ کُنْ مِنَ الْبَاقِیْ فِیْ شَکٍّ. ❶

''عراق والا آدمی اگر ہزار حدیثیں سنائے تو نو سو نوے کو تو چھوڑ ہی دو اور جو دس باقی رہیں ان میں بھی شک رکھو۔''

(۵۵) حبیب بن ابی ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اَیُّمَا اَعْلَمُ بِالسُّنَّةِ اَهْلُ الْحِجَازِ اَمْ اَهْلُ الْعِرَاقِ فَقَالَ بَلْ اَهْلُ الْحِجَازِ. ❷

''(مسعر نے سوال کیا) کہ کون سنت کو زیادہ جانتا ہے عراق والا یا حجاز والا کہا (حبیب نے) بلکہ حجاز والا۔''

(۵۶) زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ فِیْ حَدِیْثِ اَهْلِ الْکُوْفَةِ دَغَلاً کَثِیْرًا. ❸

''کوفہ والوں کی حدیث میں بہت کدورت ہے۔''

(۵۷) عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

حَدِیْثُ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ اَصَحُّ وَ اِسْنَادُهُمْ اَقْرَبُ. ❹

''مدینہ والوں کی حدیثیں زیادہ صحیح ہیں اور اسناد ان کی قریب ہیں۔''

(۵۸) قول خطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رِوَایَاتِهِمْ کَثِیْرَةُ الدَّغَلِ قَلِیْلَةُ السَّلَامَةِ مِنَ الْعِلَلِ. ❺

---

❶ تدریب الراوی، ج۱ص۳۹۔

❷ تدریب الراوی، ج۱ص۳۹۔ ❸ تدریب الراوی، ج۱ص۳۹۔

❹ تدریب الراوی، ج۱ص۳۹۔ ❺ تدریب الراوی، ج۱ص۳۹۔

"ان کی روایتوں میں بہت کدورت ہے۔ اور صحت وسلامتی کم ہے۔"

فقہاء متاخرین کا حدیث سے تعلق

(۵۹) کتاب المؤمل میں علامہ عبدالرحمٰن ابوشامہ فرماتے ہیں کہ:۔

وَقَدْحَرَّمَ الْفُقَهَآءُ فِي زَمَانِنَا النَّظَرَ فِي كُتُبِ الْحَدِيْثِ وَ الْآثَارِ وَالْبَحْثَ عَنْ فِقْهِهَا وَ مَعَانِيهَا وَ مُطَالَعَةِ الْكُتُبِ النَّفِيْسَةِ الْمُصَنَّفَةِ فِيْ شُرُوْحِهَا وَ غَرِيْبِهَا بَلْ اَفْنَوْا زَمَانَهُم وَ عُمْرَ هُمْ فِيْ النَّظَرِ فِيْ اَقْوَالِ مَنْ سَبَقَهُمْ مِّنَ الْمُتَاَخِّرِيْ الْفُقَهَآءِ وَ تَرَكُوْا النَّظَرَ فِيْ نُصُوْصِ نَبِيِّهِمُ الْمَعْصُوْمِ عَنِ الْخَطَاْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ اٰثَارِ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا الْوَحْيَ وَ عَايَنُوا الْمُصْطَفٰى وَ فَهِمُوْ نَفَائِسَ الشَّرِيْعَةِ فَلَاجَرَمَ حَرَّمَ هٰؤُلَآءِ رُتْبَةَ الْاِجْتِهَادِ وَ بَقُوْا مُقَلِّدِيْنَ عَلَى الْاٰبَآءِ. [1]

"ہمارے زمانے کے فقہاء کتب حدیث وآثار دیکھنے سے اور احادیث کے معانی اور اُن سے جو مسائل نکلتے ہیں، ان میں بحث کرنے سے اور شروح حدیث میں جو نفیس نفیس کتابیں لکھی گئیں، ان کے دیکھنے سے محروم ہیں۔ بلکہ انہوں نے اپنے وقت اور اپنی عمروں کو اُن سے پہلے جو پچھلے فقہاء گزرے ہیں۔ اُنہیں کے اقوال میں فنا کر دیا۔ اور اپنے نبی ﷺ کے نصوص کو جو خطا سے معصوم تھے اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے وحی اترتی دیکھی اور پیغمبر ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور مغز شریعت کو سمجھا، چھوڑ بیٹھے۔ سو بے شک یہ لوگ رتبہ اجتہاد سے محروم رہ گئے اور اپنے باپ دادا کی تقلید ہی پر باقی رہے۔"

[1] الارشاد الی سبیل الرشاد: ص ۱۵۲۔

(٦٠) میزان شعرانی میں ہے کہ:۔

قَالَ لِیْ لَوْ وَجَدْتُ حَدِیْثًا فِیْ الْبُخَارِیِّ وَ مُسْلِمٍ لَّمْ یَاْخُذْبِہٖ اِمَامِیْ لَاَاَعْمَلُ بِہٖ وَ ذٰلِکَ جَھْلٌ مِّنْہُ بِالشَّرِیْعَۃِ وَ اَوَّلُ مَنْ یَّتَبَرَّأُ مِنْہُ اِمَامُہٗ وَ کَانَ مِنَ الْوَاجِبِ عَلَیْہِ حَمْلُ اِمَامِہٖ عَلٰی اَنَّہٗ لَمْ یَظْفَرْ بِذٰلِکَ الْحَدِیْثِ اَوْلَمْ یَصِح عِنْدَہٗ. [1]

''مجھ سے (بعض مقلدین نے) کہا کہ اگر مجھے کوئی ایسی حدیث ملے جو صحیح بخاری و مسلم میں ہے مگر میرے امام نے اسے نہیں لیا۔ تو میں بھی اس پر عمل نہ کروں گا۔ یہ تو اس کی جہالت ہے' شریعت سے۔ اور سب سے پہلے اس کا امام ہی اس سے بری ہوگا۔ اس پر واجب تھا کہ امام پر حسن ظن کر کے یہ کہتا کہ شاید ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی یا ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں ہوئی۔''

(٦١) فتوحات مکیہ باب الثامن عشر وثلث مائۃ میں ہے کہ:۔

وَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَمَّا غَلَبَتِ الْاَھْوَاءُ عَلَی النُّفُوْسِ وَ طَلَبَتِ الْعُلَمَآءُ الْمَرَاتِبَ عِنْدَالْمُلُوْکِ تَرَکُوْا الْمَھْجَۃَ الْبَیْضَآءَ وَ جَنَحُوْآ اِلَی التَّاوِیْلَاتِ الْبَعِیْدَۃِ لِیَمْشُوْا اَغْرَاضَ الْمُلُوْکِ فِیْمَا لَھُمْ ھَوٰی نَفْسٍ لِّیَسْتَنِدُوْا فِیْ ذٰلِکَ اِلٰی اَمْرٍ شَرْعِیٍّ مَعَ کَوْنِ الْفَقِیْہِ رُبَّمَا لَایَعْتَقِدُ ذٰلِکَ وَ یُفْتِیْ بِہٖ وَ قَدْرَاَیْنَا مِنْھُمْ جَمَاعَۃً عَلٰی ھٰذَا مِنْ قُضَاتِھِمْ وَ فُقَھَآئِھِمْ اِلٰی قَوْلِہٖ. وَقَدْ جَرٰی لَنَا ھٰذَا مَعَھُمْ مِرَارًا بِالْمَغْرِبِ وَالْمَشْرِقِ فَمَا مِنْھُمْ اَحَدٌ عَلٰی مَذْھَبِ مَنْ یَّزْعُمُ اَنَّہٗ عَلٰی مَذْھَبِہٖ فَقَد اتجت الشَّرِیْعَۃُ بِالْاَ ھْوَاءِ وَ اِنْ کَانَتِ الْاَخْبَارُ الصِّحَاحُ

[1] میزان الشعرانی: الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۵۔

مَوْجُوْدَةٌ مُسَطَّرَةٌ فِي الْكُتُبِ الصِّحَاحِ وَ اَسْمَآءُ الرُّوَّاةِ فِي كُتُبِ التَّارِيْخِ مَعْلُوْمَةٌ بِالْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ مَضْبُوْطَةُ الْاَسَانِيْدِ مَحْفُوْظَةٌ مَّصْئُوْنَةٌ مِّنَ التَّغِيْرِ وَالتَّبْدِيْلِ لٰكِنْ اِذَاتُرِكَ الْعَمَلُ بِهَا وَاشْتَغَلَ النَّاسُ بِالرَّاْيِ وَدَانُوْا اَنْفُسَهُمْ قِيَادَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مَعَ مُعَارَضَةِ الْاَخْبَارِ الصِّحَاحِ لَهَا فَلَا فَرْقَ بَيْنَ عَدَمِهَا وَ وُجُوْدِهَآ اِذْ لَمْ يَبْنَ لَهَا حُكْمٌ عِنْدَهُمْ وَاَيُّ نَسْخٍ اَعْظَمُ مِنْ هٰذَا فَاعْلَمْ يَا اَخِيْ اَنَّ الشَّيْخَ مُحْيُ الدِّيْنِ بْنَ الْعَرَبِيِّ مُسَلَّمٌ عِنْدَ الْاَحْنَافِ حَتّٰى قَالَ مَوْلَانَا بَحْرُ الْعُلُوْمِ فِيْ شَرْحِ مُسَلَّمِ الثُّبُوْتِ اَنَّهٗ خَاتَمُ الْوَلَايَةِ.

"یہ بات معلوم کر لینا چاہئے کہ جب طبیعتیں لالچ پسند ہو گئیں اور علماء نے بادشاہوں کے پاس مراتب چاہے تو انہوں نے روشن راستہ چھوڑ دیا۔ اور تاویلات بعیدہ پر جھک پڑے تا کہ بادشاہوں کے اغراض پورے ہوں شہوات نفسانی میں اور اُن باتوں کو شرعی ٹھہرا دیا باوجود اس کے کہ وہ علماء خود بھی ان کو نہ مانتے تھے اور نہ ان پر فتویٰ دیتے تھے اور ہم نے دیکھا بھی ہے ان قاضی ومفتیوں کی ایک جماعت کو کہ جن کا یہی حال تھا۔ اور یہی گفتگو ہمارے اور ان کے درمیان کئی مرتبہ مشرق و مغرب میں ہوئی۔ کوئی بھی اُن سے اس کے مذہب پر نہ تھا کہ جس کے مذہب میں ہونے کا دم بھرتا تھا۔ انہوں نے تو شریعت سے اپنے مطلب کے موافق باتیں نکال لیں۔ اگرچہ صحیح حدیثیں صحیح حدیث کی کتابوں میں قلمبند ہیں کہ جن کی سند مضبوط ہے اور محفوظ ہے۔ ان میں کسی طرح کی تغیر وتبدُّل نہیں ہوسکتی وہ تغیر وتبدیل سے اچھوتی ہیں۔ اور راویوں کے نام بھی معلوم ہیں جرح وتعدیل کے ساتھ کتب تاریخ

میں۔ لیکن جب لوگوں نے ان پر عمل ہی کرنا چھوڑ دیا اور رائے و قیاس میں مشغول ہو گئے اور اپنی نکیل یا باگ متقدمین کو دے دی اور ان کے تابع ہو گئے۔ باوجود صحیح حدیثوں کے معارض ہونے کے تو اب عدم وجود برباد ہوا حدیث کا جبکہ اس پر کوئی نہ چلا اور اس کو نہ مانا۔ اور اس سے بڑھ کر کونسا نسخ ہو سکتا ہے۔ اب اے بھائی سمجھ لے کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ بن عربی معمولی آدمی نہیں ہے۔ بلکہ تمام حنفی ان کو مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم الثبوت میں کہا ہے کہ ولایت ان پر ختم ہو چکی۔"

(۶۲) احیاء العلوم مطبوعہ نولکشور جلد ۳ ص ۲۱۲ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

فَمِنْهُمْ فِرْقَةٌ اِقْتَصَرُوْا عَلٰى عِلْمِ الْفَتَاوٰى فِي الْحُكُوْمَاتِ وَالْخُصُوْمَاتِ وَ تَفَاصِيْلِ الْمُعَامَلَاتِ الدُّنْيَوِيَّةِ الْجَارِيَةِ بَيْنَ الْخَلْقِ لِمَصَالِحِ الْمَعَايِشِ وَ خَصَّصُوْا اِسْمَ الْفِقْهِ بِهَا وَسَمُّوْهُ الْفِقْهُ وَ عِلْمُ الْمَذَاهِبِ وَ رُبَّمَا ضَيَّعُوْا مَعَ ذٰلِكَ الْاَعْمَالَ الظَّاهِرَةَ وَالْبَاطِنَةَ فَلَمْ يَتَفَقَّدُوا الْجَوَارِحَ وَلَمْ يَحْرِسُوا اللِّسَانَ عَنِ الْغِيْبَةِ وَ لَا الْبَطْنَ عَنِ الْحَرَامِ وَ لَا الرِّجْلَ عَنِ الْمَشْيِ اِلَى السَّلَاطِيْنِ وَكَذَا سَآئِرَ الْجَوَارِحِ وَ لَمْ يَحْرِسُوْا قُلُوْبَهُمْ عَنِ الْكِبْرِ وَالْحَسَدِ وَالرِّيَآءِ وَ سَآئِرِ الْمُهْلِكَاتِ فَهٰؤُلَآءِ مَغْرُوْرُوْنَ مِنْ وَجْهَيْنِ اَحَدُهُمَا مِنْ حَيْثُ الْعَمَلِ وَ الْاٰخَرُ مِنْ حَيْثُ الْعِلْمِ (اِلٰى قَوْلِهٖ) وَ اَمَّا مَغْرُوْرَةٌ مِّنْ حَيْثُ الْعِلْمِ فَحَيْثُ اقْتَصَرَ عَلٰى عِلْمِ الْفَتَاوٰى وَ ظَنَّ اَنَّهٗ عِلْمُ الدِّيْنِ وَ تَرَكَ عِلْمَ كِتَابِ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ رُبَّمَا طَعَنَ فِي الْمُحَدِّثِيْنَ وَ قَالَ اِنَّهُمْ نَقَلَةُ اَخْبَارٍ

وَ حَمَلَةُ اَسْفَارٍ لَا يَفْقَهُوْنَ وَ تَرَكَ اَيْضًا عِلْمَ تَهْذِيْبِ الْاَخْلَاقِ وَ تَرَكَ الْفِقْهَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِاِدْرَاكِ جَلَالِهٖ وَ عَظْمَتِهٖ وَ هُوَ الْعِلْمُ الَّذِیْ يُوْرِثُ الْخَوْفَ وَالْهَيْبَةَ وَالْخُشُوْعَ وَ يَحْمِلُ عَلَى التَّقْوٰى.

''ان سے ایک جماعت تو رک گئی علم فتاوی پر (ان کا مبلغ علم یہی رہا تھا) ایسے فتاویٰ کہ جن میں رات دن کے جھگڑے اور قضیہ کے متعلق حکم ہیں۔ نیز دنیوی امور کی تفصیل ہے جو لوگوں میں جاری ہیں۔ اور جن سے اصلاح تمدن ہے۔ انہوں نے انہیں فتاووں کو فقہ کے نام سے منسوب کیا ہے اور علم مذہب کے نام سے۔ کیفیت یہ ہے کہ اکثر اوقات انہوں نے اعمال ظاہری و باطنی ضائع کر دیئے۔ اور اپنے ہاتھ پیروں کی تلاش نہ کی اور نہ ان کو بچایا۔ زبان کو خاموش نہ رکھا غیبت سے اور نہ پیٹ کو حرام کھانے سے۔ اور نہ پیر کو بادشاہوں کے دربار میں جانے سے اور اس پر ہی اور اعضاء کا قیاس ہے۔ اور دلوں کو نہ بچایا غرور و تکبر، حسد وریا سے۔ اور دیگران امور سے جو باعث ہلاکت ہیں یہ لوگ دھوکا کھا گئے دو چیزوں میں۔ علم میں اور عمل میں۔ اِلٰی قَوْلِهٖ۔ لیکن ان کا علمی دھوکا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے علم فتاویٰ پر ہی اکتفا کیا اور یہ خیال کر لیا کہ بس یہی علم دین ہے۔ اور قرآن و حدیث کو چھوڑ بیٹھے اور گاہ بگاہ محدثین پر طعن کرنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ یہ تو صرف خبروں کے ناقل ہیں۔ سمجھتے نہیں اور گدھے کی طرح سے کتابوں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اور انہوں نے وہ علم بھی چھوڑ دیا کہ جس سے ان کے اخلاق درست ہوں۔ اور فقہ الٰہی کو بھی چھوڑ دیا کہ جس سے اللہ عزوجل کا جلال و جاہ دبدبہ و شوکت معلوم ہو۔ اور وہ علم وہ ہے کہ جس

سے دل میں خوف الٰہی اور ہیبت اور عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ اور باعث ہوتا ہے تقویٰ الٰہی کا۔"

(۶۳) میزان الخضریہ مطبوعہ مصر ص ۲۸ میں امام شعرانی فرماتے ہیں کہ:۔

وَالْمَذْهَبُ الْوَاحِدُ لَايَحْتَوِىْ عَلٰى جَمِيْعِ اَحَادِيْثِ الشَّرِيْعَةِ اَبَدًا وَّلَوْ قَالَ اِمَامُهٗ اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِىْ بَلْ رُبَّمَا تَرَكَ اَتْبَاعُهٗ مِنَ الْمُقَلِّدِيْنَ اَحَادِيْثَ كَثِيْرَةً صَحَّتْ بَعْدَهٗ وَ كَانَ الْاَوْلٰى لَهُمُ الْاَخْذُبِهَا عَمَلًا بِوَصِيَّةِ اِمَامِهِمْ فَاِنَّ اِعْتِقَادَ نَافِىْ الْاَئِمَّةِ اَنَّ اَحَدَهُمْ لَوْعَاشَ وَ ظَفَرَ بِذٰلِكَ الْحَدِيْثِ الَّذِىْ صَحَّ بَعْدَهٗ لَاَخَذَبِهٖ.

"اور ایک مذہب کوئی سا بھی ہو تمام احادیث پر احاطہ نہیں کر سکتا کبھی بھی اور نہ ان پر حاوی ہو سکتا ہے۔ اور اگر چہ ان کے امام نے بھی کہا ہے کہ "جب حدیث صحیح ہو جائے تو وہ میرا مذہب ہے" لیکن اکثر مقلدین جو ان کے تابع ہیں انہوں نے بہت سی احادیث کو چھوڑ دیا کہ ان کے بعد صحیح ہوئیں۔ ان کو تو یہ ہی زیبا تھا کہ ان احادیث پر عمل کرتے۔ اور اپنے امام کی وصیت پر چلتے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے ائمہ کے بارے میں کہ اگر ان میں سے کوئی بھی زندہ ہوتا اور اُن کو وہ حدیثیں مل جاتیں جو بعد میں صحت کو پہنچیں تو وہ ان پر ضرور عمل کرتے۔"

(۶۴) شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:۔

وَاِشْتِغَا لُهُمْ بِعِلْمِ الْحَدِيْثِ قَلِيْلٌ قَدِيْمًا وَّحَدِيْثًا. [1]

"حنفیوں کا شغل حدیث کے ساتھ کمتر رہا ہے پہلے سے بھی اور اب بھی۔"

(۶۵) شاہ ولی اللہ صاحب نقل فرماتے ہیں شیخ عزالدین بن عبدالسلام کا قول کہ:

[1] الانصاف: ص ۷۸۔

وَ مِنَ الْعَجَبِ الْعَجِيْبِ اَنَّ الْفُقَهَآءَ الْمُقَلِّدِيْنَ يَقِفُ اَحَدُهُمْ عَلٰى ضُعْفِ مَاْخَذِ اِمَامِهٖ بِحَيْثُ لَا يَجِدُ لِضُعْفِهٖ مَدْفَعًا وَّهُوَ مَعَ ذٰلِكَ يُقَلِّدُهٗ فِيْهِ وَ يَتْرُكُ مَنْ شَهِدَ الْكِتَابُ وَ السُّنَّةُ وَ الْاَقِيْسَةُ الصَّحِيْحَةُ لِمَذْهَبِهِمْ جُمُوْدًا عَلٰى تَقْلِيْدِ اِمَامِهٖ بَلْ يَتَخَيَّلُ لِدَفْعِ ظَاهِرِ الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَيَتَاَوَّلُهَا بِالتَّاوِيْلَاتِ الْبَعِيْدَةِ الْبَاطِلَةِ نِضَالًا عَنْ مُقَلَّدِهٖ۔ [1]

''بڑا ہی تعجب ہے کہ فقہاء مقلدین باوجودیکہ وہ اپنے امام کی دلیل کے ضعیف ہونے سے واقف ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے ضعف کا کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ مگر بہ ایں ہمہ اپنے امام کی تقلید کئے جاتے ہیں اور اپنے امام کی تقلید پر جمے رہنے کی وجہ سے ایسے شخص کے قول کو جس کے لئے قرآن و حدیث و قیاس صحیح شاہد ہے نہیں قبول کرتے بلکہ ظاہر کتاب و سنت کے رد کرنے کے لئے حیلے ڈھونڈتے ہیں اور ان میں دور کی اور غلط غلط تاویلیں کرتے ہیں تاکہ اپنے امام کی طرف سے جواب دیں۔''

(٦٦) رسالہ علامہ محمد حیات سندھی میں ہے کہ:۔

لَبَّسَ اِبْلِيْسُ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنَ الْبَشَرِ فَحَسَّنَ لَهُمُ الْاَخْذَ بِالرَّاْيِ لَا بِالْاَثَرِ وَ اَوْهَمَهُمْ اَنَّ هٰذَا هُوَ الْاَوْلٰى وَالْاَخْيَرُ فَجَعَلَهُمْ بِسَبَبِ ذٰلِكَ مَحْرُوْمِيْنَ عَنِ الْعَمَلِ بِحَدِيْثِ خَيْرِ الْبَشَرِ وَهٰذِهِ الْبَلِيَّةُ مِنَ الْبَلَايَا الْكُبَرِ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَ تَرَاهُمْ يَقْرَؤُوْنَ كُتُبَ الْحَدِيْثِ وَ يُطَالِعُوْنَهَا وَيَدْرُسُوْنَهَا لَا لِيَعْمَلُوْا بِهَا بَلْ لِيَعْلَمُوْا دَلَائِلَ مَنْ قَلَّدُوْهُ وَ

[1] حجۃ اللہ البالغۃ: باب حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج ۱ ص ۱۵۵۔

تَأوِيلَ مَاخَالَفَ قَوْلَهُ وَ يُبَالِغُوْنَ فِيْ الْمَحَامِلِ الْبَعِيْدَةِ وَ إِذَا عَجَزُوْا عَنِ الْمَحْمَلِ قَالُوْا مَنْ قَلَّدنَاهُ هُوَ اَعْلَمُ مِنَّا بِالْحَدِيْثِ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ يُقِيْمُوْنَ حُجَّةَ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ وَ لَا يَسْتَوِى الْعَالِمُ وَالْجَاهِلُ فِي تَرْكِ الْعَمَلِ بِالْحُجَّةِ وَ اِذَامَرَّ عَلَيْهِمْ حَدِيْثٌ يُّوَافِقُ قَوْلَ مَنْ قَلَّدُوْهُ اِنْبَسَطُوْا وَاِذَامَرَّ عَلَيْهِمْ حَدِيْثٌ تُخَالِفُ قَوْلَهُ اَوْيُوَافِقُ مَذْهَبَ غَيْرِهٖ اِنْقَبَضُوْا اَلَمْ يَسْمَعُوْا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًاo﴾

"ابلیس نے بہت سے لوگوں کو دھوکے میں ڈال دیا اور ان کو حدیث چھڑا کر رائے کا اختیار کرنا اچھا بنا کر دکھا دیا۔ لہٰذا ان کو حدیث خیر البشر پر عمل کرنے سے محروم کر دیا تو یہ لوگ جو کتب احادیث پڑھتے اور پڑھاتے ہیں دیکھتے ہیں تو یہ اس لئے نہیں ہے کہ اس پر عمل کریں بلکہ اس لئے کہ جس امام کے مقلد ہیں اس کے دلائل (مخالفین پر پیش کرنے کے لئے) معلوم کرلیں اور جو حدیثیں اپنے امام کے خلاف ہیں ان کی تاویل کر دیں۔ چنانچہ یہ لوگ ایسی احادیث کے (جو ان کے امام کے خلاف ہیں) بعید بعید معنی بناتے ہیں اور جب یہ بھی نہیں کر سکتے (اس لئے کہ کوئی بعید معنی بھی نہیں بن پڑتے) تو بھی کہہ دیتے ہیں کہ جن کے ہم مقلد ہیں وہ ہم سے زیادہ حدیث کے جاننے والے تھے۔ اور وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ وہ ایسا کر کے اپنے اوپر اللہ کی حجت قائم کرتے ہیں۔ کیونکہ ایک ناواقف آدمی دلیل پر عمل نہ کرے اور ایک جان کر نہ کرے یہ دونوں برابر نہیں ہوتے (اور انہوں نے جان

بوجھ کر حدیث کا انکار کیا) اور (ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ) اگر ایسی حدیث نکلے جو ان کے امام کے موافق ہو تو خوش ہو جاتے ہیں۔ اور جب ایسی حدیث پر نظر پڑے جو ان کے امام کے قول کے مخالف ہے یا کسی دوسرے امام کے قول کے موافق ہے تو تنگدل ہو جاتے ہیں (اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کو اصل حدیث سے غرض نہیں بلکہ اپنے امام کی موافقت سے غرض ہے) کیا انہوں نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا۔ ﴿لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.﴾ [۴/النساء: ۶۵] "یعنی سو تیرے رب کی قسم ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنی اختلافی باتوں میں تم کو پنچ نہ ٹھہرائیں پھر تمہارے فیصلہ سے اپنے دلوں میں ذرا بھی تنگی نہ پائیں اور تمہاری بات کو خوب اچھے طور سے تسلیم نہ کر لیں۔" [1]

(۶۷) نافع کبیر میں فاضل لکھنوی فرماتے ہیں کہ:۔

تَفَرَّقَ النَّاسُ مِنْ قَدِیْمِ الزَّمَانِ اِلٰی ھٰذَا الْاَوَانِ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ اِلَی الْفِرْقَتَیْنِ وَطَائِفَۃٌ قَدْتَعَصَّبُوْا فِی الْحَنَفِیَّۃِ تَعَصُّبًا شَدِیْدًا وَالْتَزَمُوْا بِمَا فِی الْفَتَاوٰی اِلْتِزَامًا شَدِیْدًا وَّاِنْ وَّجَدُوْا حَدِیْثًا صَحِیْحًا اَوْ اَثَرًا صَرِیْحًا عَلٰی خِلَافِہٖ وَ زَعَمُوْا اَنَّہٗ لَوْ کَانَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ صَحِیْحًا لَاَخَذَبِہٖ صَاحِبُ الْمَذْھَبِ وَ لَمْ یَحْکُمْ بِخَلَافِہٖ وَ ھٰذَا جَھْلٌ مِّنْھُمْ بِمَا رَوَاہُ الثِّقَاتُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ مِنْ تَقْدِیْمِ الْاَحَادِیْثِ وَالْاٰثَارِ عَلٰی اَقْوَالِہٖ. [2]

---

[1] الارشاد الی سبیل الرشاد: ص ۱۵۷۔

[2] النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر: ص ۳۲۹، مجموعہ رسائل اللکنوی: ج ۳۔

"پہلے ہی زمانے سے اس وقت تک برابر لوگ اس بارے میں دو فریق رہے ہیں۔ ایک گروہ جنہوں نے حنفیت میں سخت تعصب برتا اور جو کچھ فتاوی (فقہ حنفی کی کتابوں) میں ہے اُسی کا سختی کے ساتھ التزام کرلیا گو حدیث صحیح یا اثر صریح اس کے معارض ہو (مگر وہ فقہ کے مسئلے کو نہیں چھوڑتے) اور یہ خیال کرلیا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے امام اس کو ضروری لیتے اور اس کے خلاف حکم نہ دیتے۔ حالانکہ یہ ان لوگوں کی نادانی ہے امام کے اُس قول سے جو انہوں نے اپنے اقوال کے اوپر حدیث و آثار کے مقدم کرنے کو فرمایا۔" [1]

کیا حنفی مذہب میں ولی ہوئے ہیں؟

اکثر حنفی کہا کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب کے حق ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اس مذہب میں ہزاروں اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔

اس کا جواب بگوشِ دل ملاحظہ ہو۔ حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کو چاروں مذہب والے بڑا ولی مانتے ہیں۔ وہ صاف اس بات سے انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ طبقات الحنابلۃ ابن رجب جلد اص ۲۹۶ میں ہے کہ:۔

قِیْلَ لِلشیخ الجیلانی هل کان للہ وَلِیّاً علی غیر اعتقادِ احمد بْنِ حَنْبَل؟ فَقَالَ مَا کَانَ وَ لَا یَکُوْنُ.

"حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ حنبلی مذہب والوں کے سوا اور مذہب میں بھی کچھ ولی ہوئے یا نہیں؟ فرمایا نہ تو ہوئے ہیں اور نہ ہوں گے۔"

فقہ حنفیہ کی حالت

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف موجودہ فقہ کی نسبت کو محض ایک ذریعہ

---

[1] الارشاد الی سبیل الرشاد: ص ۱۵۹۔

قبولیت کا بنایا گیا ہے ورنہ دراصل اقوال رجال مختلف الخیال و العقائد، مابعد کا ذخیرہ ہے۔ کہ جس کی سند امام عالی مقام تک نہیں پہنچتی ہے۔

وجہ اوّل

کتب فقہ حنفیہ مختلف اقوال کا مجموعہ ہے۔ بالخصوص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ایک مسئلہ میں کئی کئی قول مروی ہیں۔ مگر زیادہ تر وجہ اس اختلاف کی مخرجین کے فہم ہیں۔ اس لئے کہ تخریج کا مدار اجتہاد پر ہے اور اجتہاد میں خطا و ثواب کا احتمال ہے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جو کچھ بھی فقہ میں موجود ہے اصل میں بھی امام صاحب کا ہو۔ لہذا مسائل موجودہ کتب فقہ کو امام صاحب کا مذہب قرار دینا سخت غلطی ہے۔

(۱) چنانچہ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ المیزان الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ:۔

هٰذَا الْاَمْرُ الَّذِیْ ذَکَرْنَاهُ یَقَعُ فِیْهِ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَاِذَا وَجَدُوْا عَنْ اَصْحَابِ اِمَامٍ مَسْئَلَةً جَعَلُوْهَا مَذْهَبًا لِذَالِکَ الْاِمَامِ وَ هُوَ تَهَوُّرٌ فَاِنَّ مَذْهَبَ الْاِمَامِ حَقِیْقَةً هُوَ مَا قَالَهُ وَ لَمْ یَرْجِعْ عَنْهُ اِلٰی اَنْ مَاتَ لَا مَا فَهِمَهُ اَصْحَابُهُ مِنْ کَلَامِهٖ فَقَدْ لَا یَرْضَی الْاِمَامُ ذٰلِکَ الْاَمْرَ الَّذِیْ فَهِمُوْهُ مِنْ کَلَامِهٖ وَ لَا یَقُوْلُ بِهٖ لَوْ عَرَضُوْهُ عَلَیْهِ، فَعُلِمَ اَنَّ مَنْ عَزَا اِلَی الْاِمَامِ کُلَّ مَا فَهِمَ مِنْ کَلَامِهٖ فَهُوَ جَاهِلٌ بِحَقِیْقَةِ الْمَذَاهِبِ. [1]

”یہ جو ہم نے ذکر کیا اس غلطی میں بہت سے لوگ پڑ جاتے ہیں کہ جب اصحاب امام سے کوئی مسئلہ پاتے ہیں تو اس کو امام کا مذہب ٹھہرا دیتے ہیں اور یہ بڑی جرأت ہے کیونکہ امام کا مذہب حقیقتاً وہی ہے جو

[1] میزان الشعرانی: فصل فی بیان ضعف قول من نسب ابا حنیفہ الی انہ یقدم القیاس علی حدیث رسول ﷺ ج ۱ ص ۸۱۔

انہوں نے خود کہا اور پھر اپنے آخر وقت تک اُس سے رجوع بھی نہیں کیا۔ نہ وہ جو ان کے اصحاب نے ان کے کلام سے سمجھا کیونکہ کبھی امام اس کو جو انہوں نے ان کے کلام سے سمجھا نہ پسند کرتے اور اس کے قائل نہ ہوتے۔ اگر اس کو یہ لوگ ان پر پیش کرتے۔ تو معلوم ہوا کہ جو شخص کل اس چیز کو جو امام کے کلام سے سمجھا جائے امام کی طرف نسبت کرے تو وہ حقیقت میں مذاہب سے ناواقف ہے۔"

(۲) شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

اَنِّیْ وَ جَدْتُّ بَعْضَهُمْ يَزْعُمُ اَنَّ جَمِيْعَ مَا يُوْجَدُ فِیْ هٰذِهِ الشُّرُوْحِ الطَّوِيْلَةِ وَ كُتُبِ الْفَتَاوٰى الضَّخْمَةِ وَ هُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَ صَاحِبَيْهِ وَ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَ الْقَوْلِ الْمُخَرَّجِ وَ بَيْنَ مَا هُوَ قَوْلٌ فِی الْحَقِيْقَةِ. [1]

"میں نے بعض لوگوں کو دیکھا وہ خیال کرتے ہیں کہ ان بڑی بڑی شرحوں اور موٹے موٹے فتاوٰی میں جو کچھ مذکور ہے۔ وہ سب (امام) ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہما اللہ کا قول ہے۔ اور وہ ان کے اصلی قول اور قول مخرج کے درمیان فرق نہیں کرتے۔"

(۳) شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

وَ عِنْدِیْ اَنَّ الْمَسْئَلَةَ الْقَائِلَةَ ...... وَ اَمْثَالَ ذٰلِكَ اُصُوْلٌ مُخَرَّجَةٌ عَلٰى كَلَامِ الْاَئِمَّةِ وَ اَنَّهَا لَا تَصِحُّ بِهَا رِوَايَةٌ عَنْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَ صَاحِبَيْهِ وَ اَنَّهُ لَيْسَتِ الْمُحَافَظَةُ عَلَيْهَا. [2]

"یہ قاعدے کلام ائمہ سے بطور تخریج کے (جو خود متحمل خطا ہے) نکالے گئے ہیں اور ان کا امام صاحب اور ان کے شاگردوں نے

[1] حجۃ اللہ البالغہ: باب حکایت حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج۱ص ۱۶۰۔

[2] حجۃ اللہ البالغہ: باب حکایت حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج۱ص ۱۶۰۔

مروی ہونا صحیح نہیں۔''

(۴) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ تَخْرِیْجَاتِ الْاَصْحَابِ وَ لَیْسَ مَذْھَبًا فِی الْحَقِیْقَۃِ. [1]

''یہ مسئلے تخریجات اصحاب سے ہیں، حقیقت میں مذہب نہیں ہیں۔''

وجہ دوم

علم دین موقوف ہے اسناد پر۔ خاص کر جبکہ اس علم کی تدوین بانی دین کے بعد ہوئی ہو۔ مثلاً حدیث کہ اس کی تدوین رسول مقبول ﷺ کے بعد ہوئی۔ تو التزام اسناد کا لازمی ہوا۔ اور جرح و تعدیل کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور اسی وجہ سے احادیث صحیح وضعیف کو متعدد اقسام پر منقسم کرنا پڑا۔ بلکہ ایک خاص علم جس کو علم رجال کہتے ہیں مدون کیا گیا۔ باوجود اس قدر اہتمام کے احادیث وضاعین (گھڑنے والوں) کے تصرف سے نہ بچ سکیں۔ گو محدثین نقادین نے ہر وقت ہی احادیث موضوعہ کو مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا۔ اب مقام غور ہے کہ جس علم کی تدوین اس کے بانی کے بعد ہوئی ہو۔ اور اس میں اسناد کا بھی التزام نہ کیا گیا ہو۔ تو اس میں مخالفین کو کس قدر تصرف کا موقع ملا ہوگا۔ اب صاف لفظوں میں سنیئے کہ موجودہ کتب فقہ یعنی ہدایہ، شرح وقایہ، قدوری، منیہ، درمختار وغیرہ وغیرہ کو جو صدیوں بعد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مدون ہوئیں۔ اور ان میں اسناد کا بھی التزام نہیں کیا گیا۔ تو کیا عقلاً ممکن ہے کہ تصرف سے بچی ہوں اور کوئی تغیر نہ ہوا ہو۔ ہرگز نہیں۔ اس کا ثبوت اپنے لفظوں میں نہیں بلکہ مسلمہ علماء کے اقوال سے تین فصلوں میں ہدیہ ناظرین کئے دیتا ہوں بغور ملاحظہ فرمائیں اور انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ: باب حکایت حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج ۱ ص ۱۶۰۔

فصل اوّل:

اسناد کی ضرورت کے متعلق

(۵) وَقَالَ الْحَاكِمُ لَوْلَا كَثْرَةُ طَائِفَةِ الْمُحَدِّثِيْنَ عَلٰى حِفْظِ الْاَسَانِيْدِ لَدَرَسَ مَنَارُ الْاِسْلَامِ وَلَتَمَكَّنَ اَهْلُ الْاِلْحَادِ وَالْمُبْتَدِعَةِ مِنْ وَّضْعِ الْاَحَادِيْثِ وَ قَلْبِ الْاَسَانِيْدِ. [1]

''حاکم نے کہا اگر نہ ہوتی کثرت طائفہ محدثین کی اوپر یاد رکھنے سندوں کے، البتہ پرانے ہو جاتے، راستے اسلام کے اور قدرت پاتے بے دین اور بدعتی لوگ حدیثوں کے بنانے اور اسنادوں کے بدل ڈالنے میں۔''

(۶) جامع ترمذی مطبوعہ نولکشور ص ۶۲۹ میں عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید امام صاحب کا قول منقول ہے کہ:۔

الْاِسْنَادُ عِنْدِیْ مِنَ الدِّيْنِ لَوْ لَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَآءَ مَاشَآءَ فَاِذَاقِيْلَ لَهٗ مَنْ حَدَّثَكَ بَقِیَ. [2]

''اسناد میرے نزدیک دین سے ہیں اگر اسناد نہ ہوں تو جو کوئی جو کچھ چاہے کہہ دے۔ سو جب اس کو کہا جاتا ہے کہ کس نے تجھے حدیث بیان کی ہے؟ تو وہ خاموش ہو جاتا ہے۔''

(۷) ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

اَلْعِلْمُ مَا كَانَ فِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا وَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ وَسْوَاسُ الشَّيَاطِيْنِ. [3]

---

[1] ارشاد الساری: ج ۱ ص ۴ للعلامہ قسطلانی۔

[2] مسلم: مقدمہ، رقم ۳۲۔ [3] شرح فقہ اکبر: ص ۳۔

''علم وہ ہے کہ اس میں حد ثنا ہو (یعنی سند) اور جو اس کے سوا ہے وہ وسواس شیطانی ہیں۔''

اب تو ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ کتب فقہ جس کی اسناد نہیں ہیں۔ وہ کس صنف میں داخل ہیں......!؟

فصل دوم:

کتب فقہ کی اسناد امام صاحب تک نہیں پہنچتی

(۸) ناظورۃ الحق میں علامہ مرجانی حنفی نے فرمایا ہے کہ:۔

وَ قَوْلُ الْفُقَهَآءِ يَحْتَمِلُ الْخَطَأَ فِيْ اَصْلِهٖ وَ غَالِبُهٗ خَالٍ عَنِ الْاِسْنَادِ وَ رَفْعِهٖ بِطَرِيْقٍ مَّقْبُوْلٍ مُّعْتَمَدٍ عَلَيْهِ وَ كُلُّ اِحْتِمَالٍ ذُكِرَ فِي الْحَدِيْثِ قَائِمٌ فِيْهِ فَاِنَّهٗ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مَوْضُوْعًا قَدِافْتَرٰى عَلَيْهِ غَيْرُهٗ. [1]

''فقہا کا قول اپنی اصل میں خطا کا متحمل ہے اور (پھر اسناد کی رو سے دیکھو تو) اکثر اقوال اسناد سے اور صاحب مذہب تک معتبر و مقبول سند کے ساتھ پہنچنے سے خالی ہیں (کیونکہ جیسا کہ حدیث کے لئے اسناد وغیرہ کا بندوبست کیا گیا۔ ان کے لئے نہیں کیا گیا۔) اور (پھر) جس قدر احتمال (سند کی رو سے) حدیث میں ذکر کئے وہ کل قول فقہا میں بھی قائم ہیں۔ احتمال ہے کہ وہ موضوع ہو۔ صاحب مذہب کی طرف کسی نے غلط منسوب کر دیا ہو۔''

(۹) ملفوظات میں مرزا مظہر جان جاناں فرماتے ہیں کہ:۔

علم حدیث جامع تفسیر و فقہ و دقائق سلوک است

[1] الارشاد الی سبیل الرشاد بالموازنۃ فی الفقہ والحدیث ص ۲۵۰۔

از برکات ایں علم نو رایماں می افزاید و توفیق عمل نیك و اخلاق حسن پیدا می شود۔ عجب است که حدیث صحیح غیر منسوخ که محدثین بیان آں نموده اندو احوال رواتِ آں معلوم است و بچند واسطه میر سدبه نبی معصوم ﷺ که خطا رابراں راه نیست بعمل نمی آرندو روایت فقه که ناقلان آں قضات و مفتیان اندو احوال ضبط و عدل آنها معلوم نیست۔

''علم حدیث جامع تفسیر وفقہ ودقائق سلوک ہے۔اس علم کے برکات سے نورایمانی زیادہ ہوتا ہے اورعمل نیک کی توفیق اوراخلاق حسن پیدا ہوتا ہے۔تعجب کی بات ہے کہ وہ حدیث صحیح غیر منسوخ جس کو محدثین بیان کرتے ہیں جس کے راوی بھی معلوم ہیں۔اور وہ چند واسطوں سے نبی ﷺ تک پہنچتی ہے اور جس میں غلطی ممکن نہیں لوگ اس پر عمل نہیں کرتے اور فقہ پر عمل کرتے ہیں۔جس کے راوی اور ناقل وہ قاضی ومفتی ہیں۔جن کے ضبط وعدل کا حال تک معلوم نہیں ہے۔'' [1]

(۱۰) رسالہ عمل بالحدیث میں مولفہ مولوی ولایت علی صاحب حنفی ص ۱۹ میں فرماتے ہیں کہ:۔

احادیث مستند ہستند و اقوال مجتهدین غیر مستند یعنی تحقیق حال روات وثقاہت و استشهاد شاں از شرائط ذکر است و اقوال مجتهدین که مذکور می کنند سندآں ذکر نمی کنند از ائمه کدام شنید و از

---

[1] مقامات مظہری:ص ۳۳۳۔

کدام روایت می کنند و احوال راویان چیست تا که سند قول موافق شرائط مذکور نگرد دوآں قول چه اعتبار دارد چه داندکس که ایں قول امام است یا کسی دیگر بربسته چنانکه بعض نادان نقلهائے وسواس محض افتراء منسوب بامام اعظم میکنند بگمان ایں که مردمان اوشاں راکمال متقی معلوم کنند۔ [1]

''حدیثیں مستند ہیں اور اقوال مجتہدین غیر مستند ہیں۔ یعنی راویوں کا حال اور ثقاہت کی تحقیق اور ان کی شرائط اور استشہاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اقوال مجتہدین جو بیان کئے جاتے ہیں۔ ان کی سند بیان نہیں کرتے کہ کس امام سے سنا ہے اور کس نے سنا ہے اور راویوں کا کیا حال ہے۔ جب تک قول کی سند شرائط کے موافق بیان نہ کی جائے تو اس قول کا کیا اعتبار ہے؟ کسی کو کیا خبر ہے کہ یہ قول امام کا ہے یا کسی دوسرے نے امام کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ جس طرح بعض نادان محض غلط اور جھوٹی باتیں اس لئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرتے ہیں کہ لوگ ان کو کمال درجہ کا متقی خیال کریں۔''

(۱۱) رسالہ عمل بالحدیث ص ۸ میں ہے کہ:۔

بر واقفانِ کتب پوشیده نیست که از امام اعظم کتابے منقول نیست که براں بنائے مذہب شاں نموده آید اما اقوال چند۔ ودر کتب متعارفه مثل کنزو ہدایه و عالمگیری و قاضی خاں و غیر ذلك که مسائل خارج از شمار یافته میشود ہمه از امام اعظم منقول نیست بلکه مسائل چند بآں امام منسوب اندو اکثرے

[1] رسالہ عمل بالحدیث

بصاحبین و بسیار بعلمائے متقدمین دیگر و بے شماری بمتاخرین مثل صاحب ہدایه و فتاویٰ و ذخیرہ که ایشاں از فراست خود دراں مسائل یجوز و لا یجوز نویسند۔

''کتب میں لوگوں کو معلوم ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی کتاب منقول نہیں ہے جس پر ان کے مذہب کی بنا ہو لیکن چند اقوال کتب مشہور مثل کنز و ہدایہ و عالمگیری و قاضی خاں وغیرہ میں ہیں۔ مسائل جو شمار سے باہر ہیں وہ تمام امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول نہیں ہیں بلکہ چند مسائل امام صاحب سے منسوب ہیں۔ اور بہت سے صاحبین سے اور بہت سے دیگر علمائے متقدمین سے منسوب ہیں اور بے انتہاء مسائل متاخرین مثل صاحب ہدایہ و فتاویٰ و ذخیرہ سے منسوب ہیں کہ محض اپنی عقل سے یہ لوگ اُن مسائل میں یجوز ولا یجوز (جائز ہے اور نا جائز ہے) لکھ دیتے ہیں۔''

(۱۲) شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

اِنِّیْ وَجَدْتُّ بَعْضَهُمْ يَزْعُمُ اَنَّ بِنَآءَ الْخِلَافِ بَيْنَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِیِّ عَلٰى هٰذِهِ الْاُصُوْلِ الْمَذْكُوْرَةِ فِیْ كِتَابِ الْبَزْدَوِیِّ وَ نَحْوِهٖ وَ اِنَّمَا الْحَقُّ اَنَّ اَكْثَرَهَا اُصُوْلٌ مُخَرَّجَةٌ عَلٰى قَوْلِهِمْ. [1]

''میں نے بعض لوگوں کو پایا کہ جو یہ کہتے تھے کہ سبب اختلاف ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اُن قواعد کی وجہ سے ہے جو مذکور ہیں بزدوی کی کتاب میں اور مثل اس کے اور کتابوں میں۔ سچی بات یہ ہے کہ اکثر ان اصول و قواعد سے ایسے ہیں کہ من گھڑت ہیں اور اُن پر تھوپے گئے ہیں۔''

[1] حجۃ اللہ البالغہ: تتمۃ، باب حکایت حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ ج۱، ص۱۶۰۔

(۱۳) ایقاف علی سبب الاختلاف میں علامہ محمد حیات سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

وَ مَذْهَبُ كُلِّ مُجْتَهِدٍ مَّاقَالَ وَ لَمْ يَرْجِعْ عَنْهُ وَ لَيْسَ كُلُّ مَا يَسْتَنْبِطُهُ رَجُلٌ مِّنْ اَقْوَالِ الْاِمَامِ يَكُوْنُ مَذْهَبُهُ بَلْ تَارَةً يُّوَافِقُ مَذْهَبَهُ وَ تَارَةً يُّخَالِفُهُ. وَ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ تُنْسَبَ الْاَقْوَالُ الْمُسْتَنْبَطَةُ مِنْ اَقْوَالِ الْاَئِمَّةِ بِاَنَّهَآ اَقْوَالُهُمْ اَوْمَذْهَبُهُمْ قَطْعًا يَحْتَمِلُ اَنَّهَا لَوْعُرِضَتْ عَلَيْهِمْ قَبِلُوْا اَشْيَآءَ مِنْهَا وَرَدُّوْآ اَشْيَآءَ وَ هٰذَا كَمَا لَايُنْتَسَبُ مَااسْتَنْبَطَهُ الْمُجْتَهِدُوْنَ مِنْ اَقْوَالِ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى اَنَّهَا اَقْوَالُهُ وَ يَحْتَمِلُ كَوْنَهَا شَرِيْعَةً.

”ہر وہ مسئلہ کہ جس کو کسی شخص نے امام کے قول سے مستنبط کیا ہے اس کا مذہب ہو سکتا ہے یعنی اسی امام کا۔ بلکہ کبھی اس کے مذہب کے موافق ہوگا اور کبھی مخالف۔ اور کسی کو بھی لائق وزیبا نہیں کہ ان اقوال کو جوائمہ کے اقوال سے مستنبط ہیں امام کی طرف منسوب کرے (اس لئے کہ سند تو پہنچتی نہیں) اور قطعی طور سے کہے کہ یہ انہیں کے اقوال ہیں۔ بلکہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر یہ اقوال ان پر پیش کئے جاتے تو ان سے بہت سے تسلیم کرتے اور بہت سے رد کر دیتے۔ علیٰ ہذا القیاس یہی حال ہے ان مسائل کا کہ جن کو مجتہدوں نے رسول اللہ ﷺ کے اقوال سے مستنبط کیا ہے ان میں احتمال ہے شرعی ہونے کا۔ قطعی طور سے ان کو شریعت نہیں کہہ سکتے اور رسول کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔“

(۱۴) دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور ص ۱۸۳ میں ملا معین حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

فَلَا يُسْتَنَدُ قَوْلُ ذٰلِكَ اِلٰى اَبِیْ حَنِيْفَةَ دَلَّ النَّقْلُ مِنَ الثِّقَاتِ عَلٰى اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ مُخْتَلَقٌ عَلَى السَّلَفِ الصَّالِحِ وَ مُسْتَحْدَثٌ مِّنَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ مِمَّنْ لَّا يُعْبَأُ بِقَوْلِهٖ عَلٰى وُضُوْحِ

فَسَادِہٖ. ❶

"یہ قول (امام) ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب نہ کرنا چاہیے بلکہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ اصل میں من گھرت اور بناوٹی ہے اور پچھلے لوگوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ جو سلف صالحین پر تھوپی گئی ہیں۔ اس کا فساد ظاہر ہے۔"

(۱۵) ملا معین فرماتے ہیں کہ:۔

وَ لَیْسَ کُلُّ مَایُنْسَبُ اِلَیْھِمْ مِنَ الْقِیَاسَاتِ الْبَعِیْدَۃِ الَّتِیْ تَشْبَہُ التَّشْرِیْعَ الْجَدِیْدَ وَ یُنْقَلُ فِیْ کُتُبِ مَذْھَبِھِمْ فَھُوَ ثَابِتُ النِّسْبَۃِ اِلَیْھِمْ بَلْ اَکْثَرُ ذٰلِکَ اَوْکُلُّہٗ مِمَّا اِرْتَکَبَہٗ مَنْ غَلَبَ عَلَیْہِ الرَّاْیُ مِنْ اَتْبَاعِھِمْ غَیْرَ اَنَّھُمْ لَمَّا رَاَوُالْحُکْمَ الْمُسْتَنْبَطَ بِمِثْلِ ھٰذَا الْقِیَاسِ مُوَافِقًا لِاَصْلٍ مِّنْ اُصُوْلِ اِمَامِھِمْ زَعَمُوْا نِسْبَۃَ ھٰذَا الْقِیَاسِ اِلَیْہِ فَرُبَّمَا یَقُوْلُوْنَ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ مَثَلاً کَذَاوَ ھُوَ اَدْوَنُ الْقَوْلَیْنِ فِیْھَا وَ رُبَّمَا یَتَجَاسَرُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ کَذَا وَ مَنِ ادَّعٰی اَنَّ ھٰذَا الْقِیَاسَ بِعَیْنِہٖ مَرْوِیٌّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ مَثَلاً فَلْیُصَحِّحِ السَّنَدَ بِکُلِّ مَا یُشْتَرَطُ فِیْ صِحَّتِہٖ وَ لَا اَحْسِبُھُمْ عَنْ ذٰلِکَ اِلَّا عَاجِزِیْنَ. ❷

"اور نہیں ہر ایک چیز (قیاسی مسئلے) جس کی نسبت کی جاتی ہے ان سے پہلے دور کے قیاس سے، جو مشابہ ہے نئی شریعت کے۔ اور ان کے مذہب کی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے۔ پس ثابت ہو نسبت ان کی طرف ان کے بلکہ اکثر وہ (مسئلے قیاسی) یا کل کے کل اُس قبیل سے ہیں کہ

❶ دراسات اللبیب: الدراسۃ الخامسۃ، ص ۲۱۲۔

❷ دراسات اللبیب: الدراسۃ الخامسۃ، ص ۱۸۱۔

مرتکب ہوا ہے اس کا وہ شخص کہ غالب ہوا ہے اوپر اس کے قیاس انہیں کے تابعداروں میں سے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جب دیکھا انہوں نے کہ ایک حکم سمجھ کی وجہ سے نکالا گیا ہے مثل اسی قیاس کے ہے اور موافق ہے ایک قاعدہ کے ان کے امام کے قاعدوں سے۔ اسی گمان کی وجہ سے اس قیاس کی نسبت ان کی طرف کر دی۔ پس کبھی تو کہہ دیا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے بھی ایسا ہی ہے (اس طرح کی نسبت) بہت کم درجہ کی ہے اُن دونوں قولوں میں سے۔ اور کبھی دلیری کرتے ہیں۔ پس یہ کہہ دیتے ہیں کہ کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح۔ اور جو شخص اس بات کا مدعی ہے کہ یہ قیاسات ہو بہو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کئے گئے پس چاہئے کہ سند ان کی صحت کی بتلا دے ان شرائط کے ساتھ کہ جو صحت کی شرائط ہیں اور میں تو یہی گمان کرتا ہوں ان لوگوں کی نسبت کہ وہ اس سے عاجز ہیں۔ یعنی مسائل کی سند امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک نہیں پہنچا سکتے۔"

(۱۶) دراسات اللبیب میں ہے کہ:۔

اِنَّ الْاَقْیِسَۃَ الْغَیْرَ الْجَلِیَّۃِ الَّتِیْ کُتُبُ الْحَنَفِیَّۃِ مَشْحُوْنَۃٌ بِھَا غَالِبُھَا لَا یُسْنَدُ اِلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ۔ [1]

"تحقیق وہ قیاس جو صاف صاف کھلے ہوئے نہیں۔ جن سے حنفیہ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ اکثر ان کی سند ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک نہیں پہنچتی۔"

فصل سوم:

احادیث مندرجۂ کتب فقہ اعتبار کے قابل نہیں

(۱۷) مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:۔

---

[1] دراسات اللبیب: الدراسۃ الحادیہ عشر ص ۳۴۷۔

فَكَمْ مِّنْ كِتَابٍ مُّعْتَمَدٍ اِعْتَمَدَ عَلَيْهِ اَجِلَّةُ الْفُقَهَآءِ مَمْلُوْءٍ مِّنَ الْاَحَادِيْثِ الْمَوْضُوْعَةِ وَ لَا سِيَّمَا الْفَتَاوٰى فَقَدْ وَضَحَ لَنَا بِتَوْسِيْعِ النَّظَرِ اَنَّ اَصْحَابَهُمْ وَاِنْ كَانُوْا مِنَ الْكَامِلِيْنَ لٰكِنَّهُمْ فِيْ نَقْلِ الْاَخْبَارِ مِنَ الْمُتَسَاهِلِيْنَ. [1]

''کتنی ہی ایسی مستند کتابیں ہیں جن پر بڑے فقہا نے اعتماد کیا ہے۔ موضوع حدیثوں سے بھری ہوئی ہیں۔ خصوصاً فتاویٰ۔ ان میں اور بھی زیادہ ہیں۔ اور تلاش اور تحقیق کرنے سے ہم کو یہ بات ظاہر ہوئی کہ ان کتابوں کے مصنف اگرچہ بڑے بڑے کامل علماء تھے۔ لیکن حدیث کی روایتوں میں غفلت کرنے والے تھے۔''

(۱۸) مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:۔

مِنْ هٰهُنَا نَصُّوْا عَلٰى اَنَّهٗ لَا عِبْرَةَ لِلْاَحَادِيْثِ الْمَنْقُوْلَةِ فِي الْكُتُبِ الْمَبْسُوْطَةِ مَا لَمْ يَظْهَرْ سَنَدُهَآ اَوْ يُعْلَمْ اِعْتِمَادُ اَرْبَابِ الْحَدِيْثِ عَلَيْهَا وَ اِنْ كَانَ مُصَنِّفُهَا فَقِيْهًا جَلِيْلًا يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِيْ نَقْلِ الْاَحْكَامِ وَ حُكْمِ الْحَرَامِ وَ الْحَلَالِ اَلَا تَرَا اِلٰى صَاحِبِ الْهِدَايَةِ مِنْ اَجِلَّةِ الْحَنَفِيَّةِ وَالرَّافِعِيِّ شَارِحِ الْوَجِيْزِ مِنْ اَجِلَّةِ الشَّافِعِيَّةِ مَعَ كَوْنِهِمَا مِمَّنْ يُشَارُ اِلَيْهِمَا بِالْاَنَامِلِ وَ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِمَا الْاَمَاجِدُ وَالْاَمَاثِلُ قَدْذَكَرَا فِيْ تَصَانِيْفِهِمَا مَا لَمْ يُوْجَدْلَهٗ اَثَرٌ عِنْدَ خَبِيْرٍ بِالْحَدِيْثِ. [2]

''اسی وجہ سے علماء نے صاف کہہ دیا کہ کچھ اعتبار نہیں اُن احادیث کا جو (فقہ کی) بڑی بڑی کتابوں میں نقل کی جاتی ہیں۔ جب تک کہ ان کی

---

[1] النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر: مجموعۃ رسائل اللکنوی ج ۴/ص ۳۱۵۔

[2] الاجوبۃ الفاضلۃ عن الاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ، ص ۶۔

سند ظاہر نہ ہو۔ یا اہل حدیث کا اُن احادیث پر اعتماد کرنا معلوم نہ ہو۔ گو ان کتابوں کے مصنفین بڑے پایہ کے فقیہہ کیوں نہ ہوں۔ جن پر نقل احکام وحکم حلال وحرام میں اعتماد کیا جاتا ہو۔ کیا تم صاحب ہدایہ کو نہیں دیکھتے کہ جو جلیل القدر حنفیوں میں سے ہیں اور رافعی شارح وجیز کو جو جلیل القدر شافعیوں میں سے ہیں۔ باوجود کہ وہ دونوں ان لوگوں میں سے ہیں جن کی (عظمت وشان کی) طرف اشارے کئے جاتے ہیں۔ اور اُن پر بزرگان قوم اور عالی پایہ لوگ بھروسہ کرتے ہیں (پھر بھی) ان دونوں نے اپنی کتابوں میں ایسی روایات بیان کیں۔ جن کا کوئی نشان حدیث جاننے والوں کے نزدیک نہیں پایا جاتا۔"

(۱۹) شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

قَالَ اَبُوْ طَالِبِ الْمَكِّيُّ فِيْ قُوْتِ الْقُلُوْبِ اَنَّ الْكُتُبَ وَالْمَجْمُوْعَاتِ مُحْدَثَةٌ. [1]

"کہا (شیخ) ابو طالب مکی نے (اپنی کتاب) قوت القلوب میں، کہ کتب (فقہ) اور مجموعہ ہائے (فتاوی) سب نئی چیزیں ہیں۔"

(۲۰) مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی ملا علی قاری حنفی کا قول نقل کرتے ہیں کہ:۔

ثُمَّ لَا عِبْرَةَ بِنَقْلِ صَاحِبِ النِّهَايَةِ وَ لَا بَقِيَّةِ شُرَّاحِ الْهِدَايَةِ فَاِنَّهُمْ لَيْسُوْا مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَلَا اَسْنَدُ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَحَدٍ مِنَ الْمُخَرِّجِيْنَ. [2]

"صاحب نہایہ اور شارحین ہدایہ کی نقل کا اعتبار نہیں کیونکہ وہ محدث نہ تھے اور نہ انہوں نے حدیث کی سند محدثین تک پہنچائی۔"

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ: باب حکایت حال الناس قبل المأۃ الرابعۃ، ج ۱ ص ۱۲۵۔

[2] الاجوبۃ الفاضلۃ عن الاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ: ص ۷۔ مقدمہ عمدۃ الرعایۃ: الدراسۃ الرابعۃ، ج ۱ ص ۱۳۔

(۲۱) مولانا عبدالحیٔ صاحب حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

لَا يُعْتَمَدُ عَلَى الْاَحَادِيْثِ الْمَنْقُوْلَةِ فِيْهَا اعْتِمَادًا كُلِّيًا وَّ لَا يَجْزِمُ بِوُرُوْدِهَا وَ ثُبُوْتِهَا قَطْعًا بِمُجَرَّدِ وُقُوْعِهَا فِيْهَا فَكَمْ مِّنْ اَحَادِيْثِ ذُكِرَتْ فِي الْكُتُبِ الْمُعْتَبَرَةِ وَ هِيَ مَوْضُوْعَةٌ. ❶

''ملا علی قاری کے کلام سے معلوم ہوا کہ (کتب فقہ کی) احادیث پر عمل نہ کرلیا جائے اور نہ ان میں واقع ہونے سے، ان احادیث کے ثابت ہونے اور وارد ہونے کا یقین کر لیا جائے کیونکہ بہت سی احادیث (فقہ) معتبر کتابوں میں ذکر کی گئیں حالانکہ وہ موضوع اور بنائی ہوئی ہیں۔ (جو پیغمبر ﷺ کی طرف غلط منسوب کی گئی ہیں۔)''

(۲۲) تنبیہ الوسنان میں علامہ اشرف بن طیب بن تقی الدین حیدر حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

فَاِنَّ مَوْضُوْعَاتِ الزَّنَادِقَةِ وَ اَهْلِ الْبِدَعِ قَدْ جَاوَزَتْ مِائَةَ اَلْفٍ مِّنَ الْاَحَادِيْثِ كَمَا صَرَّحَ بِهِ النُّقَّادُ وَ لَوْ وَجَدَهُ وَاجِدٌ فِيْ بَعْضِ كُتُبِ الْحَنَفِيَّةِ فَلَيْسَ بِهِ اعْتِدَادٌ وَّكَيْفَ وَاَكْثَرُ مُتَاَخِّرِيْ فُقَهَآئِنَا الْحَنَفِيَّةِ مِنْ عُلَمَاءِ مَا وَرَآءِ النَّهْرِ وَالْعِرَاقِ وَالْخُرَاسَانِ لَمْ يُسْنِدُوْآ اَحَادِيْثَهُمُ الَّتِيْ يَذْكُرُوْنَهَا فِيْ كُتُبِ الْحَنَفِيَّةِ اِلٰى اَصْلٍ مِّنْ اُصُوْلِ الْحَدِيْثِ الْجَلِيْلِ الشَّانِ حَتّٰى صَاحِبِ الْهِدَايَةِ الَّتِيْ عَلَيْهِ مَدَارُ رُحَى الْحَنَفِيَّةِ. لَمْ يَتَيَسَّرْ اَصْلُهُ عِنْدَ تَخْرِيْجِ اَحَادِيْثِ الْهِدَايَةِ فِيْ اَكْثَرِ الْمَوَاضِعِ الظَّفَرُ بِلَفْظِ الْحَدِيْثِ. ❷

❶ مقدمہ عمدۃ الرعایۃ: الدراسۃ الرابعۃ ج۱ ص۱۳۔ ❷ قول راتب فی رد شہاب ثاقب: ص۴۔

''بدعتیوں اور زندیقوں کی گھڑی ہوئی حدیثیں ایک لاکھ سے زیادہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث پرکھنے والے صرافوں نے صاف طور سے بیان کر دیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص کوئی روایت ایسی ہی بعض کتب حنفیہ میں پا لے تو اُس کو اس پر صحت کا بھروسہ نہ کرنا چاہئے اور کیونکر اُس کا اعتبار ہو سکتا ہے حالانکہ ہمارے بہت سے حنفی فقیہ ماوراء النہر اور عراق اور خراسان کے رہنے والے عالم کہ انہوں نے سند نہیں بیان کی۔ اصول حدیث کے زبردست قواعد سے کسی قاعدہ کے موافق اُن حدیثوں کی کہ جو مذکور ہیں کتب فقہ میں۔ یہاں تک کہ صاحب ہدایہ بھی کہ جن پر حنفی مذہب کا مدار ہے۔ ان کو بھی وقت تخریج احادیث ہدایہ کے اکثر جگہ نہ میسر ہوئی الفاظ حدیث کے ذکر کرنے پر۔''

صاحب ہدایہ کا افتراء

(۲۳) تنقید الہدایہ ص ۹ میں ہے کہ:۔

وَمَارَوٰی صَاحِبُ الْھِدَایَةِ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَایَجْمَعَنَّ مَآءَہٗ فِیْ رَحْمِ اُخْتَیْنِ لَمْ یُوْجَدْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ کُتُبِ الْحَدِیْثِ وَلَا اَدْرِیْ مِنْ اَیْنَ جَاءَ بِهٖ اُخْتَیْنِ.

''اور صاحب ہدایہ نے جو یہ روایت بیان کی ہے نہیں پائی جاتی کسی حدیث کی کتاب میں۔ اور میں نہیں جانتا کہ وہ اس کو کہاں سے نقل کر کے لائے ہیں۔''

(۲۴) تنقید الہدایہ ص ۲۹ میں ہے کہ:۔

وَ مَا ذَکَرَ صَاحِبُ الْھِدَایَةِ مِنْ قَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلنِّکَاحُ اِلَی الْعَصَبَاتِ لَمْ یُوْجَدْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ کُتُبِ الْحَدِیْثِ وَ

ظَاهِرُ لَفْظِهٖ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ وَّ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ الرَّسُوْلِ الْمَأْمُوْنِ ﷺ

''اور صاحب ہدایہ جو یہ حدیث لائے ہیں۔ اَلنِّكَاحُ اَلَى الْعَصَبَاتِ اس کا بھی کتب حدیث میں پتہ نہیں۔ اور اس کے لفظ تو بناوٹی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ نہیں ہیں کلام رسول ﷺ محفوظ سے۔''

(۲۵) تنقید الہدایہ ص ۲۶۵ میں ہے کہ:۔

وَ مَا ذَكَرَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ فِىْ رِوَايَةِ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِلْمُطَلَّقَةِ الثَّلَاثِ النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى لَمْ يُوْجَدْ فِىْ كِتَابٍ مِّنْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ فَهُوَ اِفْتِرَآءٌ عَلٰى عُمَرَ عَفَا اللّٰهُ عَنْ صَاحِبِ الْهِدَايَةِ.

''جو کچھ صاحب ہدایہ نے روایت ذکر کی ہے عمر رضی اللہ عنہ سے (سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِلْمُطَلَّقَةِ الثَّلَاثِ النَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى) نہیں پائی جاتی کسی کتاب میں حدیث کی کتابوں سے۔ سو وہ افترا ہے عمر رضی اللہ عنہ پر۔ اللہ معاف کرے صاحب ہدایہ کو۔ یہ ہدایہ وہ ہے جس کی شان میں یہ شعر مقدمہ ہدایہ میں منقول ہے ۔

اِنَّ الْهِدَايَةَ كَالْقُرْاٰنِ قَدْ نَسَخَتْ
مَا صَنَّفُوْا قَبْلَهَا فِى الشَّرْعِ مِنْ كُتُبٖ

''ہدایہ قرآن کی طرح ہے جس نے تمام پہلی کتابوں کو جو شرح میں لکھی گئیں منسوخ کر دیا ہے''۔

شریعت کا مدار قرآن وحدیث پر ہے

(۲۶) شریعت اور دین کا مدار قرآن وحدیث پر ہے۔ لیکن اس تقلید نے دونوں کو

معطل کر دیا۔ قرآن تو یوں معطل ہوا کہ اس کو بغیر مجتہد کے کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ رہی حدیث تو وہ ظنی ہے۔ چنانچہ نورالانوار ص ۱۶ میں ہے کہ:۔

فَمَا ثَبَتَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ يَكُوْنُ فَرْضًا وَمَاثَبَتَ بِالسُّنَّةِ يَكُوْنُ وَاجِبًا لِاَنَّهُ ظَنِّيٌّ.

''پس جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے وہ فرض ہوگا کیونکہ وہ قطعی اور جو کچھ حدیث سے ثابت ہو وہ واجب ہوگا کیونکہ وہ ظنی ہے''۔

ظن کے متعلق اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔ کہ: ﴿اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ [۵۳النجم:۲۸] (بیشک ظن نہیں بے پرواہ کرتا حق سے کچھ بھی) چلو اللہ اللہ خیر سلا۔ اب اگر شریعت ڈھونڈیں تو کہاں؟ جواب ملتا ہے کہ قدوری، ہدایہ، منیۃ المصلے، کنز الدقائق، شرح وقایہ، درمختار، فتاوی عالمگیری، مالا بدمنہ، بہشتی زیور۔ وغیرہ یہ اس لئے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا مدار انہیں کتب معتبرہ پر ہے۔ جب ان کی اوراق گردانی کی جاتی ہے تو لکھا ملتا ہے۔ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ (ابوحنیفہ نے فرمایا) اس سے خیال ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بیان کیا جاتا ہے جب ان کے مؤلفین اور وقت تالیف کی طرف نظر کی جاتی ہے تو نقشہ مندرجہ ذیل سامنے آتا ہے:

نام کتاب	مصنف کا نام	سنہ وفات سنہ تالیف	کس صدی میں تالیف ہوئی	کس حوالہ سے لکھا گیا
قدوری	احمد بن محمد بن احمد بغدادی	۴۲۸ھ	پانچویں صدی	حدائق الحنفیہ
ہدایہ	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی	۵۹۳ھ	چھٹی صدی	کشف الظنون جلد ثانی، ص ۶۴۸

منیۃ المصلی	بدرالدین کاشغری	۵۹۳ھ	تقریباً ساتویں صدی	کشف الظنون ج ۲، ص ۱۸۸۶
کنزالدقائق	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد المعروف حافظ الدین نسفی	۷۱۰ھ	آٹھویں صدی	کشف الظنون جلد ثانی ص ۱۵۱۵
شرح وقایہ	عبیداللہ بن مسعود المحبوبی	۷۴۵ھ	آٹھویں صدی	حالات مصنفین درس نظامی، ص ۱۶۶
درمختار	محمد علاؤ الدین بن شیخ علی حصکفی	۱۰۷۱ھ	گیارھویں صدی	درمختار جلد ۴ ص ۵۱۷
فتاویٰ عالمگیری	پنج صد علماء بحکم بعہد شاہ اورنگ زیب عالمگیر	۱۱۱۸ھ	مابین گیارھویں وبارھویں صدی	مرأۃ الانساب ص ۱۳۶
مالابدمنہ	قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتی	۱۲۲۵ھ	تیرھویں صدی	الروض الممطور ص ۱۷
بہشتی زیور	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی		چودھویں صدی	

جب اسناد کی طرف نظر پڑتی ہے تو لاکھوں مسئلوں میں سے ایک مسئلہ کی بھی سند باقاعدہ صاحب کتاب سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک نہیں پہنچتی۔ رفع اشتباہ کے لئے فتوے طلب کئے گئے۔ سوال مع جوابات درج ذیل ہیں:۔

علماء ومفتیان سے ایک سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ درمختار وہدایہ وشرح وقایہ وفتاویٰ عالمگیری وکنزالدقائق وقدوری ومنیۃ المصلی وغیرہ کتب فقہ میں

مسائل جو بلفظ قال ابو حنیفة و عند ابی حنیفة منقول ہیں کیاان کی اسناد بقاعدہ محدثین صاحب کتاب سے ابو حنیفہ تک پہنچتی ہیں۔ اگر پہنچتی ہیں تو ایک دو مسئلوں کی سند بطور مثال پیش فرمادیں؟ فقط

نمبر شمار	نام مفتیان	خلاصۂ جوابات۔ متعلق سوال
۱	مولوی حبیب الرحمٰن، حیدرآبادی	محدثانہ اسناد کی ضرورت نہیں۔
۲	مولوی مرشد علی صاحب، رامپوری	نقل کے طریقے بیان کر کے لکھتے ہیں کہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس کی سند پہنچے۔
۳	محکمہ شرع شریف از ٹونک	مستند استناد کی نفی کر کے لکھتے ہیں کہ عدالت ایسے جواب میں تضیع وقت نہیں کرنا چاہتی۔
۴	مولوی برکات احمد صاحب ٹونکی	(جواب نہیں آیا)
۵	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی	اس کے جواب کے لئے مراجعت کتب کی ضرورت ہے میرے پاس کتب نہیں ہیں۔
۶	مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی	فقہ مدون ہونے کے بعد اسناد بیان کرنے کی ضرورت نہیں
۷	مولوی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی	مجموعی مسائل کی سند درمختار و شامی وغیرہ کے دیباچہ میں مذکور ہے وہاں دیکھیں
۸	مولوی عبداللطیف صاحب فتح پوری دہلی	نقل کے طریقہ اسناد تلمیذی بیان کر کے لکھتے ہیں کہ ہر جزئی مسئلہ کی سند الگ الگ لکھنا بے سود ہے۔
۹	ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم	(جواب نہیں آیا)
۱۰	بڈیٹر اخبار الفقیہ امرتسر	نقل کے طریقے تحریر کر کے لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک سند پہنچانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
۱۱	مولوی ابوالخیر صاحب دہلوی	(جواب نہیں آیا)

۱۲	مولوی محمد احکم صاحب دہلوی	اسناد تلمیذی نقل کی ہیں۔
۱۳	مولوی کفایت اللہ صاحب دہلوی	سند پہنچانا ضروری نہیں۔
۱۴	مولوی کرامت اللہ صاحب دہلوی	احقر علیل ہے اور نیز جھگڑے کے مسائل سے محترز۔
۱۵	مولوی محمد ابراہیم صاحب دہلوی	(کوئی جواب نہیں آیا)
۱۶	مولوی احمد علی صاحب میرٹھی	(کوئی جواب نہیں آیا)
۱۷	مولوی مرتضٰی حسین مراد آبادی	(کوئی جواب نہیں آیا)
۱۸	مولوی عبداللہ صاحب از کالج علی گڑھ	اس اسناد پر مدار نہیں جس کا التزام آثار واحادیث میں کیا گیا ہے۔
۱۹	مولوی دیدار علی الوری صاحب از اکبر آباد	(کوئی جواب نہیں آیا)
۲۰	مولوی عبدالہادی صاحب لکھنوی	ہر ہر مسئلہ کی سند مثل حدیث کی سند کے نہیں ہے۔
۲۱	مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی	تلمیذی اسناد نقل کر کے لکھتے ہیں کہ ہر مسئلہ کے لئے جدا سند کی حاجت نہیں۔
۲۲	مولوی عمر کریم صاحب پٹنہ عظیم آبادی	جس فن کا جو مسئلہ ہوتا ہے اسی سے جواب دیا جاتا ہے چونکہ سوال غیر متعلق ہے اس لئے جواب نہیں۔
۲۳	مولوی ابوالخیر صاحب شمس العلماء اعظم گڑھی	(کوئی جواب نہیں آیا)
۲۴	مولوی رکن الدین صاحب الوری	تلمیذی اسناد نقل کی ہیں۔
۲۵	مولوی معین الدین صاحب اجمیری	قال ابوحنیفہ کو حدیث معلق کا درجہ دینا چاہیئے۔

۲۶	مولوی عبدالکریم صاحب بگڑا اسلامپوری	(جواب ندارد) [1]

تنبیہہ:

تمام جوابوں کا خلاصہ اس کے علاوہ نہیں۔ کہ اسانید استاذی موجود ہیں۔ مگر ہر ایک مسئلہ امام صاحب تک بسند نہیں پہنچ سکتا۔ علمائے فقہ شاگرد ہونے سے جو کچھ لکھیں اُستاذ کا قول بعینہ ہونا لازم نہیں آتا۔ کتب ظاہر الروایۃ کا متواتر یا مشہور ہونا ادعاء محض ہے۔ یہ تاریخ سے بتایا جائے کہ کس زمانہ میں یہ کتابیں مشہور ہوئیں۔ اور کہاں کہاں رواج پایا۔ آج ان کا پتہ کیوں نہیں لگتا۔ حنفیہ میں کیوں رواج نہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ و ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے جو کتابیں لکھیں اُن کو خود امام رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے ملاحظہ کیا ہے یا نہیں۔ تاکہ تصدیق ہو خود یہ دونوں شاگرد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے مسائل میں مختلف روایات کرتے ہیں۔ اگر سب ثقہ ہیں تو وجہ ترجیح کیا؟ علیٰ ہذا لقیاس کتب فقہ کی مختلف نقول بھی قابل غور ہیں۔ جبکہ مدار کتب مؤلفہ امام محمد ابو یوسفؒ وغیرہما ہیں۔ تو وہی اختلاف پایا جانا لازمی ہے۔ اس کے رفع کی کیا صورت ہے۔ کیا ترجیح بلا مرجح نہیں ہے ہزاروں مسائل وقف وغیرہ میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی قول نہیں ہے۔ تو وہ کس مذہب کے اقوال ہوں گے۔

---

[1] جناب ایڈیٹر صاحب سراج الاخبار جہلم کو تاریخ ۲۱ صفر ۱۳۴۷ھ و مولوی محمد ابراہیم صاحب دہلوی و مولوی مرتضیٰ حسین صاحب مراد آبادی و مولوی دیدار علی صاحب الوری عبدالکریم صاحب بگڑا اسلامپوری کو تاریخ ۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو استفتا بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا جس کی رسید وقت پر موصول ہو چکی تھی۔ مگر اب محرم ۱۳۴۲ھ تک جواب نہیں آیا اور نیز جناب مولوی برکات احمد صاحب ٹونکی و مولوی ابوالخیر صاحب اعظم گڑھی و دہلوی و مولوی احمد علی صاحب میرٹھی کو بتاریخ ۳۰ ربیع الثانی بذریعہ لفافہ رجسٹرڈ شدہ ارسال کیا گیا تھا۔ مگر ان حضرات کی طرف سے بھی جوابات ابھی تک وصول نہ ہوئے حالانکہ ہر ایک لفافہ میں جواب کے لئے ٹکٹ آدھ آدھ آنہ کا بھی رکھ دیا گیا تھا۔ جس کا استعمال غالباً اس کے غیر محل پر جائز نہ ہوگا۔ اور ردی کر دینا اور بھی ناجائز ہے۔

الحاصل جو اختلاف فقہاء کے خود اقوال میں ہے اُس سے کتاب و سنت کا (وہی) اختلاف کیونکر رفع ہوسکتا ہے۔ اور کتاب و سنت کو چھوڑ کر۔ ان آرائے رجال کی اقتداء و تقلید کیوں کر جائز ہوسکتی ہے۔ نقشہ مذکور سے بخوبی واضح ہو گیا۔ کہ مسائل فقہیہ کی اسناد مسلسل فرداً فرداً ہوتی تو علمائے کرام ضرور تحریر فرماتے۔

غرض کہ کتب مذکور جن کی یہ حالت ہو کہ ایک مسئلہ کی سند بھی باقاعدہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک نہ پہنچتی ہو وہ تو امام صاحب کا مذہب قرار دے کر قابل عمل ہوں۔ اور احادیث مرفوعہ صحیحہ جن کی اسناد باقاعدہ صاحب کتاب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک فرداً فرداً بعد تنقید و جرح تعدیل پہنچتی ہوں وہ نا قابل عمل ٹھہریں۔ تو اب خدا سے ڈر کر انصاف کرنے کی ضرورت ہے کہ ان میں سے کون قابل عمل ہے۔

احناف عقائد میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد نہیں

(۲۷) فقہ حنفیہ کا وجود کسی ایک شخص متدین یا کسی ایک مذہب حق پر محدود نہیں ہے' چنانچہ مولانا عبدالحیٔ مرحوم حنفی فرماتے ہیں کہ:۔

وَ تَوْضِيْحُهٗ اَنَّ الْحَنَفِيَّةَ عِبَارَةٌ عَنْ فِرْقَةٍ تُقَلِّدُ الْاِمَامَ اَبَا حَنِيْفَةَ فِي الْمَسَائِلِ الْفَرْعِيَّةِ وَ تَسْلُكُ مَسْلَكَهٗ فِي الْاَعْمَالِ الشَّرْعِيَّةِ سَوَاءٌ وَّافَقَتْهُ فِي اُصُوْلِ الْعَقَائِدِ اَمْ خَالَفَتْهُ فَاِنْ وَّفَقَتْهُ يُقَالُ لَهَا الْحَنَفِيَّةُ الْكَامِلَةُ وَ اِنْ لَّمْ تُوَافِقْهُ يُقَالُ لَهَا الْحَنَفِيَّةُ مَعَ قَيْدٍ يُّوْضِحُ مَسْلَكَهٗ فِي الْعَقَائِدِ الْكَلَامِيَّةِ فَكَمْ مِّنْ حَنَفِيٍّ حَنَفِيٌّ فِي الْفُرُوْعِ مُعْتَزِلِيٌّ عَقِيْدَةً كَالزَّمَخْشَرِيِّ جَارِ اللّٰهِ مُؤَلِّفِ الْكَشَّافِ وَغَيْرِهٖ كَمُؤَلِّفِ الْقُنْيَةِ وَ الْحَاوِيِّ وَالْمُجْتَبٰى شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْقُدُوْرِيِّ نَجْمِ الدِّيْنِ الزَّاهِدِيِّ وَ قَدْ بَسَطْنَا تَرْجَمَتَهُمَا فِي الْفَوَائِدِ الْبَهِيَّةِ

فِی تَرَاجِمِ الْحَنَفِيَّةِ وَ كَعَبْدِ الْجَبَّارِ وَ اَبِی هَاشِمٍ وَ الْجُبَائِیِّ وَ غَيْرِهِمْ وَ كَمْ مِنْ حَنَفِيٍّ حَنَفِيٌّ فَرْعًا مُرْجِيٌّ اَوْ زَيْدِیٌّ اَصْلًا وَ بِالْجُمْلَةِ فَالْحَنَفِيَّةُ لَهَا فُرُوْعٌ بِاِعْتِبَارِ اِخْتِلَافِ الْعَقِيْدَةِ فَمِنْهُمُ الشِّيْعَةُ وَ مِنْهُمُ الْمُعْتَزِلَةُ وَ مِنْهُمُ الْمُرْجِئَةُ فَالْمُرَادُ بِالْحَنَفِيَّةِ هٰهُنَا هُمُ الْحَنَفِيَّةُ الْمُرْجِئَةُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ اَبَا حَنِيْفَةَ فِی الْفُرُوْعِ وَ يُخَالِفُوْنَهُ فِی الْعَقِيْدَةِ بَلْ يُوَافِقُوْنَ فِيْهَا الْمُرْجِئَةَ الْخَالِصَةَ. [1]

”توضیح اس کی یہ ہے کہ حنفیہ سے مراد وہ فرقہ ہے کہ جو مسائل فروعات میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتا ہے۔ اور اعمال شرعیہ میں ان کے طریقہ پر چلتا ہے خواہ اصول عقائد میں ان کے موافق ہو یا مخالف۔ پھر اگر موافق ہو تو اس کو کامل حنفی کہا جاتا ہے اور اگر موافق نہ ہو تو اس کو حنفی کہا جاتا ہے۔ ایک ایسی قید کے ساتھ کہ جو عقائد کلامیہ میں اس کا مسلک ظاہر کر دے۔ پس کتنے حنفی فروع میں حنفی ہیں اور عقیدہ میں معتزلی۔ جیسے زمخشری جار اللہ مؤلف کشاف وغیرہ۔ اور جیسے مؤلف قنیہ وحاوی اور مجتبٰی شرح مختصر قدوری نجم الدین زاہدی۔ اور تحقیق ان دونوں کا حال ہم نے فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ میں بسط کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ اور جیسے عبدالجبار اور ابی ہاشم اور جبائی وغیرہ ہیں۔ اور کتنے حنفی فروعات میں حنفی ہیں اور اصول میں زیدی یا مرجی۔ حاصل کلام یہ کہ حنفیہ کی باعتبار اختلاف عقیدہ کئی شاخیں ہیں۔ پس ان میں شیعہ ہیں اور معتزلی ہیں اور مرجیہ ہیں پس مراد حنفیہ سے وہ حنفیہ مرجیہ ہیں کہ جو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تابع ہیں فروعات میں اور مخالف

[1] مجموعہ رسائل الکنوی الرفع والتکمیل ج ۵/ ۱۸۹

ہیں ان کے عقیدہ میں ۔ بلکہ اس (عقیدہ) میں مرجیہ خالصہ کے موافق ہیں ۔''

پس ان وجوہات سے ناظرین کو بخوبی ثابت ہوگیا کہ موجودہ فقہ حنفیہ ایک غیر مستند ذخیرہ ہے اور جس میں اہل بدعت وضلالت کا پورا دخل ہوا ہے۔

فقہ کے متعلق مولوی ولایت علی صاحب کا فیصلہ

(۲۸) رسالہ عمل بالحدیث ص ۹ میں فرماتے ہیں کہ:۔

پس اگر شخصے مسئله را ازین کتب مشہور بسبب مخالف قرآن و حدیث یا استنباط ناپسند ساقط از نظر نموده درحقیقت آن نقصانے نیست.

''اگر کوئی شخص ان کتب (فقہ) مشہورہ میں سے کسی مسئلہ کو قرآن و حدیث کی مخالفت کے سبب یا استنباط ناواجب کے باعث نظر انداز کر دے تو حقیقت میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

فقہ کے متعلق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

(۲۹) احیاء العلوم مطبوعہ نولکشور ص ۲۱۳ میں فرماتے ہیں کہ:۔

بَلْ جَمِيعُ دَقَائِقِ الْفِقْهِ بِدْعَةٌ لَمْ يَعْرِفْهَا السَّلَفُ وَ اَمَّا اَدِلَّةُ الْاَحْكَامِ فَيَشْتَمِلُ عَلَيْهَا عِلْمُ الْمَذْهَبِ وَهُوَ كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ فَهْمُ مَعَانِيْهِمَا وَ اَمَّا حِيَلُ الْجَدَلِ مِنَ الْكَسْرِ وَالْقَلْبِ وَفَسَادِ الْوَضْعِ وَالتَّرْكِيْبِ وَالتَّعْدِيَةِ فَاِنَّمَآ اُبْدِعَتْ لِاِظْهَارِ الْغَلَبَةِ وَالْاِنْحَامِ وَاِقَامَةِ سُوْقِ الْجَدَلِ بِهَا وَ غُرُوْرُ هٰؤُلَآءِ اَشَدُّ كَثِيْرًا وَّ اَقْبَحُ مِنْ غُرُوْرِ مَنْ قَبْلَهُمْ.

''فقہ کے جتنے نکات اور باریکیاں ہیں یہ ایجاد کردہ بدعت ہے۔ سلف

یہ باتیں نہیں جانتے تھے اور لیکن احکام کی دلیلیں کہ جن پر مذہب کا جاننا موقوف ہے اور مدار ہے۔ جس کا نام علم المذہب ہے وہ کتاب وسنت ہے اور ان کے معانی کا سمجھنا۔ لیکن یہ جو کچھ چالبازیاں ہیں یہ استدلال کے اقسام ہیں۔ کہ جن کی رعایت سے مقابل پر غالب ہوتے ہیں۔ کسر' قلب' فساد وضع' ترکیب' تعدیہ' یہ سب بدعت ہیں اس لئے ایجاد ہوئیں کہ اختلاف پیدا ہو۔ اور جھگڑے کا بازار گرم ہو۔ دشمن لاجواب ہو جائے۔ ان لوگوں نے پہلے لوگوں سے جن کا ذکر ہو چکا سخت دھوکا کھایا ہے اور برے پھنسے ہیں۔"

لیجیئے صاحب۔ یہ حقیقت فقہ کی ہے جس پر ہمارے حنفی بھائیوں کو بڑا ناز ہے۔

مسائل فقہ کے اختلاف کے متعلق ایک مغالطہ کا ازالہ

(۳۰) حضرات مقلدین سے جب کہا جاتا ہے کہ بلا واسطہ اپنے امام کی حدیث پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ تو جواب میں کہتے ہیں کہ احادیث میں تو اختلاف ہے کوئی ناسخ ہے کوئی منسوخ، کوئی صحیح ہے تو کوئی ضعیف۔ ان کی تطبیق اور رفع اختلاف ہمارے امکان (طاقت) سے باہر ہے۔ اس کے جواب میں جب کہا جاتا ہے کہ فقہ میں بھی تو امام صاحب اور ان کے شاگردوں میں بکثرت اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور اختلاف بھی مباح غیر مباح۔ راجح اور مرجوح میں نہیں بلکہ حلت وحرمت اور پاک و ناپاک میں۔ فروعی اختلافات سے تمام کتب فقہ بھری ہوئی ہیں جس میں کسی کو مطلق کلام کی گنجائش نہیں ہے علاوہ اس کے اصولی اختلاف بھی بہت پایا جاتا ہے۔

(۱) چنانچہ علامہ تاج الدین سبکی، طبقات سبکی جلد اص ۲۴۳ میں لکھتے ہیں:۔

فَإِنَّهُمَا (اَیْ اَبَایُوْسُفَ وَ مُحَمَّدً) یُخَالِفَانِ اُصُوْلَ صَاحِبِهِمَا.

"امام ابویوسف ومحمد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کے اصول میں بھی مخالفت کرتے تھے۔"

(۲) مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں کہ:۔

اِنَّهُمْ اَدْرَجُوْا اَبَا يُوسُفَ وَ مُحَمَّدًا فِيْ طَبَقَةِ مُجْتَهِدِي الْمَذْهَبِ الَّذِيْنَ لَا يُخَالِفُوْنَ الْإِمَامَ فِي الْأُصُوْلِ وَ لَيْسَ كَذٰلِكَ فَاِنَّ مُخَالَفَتَهُمَا لِإِمَامِهِمَا فِي الْأُصُوْلِ غَيْرُ قَلِيْلَةٍ حَتّٰى قَالَ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ فِيْ كِتَابِهِ الْمَنْخُوْلِ اِنَّهُمَا خَالَفَا اَبَا حَنِيْفَةَ فِيْ ثُلُثَيْ مَذْهَبِهٖ. [1]

"علماء طبقات نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ کو مجتہد فی المذہب میں شمار کیا ہے جو اپنے امام کے اصول مقررہ میں اختلاف نہیں کرتے تھے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ ان دونوں کی اپنے امام سے اصول میں جو مخالفت ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ یہاں تک کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب منخول میں کہا ہے کہ ان دونوں (ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے امام سے دو ثلث مذہب میں اختلاف کیا ہے۔"

علامہ عبیداللہ بن عمرو دبوسی حنفی نے جو سمرقند و بخارا کے بڑے فقیہ تھے۔ اپنی کتاب تاسیس النظر مطبوعہ مصر میں وہ اصول مختلفہ بیان کئے ہیں جو امام صاحب اور صاحبین (ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور محمد رحمۃ اللہ علیہ) میں یا شیخین (امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وابوحنیفہ) میں یا طرفین یا ثلاثہ (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ) اور امام زفر میں مختلف ہیں جس کی تفصیل کتاب مذکور یا مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری کی نادر تصنیف رسالہ تقلید شخصی اور سلفی میں ملاحظہ فرمائیں۔

فرمایئے حضرت حدیث پر عمل کرنے سے تو اختلاف مانع تھا۔ فقہی اختلاف جو اصول اور فروع میں بکثرت ہے اس پر عمل کرنے کی کون شے اجازت دیتی ہے۔ اور اس کے رفع کی کیا صورت ہے۔ آخر جو صورت ہوگی وہ حدیث میں

---

[1] مقدمہ عمدۃ الرعایہ، الدراسۃ الثانیہ ذکر طبقات الحنفیہ، ج۱ ص۸۔

بھی ممکن ہے۔ پھر حدیث پر عمل کیوں نہیں۔ کیا فقہ کا مرتبہ حدیث سے زیادہ ہے۔ عیاذ أباللہ۔ (اللہ ہی سمجھ دے)

فقہ کی تدوین کے متعلق ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ

(۳۱) ہمارے برادران احناف اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ فقہ حنفیہ امام صاحب کے زمانہ میں بڑے اہتمام سے مدون ہوئی چنانچہ مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں:۔

''کہ (فقہ کی) تدوین کا طریقہ یہ تھا کہ کسی خاص باب کا کوئی مسئلہ پیش کیا جاتا تھا اگر اس کے جواب میں سب لوگ متفق الرائے ہوتے تو اسی وقت قلمبند کر لیا جاتا ورنہ نہایت آزادی سے بحثیں شروع ہوتیں کبھی کبھی بہت دیر تک بحث قائم رہتی۔ امام صاحب غور اور تحمل کے ساتھ سب کی تقریریں سنتے اور بالآخر ایسا جچا تلا فیصلہ کرتے کہ سب کو تسلیم کرنا پڑتا۔'' [1]

ایضاً ص ۱۳۷ پر لکھتے ہیں کہ:۔

''امام محمد رحمۃ اللہ، امام طحاوی رحمۃ اللہ، قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ، امام زفر رحمۃ اللہ، یحییٰ رحمۃ اللہ بن زائدہ، حفص بن غیاث، مندل، حبان وغیرہ وغیرہ۔ امام صاحب نے ان لوگوں کی شرکت سے ایک مجلس مرتب کی اور باقاعدہ طور سے فقہ کی تدوین شروع ہوئی۔ اس کام میں کم وبیش تیس برس کا زمانہ صرف ہوا یعنی ۱۲۱ھ سے ۱۵۰ھ تک [انتہی ملخصاً]''

جواب یہ ہے کہ اگر فقہ کی تدوین فی الواقع اسی طرح ہوتی تو صاحبین کا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے دو ثلث مسائل میں اختلاف منقول نہ ہوتا۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۲۰ حصہ اول) جب اختلاف بدیہی ہے تو انعقاد مجلس اور مسائل کا محقق ہو کر لکھا جانا غیر صحیح ہے۔

دوم یہ بات ممکن بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ امام محمد۔ علی الاختلاف روایات

[1] سیرۃ النعمان: ص ۱۳۸۔

۱۳۵ھ یا ۱۳۲ھ یا ۱۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ چنانچہ تاریخ ابن خلکان مطبوعہ ایران جلد۲ ص ۲۷ میں ہے کہ:۔

مَوْلِدُہٗ سَنَۃَ خَمْسٍ وَّثَلٰثِیْنَ. وَ قِیْلَ اِحْدٰی وَثَلٰثِیْنَ. وَ قِیْلَ اثْنَیْنِ وَ ثَلٰثِیْنَ وَ مِائَۃٍ.

ناظرین غور فرمائیں کہ امام محمد رحمہ اللہ کی شرکت اس مجلس میں کہ جو ۱۲۱ھ میں مرتب کی گئی تھی کیسے ممکن ہے جبکہ ان کا وجود ہی دنیا میں اس مجلس کے انعقاد کے دس یا گیارہ یا چودہ سال کے بعد ہوا تھا۔ شاید روحانی حالت میں شرکت رکھتے ہوں گے۔

امام طحاوی ۲۳۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن خلکان جلد ۱ ص ۱۹ وَ کَانَتْ وِلَادَتُہٗ سَنَۃَ ثَمَانٍ وَّ ثَلٰثِیْنَ وَ مِائَتَیْنِ ۔ان کی شرکت بھی اُس مجلس میں کہ جو ۱۲۱ھ مین مرتب کی گئی کیونکر ممکن ہے جبکہ ان کا وجود ہی دنیا میں ایک سو سترہ ۱۱۷ سال بعد ہوا۔ شاید انکی شرکت بھی روحانی طریق پر ہوگی۔

امام قاضی ابو یوسف ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ تاریخ ابن خلکان جلد۲ ص ۴۶۶ مین ہے کہ:۔

کَانَتْ وِلَادَۃُ الْقَاضِیْ اَبِیْ یُوْسُفَ سَنَۃَ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ وَ مِائَۃٍ بِبَغْدَادَ.

اس حساب سے ان کی عمر آٹھ برس کی تھی۔

امام زفر ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابن خلکان (اردو) جلد۲ ص ۲۶۸ میں ہے:۔

مَوْلِدُہٗ سَنَۃَ عَشَرَ وَمِائَۃٍ. ''اس حساب سے ۱۲۱ھ میں گیارہ برس کے تھے۔''

یحیٰی بن زکریا بن ابی زائدہ ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے۔ میزان الاعتدال مطبوعہ انوار میں ہے کہ:۔

مَاتَ سَنَۃَ اثْنَتَیْنِ وَ ثَمَانِیْنَ وَ مِائَۃٍ وَّلَہٗ ثَلٰثٌ وَّ سِتُّوْنَ سَنَۃً. [1]

---

[1] میزان الاعتدال: ج ۱، ص ۳۷۴، رقم: ۹۵۰۵۔

''اس حساب سے ۱۲۱ھ میں دو برس کے تھے۔''

حفص بن غیاث۔ تقریباً ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔

مَاتَ سَنَةَ اَرْبَعٍ اَوْ خَمْسٍ وَّ تِسْعِيْنَ وَ قَدْ قَارَبَ الثَّمَانِيْنَ. ❶

اس حساب سے ۱۲۱ھ میں قریباً چھ سال کے تھے۔

مندل بن علی الغزی۔ ۱۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔

وُلِدَ سَنَةَ ثَلٰثٍ وَّمِائَةٍ. ❷

اس حساب سے ۱۲۱ھ میں اٹھارہ سال کے تھے۔

حبان علی الغزی۔ ۱۱۱ھ یا ۱۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔

مَاتَ سَنَةَ اِحْدٰی اَوْ اِثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ وَ لَهٗ سِتُّوْنَ سَنَةً. ❸

اس حساب سے ۱۲۱ھ میں نو یا دس سال کے تھے۔ وقس علیٰ ہذا۔

غرضیکہ ایسی مہتمم بالشان مجلس میں دو برس، چھ برس، آٹھ برس، نو دس برس، گیارہ برس، اٹھارہ برس کی عمر کے ممبر مقرر ہونے خلاف عقل ہیں اور بفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے تو جو مسائل یا احکامات ایسی پارلیمنٹ سے پاس ہو کر صادر ہوں گے وہ اہل انصاف کے نزدیک کیا وقعت رکھیں گے اور ضروری اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ مسائل حصہ اول مندرجہ حقیقۃ الفقہ جیسے صادر ہوں۔ اب مقام غور ہے کہ جس فقہ کی یہ حالت ہو اس کو اپنا مایہ ناز سمجھنا بلکہ اس پر فخر کرنا کہاں تک اقتضاء دیانت اور قرین عقل ہے اس موقع پر مولانا روم مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے۔ مثنوی میں ؎

مرغ چوں برآب شورمی تند آب شیریں راندید ست مدد

❶ تقریب التہذیب: ص۱۱۹۔ ❷ تقریب التہذیب: ص۵۰۶۔

❸ تقریب التہذیب: ص۹۲۔

شریعت کیا ہے

(۳۲) شریعت کی تعریف کتب اصول فقہ حنفیہ میں یوں کی گئی ہے۔

اَلشَّرِیْعَۃُ مَا لَا تُدْرَکُ لَوْ لَا خِطَابُ الشَّارِعِ. [1]

''شریعت خطاب شارع کا ہی ہے اور بس''

نورالانوار میں ہے کہ:۔

وَ الْاَ وْلٰی اَنْ یَّکُوْنَ الشَّرْعُ اِسْمًا لِّلدِّیْنِ فَلَا یَحْتَاجُ اِلَی التَّاوِیْلِ. [2]

''شرع نام ہے دین کا جو تاویل کا محتاج نہیں۔''

ایضاً اسی کے حاشیہ پر ہے کہ:۔

وَالْمُرَادُ الدِّیْنُ الْقَوِیْمُ اَیْ دِیْنُ الرَّسُوْلِ.

''مراد دین قویم سے دین رسول اللہ ﷺ ہے۔''

اب کتب فقہ میں نظر کرتے ہیں تو اس میں قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ (ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا) قَالَ اَبُوْیُوْسُفَ (ابو یوسف نے کہا) قَالَ مُحَمَّدٌ (محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا) قَالَ زُفَرُ (زفر نے کہا) قَالَ حَسَنُ بْنُ زِیَادٍ (حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا) قَالَ اَبُو اللَّیْثِ (ابواللیث نے کہا) قَالَ شَمْسُ الْاَئِمَّۃِ السَّرْخَسِیُّ (شمس الائمہ سرخسی نے کہا) قَالَ شَمْسُ الْاَئِمَّۃِ الْحَلْوَائِی (شمس الائمہ حلوائی نے کہا) قَالَ مَشَائِخُ الْبَلْخِ (مشائخ بلخ نے کہا) وغیرہ وغیرہ جا بجا لکھا ہوا ہے۔

تو ان اقوال اور تعریف شریعت کو ملحوظ رکھ کر کیا کہہ سکتے ہیں کہ کتب فقہ کے مسائل تمام شرعی ہیں؟ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ.

---

[1] توضیح تلویح: ص ۴۴۔

[2] نورالانوار: ادلۃ الشرع واصولہ، ص ۵۔

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

لَمْ نُؤْمِنْ بِفَقِيْهٍ اَيًّا كَانَ أَنَّهُ اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ الْفِقْهَ وَ فَرَضَ عَلَيْنَا طَاعَتَهُ وَّاَنَّهُ مَعْصُوْمٌ فَاِنِ اقْتَدَيْنَا بِوَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَذٰلِكَ لِعِلْمِنَا بِاَنَّهُ عَالِمٌ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ رَسُوْلِهٖ. [1]

"کوئی فقیہ (امام ہو یا مجتہد) ہو ہم کسی پر ایمان نہیں لائے کہ اللہ نے اُس پر فقہ وحی کے (طور پر بھیج دی ہے) اور ہم پر اس کی اطاعت فرض کردی ہے اور وہ (خطا سے) معصوم ہے پس اگر ہم اُن میں سے کسی کی پیروی کریں تو یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا ﷺ عالم ہے۔"

غرض کتب شریعت قرآن وحدیث ہی ہیں اور بس۔

شانِ حدیث

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ.﴾ [۴/النساء۱۰۵]

"(اے نبی ﷺ) بے شک ہم نے یہ کتاب (قرآن) تمہاری طرف حق کے ساتھ اتاری ہے کہ تم لوگوں میں اس کے موافق فیصلہ کرو۔ جو تم کو خدا سمجھائے۔"

(۲) اس آیت کے تحت میں امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۳۱۷ میں فرماتے ہیں کہ:۔

قَالَ الْمُحَقِّقُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ

[1] حجۃ اللہ البالغۃ الکلام علی حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ، ج۱ ص ۱۵۶۔

وَالسَّلَامُ مَا كَانَ يَحْكُمُ اِلَّا بِالْوَحْيِ وَالنَّصِّ.

''محققین نے کہا ہے کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ سوائے وحی اور نص کے فیصلہ نہیں کرتے تھے۔''

(۳) اتقان فی علوم القرآن مطبوعہ مصر جلد۲ ص ۱۸۲ میں علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ:۔

فَاِنْ اَعْيَاهُ ذٰلِكَ (اَیْ طَلَبُهٗ مِنَ الْقُرْاٰنِ) طَلَبَهٗ مِنَ السُّنَّةِ فَاِنَّهَا شَارِحَةٌ لِلْقُرْاٰنِ وَ مُوَضِّحَةٌ لَهٗ وَ قَدْ قَالَ الشَّافِعِیُّ كُلُّ مَا حَكَمَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ مِمَّا فَهِمَهٗ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ تَعَالٰى ﴿اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ﴾ [۴/النساء۱۰۵] وَ فِیْ اٰيَاتٍ اُخَرَ وَ قَالَ ﷺ '' اَلَا اِنِّیْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَ مِثْلَهٗ مَعَهٗ ❶ '' يَعْنِی السُّنَّةَ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْهُ مِنَ السُّنَّةِ رَجَعَ اِلٰى اَقْوَالِ عِنْدَ نُزُوْلِهٖ وَ لَمَّا اخْتُصُّوْا بِهٖ مِنَ الْفَهْمِ التَّامِّ وَالْعِلْمِ الصَّحِيْحِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ وَ قَدْ قَالَ رَوَى الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ اِنَّ تَفْسِيْرَ الصَّحَابِیِّ الَّذِیْ شَهِدَ الْوَحْیَ وَالتَّنْزِيْلَ حُكْمُ الْمَرْفُوْعِ.

''اگر یہ بات ان کو مشکل ہو جائے یعنی قرآن سے اس کا تلاش کرنا۔ تو اس کو سنت میں ڈھونڈے۔ کیونکہ سنت قرآن کی شرح و تفسیر ہے اور اس کو واضح کرنے والی ہے اور (امام) شافعی نے بھی کہا ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے احکام بیان فرمائے ہیں تو وہ یا تو معانی قرآن ہیں جو اس سے سمجھے ہیں جیسا کہ فرمایا کہ ''ہم نے تمہاری طرف بھیجی کتاب کہ تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ وہی جو کچھ کہ اللہ نے تم کو سمجھایا اور سوجھایا۔'' دوسری آیتوں میں

❶ مشکوٰۃ: کتاب الایمان باب الاعتصام، رقم ۱۶۳۔

بھی یہی مضمون ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''مجھ کو قرآن عنایت ہوا اور اُس جیسی ایک چیز اور یعنی حدیث۔'' اگر کوئی بات سنت سے نہ ملے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول کی طرف متوجہ ہو کیونکہ وہ اس سے خوب واقف ہیں اس وجہ سے کہ وہ قرآن کے اترتے وقت موجود تھے اور اس کے شانِ نزول سے واقف تھے اور وہ خاص کئے گئے ہیں پوری پوری سمجھ اور ٹھیک ٹھیک علم اور عمل صالح کے لئے اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کی تفسیر جو وقت وحی اور نزول کے حاضر تھے بمنزلہ حدیث مرفوع کے ہے۔''

(۴) اور سورہ اعراف میں ارشاد باری ہے:۔

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَآءَ.﴾ [۷/الاعراف ۳]

''(فرمایا اے لوگو!) تابعداری کرو تم اُس چیز کی جو تمہاری طرف اتاری گئی ہے رب تمہارے کی طرف سے اور مت تابعداری کرو سوائے اس کے اور دوستوں کی۔''

(۵) اس آیت کے تحت علامہ علاؤ الدین علی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خازن جلد۲ ص ۷۱ میں فرماتے ہیں کہ:۔

اِتَّبِعُوا الْقُرْاٰنَ وَ مَآ اَتٰى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ.

''تابعداری کرو تم قرآن کی اور اُس چیز کی جو نبی ﷺ لائے (یعنی حدیث)''

(۶) اور دارمی مطبوعہ رحمانی ص ۵۵ میں ہے کہ:۔

عَنْ حَسَّانَ قَالَ كَانَ يَنْزِلُ جِبْرِيْلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ بِالْقُرْاٰنِ. [1]

''حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام جس طرح قرآن لے کر

[1] سنن الدارمی، باب السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ، ج۱ ص ۱۵۳ رقم: ۵۸۸۔

آپ ﷺ کے پاس نازل ہوتے تھے۔اسی طرح حدیث لے کر (بھی) آپ ﷺ کے پاس نازل ہوتے تھے۔"

(۷) مشکوۃ مطبوعہ انصاری ص۲۹ میں ہے کہ:۔

اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَ مِثْلَهٗ مَعَهٗ. [1]

"فرمایا خبردار ہو! بیشک میں دیا گیا ہوں قرآن اور مثل اس کے ساتھ (یعنی حدیث)۔"

(۸) اور دارمی میں ہے کہ:۔

قَالَ السُّنَّةُ قَاضِيَةٌ عَلَى الْقُرْاٰنِ وَ لَيْسَ الْقُرْاٰنُ بِقَاضٍ عَلَى السُّنَّةِ. [2]

"فرمایا حدیث قاضی ہے قرآن پر اور قرآن قاضی (فیصلہ کرنے والا) نہیں ہے حدیث پر۔"

الحاصل حدیث بھی منزل من اللہ ہے پس جو حکم قرآن کا ہے وہی حکم حدیث صحیح کا ہے یعنی اگر قرآن قطعی ہے تو حدیث بھی قطعی ہے۔

(۹) تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل مطبوعہ مصر جلد۳ ص۱۱۷ میں ہے کہ:۔

قَالَ بَعْضُهُمْ مَتٰى وَ قَعَ تَعَارُضٌ بَيْنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحَدِيْثِ وَجَبَ تَقْدِيْمُ الْحَدِيْثِ لِاَنَّ الْقُرْاٰنَ مُجْمَلٌ وَّالْحَدِيْثُ مُبَيِّنٌ وَّقَالَ بَعْضُهُمُ الْقُرْاٰنُ مِنْهُ مُحْكَمٌ وَّ مِنْهُ مُتَشَابِهٌ فَالْمُحْكَمُ يَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ مُبَيِّنًا وَّالْمُتَشَابِهُ هُوَ الْمُجْمَلُ وَ يُطْلَبُ بَيَانُهٗ مِنَ السُّنَّةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَيْهِمْ.﴾ [۱۶/النحل:۴۴]

"بعض نے کہا کہ جب قرآن وحدیث میں تعارض ہو تو حدیث کو مقدم کرنا

[1] ابوداود، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، رقم:۴۶۰۴۔ مشکوۃ: کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم ۱۶۳ [2] سنن الدارمی، باب السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ، ج۱ ص۱۵۳ رقم:۵۸۷۔

واجب ہے کیونکہ قرآن مجمل ہے اور حدیث مفصل۔ بعض نے کہا قرآن کا بعض حصہ محکم ہے بعض متشابہ۔ محکم کا مفصل ہونا ضروری ہے اور متشابہ وہی مجمل ہے اُس کا بیان حدیث میں طلب کیا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تا کہ تو بیان کر دے لوگوں کو جو ان کی طرف اتارا گیا۔"

(۱۰) میزان شعرانی میں ہے کہ:۔

وَمِنْ هُنَا تَعْلَمُ يَاوَلَدِیْ اَنَّ السُّنَّةَ قَاضِيَةٌ عَلٰى مَا نَفْهَمُهُ مِنْ اَحْكَامِ الْكِتَابِ وَ لَا عَكْسَ فَاِنَّهُ ﷺ هُوَالَّذِیْ بَيَّنَ لَنَا اَحْكَامَ الْكِتَابِ بِاَلْفَاظِ شَرِيْعَتِهٖ ﴿وَمَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى﴾ [۵۳/النجم ۳-۴] وَفِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ [۴/النساء ۵۹] يَعْنِیْ اِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاعْمَلُوْا بِمَا وَافَقَهُمَآ اَوْوَافَقَ اَحَدَهُمَا۔ [1]

"اور یہیں سے معلوم ہو گیا اے لڑکے تحقیق سنت حاکم و فیصلہ کرنے والی ہے کتاب (قرآن) پر اور اس کا عکس نہیں ہے (یعنی قرآن حدیث پر حاکم نہیں ہے) کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہی ہیں جنہوں نے قرآن کے حکم کھولے اور ان کی تفسیر کی الفاظ شریعت کے ساتھ۔ اور آپ ہی ہیں یہاں ہوا وہوس کو دخل نہیں اور جو کچھ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہے سب کا سب وحی ہے۔ اور قرآن شریف میں بھی ہے کہ "اگر تم میں کسی امر میں نزاع ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لے جاؤ۔" یعنی قرآن و حدیث کی کسوٹی پر جانچ لو۔ اور اسی کو مانو جو دونوں یا ایک کے موافق ہو۔"

خاص کر صحیحین کہ ان میں ایک ایک حدیث بسند متعدد منقول ہے الا ماشاء اللہ

[1] میزان الشعرانی: فصل وممایدلک علی صحۃ ارتباط جمیع اقوال علماء الشریعۃ ج ۱ ص ۴۷۔

اسی لئے اجلہ محدثین اس کے قائل ہوئے ہیں کہ بخاری کی حدیثوں میں ہر طبقہ میں دوراوی سے کم نہیں ہیں جن کا بمقتضائے آیت کریمہ

﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ﴾ [۲/البقرۃ:۲۸۲]

''(اور گواہ کرلو تم دو گواہ مردوں اپنے میں سے) ماننا ضروری ہے۔''

(۱۱) فتح المغیث ج۱،ص ۴۷ میں حاکم وبیہقی سے منقول ہے کہ:۔

مِنْ أَنَّ شَرْطَهُمَا اَنْ يَّكُوْنَ لِلصَّحَابِيِّ الْمَشْهُوْرِ بِالرِّوَايَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ رَاوِيَانِ فَصَاعِدًا ثُمَّ يَكُوْنُ لِلتَّابِعِيِّ الْمَشْهُوْرِ رَاوِيَانِ ثِقَتَانِ ثُمَّ يَرْوِيَهُ عَنْهُ مِنْ اَتْبَاعِ التَّابِعِيْنَ الْحَافِظُ الْمُتْقِنُ الْمَشْهُوْرُ وَ لَهُ رُوَّاةٌ ثِقَاتٌ مِّنَ الطَّبْقَةِ الرَّابِعَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ شَيْخُ الْبُخَارِيِّ اَوْمُسْلِمٍ حَافِظًا مُتْقِنًا مَّشْهُوْرًا بِالْعَدَالَةِ فِيْ رِوَايَتِهٖ وَ لَهٗ رُوَّاةٌ ثُمَّ يَتَدَاوَلُهُ اَهْلُ الْحَدِيْثِ بِالْقَبُوْلِ اِلٰى وَقْتِنَا هٰذَا كَالشَّهَادَةِ عَلَى الشَّهَادَةِ.

''بخاری مسلم کی شرط یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ سے جو صحابی رضی اللہ عنہ روایت کرے وہ روایت میں مشہور ہو اور دو شخص یا دو سے زیادہ سے روایت کرتا ہو۔ پھر تابعی راوی بھی مشہور ہو اور دو راوی ثقہ ہوں پھر تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں بھی اُس کو روایت کریں وہ جو حفظ واتقان میں مشہور ہو اور دوراوی ثقہ ہوں پھر تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں بھی اس کو روایت کریں وہ جو حفظ واتقان میں مشہور ہوں اور ان کے بہت ثقہ راوی ہوں۔ چوتھے طبقے والوں میں سے پھر بخاری مسلم کے استاذ ایسے لوگ ہوں جو حفظ و اتقان اور عدالت فی الروایۃ میں مشہور ہوں۔ پھر محدثین اس کو قبول کر کے ہاتھوں ہاتھ لیتے چلے آئے اس وقت تک جیسے گواہی پر گواہی۔''

بعد بخاری ومسلم کے وہ احادیث جو بخاری ومسلم کی شرط پر ہوں۔ پھر وہ جو محض

بخاری کی شرط پر ہوں۔ اور پھر وہ جو صرف مسلم کی شرط پر ہوں۔ پھر وہ جو دوسرے ائمہ کی حدیث کی شرط پر ہوں جنہوں نے تصحیح کا التزام کیا ہے۔

احادیث کا التزام واہتمام

احادیث کی تین قسمیں ہیں۔ ''قولی، فعلی، تقریری'' قولی وہ جو آپ ﷺ نے فرمایا ہو۔ فعلی وہ جو آپ ﷺ نے کیا ہو۔ تقریری وہ جو آپ ﷺ کے سامنے کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے اس پر سکوت فرمایا ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے سچے عاشق تھے جو کچھ آپ کو کرتے دیکھتے خود اس پر عامل ہو جاتے۔ اور ایک دوسرے کو بتاتے یہی حال تابعین و تبع تابعین کا رہا۔ غرضکہ جو احادیث فعلی و تقریری تھیں ان کو تو چنداں یاد کرنے کی ضرورت نہ تھی خود عمل ان کے اس پر شاہد تھے رہی احادیث قولی وہ ان کو خوب یاد کرتے۔ اور جن کو اپنی یاد پر بھروسہ نہ تھا وہ ان کو قلمبند کر لیتے چنانچہ مندرجہ ذیل دلائل سے بخوبی روشن ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

گردان احادیث

(۱۲) دارمی میں ہے کہ:۔

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ تَذَاكَرُوْا هٰذَا الْحَدِيْثَ وَتَزَاوَرُوْا فَاِنَّكُمْ اِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا يُدْرَسْ. [1]

''ابن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ اس حدیث میں گفتگو کرتے رہو اور آپس میں ملتے رہو کیونکہ اگر تم (ایسا) نہ کرو گے تو علم مٹ جائے گا۔''

(۱۳) دارمی ص ۵۶ میں ہے کہ:۔

[1] سنن الدارمی! باب مذاکرۃ العلم ج ۱ ص ۱۵۸ رقم: ۶۲۶۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَذَاكَرُوْا هٰذَا الْحَدِيْثَ لَا يَنْفَلِتُ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِثْلُ الْقُرْاٰنِ مَجْمُوْعٌ مَّحْفُوْظٌ وَّ اِنَّكُمْ اِنْ لَّمْ تَذَاكَرُوْا هٰذَا الْحَدِيْثَ يَنْفَلِتُ مِنْكُمْ وَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ حَدَّثْتُ اَمْسِ فَلَا اُحَدِّثُ الْيَوْمَ بَلْ حَدِّثْ اَمْسِ وَلْتُحَدِّثِ الْيَوْمَ وَ لْتُحَدِّثْ غَدًا. [1]

"سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ (عبداللہ) بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ اس حدیث میں گفتگو کرو تا کہ تم سے کہیں جاتی نہ رہے کیونکہ وہ قرآن کی طرح اکٹھی محفوظ نہیں ہے اور تم لوگ اگر اس حدیث میں گفتگو نہ کرتے رہو گے تو وہ تم سے جاتی رہے گی اور تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے کل حدیث بیان کی لہذا آج نہیں بیان کروں گا بلکہ گزشتہ کل کو بھی بیان کرو اور آج بھی بیان کرو اور آئندہ کل کو بھی بیان کرو۔"

(۱۴) دارمی میں ہے کہ:۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ مِنَّا حَدِيْثًا فَتَذَاكَرُوْهُ بَيْنَكُمْ. [2]

"عطا رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ (عبداللہ) بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم لوگ ہم سے کوئی حدیث سنو تو اس کو آپس میں یاد کرو۔"

(۱۵) دارمی میں ہے کہ:۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّرْوِيَ حَدِيْثًا فَلْيُرَدِّدْهُ ثَلَاثًا. [3]

---

[1] سنن دارمی، باب مذکراۃ العلم، ج ا ص ۱۵۵، رقم: ۶۰۰۔ [2] سنن الدارمی، باب مذاکرۃ العلم، ج ا ص ۱۵۶ رقم: ۶۰۷۔ [3] سنن الدارمی، باب مذاکرۃ العلم، ج ا ص ۱۵۶۔۱۵۷ رقم: ۶۰۹۔

"نافع رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص حدیث بیان کرنا چاہے تو چاہیے کہ اس کو تین مرتبہ لوٹا لے۔"

(۱۶) دارمی میں ہے کہ:۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ رَوٰى عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ تَذَاكَرُوْا هٰذَا الْحَدِيْثَ فَاِنَّ حَيَاتَهٗ مُذَاكَرَتُهٗ. [1]

"عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد یا ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ (ابن مسعود) نے فرمایا کہ تم لوگ اس حدیث میں گفتگو کرتے رہو کیونکہ حدیث کی زندگی یہی ہے کہ اس میں گفتگو کی جائے۔"

(۱۷) دارمی میں ہے کہ:۔

عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ تَذَاكَرُوْا الْحَدِيْثَ فَاِنَّ الْحَدِيْثَ يُهَيِّجُ الْحَدِيْثَ. [2]

"ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا حدیث میں گفتگو کرو کیونکہ ایک حدیث دوسری حدیث کو یاد دلاتی ہے۔"

(۱۸) دارمی میں ہے کہ:۔

عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ كَانَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ رَجَاءٍ يَجْمَعُ صِبْيَانَ الْكُتَّابِ يُحَدِّثُهُمْ يَتَحَفَّظُ بِذَاكَ. [3]

"اعمش کہتے ہیں کہ اسمٰعیل بن رجاء مدرسہ کے لڑکوں کو جمع کر کے ان سے حدیث بیان کرتے تھے۔ اس طریقے سے حفظ کرتے تھے۔"

---

[1] سنن الدارمی: باب مذاکرۃ العلم، ج۱ص۱۵۸، رقم: ۶۱۹۔

[2] سنن الدارمی: باب مذاکرۃ العلم، ج۱ص۱۵۵۔ رقم: ۵۹۷۔

[3] سنن دارمی: باب مذاکرۃ العلم، ج۱ص۱۵۶، رقم: ۶۰۵۔

(۱۹) دارمی میں ہے کہ:۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ الشَّقَرِیِّ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدِّثْ حَدِیْثَکَ مَنْ یَّشْتَھِیْہِ وَ مَنْ لَّا یَشْتَھِیْہِ فَاِنَّہٗ یَصِیْرُ عِنْدَکَ کَاَنَّہٗ اِمَامٌ تَقْرَاُہٗ۔ ❶

''ابو عبداللہ شقری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تم اپنی حدیث لوگوں سے بیان کرو خواہ وہ اس کی خواہش رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں کیونکہ وہ تمہارے نزدیک ایسا ہے کہ گویا کہ وہ ایک کتاب ہے جس کو تم پڑھ رہے ہو۔''

(۲۰) دارمی میں ہے کہ:۔

عَنْ یَّزِیْدَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ اِحْیَآءُ الْحَدِیْثِ مُذَاکَرَتُہٗ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُاللّٰہِ ابْنُ شَدَّادٍ یَّرْحَمُکَ اللّٰہُ کَمْ مِّنْ حَدِیْثٍ اَحْیَیْتَہٗ فِیْ صَدْرِیْ کَانَ قَدْمَاتَ۔ ❷

''یزید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث کا زندہ رکھنا یہ ہے کہ اس میں گفتگو کی جائے تو ان سے عبداللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے بہت سی حدیثیں جو مرگئی تھیں (یعنی میں بھول گیا تھا) آپ نے ان کو میرے سینے میں زندہ کردیا۔(یعنی یاد کرادیں)''

(۲۱) دارمی میں ہے کہ:۔

اَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اللَّیْثَ بْنَ سَعْدٍ یَّقُوْلُ تَذَاکَرَ ابْنُ شِھَابٍ لَیْلَۃً بَعْدَالْعِشَآءِ حَدِیْثًا وَّ ھُوَ جَالِسٌ مُتَوَضِّئًا قَالَ فَمَا زَالَ ذٰلِکَ مَجْلِسُہٗ حَتّٰی اَصْبَحَ قَالَ

❶ دارمی: باب مذاکرۃ العلم، ج۱ص۱۵۶، رقم ۶۰۲۔
❷ سنن الدارمی: باب مذاکرۃ العلم، ج۱ص۱۵۷، رقم: ۶۱۰۔

مَرْوَانُ جَعَلَ يَتَذَاكَرُ الْحَدِيْثَ. [1]

"مروان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہتے تھے کہ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ رات کو ایک حدیث کا ذکر کیا اور وہ وضو کر کے بیٹھے ہوئے تھے تو وہ اُن کا جلسہ برابر رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ مروان کہتے ہیں کہ وہ برابر حدیث کا ذکر کرتے رہے۔"

کتابت احادیث

(۲۲) مسند دارمی میں ہے کہ:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَنَّهُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّىْ اُرِيْدُ اَنْ اَرْوِىَ مِنْ حَدِيْثِكَ فَارَدْتُّ اَنْ اَسْتَعِيْنَ بِكِتَابِ يَدِىْ مَعَ قَلْبِىْ اِنْ رَاَيْتَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ كَانَ حَدِيْثِىْ ثُمَّ اسْتَعِنْ بِيَدِكَ مَعَ قَلْبِكَ. [2]

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں آپ کی حدیثیں (لوگوں سے) بیان کروں اور میں چاہتا ہوں کہ اپنے دل کے ساتھ اپنے ہاتھ کے لکھنے سے بھی مدد لوں۔ اگر آپ اس کو مناسب سمجھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری حدیث ہو تو اپنے دل کے ساتھ اپنے ہاتھ سے بھی مدد لو۔ (یعنی لکھ لو)"

(۲۳) دارمی میں ہے کہ:۔

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ اِلٰى اَبِىْ بَكْرِبْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو

[1] سنن الدارمی: باب مذاکرۃ العلم، ج۱، ص۱۵۷، رقم: ۶۱۶۔

[2] سنن الدارمی: باب من رخص فی کتابۃ العلم، ج۱ ص۱۶۳ رقم: ۴۸۵ ورواہ الحاکم وقال ھذا حدیث حسن صحیح الاسناد۔

بْنِ حَزْمٍ اَنِ اكْتُبْ اِلَيَّ بِمَاثَبَتَ عِنْدَكَ مِنَ الْحَدِيْثِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ مَا بِحَدِيْثِ عُمَرَ فَاِنِّيْ قَدْ خَشِيْتُ دَرْسَ الْعِلْمِ وَ ذَهَابَهُ. [1]

''وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں مجھ سے زیادہ کسی کو آپ کی حدیثیں یاد نہیں تھیں سوائے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔''

(۲۵) دارمی میں ہے کہ:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ اَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ اَسْمَعُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اُرِيْدُ حِفْظَهُ. [2]

''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتا تھا اس کو یاد کرنے کی غرض سے لکھ لیا کرتا تھا۔''

(۲۶) دارمی میں ہے کہ:۔

سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَّقُوْلُ كُنْتُ اَسِيْرُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ لَيْلًا وَّكَانَ يُحَدِّثُنِيْ بِالْحَدِيْثِ فَاَكْتُبُهُ فِيْ وَاسِطَةِ الرَّحْلِ حَتّٰى اَصْبَحَ فَاَكْتُبُهُ. [3]

''سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کے راستے میں رات کو چلتا تھا اور وہ مجھ سے حدیث کرتے تھے تو میں اس کو سواری کے کجاوے کے آگے لکھ لیتا تھا یہاں تک کہ جب صبح ہوتی تھی

[1] سنن الدارمی: باب من رخص فی کتابۃ العلم، ج ا ص ۱۳۷ رقم: ۴۸۷۔
[2] سنن الدارمی: باب من رخص فی کتابۃ العلم، ج ا ص ۱۳۶ رقم: ۴۸۴۔
[3] سنن الدارمی: باب من رخص فی کتابۃ العلم، ج ا ص ۱۳۸ رقم: ۴۹۹۔

تو اس کو نقل کرتا تھا۔''

(۲۷) دارمی میں ہے:۔

وَ كَانَ سُفْيَانُ يَكْتُبُ الْحَدِيْثَ بِاللَّيْلِ فِي الْحَائِطِ فَإِذَا اَصْبَحَ نَسَخَهُ ثُمَّ حَكَّهُ. [1]

''مبارک بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ رات کو حدیث دیوار پر لکھ لیا کرتے تھے اور جب صبح ہوتی تھی تو اس کو نقل کر لیتے تھے پھر دیوار کو صاف کر دیتے تھے۔''

غرضیکہ احادیث قبل مدون ہونے کے اس کی حفاظت کے لئے نہایت درجہ اہتمام کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ یہ بات فقہ حنفیہ کو کہاں میسر آ سکتی تھی بلکہ کسی اور علم کو بھی نہیں۔ اور نیز تصرف سے بچنے کے لئے ایک خاص علم مدون ہوا جس کو علم رجال کہتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو احادیث مرفوعہ بعد تنقید و جرح تعدیل کے صحیح ثابت ہوں ان کے مثل قرآن کے قطعی ہونے میں کیا کلام ہے۔ **فَهُوَ الْمُرَاد**

فتاوے حدیث کے متعلق

(۲۸) اعلام الموقعین مطبوعہ اشرف المطابع جلد۲ ص ۴ ۲۷ میں ہے کہ:۔

اِذَاصَحَّ الْحَدِيْثُ وَ جَبَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ بِهِ حِجَازِيًّا كَانَ اَوْعِرَاقِيًّا اَوْ شَامِيًّا اَوْ مِصْرِيًّا اَوْ يَمَنِيًّا. [2]

''جب کوئی حدیث صحیح ثابت ہو تو اس پر عمل واجب ہے حجازی ہو یا عراقی، شامی ہو یا مصری یا یمنی (غرضیکہ کسی ملک کی ہو۔)''

(۲۹) ہدایہ میں ہے کہ:۔

وَ لَوْ بَلَغَهُ الْحَدِيْثُ فَاعْتَمَدَ فَكَذٰلِكَ عِنْدَ مُحَمَّدٍ لِاَنَّ قَوْلَ

---

[1] دارمی: باب من رخص فی کتابۃ العلم، رقم: ۵۰۸۔

[2] اعلام الموقعین: القول فی التمذہب بمذہب معین ج ۴/ ۲۳۳۔

الرَّسُوْلِ ﷺ لَا یَنْزِلُ عَنْ قَوْلِ الْمُفْتِیِ.

''اور اگر اس کو حدیث ملے اور اس پر اعتماد کیا تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسی طرح ہے' اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمودہ مفتی کے قول سے کم درجہ نہیں ہوتا۔'' [1]

(۳۰) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی نقشبندی سرہندی نے (دفتر دوم، مکتوبات ۱۹ ص ۶۹) میں سنت سنیہ کی تابعداری کرنے اور بدعت نامرضیہ سے بچنے اور اس کے مناسب بیان میں میر محب اللہ کی طرف صادر فرمایا۔ حمد صلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد برادر عزیز میر محب اللہ کی خدمت میں فقیر عرض کرتا ہے کہ اس طرف کے فقراء کے احوال و اوضاع حمد کے لائق ہیں۔ اور آپ کی سلامتی اور استقامت اللہ تعالیٰ سے مطلوب و مسئول ہے۔ سب سے اعلیٰ نصیحت یہی ہے کہ حضرت سید المرسلین ﷺ کا دین اور متابعت اختیار کریں۔ سنت سنیہ کو بجا لائیں اور بدعت نامرضیہ سے پرہیز کریں۔ اگرچہ بدعت صبح کی سفیدی کے مانند روشن ہو۔ لیکن درحقیقت اس میں کوئی روشنی نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کسی بیماری کی دوا اور بیماری کی شفا ہے۔ کیونکہ بدعت دو حال سے خالی نہیں۔ یا سنت کی رافع ہوگی یا رافع سنت سے ساکت ہوگی۔ ساکت ہونے کی صورت میں بالضرور سنت پر زائد ہوگی۔ جو درحقیقت اس کو منسوخ کرنے والی ہے کیونکہ نص پر زیادتی نص کی ناسخ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بدعت خواہ کسی قسم کی ہو۔ سنت کی رافع اور اس کی نقیض ہوتی ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی خیر اور حسن نہیں۔ ہائے افسوس انہوں نے دین کامل اور اسلام پسندیدہ میں جبکہ نعمت تمام ہو چکی بدعت محدثہ کے حسن ہونے کا کس طرح حکم دیا۔ یہ نہیں جانتے کہ اکمال و اتمام اور رضا کے حاصل ہونے کے بعد دین میں کوئی نیا کام پیدا کرنا حسن سے کوسوں دور ہے۔ ﴿فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ﴾ (حق کے بعد گمراہی ہے) اگر یہ لوگ

---

[1] معیار الحق: باب دوم تقلید ائمہ اربعہ ص ۷۲۔

جانتے کہ دین میں محدثہ امر کو حسن کہنا دین کے کامل نہ ہونے کو مستلزم ہے اور نعمت کے ناتمام رہنے پر دلالت کرتا ہے تو ہرگز اس قسم کے حکم پر دلیری نہ کرتے۔ ﴿رَبَّنَا لَاتُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَانَا﴾[۲/البقرۃ:۲۸۶] (یا اللہ تو ہماری بھول چوک پر مواخذہ نہ کر) وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ عَلٰی مَنْ لَّدَیْکُمْ.

(۳۱) میزان شعرانی میں ہے کہ:۔

وَ کَانَ الشَّافِعِیُّ یَقُوْلُ الْحَدِیْثُ عَلٰی ظَاهِرِهٖ لٰكِنَّهٗ اِذَا احْتَمَلَ عِدَّةَ مَعَانٍ فَاَوْلٰهَا مَا وَافَقَ الظَّاهِرَ. [1]

''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر ہے لیکن جب اس میں مختلف معانی کا احتمال پیدا کر دیا جائے تو لائق عمل وہی معنی ہے جو ظاہر ہے۔''

محدثین کی تعریف

(۳۲) میزان شعرانی میں ہے کہ:۔

وَ کَانَ یَقُوْلُ اَهْلُ الْحَدِیْثِ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ کَالصَّحَابَةِ فِیْ زَمَانِهِمْ وَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَارَاَیْتُ صَاحِبَ حَدِیْثٍ فَکَاَنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [2]

''(امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ اہلحدیث کی مثال ہر ایک زمانہ میں ایسی ہے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے زمانہ میں تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ میں جب کسی محدث کو دیکھ لوں تو گویا میں نے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو دیکھا۔''

(۳۳) میزان شعرانی میں ہے کہ:۔

---

[1] میزان الشعرانی: فصل فیما نقل عن الامام الشافعی من ذم الرأی، ج ۱ ص ۷۳۔

[2] میزان الشعرانی: فصل فی ما نقل عن الامام الشافعی من ذم الرأی، ج ۱ ص ۷۳۔

و كان احمد بن سريج يقول اهل الحديث اعظم درجة من الفقهاءِ لا عتنائهم بضبط الاصول. ❶

''احمد بن سریج کہتے ہیں کہ اہل حدیث کا درجہ فقہاء سے زیادہ ہے کیونکہ انہوں نے اصول شریعت کو محفوظ رکھا۔''

(۳۴) مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی، امام الکلام میں فرماتے ہیں کہ:۔

مَنْ نَظَرَ بِنَظَرِ الْاِنْصَافِ وَ غَاصَ فِيْ بِحَارِ الْفِقْهِ وَا لْاُصُوْلِ مُتَجَنِّباً عَنِ الْاِعْتِسَافِ يَعْلَمُ عِلْماً يَقِيْنًا اَنَّ اَكْثَرَ الْمَسَائِلِ الْفَرْعِيَّةِ وَالْاَصْلِيَّةِ الَّتِيْ اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْهَا فَمَذْهَبُ الْمُحَدِّثِيْنَ فِيْهَا اَقْوٰى مِنْ مَّذَاهِبِ غَيْرِهِمْ وَاِنِّيْ كُلَّمَا اَسِيْرُ فِيْ شُعَبِ الْاِخْتِلَافِ اَجِدُ قَوْلَ الْمُحَدِّثِيْنَ فِيْهِ قَرِيْبًا مِّنَ الْاِنْصَافِ فَلِلّٰهِ دَرُّهُمْ وَ عَلَيْهِ شُكْرُهُمْ كَيْفَ لَاوَهُمْ وَرَثَةُ النَّبِيِّ ﷺ حَقًّا وَ نُوَّابُ شَرِيْعَتِهٖ صِدْقًا حَشَرَنَا اللّٰهُ فِيْ زُمْرَتِهِمْ وَ اَمَاتَنَا عَلٰى حُبِّهِمْ وَ سِيْرَتِهِمْ. ❷

''جس نے انصاف کی نظر سے دیکھا ہے اور فقہ و اصول کے دریا میں غوطہ لگایا ہے اگر اس میں کجروی نہیں ہے تو وہ یقیناً جانتا ہے کہ اکثر ایسے مسائل فرعیہ و اصلیہ جن میں علماء مختلف ہوتے ہیں محدثین ہی کا مذہب اُن میں اوروں کے مذہب سے قوی تر ہے اور میں جہاں تک اختلافی باتوں کو دیکھتا ہوں محدثین ہی کا قول اس میں ٹھیک پاتا ہوں۔ اللہ ہی کے واسطے ہے خوبی ان کی اور اسی کے ذمہ ہے جزا ان کی۔ کیوں نہیں وہی لوگ رسول خدا ﷺ کے سچے وارث اور شریعت محمدی ﷺ

❶ میزان الشعرانی: فصل فی بیان ما ورد فی ذم الرأی عن الشارع، ج۱، ص۷۰۔

❷ الارشاد الی سبیل الرشاد: ص۲۹۰۔

کے سچے نواب ہیں۔ اللہ میرا حشر ان کے زمرہ میں کرے۔ اور مجھ کو ان کی محبت اور خصلت پر دنیا سے اٹھائے۔"

فتاوے متعلق محدثین وکتب احادیث

(۳۵) طحطاوی حنفی شرح درمختار مطبوعہ مصر ص ۱۵۳ میں لکھتے ہیں کہ:۔

وَ عُلَمَآءُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ الَّذِيْنَ جَمَعُوْا صِحَاحَ الْاَحَادِيْثِ فِى اُمُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَقْوَالِهٖ وَ اَفْعَالِهٖ وَ حَرَكَاتِهٖ وَ سَكَنَاتِهٖ وَ اَقْوَالِ الصَّحَابَةِ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا هُمْ بِاِحْسَانٍ مِثْلُ الْاِمَامِ الْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ وَ غَيْرِهِمَا مِنَ الثِّقَاتِ الْمَشْهُوْرِيْنَ الَّذِيْنَ اتَّفَقَ اَهْلُ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ عَلٰى صِحَّةِ مَآ اَوْرَدُوْا فِىْ كُتُبِهِمْ مِنْ اُمُوْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَ اَصْحَابِهٖ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

"علماء اہلحدیث وہ ہیں کہ جنہوں نے صحیح حدیثیں جمع کیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کے اخبار میں آئی ہیں' اور جو آپ کے اقوال اور آپ کے افعال اور آپ کے نشست و برخاست میں آئی ہیں اور صحابہ و مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے متعلق آئی ہیں جیسے امام بخاری و مسلم اور ان کے سوا اور بھروسہ کے مشہور محدثین کہ ان کی روایتوں پر جو اُن کی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے احوال ہیں۔ یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق اہل مشرق ومغرب نے بھروسہ کرلیا ہے اور ان کو صحیح مان لیا ہے۔"

سوال

ہم لوگ حنفی المذہب کے نزدیک کتب احادیث مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، آثار امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، صحیح بخاری' صحیح مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن

ماجہ، مشکوٰۃ، بلوغ المرام، مسند امام احمد، مؤطا امام مالک، دار قطنی، دارمی مستند و مسلم ہیں یا نہیں اور مؤلفین کتب مذکورہ اہلسنت سے تھے یا نہیں۔

جواب (۱)

(۳۶) کتب مندرجہ بالا سب مستند و مسلم عندالحنفیہ ہیں اور مصنفین ان کتب کے اہلسنت والجماعت سے تھے۔ فقط حررہ عبدالہادی از لکھنو

جواب (۲)

(۳۷) کتب مذکورہ کے مصنفین اہلسنت والجماعت سے تھے۔ اور بعض کتابیں ان میں ایسی ہیں جن میں صحیح حدیثیں مروی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ اور دیگر کتب میں صحیح و ضعیف دونوں قسم کی روائتیں ہیں۔ فقط واللہ اعلم شیخ محمد بن شیخ حسین عرب مرحوم از ندوہ لکھنؤ

جواب (۳)

(۳۸) تمام جماعت اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ سب کتابیں معتبر ہیں۔ ہاں ان کے درجہ میں فرق ہے۔ مثلاً بخاری شریف سب سے زیادہ مستند ہے۔ اس کے بعد مسلم شریف، اس کے بعد ترمذی، ابوداؤد و نسائی وغیرہ۔ بعض محدثین نے صحیحین کے بعد مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو رکھا ہے۔ بہرحال یہ کتابیں معتبر ہیں اور ان کے مصنفین اجلۂ اہلسنت والجماعت میں سے ہیں۔ فقط کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

جواب (۴)

(۳۹) یہ کتب احادیث حنفیہ کے نزدیک معتبر اور مستند ہیں۔ یعنی ان کتابوں میں زیادہ تر وہ احادیث ہیں جن کا پایۂ اعتبار بہت بلند ہے۔ اگر حنفیہ ان کتابوں کی کسی حدیث پر عمل نہیں کرتے ہیں تو اس کی یہ وجہ ہے کہ اور احادیث ان سے زوردار مانی گئی ہیں۔ جنکی تنقیح ائمہ حدیث نے کردی ہے ان کتب احادیث کے جامعین اہلسنت والجماعت

ہیں۔ اور امت مرحومہ کے مایہ ناز ہیں۔ فقط کتبہ محمد عبداللہ انصاری ناظم دینیات از علی گڑھ الجواب الصحیح کتبہ المذ نب عبدالباقی اصلح اللہ تعالیٰ حالہ

جواب مندرجہ ذیل کے سوال میں کچھ فرق ہے وہ یہ کہ زید کہتا ہے کہ کتب احادیث مذکور عندالحنفیہ مستند و مسلم ہیں اور انکے مؤلفین اہلسنت سے تھے عمرو کہتا ہے کہ نہ یہ کتابیں مستند و مسلم ہیں اور نہ ان کے مؤلفین اہلسنت سے تھے اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان ہر دو میں سے کس کا قول معتبر ہے۔

جواب (۵)

(۴۰) زید کا قول صحیح ہے۔ عمرو نے درحقیقت کتب مندرجہ سوال ہی پر حملہ نہیں کیا بلکہ ائمہ ثلاثہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وامام مالک رحمۃ اللہ علیہ وامام احمد رحمۃ اللہ علیہ ودیگر ائمہ مثلاً امام محمد رحمۃ اللہ علیہ وامام بخاری وغیرہم رضی اللہ عنہم کو دائرہ سنیت سے نکال کر خود جماعت اہلسنت سے خارج ہو گیا۔ جب اکابردین عمرو کے نزدیک سنی نہ رہے۔ جن کی مبارک ذاتوں کی بدولت سنت کی بنیاد پڑی اور کرۂ ارض میں اس کا شیوع ہوا۔ تو پھر کیا ایران کے روافض اور قادیان کا طائفہ طاغیہ اور مسقط کے خوارج اور بنارس و متھرا کے پنڈت و سادھو سنی قرار پائیں گے۔ اور جب انہیں کی کتابیں مستند و مسلم نہ رہیں تو پھر کاشی و بنارس کی پستکیں مستند و مسلم ہوں گی۔ عمرو کو قرآن پاک کی یہ آیت سنا دی جائے کہ ﴿وَ مَنۡ یَّتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ وَسَآءَتۡ مَصِیۡرًا﴾ [۴/النساء۱۱۵] اس پر بھی باز نہ آئے تو پھر اس کے لئے وہی ٹھکانا ہے جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔ فقط کتبہ العبد المسکین معین الدین الاجمیری کان اللہ لہ ناظم انجمن جمعیۃ انوار خواجہ رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر ھٰذا ھُوَ الْحَقُّ. اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ محمد عبدالمجید عفی عنہ اَلْجَوَابُ صَوَابٌ عبدالحی عفی عنہ

صَحَّ الْجَوَابُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ حامد حسین عفی عنہ

واقعی ان جوابات کے متعلق کس کو کلام ہے مگر مولانا مولوی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی دیوبند کا مشرب ہی نرالا ہے۔ آپ کا جواب سب علماء کے خلاف ہے۔

جواب (٦)

کتب مذکورہ میں ہر ایک قسم کی احادیث ہیں۔ نہ تمام صحیح ہیں نہ تمام ضعیف۔ اور نہ تمام معمول بہا ہیں نہ غیر معمول بہا بیشتر اور اکثر مؤلفین مذکورین شافعی المذہب ہیں۔ پس حنفی المذہب کو اپنے مذہب کی فقہ کی کتابیں معمول بہا بنانی چاہئیں اور مسائل فقہیہ پر عمل کرنا چاہیے۔ فقط کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند۔

مجید صاحب چونکہ حنفی ہیں یقین کرتا ہوں کہ تمام مسائل کتب فقہ پر جو ذیل کے حصہ اول میں درج کئے جاتے ہیں خود تو ضرور عامل ہوں گے۔



حصہ اوّل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

بعد حمد وصلوٰۃ کے اس قدر عرض کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں کہ ہمارے حنفی بھائی مسائل فقہیہ کے متعلق کہا کرتے ہیں۔ کہ ہمارا کوئی مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث کا ہی مغز وعطر ہے۔ اس لئے (۶۱۹) مسائل مندرجہ ذیل حصہ اول ہدیۂ ناظرین کر کے انصاف کا خواستگار ہوں۔ کہ واقعی یہ مسائل قرآن وحدیث کے مغز وعطر ہیں یا کیا؟ اور جن کتب فقہیہ مترجمہ کا ان ہر دو حصوں میں اقتباس لیا گیا ہے ان کا مطبع وسنہ طبع قلمبند کئے دیتا ہوں تاکہ ناظرین کو اصل کتاب سے مقابلہ کرنے میں آسانی ہو۔

نام کتاب	نام مطبع	کون سی بار طبع ہوئی
عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ	نولکشور	باراول ۱۸۹۶ء
نورالہدایہ ترجمہ شرح وقایہ	مجیدی کانپور	۱۹۱۴ء
غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار	نولکشور	بارچہارم ۱۹۰۰ء
فتاوی ہندیہ ترجمہ فتاوی عالمگیری اول	نولکشور	باردوم ۱۸۹۹ء
حصہ دوم، حصہ سوم وحصہ چہارم	نولکشور	۱۸۹۹ء ۱۹۰۰ء
احسن المسائل ترجمہ کنزالدقائق	مجتبائی دہلی	بارسوم ۱۹۰۷ء
ضروری ترجمہ قدوری	مجتبائی دہلی	باردوم ۱۹۰۸ء
صلوۃ الرحمن ترجمہ منیۃ المصلی	مصطفائی لاہور	۱۸۶۵ء

کشف الحاجۃ ترجمہ مالا بدمنہ	نولکشور	۱۸۸۴ء
بہشتی زیور حصہ اول	بالالی ساڈھورہ	ایضاً
// حصہ دوم و حصہ سوم	رزاقی کانپور	ایضاً
// حصہ چہارم	عمدۃ المطابع	ایضاً
// حصہ ششم‘ دہم‘ یازدہم	بلالی ساڈھورہ	ایضاً

ضروری گزارش

اول:۔ سبب تالیف میں بصراحت گزارش کر چکا ہوں کہ جن کتب فقہیہ کا ترجمہ اردو میں ہو گیا ہے ان سے مسائل اخذ کر کے دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ چونکہ تراجم غیر مشہور تھے اور بعض کتب کے متعدد ترجمے بھی ہو چکے تھے اس لئے مناسب یہی معلوم ہوا کہ اصل کتب مشہورہ (یعنی ہدایہ‘ شرح وقایہ منیہ‘ کنز عالمگیری‘ درمختار) کے حوالہ پر ہی اکتفا کیا جائے۔ ناظرین مطلع رہیں اور مغالطہ میں نہ پڑیں۔

دوم:۔ مسائل مندرجہ ہر دو حصص ترجمہ متون اور شروح سے اخذ کئے گئے ہیں۔

سوم:۔ حتی الامکان الفاظ کا التزام کیا گیا ہے لیکن بچند وجوہ‘ وجہ اول متعدد کتب سے اقتباس کرنا۔ وجہ دوم عبارات غیر عام فہم کو عام فہم کرنا‘ وجہ سوم عبارات طویلہ کو مختصر کرنا۔ ان ہر وجوہات کو مدنظر رکھ کر الفاظ کا التزام غیر ممکن سا تھا۔ اس لئے نہ ہو سکا۔ باجود اس قدر اہتمام کے بشریت کے سبب سے کوئی غلطی یا سہو سرزد ہو جائے تو اس کی اصلاح فرمائیں۔

﴿وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [۶۴/ التغابن:۱۴]

تنبیہ

قبل اس کے کہ مسائل مرقوم ہوں۔ ان کے متعلقات کتاب الشتی کے ذیل میں بہ ترتیب ابواب درج کئے جاتے ہیں۔

کتاب الشتی

باب حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے حیلوں کے بیان میں

تنبیہ

آپ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ الاستاذ ہیں۔ آپ کے محامد وتعریف میں ایک جم غفیر رطب اللسان ہے اور فی الواقع آپ ایسے ہی تھے۔ مگر کتب فقہ میں آپ کے متعلق جو کچھ نقشہ دکھایا گیا ہے وہ قابل ملاحظہ ہے۔

(۱) آپ جب سونے جاتے تو خادم سے فرماتے کہ جو شخص گھر میں آنے کی اجازت مانگے تو کہنا کہ یہاں نہیں ہیں۔ اور یہ مراد لینا کہ جہاں تو کھڑا ہے وہاں کھڑے نہیں ہیں۔ [1]

(۲) جو شخص آپ سے ملنا چاہتا اور آپ کو ملنا منظور نہ ہوتا تو تکیہ وغیرہ پر سوار ہو جاتے اور خادم سے کہتے کہہ دے وہ تو سوار ہو گئے۔ [2]

(۳) جو شخص آپ سے کوئی چیز مستعار مانگتا اور آپ کو دینی نہ ہوتی تو ہاتھ زمین پر رکھ کر فرماتے کہ یہاں نہیں ہے۔ [3]

باب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب کے بیان میں

تنبیہ

لوگوں نے اس معاملہ میں افراط وتفریط سے کام لیا ہے۔ کسی نے تو انتہائی افراط میں یہاں تک غلو کیا کہ آپ کی مدح میں احادیث وضع کر لیں۔ کسی نے در پردہ

---

[1] عین الھدایۃ: کتاب الحیل فصل ۱۹ معاریض کے بیان میں، ج ۴ ص ۹۴۴۔

[2] عین الھدایۃ: کتاب الحیل، فصل ۱۹، معاریض کے بیان میں جلد ۴ ص ۹۴۴۔

[3] عین الھدایۃ: کتاب الحیل، فصل ۱۹، معاریض کے بیان میں جلد ۴ ص ۹۴۴۔

یہاں تک تفریط کی کہ بہت سے گندے مسائل وضع کر کے آپ کے ذمے لگا دیئے۔ اس لئے وہ حالات درج کرنا چاہتا ہوں کہ جو افراط و تفریط سے محفوظ ہوں اس کو جناب امام رحمۃ اللہ علیہ کی کسر شان پر محمول نہ فرمائیں ورنہ میرے نزدیک تو آپ اس سے بھی بڑھ کر ہیں جیسا کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں نقل فرمایا ہے۔

اَبُوْ حَنِيْفَةَ الْإِمَامُ الْاَعْظَمُ فَقِيْهُ الْعِرَاقِ كَانَ اِمَامًا وَّرِعًا عَالِمًا عَامِلًا مُتَعَبِّدًا كَبِيْرَ الشَّانِ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اَفْقَهُ النَّاسِ وَ قَالَ الشَّافِعِيُّ النَّاسُ فِي الْفِقْهِ عِيَالٌ عَلٰى اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ قَالَ يَزِيْدُ مَارَاَيْتُ اَحَدًا اَوْرَعَ وَ لَآ اَعْقَلَ مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ. [1]

''حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے امام ہیں۔ عراق کے فقیہ ہیں۔ آپ امام تھے پارسا تھے عالم تھے عامل تھے عبادت کرنے والے تھے بڑی شان والے تھے ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بڑے فقیہ تھے لوگوں میں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگ عیال تھے فقہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔ کہا یزید نے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو زیادہ پارسا اور عقل والا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے۔''

(۴) حدیث:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میری امت کا چراغ ہے۔ [2]

ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِيْنَ. [3]

''یہ حدیث باتفاق محدثین موضوع ہے۔''

(۵) حدیث:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام نبی میرے سبب سے فخر کرتے ہیں اور میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سبب سے فخر کرتا ہوں۔ [4]

---

[1] تذکرۃ الحفاظ: الطبقۃ الخامسۃ، ج۱ص۱۲۶۔ [2] درمختار: مقدمۃ فی فضائل امام اعظم ج۱ص۳۱۔
[3] موضوعات کبریٰ: ص۴۷۔ [4] درمختار: مقدمۃ فی فضائل امام اعظم ج۱ص۳۱۔

(۶) جرجانی سے مروی ہے کہ اگر امت موسوی علیہ السلام اور عیسوی علیہ السلام میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم ہوتے تو وہ لوگ یہودی اور نصرانی نہ ہوتے۔ [1]

''ان دونوں حدیثوں کے متعلق وہی لکھ دینا کافی ہے جو مولانا عبدالحی صاحب اپنے رسالہ تحفۃ السعادۃ مطبوعہ مجتبائی لکھنؤ ص ۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ قسم ششم وہ لوگ ہیں جن کو تعصب مذہبی اور تجمد تقلیدی نے حدیث وضع کرنے پر آمادہ کیا ہے جیسے کہ مامون ہروی۔ اس نے حدیثیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی مذمت اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں بنائی ہیں۔''

(۷) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سو بار اللہ کو خواب میں دیکھا۔ [2]

''فتاوی قاضی خاں جلد چہارم فصل التسبیح والتسلیم میں لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ میں نے اللہ کو خواب میں دیکھا تو وہ شخص اور بتوں کی پوجا کرنے والا برابر ہے۔'' یہ دونوں متضاد قول قابل غور ہیں۔''

(۸) امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخر حج میں کعبہ شریف کے خادموں سے ایک رات داخل ہونے کی اجازت لی تو کھڑے ہوئے نماز میں بیت اللہ کے دو ستونوں کے درمیان داہنے پاؤں پر اور بایاں پاؤں داہنے کی پشت پر رکھا۔ یہاں تک کہ آدھا قرآن ختم کیا۔ پھر رکوع اور سجدہ کیا۔ پھر کھڑے ہوئے بائیں پاؤں پر اور داہنا پاؤں اس کی پشت پر رکھا یہاں تک کہ قرآن کو ختم کیا۔ پھر جب سلام پھیرا تو روئے اور مناجات کی اپنے رب سے اور کہا الٰہی تیرے اس بندۂ ضعیف نے تیری عبادت نہیں کی جیسی کہ تجھ کو لائق ہے لیکن تجھ کو جانا جیسے کہ تیرے جاننے کا حق ہے۔ تو اس کی خدمت کے نقصان کو اس کے کمال معرفت کے سبب سے بخش دے۔ یعنی کمال عرفان کو نقصان خدمت کا کفارہ کر۔ تو بیت اللہ کے ایک جانب سے آواز غیبی آئی کہ اے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو

---

[1] درمختار: مقدمۃ فی فضائل امام اعظم، ج۱ص۳۱۔

[2] درمختار: مقدمۃ فی فضائل امام اعظم ج۱ص۲۹۔

نے ہم کو جانا جیسا کہ حق معرفت تھا اور البتہ تو نے ہمارے خدمت کی تو خوب ہی خدمت کی۔ اور مقرر ہم نے تجھ کو بخشا۔ اور اس کو بخشا جو تیرا تابع ہوا ان لوگوں میں سے جو تیرے مذہب پر ہیں قیامت تک۔ [1]

(ایسی باتوں سے جب لوگوں کو بخشش کا پتہ مل گیا تو پھر عمل کی ضرورت کیوں سمجھیں گے۔)

(۹) حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور دعا کروائی۔ [2]

> "یہ امر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ۴۰ھ میں وفات پانا اور امام ابوحنیفہ کا ۸۰ھ میں پیدا ہونا مسلمہ ہے مگر یہ مولف تہذیب کی تاریخ دانی اور صحت روایت کا نمونہ ہے۔"

(۱۰) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نازل ہوکر) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر حکم کریں گے۔ [3]

> "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرمائیں کہ کسی نبی کا رتبہ مجھ سے مت گھٹاؤ۔ مگر ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امام کا مقلد بنا دیا۔"
>
> ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

(۱۱) حضرت خضر علیہ السلام نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تیس برس میں علم حاصل کیا۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام سے امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے تین برس میں حاصل کر کے ہزاروں کتابیں تصنیف کیں۔ پھر ان کو صندوق میں ہر جوں میں امانت رکھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کتابوں کو نکال کر عمل کریں گے۔ [4]

> "اس کے مقابلے میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حنفی کا قول (مطمع نظر جاہلوں کا فرط تعصب اور عناد سے کچھ نہیں مگر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تفضیل۔ اگرچہ بے

---

[1] درمختار: مقدمۃ فی فضائل امام اعظم، ج۱ص۳۰۔ [2] درمختار: مقدمۃ فی فضائل امام اعظم، ج۱ص۳۶۔

[3] درمختار: مقدمۃ فی فضائل امام اعظم، ج۱ص۳۳۔ [4] درمختار: مقدمۃ فی فضائل امام اعظم، ج۱ص۳۴۔

اصل چیز سے ہو۔ گو وہ کلام مؤدی الی الکفر ہو۔)'' ❶

باب: فقہاء حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کے بیان میں

(۱۲) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ قاضی تھے بعضوں نے آپ کو سخت سست لکھا ہے۔ ❷

(۱۳) امام حسن بن زیاد محدثین کے نزدیک متروک الحدیث ہے اور ضعیف ہے۔ ❸

(۱۴) محمود بن عمر زمخشری مؤلف تفسیر کشاف معتزلی تھے۔ ❹

(۱۵) ناصر بن عبدالستار معتزلی حنفی تھے۔ ❺

(۱۶) مختار بن محمود مؤلف قنیۃ المنیہ معتزلی حنفی تھے۔ ❻

(۱۷) امام زاہدی معتزلی تھے اور فروع میں حنفی تھے۔ ❼

(۱۸) معتزلہ فروع میں حنفی ہیں۔ ❽

''سنیہ کا نکاح معتزلی یا رافضی سے جائز نہیں اس لئے کہ کے کفر میں شک نہیں''۔ ❾

باب: متعلق اختلاف اقوال

(۱۹) شعر

فَلَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ　　عَلٰی مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِیْ حَنِیفَةَ

---

❶ درمختار: مقدمۃ فی فضائل امام اعظم، ج۱ص۳۳۔
❷ مقدمۃ عالم گیری الوصل تذکرہ ابی حنیفہ وغیرہ ج۱ص۵۳۔
❸ مقدمۃ عالم گیری الوصل تذکرہ ابی حنیفہ وغیرہ ج۱ص۵۴۔
❹ مقدمۃ عالم گیری الوصل تذکرہ ابی حنیفہ وغیرہ ج۱ص۷۶۔
❺ مقدمۃ عالم گیری الوصل تذکرہ ابی حنیفہ وغیرہ ج۱ص۸۲۔
❻ مقدمۃ عالم گیری الوصل تذکرہ ابی حنیفہ ج۱ص۸۴۔
❼ مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ الدراسۃ الرابعۃ، ج۱ص۱۱۔
❽ درمختار جلد۱ص۹۵۔ ❾ درالمختار، کتاب النکاح فصل فی المحرمات ج۲ص۲۲غور کی ضرورت ہے۔

''لعنت ہو ہمارے رب کی بقدر شماریت کے اس شخص پر کہ جو
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کورد کرے یعنی قبول نہ کرے۔'' ❶

(۲۰) صاحبین یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ وابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے دوثلث سے زیادہ مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف کیا ہے۔ ❷

(۲۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی قول اس قسم کا نہیں کہ جس کی دلیل قرآن وحدیث سے نہ ہو۔ ❸

(۲۲) جب صاحبین (ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ومحمد رحمۃ اللہ علیہ) اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باہم مختلف ہوں تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ ہوگا۔ اگرچہ دوسرے کی دلیل قوی ہو۔ پھر ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر۔ پھر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر۔ پھر حسن رحمۃ اللہ علیہ بن زیاد کے قول پر۔ ❹

(۲۳) جب طرفین (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ومحمد رحمۃ اللہ علیہ) وابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ مختلف ہوں تو ابو یوسف کے قول کو لیں گے بسبب آسانی کے۔ ❺

(۲۴) جس کو اہلیت نظر ہے اس پر مطلقاً ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دینا واجب نہیں ہے۔ ❻

(۲۵) عبادات میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اور وقف وقضا میں ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا جائے۔ ❼

(۲۶) سترہ مسائل میں امام زفر کے قول پر فتویٰ ہے۔ ❽

---

❶ مقدمۃ در المختار: فضائل امام اعظم، ج۱ص ۳۶۔
❷ مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ: الدراسۃ الثانیۃ فی ذکر طبقات الحنفیۃ، ج۱ص ۸۔
❸ مقدمۃ شرح الوقایۃ: جواب مطاعن غیر مقلدین، ج۱ص ۱۴۔
❹ مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ: الدراسۃ الرابعۃ، ج۱ص ۱۳۔ ❺ درمختار، کتاب الطہارت، ج۱ص ۹۲۔
❻ مقدمۃ عین الھدایۃ: طریقۃ فتوی، ج۱ص ۱۰۳۔۱۰۴۔
❼ مقدمۃ عین الھدایۃ: طریقۃ فتوی، ج۱ص ۱۰۴۔
❽ مقدمۃ عین الھدایۃ: طریقۃ فتوی، ج۱ص ۱۰۴۔ مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ: الدراسۃ الرابعۃ، ص ۱۴۔

(۲۷) سوا مجتہد کے کسی کو لائق نہیں کہ مسائل اختلافیہ میں جس کا قول چاہے اختیار کرے۔ ❶

(۲۸) جب باہم اختلاف ہو تو جس پر عمل آسان ہو یا جو قوی ہو اس پر عمل کرے اور تمیز اس کی ہر زمانہ میں صاحب علم کرسکتے ہیں۔ ❷

(۲۹) قوت دلیل کو سمجھنا مجتہد ہی کا کام ہے۔ ❸

(۳۰) جب صاحبین اور امام باہم مختلف ہوں تو مفتی مختار ہے۔ ❹

(ان اقوال کو مدنظر رکھ کر انصاف سے فرمائیں کہ مفتی بہ کی کیا تعریف ہے۔)

(۳۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و صاحبین رحمہما اللہ کا قول صحیح حدیث کے خلاف ہو تو اپنے ائمہ کے قول پر عمل ہوگا حدیث پر نہیں۔ ❺ [کیا ہی انصاف ہے]

(۳۲) فتویٰ طلب کرنے والا پوچھے کہ اس مسئلہ میں شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا قول ہے تو مفتی جواب میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بیان کردے۔ ❻ [دیانتداری کا تقاضا بھی یہی ہے]

(۳۳) ہمارا مذہب حق ہے دوسرے کا مذہب خطا۔ ❼ (یہ سارے کرشمے تقلید کے ہیں۔)

باب: متعلق تقلید و اجتہاد

(۳۴) اگرچہ مفتی نے خطا کی ہو جب بھی عامی کو اس کی تقلید لازم ہے۔ ❽ (دلیل کیا)

---

❶ شرح وقایہ: ص ۴۲۶۔

❷ مقدمۃ عین الھدایۃ: کیفیۃ الاجتہاد ج ۱ ص ۹۴۔ ❸ درمختار جلد ۲ ص ۸۲۔

❹ مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ: الدراسۃ الرابعۃ، ج ۱ ص ۱۴۔

❺ مقدمۃ عین الھدایۃ: طریقۃ فتوی، ج ۱ ص ۱۱۰۔

❻ درمختار: جلد ۴ ص ۲۴۴۔

❼ مقدمۃ درالمختار: تحصیل کے احکام ج ۱ ص ۲۶۔

❽ مقدمۃ شرح وقایۃ: جواب مطاعن غیر مقلدین، ج ۱ ص ۱۳۔

(۳۵) اجماع ہے عوام کے لئے کہ تقلید صحابہ کی ائمہ کے مقابلہ میں نہ کی جائے۔

1 (کیا ہی انصاف ہے)

(۳۶) مفتی مجتہد ہی ہو۔ 2

(جبکہ مجتہد مقلد نہیں ہوتا تو پھر مقلد مفتی کیسے)

(۳۷) ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کر سکتا بلکہ اس کو حرام ہے۔ 3

(کیوں اگر مذموم ہے تو ہر ایک کے لئے حرام ہے خواہ مجتہد ہو یا نہ ہو۔ اور اگر محمود ہے تو تقلید سے غیر مجتہد کو کیوں مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔)

باب: متعلق فقہ

(۳۸) فقہ کا کھیت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بویا، علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے سینچا، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کاٹا، حماد رحمۃ اللہ علیہ نے بھوسی جدا کی، ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پیسا، ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے گوندھا، محمد رحمۃ اللہ علیہ نے روٹیاں پکائیں اور سب کھانے والے ہیں۔ 4

(۳۹) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شاگردوں سے خوب ردوبدل کرتے یہاں تک کہ مہینہ مہینہ گزر جاتا۔ جب محقق ہو جاتا تو ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ لکھ لیتے۔ 5 (پھر اختلاف کیوں)

(۴۰) فقہ کا سیکھنا افضل ہے باقی قرآن کے سیکھنے سے 6

(۴۱) پورے قرآن پڑھنے سے فقہ پڑھنا افضل ہے۔ 7

(۴۲) کتاب درمختار باذن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تالیف ہوئی۔ 8

---

2 مقدمۃ عین الھدایۃ: کیفیۃ الاجتہاد ج۱ ص۹۹۔

3 مقدمۃ عین الھدایۃ: فی کیفیت الاجتہاد ج۱ ص۹۰۔

4 مقدمۃ درمختار: فضائل امام اعظم ج۱ ص۲۷۔

5 مقدمۃ درمختار: فقہ حنفی کا طریقہ تدوین، ج۱ ص۳۹۔

6 درمختار: کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ ج۱ ص۲۷۸۔

7 فتاویٰ عالم گیری: کتاب الکراھیۃ الباب الرابع فی الصلوۃ والتسبیح والقراۃ، ج۵ ص۳۶۷۔۳۶۸۔

8 درالمختار: خطبہ مؤلف، ج۱ ص۱۱۔

درمختار کی بابت لکھا ہے کہ یہ بوجہ ایجاز قابل افتاء نہیں۔ ❶

(۴۳) خواب میں آنحضرت ﷺ نے اپنی زبان ماتن [صاحب متن] کے منہ میں داخل کی اُس کے بعد تالیف اس متن کی شروع کی۔ ❷

(۴۴) درمختار کی اسناد آنحضرت ﷺ کے واسطے سے اللہ تک پہنچتی ہیں۔ ❸

ایک مسئلہ کی سند بھی تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک نہیں پہنچتی ہے اللہ تک ضرور ہی پہنچے گی۔

گویا اسی موقع پر کسی شاعر نے کہا ہے۔

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ برآسماں نیز پر داختی

(۴۵) مصنف درمختار کے استاذ کا نام عبدالنبی تھا۔ ❹

(عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا ظاہر کفر ہے۔) ❺

(۴۶) فتاوی عالمگیری بانصرام شیخ نظام صاحب بہمراہی جماعت عظیم جن کی تعداد کمتر پانچ سو ہے اتمام کو پہنچا۔ ❻

(اس مجموعہ کے عطر کی مہک عنقریب آنے والی ہے) (اس فتاویٰ عالمگیری کے متعلق مولوی عبدالہادی صاحب لکھنوی ایک استفتا مورخہ ۲۱ صفر ۱۳۳۳ھ کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ فتاوی عالمگیری کسی ایک شخص کی تصنیف نہیں ہے اور مصنفین کا پتہ کامل طریقہ سے نہیں چلتا ہے۔ اس لئے اس کی سندیں بھی مجہول ہیں۔)

---

❶ مقدمۃ عین الھدایۃ: طریقہ فتویٰ، ج۱، ص۱۰۶۔

❷ درمختار: خطبہ مؤلف، ج۱، ص۱۲۔

❸ درمختار: خطبہ مؤلف، ج۱، ص۱۳۔

❹ درمختار: خطبہ مؤلف ج۱ ص۱۳۔

❺ مقدمۃ عین الھدایۃ: باب اقوال وافعال کفر ج۱ ص۸۶۔

❻ مقدمۃ عالمگیری: خاتمہ مترجم ج۱ ص۲۰۸۔

باب: متعلق عقائد

(۴۷) ایمان [1] اہل آسمان واہل زمین کا نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ [2]

(۴۸) مومن ایمان اور توحید میں برابر ہیں۔ [3]

(معاذ اللہ انبیاء اور ادنیٰ درجہ کے ایمان والے کا ایمان اور توحید کیسے برابر ہو سکتی ہے۔ کجا نبی علیہ السلام کجا ادنیٰ امتی۔)

چہ نسبت خاک رابا عالم پاک

(۴۹) مسلمان فاسق عام فرشتوں سے افضل ہے ۔ [4]

(۵۰) جو اہل قبلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینا جائز سمجھے وہ کافر نہیں۔ [5] [انصاف]

(۵۱) جو اللہ کی صفات اور دیدار کے منکر ہیں وہ کافر نہیں۔ [6]

(نہ معلوم پھر کافر کون ہوں گے)

(۵۲) حدیث مشہور کا منکر بقول صحیح کافر نہیں۔ [7]

---

[1] ایمان ہر ایک مومن کا اس کے مدارج عمل وعقیدہ کے موافق کم وزیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں درج ذیل مقامات میں واضح بیان کیا گیا ہے کہ (۳/ آل عمران:۱۷۳) (۹/ التوبۃ:۱۲۴) (۸/ الکھف:۱۳) (۱۹/ مریم :۷۶) (۳۳/ الاحزاب: ۲۲) (۴۷/ محمد:۱۷) (۴۸/ الفتح:۴) کتب احادیث میں کثرت سے اس مسئلہ میں روایات ہیں۔ غرض یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے۔

[2] مقدمۃ عین الھدایۃ: مترجم اردو، ج ۱ ص ۲۱۔

[3] مقدمۃ عین الھدایۃ مترجم اردو، ج ۱ ص ۲۱۔

[4] درالمختار: کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، ج ۱ ص ۲۷۲۔

[5] درالمختار: کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ج ۱، ص ۲۹۲۔

[6] درالمختار: کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ج ۱، ص ۲۹۲۔

[7] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتدین، ج ۲، ص ۵۹۲۔

کتاب الطہارات

باب: متعلق وضو

(۵۳) طہارت میں نیت شرط نہیں۔ 1

(۵۴) بلا نیت وضو سے نماز ادا ہو جائے گی۔ 2

(۵۵) بے ترتیب وضو کرے (پہلے پاؤں دھوئے پھر منہ پھر کلی وغیرہ) تو جائز ہے۔ 3

(۵۶) اعضائے وضو پر مکھیوں کا گو لگا ہو اور پانی اس کے نیچے نہ پہنچے تو وضو جائز ہے۔ 4

(۵۷) جس پر بارش کا پانی گرا یا، بہتی نہر میں داخل ہوا تو وضو ہو گیا۔ 5

(۵۸) سر کا مسح بھول گیا اور سر پر پانی پڑ گیا تو مسح ہو گیا۔ 6

(۵۹) سر کو منہ کے ساتھ دھو لیا تو مسح کے مقام ہو جائے گا۔ 7

(۶۰) وضو میں کوئی عضو دھونا بھول جائے تو بایاں پیر دھو لے تو وضو درست ہے۔ [مارو گھٹنہ پھوٹے آنکھ]

(۶۱) مستحب ہے سورہ ﴿اِنَّـآ اَنْـزَلْنَـا﴾ کا پڑھنا وضو کے بعد۔ شارح منیہ نے اس پر بہت ثواب کا ذکر کیا ہے۔ 8

(۶۲) کپڑوں پر وضو کا پانی نہ گرنے دے۔ 9

---

1 درالمختار: کتاب الطہارت، ج۱ص۴۸۔ 2 درالمختار: کتاب الطہارۃ ج۱ص۴۶۔

3 عین الھدایہ: کتاب الطہارت، اختلاف فی ترتیب الوضوء ج۱ص۳۲۔

4، 5 عالمگیری: کتاب الطہارت، باب الاول، ج۱، ص۵۔

6 شرح الوقایہ: کتاب الطہارت، باب المسح علی الخفین، ج۱ص۵۸۔

7 عالمگیری: کتاب الطہارۃ، باب الفصل دوم، ج۱ص۶۔

8 درالمختار: کتاب الطہارت، مستحباب وضوء، ج۱ص۴۷۔ بہشتی زیور حصہ ۱، وضو کا بیان، مسئلہ ۱۳، ص۶۳

9 عالمگیری: کتاب الطہارت، باب اول فصل سوم مستحبات وضوء، ج۱ص۱۱۔

(۶۳) نبیذ تمر یعنی بھیگے ہوئے چھوارے کا پانی جو شیریں ہو گیا ہو تو اس سے وضو جائز ہے۔ ❶

(۶۴) نبیذ تھوڑا پکا ہوا ہو اگرچہ نشہ آور ہو تب بھی وضو جائز ہے۔ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ ❷

(۶۵) انگور کے پانی مقطر سے وضو جائز ہے۔ ❸

(۶۶) چنا یا باقلا پانی میں بھگویا گیا اور پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا تو وضو جائز ہے۔ ❹

باب: متعلق مسواک

(۶۷) مسواک لیٹ کر کرنے سے تلی بڑھ جاتی ہے۔ ❺

(۶۸) مسواک کو مٹھی بھر پکڑنے سے بواسیر پیدا ہوتی ہے۔ ❻

(۶۹) مسواک کو چوسنے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے۔ ❼

(۷۰) مسواک کے نہ دھونے سے شیطان مسواک کرتا ہے۔ ❽

(۷۱) مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی رکھنے سے شیطان سوار ہوتا ہے۔ ❾

(۷۲) مسواک پڑی رکھنے سے جنون کا خوف ہے۔ ❿

---

❶ عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، باب الماء الذی یجوز الوضوء بہ وما لا یجوز، ج۱ص۱۰۱۔

❷ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب سوم فصل دوم حکم آب، ج۱ص۳۳۔

❸ عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء وما لا یجوز، ج۱ص۹۶۔

❹ عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، باب ماء الذی یجوز بہ الوضوء وما لا یجوز، ج۱ص۱۰۰۔

❺ درمختار: کتاب الطھارۃ، باب فی سنن الوضوء، ج۱ص۲۶۔

❻ درمختار: کتاب الطھارۃ، باب فی سنن الوضوء، ج۱ص۲۶۔

❼ درمختار: کتاب الطھارۃ، باب فی سنن الوضوء، ج۱ص۲۶۔

❽ درمختار: کتاب الطھارۃ، باب فی سنن الوضوء، ج۱ص۲۶۔

❾، ❿ درالمختار: کتاب الطھارۃ، باب فی سنن الوضوء، ج۱ص۲۶۔

باب: اُن چیزوں کے بیان میں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا

(۷۳) باہم ننگے مرد اور عورت کی شرمگاہیں مل جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (محمد رحمۃ اللہ علیہ)۔ ❶

(۷۴) انگلی مقعد میں داخل کی اگر خشک نکلی تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ ❷

(۷۵) مرد عورت کو اور عورت مرد کو مساس کرے تو وضو فاسد نہیں ہوتا۔ ❸

(۷۶) اپنے ذکر کو یا دوسرے کے ذکر کو پکڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ❹

(۷۷) زندہ یا مردہ جانور یا کم عمر لڑکی سے جماع کیا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ ❺

باب: اُن چیزوں کے بیان میں کہ جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا جو مستحب ہیں

(۷۸) اگر آنکھیں اٹھی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ❻

(۷۹) جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے اور شعر خوانی کے بعد اور عالموں کے اختلاف سے بچنے کی غرض سے وضو کرنا مستحب ہے۔ ❼

---

❶ درالمختار: کتاب الطہارۃ، مستحبات وضو، ج۱ص۸۲۔

❷ درالمختار: کتاب الطہارۃ، مستحبات الوضو، ج۱ص۸۳۔

❸ فتاوی عالمگیری: کتاب الطہارت، باب اول، فصل پنجم، ج۱ص۱۸۔

❹ عالم گیری: کتاب الطہارت، باب اول، فصل پنجم نواقض الوضو، ج۱ص۸۔

❺ عالمگیری: جلد۱ص۱۶۔

❻ درالمختار: کتاب الطہارۃ، ج۱ص۸۳۔

❼ درالمختار: کتاب الطہارت، مقامات استحباب وضو، ج۱ص۵۱۔

باب: اُن چیزوں کے بیان میں کہ جن سے غسل لازم نہیں ہوتا

(۸۰) جماع کے بعد غسل کر لے اور پھر مرد کی منی سفید گاڑھی فرج سے نکلے تو عورت پر غسل فرض نہیں۔ ❶

(۸۱) بوجھ اٹھانے سے منی بلا شہوت نکلے تو غسل فرض نہیں۔ ❷

(۸۲) منی شہوت سے جدا ہو اور ذکر پکڑ لے بعد در د ہونے شہوت کے منی نکلے تو غسل فرض نہیں۔ [ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❸

(۸۳) منی اپنی جگہ سے بلا شہوت جدا ہو اور باہر نکلے تو غسل فرض نہیں۔ ❹

(۸۴) کسی نے جلق لگائی یا عورت سے سوا فرج کے صحبت کی اور منی نکلنے پر سر ذکر کو پکڑ لیا۔ بعد جانے شہوت کے ذکر کو چھوڑنے پر منی نکلے تو غسل واجب نہیں۔ [ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❺

(۸۵) شہوت سے نظر کی اور منی اپنی جگہ سے جدا ہوئی پھر ذکر کو دبایا کہ شہوت جاتی رہی۔ پھر بدون شہوت کے منی نکلی تو غسل واجب نہیں۔ [ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❻

(۸۶) پیشاب کرنے یا سونے سے پہلے غسل کیا اور پھر منی نکلی تو غسل فرض نہیں۔ [ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❼

(۸۷) جنابت کے بعد بغیر پیشاب اور بغیر سوئے نہایا اور نماز پڑھی پھر باقی منی نکلی

---

❶ در المختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل ج ۱ ص ۹۱۔

❷ در المختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ۱ ص ۹۱۔

❸ در المختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ۱ ص ۹۲۔

❹ بہشتی گوہر: جن صورتوں میں غسل فرض نہیں، ص ۱۷۔

❺ عین الھدایہ: کتاب الطہارات، فصل فی الغسل، ج ۱ ص ۸۲۔

❻ عالم گیری: کتاب الطہارۃ، باب دوم۔ فصل سوم، موجبات غسل، ج ۱ ص ۲۰۔

❼ در المختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل ج ۱ ص ۹۲۔

توغسل واجب نہیں۔[ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❶

(۸۸) بول یا نیند و مستی کے بعد منی نکلے تو غسل واجب نہیں۔ ❷

(۸۹) جانور یا مردہ یا کم عمر لڑکی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل فرض نہیں۔ ❸

(۹۰) دس برس کا لڑکا عورت بالغہ سے جماع کرے تو غسل فرض نہیں۔ ❹

(۹۱) ذکر کسی عورت یا مرد کے ناف میں داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ ❺

(۹۲) اپنی دبر میں حشفہ داخل کرے تو غسل فرض نہیں [شرم شرم] ❻

(۹۳) مرد اپنی دبر میں اور عورت اپنی فرج میں مردہ کا ذکر یا انگلی یا لکڑی داخل کرے تو غسل نہیں۔ ❼

(۹۴) خنثیٰ مشکل کی قبل یا دبر میں حشفہ داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ ❽

(۹۵) خنثیٰ مشکل اپنے ذکر کو کسی عورت کی فرج میں یا دبر میں داخل کرے تو دونوں پر غسل نہیں۔ ❾

(۹۶) ذکر پر کپڑا لپیٹ کر قبل یا دبر میں داخل کیا اگر لذت و حرارت نہ پائے تو غسل فرض نہیں۔ ❿

---

❶ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب دوم، فصل سوم، ج۱ص۲۰۔

❷ درالمختار: کتاب الطہارت، مسائل الغسل، ج۱ص۹۲۔ ❸ درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل ،جلد۱ص۹۵۔عالمگیری: کتاب الطہارت، باب۲، فصل۳، ج۱ص۲۲۔

❹ بہشتی زیور: غسل کا بیان، حصہ۱ص۸۹۔عالمگیری: کتاب الطہارت، باب۲، فصل سوم، ج۱ص۲۲۔

❺ بہشتی گوہر: کتاب الطہارت، جن صورتوں میں غسل فرض نہیں، ص۱۸۔

❻ درالمختار: کتاب الطہارت، مسائل الغسل، ج۱ص۹۳۔ ❼ عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، فصل فی الغسل، ج۱ص۸۸۔ ❽ درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل غسل، ج۱ص۹۳۔عالمگیری، کتاب الطہارت، باب دوم، فصل سوم، ج۱ص۲۲۔ ❾ عالمگیری: کتاب الطہارۃ، واجبات غسل، باب دوم فصل سوم، ج۱ص۲۲۔

❿ درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج۱ص۹۵۔عالمگیری، کتاب الطہارۃ، باب۲، فصل۳، واجبات غسل، ج۱ص۲۲۔

(۹۷) ذکر کو سر سے کم داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ ❶

(۹۸) کسی جانور کا ذکر فرج یا دبر میں داخل کرے تو غسل لازم نہیں۔ ❷

(۹۹) خنثیٰ اور میت کے ذکر کو فرج یا دبر میں داخل کرے تو غسل لازم نہیں۔ ❸

(۱۰۰) بے شہوت لڑکے کے ذکر کو فرج یا دبر میں داخل کرے تو غسل فرض نہیں۔ ❹

(۱۰۱) لکڑی کا یا کسی چیز کا ذکر بنا کر داخل کرے تو غسل واجب نہیں۔ ❺

(۱۰۲) کم عمر لڑکی سے جماع کرنے کے بعد ذکر دھونا بھی ضروری نہیں۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❻

(۱۰۳) باکرہ سے جماع کرے اور بکارت قائم رہے تو غسل لازم نہیں۔ ❼

(۱۰۴) فرج کے باہر مجامعت کی اور منی رحم میں داخل ہوئی۔ عورت خواہ باکرہ (کنواری) ہو یا ثیبہ (مدخولہ) تو غسل واجب نہیں۔ ❽

(۱۰۵) ایک شخص جاگا، ذکر پر تری معلوم ہوئی، احتلام یاد نہیں۔ اگر سونے سے پہلے ذکر کھڑا تھا تو غسل لازم نہیں۔ ❾

(۱۰۶) ایک شخص نے جاگ کر تری پائی۔ احتلام یاد نہیں اور شک ہے کہ منی ہے یا مذی تو غسل واجب نہیں۔ [ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❿

---

❶ بہشتی گوہر: کتاب الطہارت، جن صورتوں میں غسل فرض نہیں، ص ۱۷۔

❷، ❸ درالمختار: کتاب الطہارۃ، مسائل الغسل، ج ۱ ص ۹۵۔

❹، ❺ درالمختار: کتاب الطہارت، مسائل الغسل، ج ۱ ص ۹۵۔

❻، ❼ درالمختار: کتاب الطہارت، مسائل الغسل، ج ۱ ص ۹۶۔

❽ فتاوی عالمگیری: کتاب اطہارت، باب دوم، فصل سوم، ج ۱ ص ۲۲۔

❾ عین الہدایۃ: کتاب الطہارات، فصل موجبات الغسل، ج ۱ ص ۸۳۔

❿ عین الہدایۃ: کتاب الطہارات، فصل موجبات الغسل، ج ۱ ص ۸۳۔

(۱۰۷) چوپایہ کے فرج یاران میں وطی کی اگر انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں۔ 1

(۱۰۸) حیض کے دن پورے ہونے پر بغیر غسل صحبت جائز ہے۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] 2

(۱۰۹) نفاس والی کے چالیس دن گزرنے کے بعد بغیر غسل کے صحبت جائز ہے۔ 3

باب: غسل لازم ہونے اور دیگر مسائل کے بیان میں

(۱۱۰) بغیر جماع کے منی فرج میں داخل ہوگئی اور عورت حاملہ ہوگئی تو اسی وقت غسل لازم ہوگا۔ 4 [عقلی لحاظ سے بھی محال ہے اگر دلیل ہے تو پیش کریں]

(۱۱۱) جنبی بوقت غسل بجائے کلی کے پانی پی جائے تو کافی ہے۔ 5

(۱۱۲) حوض میں گر کر بھیگ گیا۔ کلی اور ناک میں پانی دے لیا تو غسل درست ہے۔ 6

(۱۱۳) حیض و نفاس کی حالت میں دعا کی نیت سے الحمد پڑھے تو درست ہے۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] 7

(۱۱۴) حالت جنابت میں آیت سے کم پڑھنا جائز ہے۔ 8

(۱۱۵) جنبی بطور دعا کے سورہ فاتحہ پڑھے تو کچھ ڈر نہیں۔ 9

(۱۱۶) کافر کو قرآن چھونا بعد غسل کے جائز ہے۔ [محمد رحمۃ اللہ علیہ] 10

---

1 عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، فصل موجبات الغسل، ج ۱ ص ۸۷۔

2 عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، فصل موجبات الغسل، ج ۱ ص ۸۸۔

3 شرح الوقایۃ: کتاب الطہارت، فصل موجبات غسل، ج ۱ ص ۳۵۔

4 عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، فصل موجبات الغسل، ج ۱ ص ۸۴۔

5 بہشتی زیور: حصہ ۱، غسل کا بیان، مسئلہ ۱۶، ص ۴۷۔

6 بہشتی زیور: حصہ ۱، غسل کا بیان، مسئلہ ۶، ص ۴۷۔

7 شرح وقایۃ: کتاب الطہارت، باب حیض، ج ۱ ص ۶۴۔

8 بہشتی زیور: حصہ ۲ باب ۲۹، نفاس اور حیض کے احکام، ص ۱۷۱۔

9 بہشتی زیور: حصہ ۲ باب ۲۹ حیض و نفاس کے احکام، ص ۱۷۱۔

10 درالمختار: کتاب الطہارت، فصل فی مسائل الغسل، ج ۱ ص ۲۰۱۔

باب: پانی کے بیان میں

(۱۱۷) دس مربع گز حوض میں آدمی کا پیشاب یا نجاست پڑ جائے تو وہ پاک ہے۔ ❶

(۱۱۸) دہ در دہ یعنی دس گز طول اور دس گز عرض میں ہو۔ ایک گز کی مقدار چھ مٹھی یا چوبیس انگل گہرائی اس قدر رہو کہ چلو بھرنے سے زمین نہ کھلے۔ ❷

(۱۱۹) دہ در دہ حوض میں شیرہ انگور بھرا ہو اور پیشاب پڑ گیا تو وہ پاک ہے۔ ❸

(۱۲۰) دہ در دہ حوض میں کتا مرا پڑا ہو تو اس کی دوسری طرف وضو جائز ہے۔ ❹

(۱۲۱) جاری پانی سے طہارت جائز ہے گو نجاست پڑی ہو۔ ❺

(۱۲۲) جاری پانی کی تعریف یہ ہے کہ جو خشک تنکا بہا لے جاوے۔ ❻

(۱۲۳) جاری پانی میں کسی نے پیشاب کیا تو نشیب کی طرف وضو جائز ہے۔ ❼

(۱۲۴) کتا بہتے پانی میں بیٹھے تو نشیب کی طرف وضو جائز ہے اگر وصف نہ بدلے۔ ❽

(۱۲۵) حوض میں کتا گر کر مر گیا اگر تہ میں بیٹھ گیا تو وضو جائز ہے۔ ❾

(۱۲۶) حوض میں جس جگہ نجاست گرے اسی جگہ سے وضو جائز ہے۔ ❿

---

❶ بہشتی زیور: حصہ ا، کس پانی سے وضوٗ درست اور کس پانی سے درست نہیں ہے۔ ص ۴۷۔

❷ بہشتی زیور: حصہ ا، کس پانی سے وضو درست اور کس پانی سے درست نہیں ہے، ص ۴۷۔

❸ بہشتی زیور: حصہ ا، کس پانی سے وضو درست اور کس پانی سے درست نہیں ہے، ص ۴۷۔

❹ بہشتی زیور: کس پانی سے وضوٗ درست ہے اور کس سے نہیں ص ۴۷۔

❺ عین الهدایۃ: کتاب الطہارت، باب ماء الذی یجوز الوضوٗ بہ وما لا یجوز، ج ا ص ۱۱۱۔

❻ عین الهدایۃ: کتاب الطہارت، باب ماء الذی یجوز الوضوٗ بہ وما لا یجوز، ج ا ص ۱۱۲۔

❼ عین الهدایۃ: کتاب الطہارت، باب ماء الذی یجوز بہ الوضوٗ، وما لا یجوز، ج ا ص ۱۱۱۔

❽ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب سوم، فصل اول حکم آب، ج ا ص ۲۶۔

❾ در المختار: کتاب الطہارت، باب المیاہ، ج ا ص ۱۱۲۔

❿ عالمگیری: کتاب الطہارت باب سوم فصل اول، حکم آب، ج ا ص ۲۶۔

(۱۲۷) نہر میں نجاست پڑی ہے اگر نجاست کے قریب سے پانی لے تو وہ پاک ہے۔ 1

(۱۲۸) حوض کا پانی ناپاک تھا۔ ایک طرف سے پانی داخل ہو کر دوسری طرف نکل گیا تو وہ پانی پاک ہے۔ 2

(۱۲۹) حوض میں نجاست گری اگر لوگ بلا توقف پانی نکال رہے ہوں تو پانی پاک ہے۔ 3

(۱۳۰) مردار جانور نہر میں پڑا ہوا گر تھوڑا پانی نجاست سے ملا جاتا ہو تو پانی پاک ہے۔ 4

(۱۳۱) پرنالہ سے ہٹی ہوئی متفرق نجاست چھت پر پڑی ہوئی ہے وہ پرنالہ بہے تو نجس نہیں۔ 5

(۱۳۲) نصف سے کم نجاست پرنالہ میں بارش سے بہہ کر آئے تو نجس نہیں۔ 6

(۱۳۳) پیپ کو روئی میں لے کر پانی میں ڈالا جائے تو پانی پاک ہے۔ 7

(۱۳۴) زخم کا گوشت یا کیڑا زخم سے نکلا ہوا پانی میں گرے تو پانی پاک ہے۔ 8

(۱۳۵) نجاست سے پانی نجس ہونے کا مدار متوضی کی رائے پر ہے۔[ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] 9

(۱۳۶) جنبی کا مستعمل پانی یعنی دھوون پاک ہے[محمد رحمۃ اللہ علیہ] 10

1، 2 عالمگیری: کتاب الطہارت، باب سوم، فصل اول حکم آب جلد ا ص ۲۵۔

3 عالمگیری: کتاب الطہارت، باب سوم فصل اول، حکم آب، ج ا ص ۲۵۔

4 در المختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ا ص ۱۶۹۔

5 عین الہدایۃ: کتاب الطہارت، باب پانیوں کا بیان، ج ا ص ۱۱۲۔

6 بہشتی زیور: حصہ ا، کس پانی سے وضو کرنا درست ہے، مسئلہ ۱۳، ص ۴۷۔

7 عین الہدایۃ: کتاب الطہارت، فصل فی نواقض الوضوء، ج ا، ص ۵۳۔

8 عین الہدایۃ: کتاب الطہارت، فصل فی نواقض الوضوء، ج ا، ص ۶۵۔

9 عین الہدایۃ: کتاب الطہارت، باب المیاہ، ج ا ص ۱۰۳۔ 10 در المختار: کتاب الطہارت، باب المیاہ، ج ا، ص ۱۱۵۔ عالمگیری: کتاب الطہارت باب سوم فصل دوم، حکم آب، ج ا ص ۳۴

(۱۳۷) آب مستعمل وہ ہے جس سے نجاست دور کی گئی ہو۔ 1

(۱۳۸) جس پانی سے نجاست دور کی گئی ہو وہ پاک ہے۔ 2

(۱۳۹) بلی نے چوہا کھایا اگر تھوڑی دیر بعد پانی میں منہ ڈالے تو پانی نجس نہیں۔ 3

(۱۴۰) سواسور کے، سب کے بال اگر پانی میں گر جائیں، تو پانی پاک ہے۔ 4

(۱۴۱) سور کا بال تھوڑے پانی میں گر جائے، تو پانی پاک ہے۔[محمد رحمۃ اللہ علیہ] 5

(۱۴۲) مردار کی ہڈی پانی میں گر جائے تو پانی پاک ہے۔ 6

(۱۴۳) پیشاب کی چھینٹیں اس قدر پانی میں گریں کہ پانی نہ ہلے تو پاک ہے۔ 7

(۱۴۴) پانی کے کٹورے میں چوہا گر جائے تو پانی پاک ہے۔ 8

(۱۴۵) رِستے مٹکے کو کتا چاٹے تو اس کا پانی پاک ہے۔ 9

(۱۴۶) پیوسی بکری مری ہوئی کی پانی میں گر جائے، تو پانی پاک ہے۔ 10

باب: کنویں کے متعلق

(۱۴۷) کنویں میں کتا گر جائے اگر منہ نہ ڈوبے تو پانی پاک ہے۔ 11

(۱۴۸) چوہے کی دم کٹ کر گر پڑے تو سارا پانی کنویں کا نکالا جائے۔[یہ دونوں قول قابل غور ہیں۔] 12

---

1 عین الھدایۃ: کتاب الطھارۃ، باب ماء الذی یجوز بہ الوضوء ج ۱ ص ۱۲۶۔ 2 عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، فصل فی الماء المستعمل، ج ۱، ص ۱۲۴۔ 3 بہشتی زیور: حصہ ۱، جانوروں کے جھوٹے کا بیان، مسئلہ ۶، ص ۹۷۔ 4 درالمختار: کتاب الطہارت باب المیاہ ج ۱ ص ۱۱۸۔

5 ہدایہ: جلد ۳ ص ۸۷۔ 6 عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، باب المیاہ، ج ۱ ص ۱۳۸۔

7 درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۹۔ 8 عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، باب المیاہ، ج ۱، ص ۱۳۹۔ 9 عالمگیری: کتاب الطہارت باب سوم، فصل دوم، حکم آب ج ۱ ص ۳۵، ۳۶۔

10 منیۃ المصلی ص ۱۴۱۔ 11 درالمختار: کتاب الطہارۃ، باب المیاہ، ج ۱، ص ۱۱۹۔

12 بہشتی زیور: حصہ ۱ باب فی البئر ص ۸۷۔

(۱۴۹) درندے کنویں میں گر جائیں اور زندہ نکالے جائیں۔ اگر منہ نہ ڈوبے تو پانی پاک ہے۔ [1]

(۱۵۰) غسل شدہ مردہ کنویں میں گرے تو پانی پاک ہے۔ [2]

(۱۵۱) جنبی نے ڈول ڈھونڈنے کے لئے غوطہ لگایا تو جنبی اور پانی دونوں پاک ہیں [محمد رحمۃ اللہ علیہ] [3]

(۱۵۲) شیر کا گوشت درم کے برابر پانی میں گر جائے تو پانی پاک ہے۔ [4]

(۱۵۳) کنویں میں بکری کا پیشاب گرے تو پاک ہے۔ [محمد رحمۃ اللہ علیہ] [5]

(۱۵۴) کنویں میں چوہے کا پیشاب پڑ جائے تو پانی نکالنے کی ضرورت نہیں۔ [6]

(۱۵۵) پیشاب کی باریک چھینٹیں کنویں میں پڑ جائیں تو پانی نکالنے کی ضرورت نہیں [7]

باب استنجے کے متعلق

(۱۵۶) استنجا کرنے سے پہلے اور پیچھے بسم اللہ پڑھے۔ [8]

(۱۵۷) استنجا کرنے والے کا ہاتھ نجاست کی جگہ کے دھونے سے پاک ہو جاتا ہے [9]

(۱۵۸) پتھر سے بڑا استنجا کیا ہوا ہو اور مقعد سے پسینہ کپڑے پر لگے تو کپڑا پاک ہے [10]

(۱۵۹) پتھر سے بڑا استنجا کر کے نہ دھویا تو مکروہ بھی نہیں ہے۔ [ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] [11]

---

[1] درالمختار: کتاب الطہارت، باب المیاہ، فصل فی البیر، ج۱، ص۱۲۱۔ [2] درالمختار: کتاب الطہارت، باب المیاہ، فصل فی البیر، ج۱، ص۱۲۰۔ [3] عین الھدایہ: کتاب الطہارت، باب المیاہ، ج۱، ص۱۲۹۔

[4] عین الھدایہ: کتاب الطہارت، باب المیاہ، ج۱ ص۱۳۶۔ [5] عین الھدایہ: کتاب الطہارت، فصل فی البیر، ج۱ ص۱۴۳۔ [6] درالمختار: کتاب الطہارت، باب المیاہ، ج۱ ص۱۲۴۔ [7] درالمختار: کتاب الطہارت، باب المیاہ، ج۱ ص۱۲۴۔ [8] عالمگیری: کتاب الطہارت باب اول، فصل دوم، وضو کی سنتوں کے بیان میں، ج۱، ص۷۔ [9] درالمختار: کتاب الطہارت، باب المیاہ، فصل فی البیر، ج۱ ص۱۲۱۔

[10] عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ہفتم، فصل سوم، استنجا کے بیان میں، ج۱ ص۷۵۔

[11] عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ہفتم، فصل سوم، استنجا کے بیان میں، ج۱ ص۷۵۔

باب: پیشاب کے متعلق

(۱۶۰) پتلی نجاست (آدمی کا پیشاب) ہتھیلی کی گہرائی کے برابر معاف ہے۔ ❶

(۱۶۱) مغلظ نجاست یعنی پاخانہ، منی، مذی، بقدر ساڑھے تین ماشہ کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پاک ہے۔ ❷

(۱۶۲) سینکڑوں پیشاب کی چھینٹیں سوئی کے نوک کے برابر پڑیں تو کپڑا پاک ہے۔ ❸

(۱۶۳) پیشاب اور خون پینا اور مردار کھانا بیمار کو جائز ہے۔ حکیم حاذق کے کہنے سے۔ ❹

(۱۶۴) جو گیہوں پیشاب میں پھول گیا وہ بھگو کر تین بار خشک کیا جائے تو پاک ہے۔ ❺

(۱۶۵) پیشاب مٹی سے ملا ہوا اگر خشک ہو تو رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ❻

(۱۶۶) صغیر بچہ جو کھاتا نہ ہو اس کا پیشاب نجس ہے [ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❼

(۱۶۷) جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کے پیشاب میں چوتھائی سے کم کپڑا بھر جائے تو معاف ہے۔ ❽

(۱۶۸) جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب میں چوتھائی کپڑا تک بھر جائے تو نماز جائز ہے۔ ❾

---

❶ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۷۔ ❷ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ہفتم نجاسات، ص ۷۔ ❸ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۹۔ ❹ درالمختار: کتاب الحصر والاباحۃ فصل فی البیع، ج ۴ ص ۲۴۹۔ ❺ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۷۲۔ ❻ درالمختار، کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۴، ۱۶۵۔ ❼ بہشتی زیور: حصہ ۲ باب الانجاس ص ۱۱۸۔ ❽ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۸۔ ❾ عین الھدایہ: کتاب الطہارت باب الانجاس ج ۱ ص ۲۸۹۔ اشرف النوری شرح اردو، مختصر قدوری، کتاب الطہارت، باب الانجاس، ص ۹۴۔

(۱۶۹) جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب میں کل کپڑا تر ہو جائے تو پاک ہے ❶

(۱۷۰) ماکول اللحم (جن جانوروں کا گوشت کھانا حلال ہے) کا پیشاب پاک ہے۔[محمد رحمۃ اللہ علیہ] ❷

(۱۷۱) جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پینا بلا عذر جائز ہے [محمد رحمۃ اللہ علیہ]۔ ❸

(۱۷۲) پیشاب اور دودھ حلال جانوروں کا نجاست دور کرنے والا ہے۔ ❹

(۱۷۳) گدھے نے اینٹ پر پیشاب کیا اس پر شبنم اور دھوپ تین مرتبہ پڑ گئی تو وہ اینٹ پاک ہے۔ ❺

(۱۷۴) بکری کا پیشاب پاک ہے[محمد رحمۃ اللہ علیہ] ❻

(۱۷۵) چمگادڑ کا پیشاب پاک ہے۔ ❼

(۱۷۶) چوہے کا پیشاب پاک ہے۔ ❽

(۱۷۷) بلی کا پیشاب پانی کے برتنوں کے سوا معاف ہے۔ ❾

باب: پاخانہ وگوبر ومینگنی کے متعلق

(۱۷۸) جسم دار نجاست (پاخانہ) ایک مثقال (۴ ماشہ) تک معاف ہے۔ ❿

(۱۷۹) غلیظ نجاست (پاخانہ، خون، شراب) ایک درم (۳ ماشہ) تک معاف ہے۔ ⓫

---

❶ مختصر قدوری: کتاب الطہارۃ باب الانجاس ص ۱۴۔ مالا بد منہ: کتاب الطہارۃ فصل فی النجاسۃ ص ۱۶۔۱۷۔

❷ عین الھدایۃ کتاب الطہارت، فصل فی البیرج ۱ ص ۱۴۳۔ ❸ عین الھدایۃ: کتاب الطہارت، فصل فی البیرج ۱ ص ۱۴۵۔ ❹ در المختار: کتاب الطہارت باب الانجاس ج ۱ ص ۱۶۴۔ ❺ منیہ ص ۵۹۔

❻ عین الھدایۃ: کتاب الطہارت، باب المیاہ، ج ۱ ص ۱۲۷۔ ❼ در المختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس ،ج ۱ ص ۱۶۷۔ ❽ در المختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۷۔ ❾ در المختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۷۔ ❿ مالا بد منہ: کتاب الطہارۃ، فصل فی النجاسہ، ص ۱۷۔

⓫ قدوری: کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، کنز الدقائق، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس۔ ص ۱۵، ۱۶۔

(۱۸۰) آدمی کا پاخانہ جلا ہوا پاک ہے۔[محمد رحمۃ اللہ علیہ] ❶

(۱۸۱) حیض کے حالت میں قرآن اگر حرف توڑ توڑ کر پڑھے تو پڑھ سکتا ہے۔ ❷

(۱۸۲) پاخانہ یا لید لگ کر خشک ہوگئی۔ تو رگڑنے سے پاک ہے۔ ❸

(۱۸۳) موزہ پاخانہ میں بھر جائے تو مٹی سے رگڑنے سے پاک ہے۔ ❹

(۱۸۴) حرام پرند جانوروں کی بیٹ پاک ہے۔[محمد رحمۃ اللہ علیہ] ❺

(۱۸۵) حرام پرندوں کی بیٹ میں چوتھائی سے کم کپڑا بھر جائے تو پاک ہے۔ ❻

(۱۸۶) نجاست کا دھواں نجس نہیں۔ ❼

(۱۸۷) چمگادڑ کا پاخانہ پاک ہے۔ ❽

(۱۸۸) گوبر کی لپی زمین پر، تر کپڑا رکھنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ ❾

(۱۸۹) مٹی میں گوبر ملایا جائے تو مٹی نجس نہیں۔ ❿

(۱۹۰) چوہے کی مینگنی ناپاک نہیں کرتی جب تک کہ اس کا اثر ظاہر نہ ہو۔ ⓫

(۱۹۱) چوہے کی مینگنی اگر گیہوں کے ساتھ پس جائیں تو جب تک مزہ نہ بدلے تو ناپاک نہیں۔ ⓬

---

❶ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ہفتم نجاسات، ج ۱، ص ۶۹۔ ❷ شرح الوقایہ: کتاب الطہارۃ باب الحیض، ج ۱ ص ۶۴/ ۶۵۔ ❸ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ہفتم نجاسات کا بیان، ج ۱، ص ۶۸۔ ❹ شرح الوقایہ: کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ج ۱ ص ۶۹۔

❺ منیہ ص ۴۸۔ ❻ شرح الوقایہ: کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، فصل فی نجاسۃ الخفیفۃ والغلیظۃ، ج ۱ ص ۶۹۔ ❼ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۹۔ ❽ بہشتی زیور: حصہ ۲، باب الانجاس ص ۱۱۸، درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۷۔ ❾ شرح الوقایہ: کتاب الطہارت، باب الانجاس، فصل نجاسۃ غلیظۃ وخفیفۃ، ج ۱ ص ۶۹۔

❿ عین الھدایۃ: کتاب الطہارات باب المیاہ، ج ۱، ص ۱۰۱۔

⓫ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۷۔

⓬ فتاویٰ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ہفتم فصل دوم نجاستوں کے بیان میں، ج ۱ ص ۴۷۔

باب: عام نجاستوں کے متعلق

(۱۹۲) فرج کی رطوبت پاک ہے بالاتفاق جیسے رینٹ اور تھوک وغیرہ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❶

(۱۹۳) کپڑے کا کوئی کونہ نجس ہو گیا مگر یاد نہیں کہ کون سا تھا تو کوئی سا کونہ دھو ڈالے تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔ ❷

(۱۹۴) رال سے نجاست پاک ہو جاتی ہے۔ ❸

(۱۹۵) جس عضو پر نجاست لگی ہو وہ تین بار چاٹنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ [منہ ناپاک ہو تو بلا سے] ❹

(۱۹۶) نجاست بھرا کپڑا اس قدر چاٹے کہ نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہے۔ ❺

(۱۹۷) چھری پر نجاست لگے تو چاٹنے سے پاک ہے۔ ❻

(۱۹۸) جو انگلی یا پستان ناپاک ہو جائے تو چاٹنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ ❼

(۱۹۹) خون سے سورہ فاتحہ (سورہ اخلاص) ماتھے پر لکھنا جائز ہے اگر امتحاناً معلوم ہو کہ خون بند ہو جائے گا۔ ❽

(۲۰۰) جو نکسیر بند نہ ہوتی ہو تو قرآن کی آیت کو خون سے پیشانی پر لکھنا جائز ہے۔ ❾

(۲۰۱) فاسق اور کافر ذمیوں کے کپڑے پاک ہیں اور پاجامہ میں کراہت ہے۔ ❿

---

❶ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۷۷۔ ❷ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۷۰۔ ❸ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۴۔ ❹ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۷۰۔ بہشتی زیور: حصہ ۲ باب اول نجاسات کے پاک کرنے کا بیان، ص ۱۲۱۔ ❺ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۷۰۔ ❻ عالمگیری، کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۷۰۔ ❼ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۶۴۔ ❽ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۲۰۔ ❾ عالمگیری: کتاب الکراھیۃ باب ۱۸، تداوی و معالجات ج ۹ ص ۹۱۔ ❿ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۷۷۔

(۲۰۲) بچھونے پر خشک منی لگی ہو اس پر سویا اور پسینہ سے بچھونا تر ہو گیا۔ تو اگر بدن پر اثر ظاہر نہ ہو تو بدن پاک ہے۔ ❶

(۲۰۳) گیلے نجس کپڑے کے ساتھ پاک کپڑا لپیٹا گیا کہ وہ تر ہو گیا۔ اگر نچڑ نہ سکے تو پاک ہے۔ ❷

(۲۰۴) گیلی نجس زمین پر پاک خشک کپڑا بچھایا گیا اور وہ تر ہو گیا۔ اگر نچڑ نہ سکے تو پاک ہے۔ ❸

(۲۰۵) تر پاؤں نجس زمین یا نجس بچھونے پر رکھے تو وہ نجس نہ ہو گا۔ ❹

(۲۰۶) نجس دودھ تین بار جوش دینے سے پاک ہے۔ ❺

(۲۰۷) نجس شہد تین بار جوش دینے سے پاک ہے۔ ❻

(۲۰۸) نجس شیرہ خرما تین بار جوش دینے سے پاک ہے۔ ❼

(۲۰۹) نجس تیل تین بار جوش دینے سے پاک ہے۔ ❽

(۲۱۰) گھی ناپاک ہو گیا جتنا گھی ہو اتنا پانی ڈال کر پکائے جب پانی جل جائے تین دفعہ اسی طرح کرے تو پاک ہو جائے گا۔ ❾

(۲۱۱) گوشت کے شوربے میں نجاست پڑی جوش کی حالت میں تو تین بار ابال آنے سے پاک ہو جائے گا۔ ❿

(۲۱۲) پانی میں نجاست گری اُس سے چھینٹیں اچھل کر کپڑے پر لگیں۔ اگر رنگ و بو ظاہر نہ ہو تو کپڑا پاک ہے۔ ⓫

---

❶ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۴۷۔ ❷ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۷۶۔ ❸ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۴۷۔

❹ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات ج ۱ ص ۴۷۔ ❺ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۷۲۔ ❻ بہشتی زیور: حصہ ۲ بیان تطہیر النجاسۃ ص ۱۹۔ ❼ بہشتی زیور: حصہ ۲ بیان تطہیر النجاسۃ ص ۱۲۱۔ ❽ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۷۲۔

❾ بہشتی زیور: حصہ ۲، باب اول، نجاست کے پاک کرنے کا بیان، ص ۱۲۱۔ ❿ درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۷۲۔ ⓫ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ۱ ص ۴۷۔

(۲۱۳) نجس سرمہ لگا ہو تو دھونا واجب نہیں۔ ❶

(۲۱۴) نجس تیل صابون میں ڈالا گیا ہو تو وہ پاک ہے۔ ❷

(۲۱۵) نجاست جلا کر اُس سے نوشادر بنایا جائے تو وہ پاک ہے۔ ❸

(۲۱۶) جب تک نجاست درہم برابر نہ ہو ستر نہ کھولے اور اگر زیادہ ہو تو کھول دے خواہ پردہ ہو یا نہ ہو۔ ❹

(۲۱۷) عورت نے دیگچہ دھویا' یا ہاتھ سے میل' یا مٹی چھڑائی تو وہ دھوون پاک ہے اور پاک کرتا ہے۔ ❺

(۲۱۸) مسافر کا ہاتھ نجس ہو۔ اگر مٹی پر مل دے تو پاک ہو جائے گا۔[محمد رحمۃ اللہ علیہ] ❻

(۲۱۹) کافر کا جھوٹا پاک ہے۔ ❼

(۲۲۰) خشک خون رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ❽

(۲۲۱) حرام چیز سے دوا کرنا اگر شفا کا یقین ہو تو جائز ہے۔ ❾

(۲۲۲) کعبہ کا غلاف حائضہ اور جنبی پہنے تو جائز ہے۔ ❿

(۲۲۳) جنبی کو قرآن لکھنا درست ہے بشرطیکہ چھوا نہ جائے۔ ⓫

(۲۲۴) شراب کا سرکہ بن جائے تو پاک ہے۔[محمد رحمۃ اللہ علیہ] ⓬

---

❶ عالمگیری: جلد اص ۸۷' ہدایہ جلد اص ۲۱۴' ۳۱۱۔ ❷ عین الھدایۃ: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ا ص ۲۸۶۔ ❸ بہشتی گوہر: کتاب الطہارۃ، پاکی ناپاکی کے بعض مسائل، ص ۸۔

❹ منیہ ص ۸۔ ❺ منیہ ص ۴۸۔ ❻ منیہ ص ۵۶۔

❼ الھدایۃ: کتاب الطہارت باب الماء الذی یجوز بہ الوضو و مالا یجوز ج ا ص ۱۵۵۔

❽ عین الھدایۃ: کتاب الطہارات باب الانجاس، ج ا ص ۲۷۸۔ ❾ عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، باب پانیوں کے بیان میں، ج ا ص ۱۳۹۔ ❿ درمختار: جلد اص ۶۱۹۔

⓫ شرح الوقایۃ: کتاب الطہارۃ، باب حیض کے بیان میں، ج ا ص ۶۵۔

⓬ شرح الوقایۃ: کتاب الاشربۃ، ج ۴ ص ۶۸۔ بہشتی زیور حصہ ۳ باب ۳۵ نشہ کی چیزوں کا بیان، ص ۲۵۱۔

(۲۲۵) پیاسے کو شراب پینا ضرورتاً جائز ہے۔ ❶

(۲۲۶) شراب کا مٹکہ سرکہ ہو جانے کے بعد پاک ہے۔ ❷

باب: شراب کے متعلق

(۲۲۷) جو گوشت شراب میں پکایا گیا ہو وہ تین بار جوش دینے اور خشک کرنے سے پاک ہے۔ [ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❸

(۲۲۸) جو مرغی پیٹ چاک کرنے سے پہلے پر اکھاڑنے کی غرض سے جوش دی گئی ہو تو وہ تین بار دھونے اور خشک کرنے سے پاک ہے۔ ❹

(۲۲۹) جو گیہوں شراب میں پکایا گیا وہ کئی بار جوش دے کر سوکھانے سے پاک ہو جاتا ہے۔ [ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❺

(۲۳۰) شراب میں آٹے گوندھے ہوئے کی روٹی پکائی گئی ہو اگر اس قدر سرکہ ڈالا جائے کہ شراب کا اثر جاتا رہے تو پاک ہے۔ ❻

(۲۳۱) شراب میں چوہا گر کر مرا اور پھٹنے سے پہلے نکالا گیا پھر شراب سرکہ ہو گئی ہو تو وہ پاک ہے۔ ❼

(۲۳۲) ایک قطرہ شراب سرکے میں گرے تو ایک ساعت کے بعد کھانا حلال ہے اور اگر کوزہ بھر گرے تو فی الحال حلال ہے۔ ❽

(۲۳۳) شرابی شراب پینے کے بعد کئی بار تھوک نگل جائے تو اس کا منہ پاک ہے۔ ❾

---

❶ عین الھدایہ: کتاب الطہارت، باب پانیوں کے بیان میں، ج ۱ص ۱۳۹۔ درالمختار: کتاب الاشربۃ، ج ۴ص ۲۹۲۔ شرح الوقایۃ: کتاب الاشربۃ، ج ۴ص ۶۸۔ ❷ عالمگیری: کتاب الاشربۃ باب الاول، ج ۹ص ۱۸۳۔ ❸ فتاویٰ عالمگیری: کتاب الاشربۃ، باب الاول فی تفسیر الاشربۃ، ج ۹ص ۱۸۳۔ ❹ درالمختار: کتاب الطہارۃ ،باب الانجاس، ج ۱ص ۱۷۲۔ ❺ درالمختار: کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ج ۱ص ۱۷۲۔ ❻ درالمختار: کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ج ۱ص ۱۷۲۔ ❼ فتاویٰ عالمگیری: کتاب الاشربہ، باب الاول فی تفسیر الاشربۃ، ج ۹ص ۱۸۳،۱۸۴۔ درالمختار: کتاب الطہارت باب الانجاس، ج ۱ص ۱۷۶۔ ❽ درالمختار: کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ج ۱ص ۱۷۶۔ ❾ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ۳ فصل دوم حکم آب، ج ۱ص ۳۵۔

(۲۳۴) گیہوں شراب میں بھیگ کر پھول جائے تو تین مرتبہ پانی میں بھگو کر خشک کیا جائے تو وہ پاک ہے۔[ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] [1]

(۲۳۵) شراب کا کوزہ تین بار پانی بھرنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ [2]

(۲۳۶) شراب کا پرانا مٹکا تین بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ [3]

(۲۳۷) کلچہ شراب میں گرا پھر شراب سرکہ ہو گئی تو وہ کلچہ پاک ہے اگر بو نہ رہے۔ [4]

(۲۳۸) عورت ہانڈی پکا رہی تھی مرد نے شراب کا پیالہ ہانڈی میں ڈال دیا۔ عورت نے اوپر سے سرکہ ڈال دیا کہ شوربا کھٹا ہو گیا تو حلال ہے۔ کھانے میں کچھ ڈر نہیں۔ [5]

(۲۳۹) شراب سے اگر شفا کا یقین ہو تو پینا جائز ہے۔ [6]

(۲۴۰) گیہوں شراب میں گرے اگر بو مزہ نہ پایا جائے تو کھانے میں مضائقہ نہیں [7]

(۲۴۱) شوربے میں شراب پڑی پھر اوپر سے سرکہ ڈالا جائے کہ ترشی آ جائے تو پاک ہے۔ [8]

(۲۴۲) شراب یا پیشاب لگے تو مٹی ڈال کر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ [9]

(۲۴۳) انگلی شراب میں بھر گئی شرابی کو چوسا لے تو پاک ہے۔ [10]

(۲۴۴) شراب میں روٹی ملی اس پر سرکہ ڈالا کہ شراب کا اثر جاتا رہا تو وہ پاک ہے۔ [11]

---

[1] عین الھدایۃ: کتاب الطھارۃ، باب الانجاس، ج ا ص ۳۰۷۔ [2] عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ۷ ج ا ص ۶۷۔ [3] عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ا ص ۶۷۔ [4] عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ۷ نجاسات، ج ا ص ۶۹۔ [5] عالمگیری: جلد ۴ ص ۳۰۱۔ [6] عالمگیری: کتاب الکراھیۃ، باب ۱۸، تداوی و معالجات، ج ۹ ص ۹۰۔ [7] عالمگیری: کتاب الاشربۃ، باب الاول تفسیر الاشربۃ، ج ۹ ص ۱۸۳۔
[8] عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، باب الانجاس، ج ا ص ۲۸۶۔ [9] عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ہفتم نجاسات، ج ا ص ۶۸۔ [10] عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، باب الانجاس، ج ا ص ۲۷۵۔
[11] عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، باب الانجاس، ج ا ص ۲۸۵۔۲۸۶۔

(۲۴۵) شراب میں پانی مل کر سرکہ بنا تو پاک ہے۔ ❶

(۲۴۶) فاسقوں کے کپڑے جو شراب سے پرہیز نہیں کرتے (نجس نہیں ہوتے) صحیح یہ ہے ان میں نماز مکروہ بھی نہیں۔ ❷

(۲۴۷) شراب مٹی سے ملی ہوئی ہو اگر خشک ہو تو رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ ❸

(۲۴۸) تاڑی کا سرکہ کھانا درست ہے۔ ❹

باب: سور کے متعلق

(۲۴۹) سور نجس العین نہیں ہے [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] [جب یہی نجس العین نہیں تو نہ معلوم پھر کون ہوگا۔] ❺

(۲۵۰) سور نمک سار میں گر کر نمک ہو جائے تو پاک ہے [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و محمد رحمۃ اللہ علیہ] ❻

(۲۵۱) سور کی بیع جائز ہے۔ ❼

باب: کتے کے متعلق

(۲۵۲) کتا نجس العین نہیں ہے۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❽

(۲۵۳) مٹی کے برتن میں کتا منہ ڈالے تو تین بار دھونے سے پاک ہے۔ ❾

(۲۵۴) بھیگے کتے کی چھینٹوں سے۔ اور اس کے کاٹنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔ ❿

---

❶ عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، باب الانجاس، ج۱ص ۲۸۶۔ ❷ عین الھدایۃ: کتاب الطہارات باب الانجاس، ج۱ص ۳۰۸۔ ❸ درالمختار: کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، ج۱، ص ۱۶۴۔

❹ بہشتی زیور: حصہ ۳ نشہ کی چیزوں کا بیان ص ۲۵۱۔ ❺ درالمختار: کتاب الصید، ج ۴ص ۳۰۲۔

❻ عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، باب الانجاس، ج۱ص ۲۸۶۔ فتاویٰ عالمگیری (اردو) کتاب الطہارت، ج۱ص ۶۹۔ درمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج۱ص ۱۷۰۔ ❼ منیہ ص ۴۷۔

❽ عین الھدایۃ: کتاب الطہارۃ، باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء، ج۱ص ۱۳۴۔

❾ عین الھدایۃ: کتاب الطہارۃ، باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء، فصل فی الآسار، ج۱، ص ۱۵۷۔

❿ عین الھدایۃ: کتاب الطہارت، باب ماء الذی یجوز بہ الوضوء، ج۱ص ۱۳۵۔

(۲۵۵) کتے کی بیع جائز ہے۔ [1]

(۲۵۶) کتے کے بالوں کا تکمہ بنانے میں مضائقہ نہیں۔ [2]

(۲۵۷) کتے کی ہڈی اور بال اور پٹھے پاک ہیں۔ [3]

(۲۵۸) کتے کی کھال کا ڈول اور جائے نماز بنانا جائز ہے۔ [4]

(۲۵۹) کتے اور بھیڑیئے کی کھال ذبح کرنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ [5]

باب: گدھے کے متعلق

(۲۶۰) گدھے کا جھوٹا پاک ہے۔[محمد رحمۃ اللہ علیہ] [6]

(۲۶۱) گدھے ذبح ہوئے کی چربی اور گوشت بالاتفاق پاک ہے۔ [7]

(۲۶۲) گدھی کا دودھ پاک ہے۔[محمد رحمۃ اللہ علیہ] [8]

باب: دباغت کے متعلق

(۲۶۳) جو کھال دباغت سے پاک ہوتی ہے وہ پاک ہو جاتی ہے جانور کے ذبح سے۔ [9]

(۲۶۴) سور کی کھال کے سوا ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ [10]

(۲۶۵) سور کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ [11]

---

[1] شرح الوقایۃ: کتاب البیوع فصل فی مسائل شتی فی البیع، ج۳ص ۷۳۔ عین الھدایۃ: کتاب لطہارت، باب الماء الذی یجوز بہ الوضو، ج۱ص ۱۳۵۔ [2] عین الھدایۃ: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج۱ص ۲۹۲۔ [3] درالمختار: کتاب الطہارت باب المیاہ ج۱ص ۱۱۸ [4] عین الھدایۃ: کتاب الطہارت باب ماء الذی یجوز بہ الوضوء، ج۱ص ۱۳۵۔ [5] منیہ ص ۴۹۔ [6] عین الھدایۃ: کتاب الطہارت باب ماء الذی یجوز الوضوء بہ، ج۱ص ۱۶۲۔ [7] ہدایہ جلد ۱ص ۱۱۹ [8] ھدایۃ: کتاب الطہارۃ باب ماء الذی یجوز بہ الوضوء، ج۱ص ۱۶۱۔ عالمگیری (اردو)، کتاب الطہارت، ج۱، ص ۲۷۔ [9] شرح الوقایۃ: کتاب الطہارۃ، فصل دباغت کے بیان میں، ج۱ص۔ عین الھدایۃ: کتاب الطہارۃ، باب ماء الذی یجوز الوضوء بہ و مالا یجوز، ج۱ص ۱۳۵۔ بہشتی زیور: حصہ ۱، ماء الذی یجوز الوضوء بہ و مالا یجوز، ص ۷۵۔ [10] درالمختار: کتاب الطہارت باب المیاہ، ج۱ص ۱۱۷۔
[11] منیہ ص ۴۷۔

(۲۶۶) آدمی کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے۔ ❶

(۲۶۷) کتے اور ہاتھی کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے۔ ❷

(۲۶۸) مردار جانور کا چمڑا دھوپ یا ہوا میں سکھانے سے پاک ہوجاتا ہے۔ ❸

(۲۶۹) مردار جانور کا چمڑا دھوپ یا ہوا میں سکھائے ہوئے پر نماز اور اس کے ڈول سے وضو جائز ہے۔ ❹

باب: متفرقات نجاسات

(۲۷۰) مردار کی کھال جو دھوپ میں دباغت دی ہوئی ہو اگر تر ہوجائے تو پاک ہے۔ ❺

(۲۷۱) جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ ان کا گوشت ذبح کرنے سے پاک ہوجاتا ہے۔ ❻

(۲۷۲) سوا سور کے حرام جانوروں پر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا تو اس کے کل اجزاء چربی اور گوشت پاک ہے۔ ❼

(۲۷۳) سوا سور کے سب کے بال پاک ہیں۔ ❽

(۲۷۴) پٹھے مردار کے پاک ہیں۔ ❾

(۲۷۵) مردار کا چستہ اور دودھ پاک ہے۔ [ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❿

---

❶ عین الھدایۃ: کتاب الطھارۃ، باب ماء الذی یجوز الوضوء بہ، ج ا ص ۱۳۱۔ شرح الوقایۃ: کتاب الطھارۃ، فصل دباغۃ الاھاب، ج ا ص ۴۵۔ ❷ در المختار: کتاب الطھارۃ، باب المیاہ، ج ا ص ۱۱۷۔ ❸ شرح الوقایۃ: کتاب الطھارۃ، باب طہارۃ الاھاب، ج ا ص ۴۶۔ عین الھدایۃ: کتاب الطھارات، باب ماء الذی یجوز الوضوء بہ ج ا ص ۱۳۵۔ ❹ بہشتی زیور: حصہ ا ماء الذی یجوز الوضوء بہ و مالا یجوز ص ۷۵۔ ❺ شرح الوقایۃ: کتاب الطھارۃ، باب فصل دباغۃ الاھاب، ج ا ص ۴۶۔ ❻ عین الھدایۃ: کتاب الطھارۃ، باب ماء الذی یجوز الوضوء بہ، ج ا ص ۱۳۵۔۱۳۶۔ ❼ عین الھدایۃ: کتاب الطھارۃ، باب ماء الذی یجوز الوضوء بہ، ج ا ص ۱۳۶۔ شرح الوقایۃ، کتاب الطھارۃ باب طہارۃ الاھاب، ج ا ص ۴۷۔ ❽ در المختار: کتاب الطھارت باب المیاہ ج ا ص ۱۱۸۔ ❾ در المختار: کتاب اطھارۃ باب المیاہ ج ا ص ۱۱۸۔ عالمگیری: کتاب الطھارت، فصل دباغت کے بیان میں، ج ا ص ۴۷۔ ❿ در المختار: کتاب الطھارت باب المیاہ، جلد ا ص ۱۱۸۔

(۲۷۶) آدمی کے کان پاک ہیں۔ ❶

باب: تیمّم کے بیان میں

(۲۷۷) تیمّم میں ترتیب شرط نہیں۔ ❷

(۲۷۸) صاف چکنے پتھر پر تیمّم جائز ہے اگرچہ دھلا ہوا ہو۔ ❸

(۲۷۹) کیچڑ سے تیمّم جائز ہے۔ ❹ [یہاں آیت فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا کا حکم کہاں چلا گیا]

(۲۸۰) تیمّم ہڑتال و سرمہ و گیرو و گندھک و سیندھے نمک اور پانی سے بنے ہوئے نمک اور کوئلے سے جائز ہے۔ ❺

(۲۸۱) جو غبار کی جگہ چہرہ گھسائے تیمّم کی نیت سے، تو تیمّم جائز ہے۔ ❻

(۲۸۲) سور یا کتے کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمّم جائز ہے۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❼

(۲۸۳) جو تیمّم کا ارادہ کر کے زمین پر لیٹے اگر مٹی بازو اور ہتھیلیوں اور منہ تک پہنچے تو تیمّم جائز ہے۔ ❽

(۲۸۴) جنبی نے تیمّم وضو کی نیت سے کیا تو جنابت کیلئے بھی کافی ہے۔ ❾

(۲۸۵) نماز جنازہ و عید کے واسطے تیمّم کرنا جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہو۔ ❿

---

❶ درالمختار: کتاب الطہارت، باب المیاہ، ج ۱ ص ۱۱۸۔ ❷ شرح الوقایۃ: کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱ ص ۵۴۔ ❸ بہشتی زیور: حصہ ا تیمّم کا بیان ص ۸۳۔

❹ بہشتی زیور: حصہ ا تیمّم کا بیان ص ۸۳۔ عین الھدایۃ: کتاب الطہارت، باب التیمم، ج ۱ ص ۱۷۹۔

❺ عین الھدایۃ: کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ۱ ص ۱۷۸، ۱۷۹۔ مالابدمنہ: کتاب الطہارۃ فصل فی التیمم، ص ۲۰۔ بہشتی زیور: حصہ ا فی بیان التیمم ص ۸۲۔ درالمختار: کتاب الطہارت، باب التیمم، جلد ا ص ۱۳۲۔ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب سوم، فصل اول مسائل تیمم، ج ا ص ۴۰۔ ❻ درالمختار: کتاب الطہارت، باب التیمم، ج ۱ ص ۱۳۱۔ ❼ عین الھدایۃ: کتاب الطہارت، باب التیمم، ج ا ص ۱۸۲۔

❽ عالمگیری: کتاب الطہارت، باب چہارم، فصل اول مسائل تیمم، ج ا ص ۳۹۔

❾ عین الھدایۃ: کتاب الطہارت باب التیمم ج ا ص ۱۸۴ ❿ عین الھدایۃ: کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ج ا ص ۱۹۳، ۱۹۴۔ کنزالدقائق: کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ص ۱۰۔

باب: مسح کے بیان میں

(۲۸۶) موزے پر مسح بھول گیا اتفاقاً پانی موزے پر پڑ گیا تو مسح درست ہے۔ ❶

کتاب الصلوٰۃ

باب: اذان کے بیان میں

(۲۸۷) اذان فارسی وغیرہ ہر زبان میں جائز ہے' اگر لوگ یہ سمجھ لیں کہ اذان ہوئی ہے۔ ❷

باب: نماز کی کیفیت میں

(۲۸۸) نماز میں روزے کی نیت کرے تو درست ہے۔ ❸

(۲۸۹) ایک پیر کی جگہ بھی پاک ہو تو دوسرے پاؤں کو اٹھائے رہے تو کافی ہے۔ ❹

(۲۹۰) شروع کرنا نماز کا سوا عربی کے درست ہے اگرچہ عربی جانتا ہو۔ ❺

(۲۹۱) بجائے اللہ اکبر کے اللہ الاکبر یا اللہ کبیر یا اللہ الکبیر یا اللہ اکبار یا اللہ الاکبار کہنا جائز ہے۔[ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❻

(۲۹۲) بجائے اللہ اکبر کے الحمد للہ یا تبارک اللہ یا اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمٰن اکبر کہے تو جائز ہے۔ ❼

---

❶ بہشتی زیور: حصہ ا، مسح علی الخفین، ص ۸۶۔ ❷ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۴۴۹۔ درمختار: کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ا ص ۲۴۶۔ ❸ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۲۴۔ ❹ بہشتی گوہر: نماز کی شرطوں کا بیان، ص ۳۰۔ ❺ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، شروط الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۳۰۔ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۴۴۶۔ ❻ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۴۴۳۔ عالمگیری: کتاب الصلوٰۃ، باب چہارم صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۱۰۶۔ درمختار: کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ا ۲۴۶۔ ❼ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۴۴۲۔ شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا، ص ۱۴۳۔

(۲۹۳) بجائے اللہ اکبر کے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہے تو جائز ہے۔ 1

(۲۹۴) اللہ اکبر کا لفظ فارسی میں پڑھے تو بھی جائز ہے۔ 2

(۲۹۵) نماز کے سب اذکار اور خطبہ اور ثناء وغیرہ ہر زبان میں درست ہیں۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] 3

(۲۹۶) فارسی زبان فائق ہے۔ 4

(۲۹۷) سب اذکار سوا قرأت کے باوجود عربی جاننے کے غیر زبان میں جائز ہیں۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] 5

(۲۹۸) سلام یا جواب سلام اور تکبیر وقت ذبح کے اور قرأت غیر زبان میں جائز ہے۔ 6

(۲۹۹) بقدر ضرورت قرأت عربی میں پڑھ کر فارسی میں پڑھے تو بلا خلاف درست ہے۔ 7

(۳۰۰) نماز میں سبحانک پڑھتے وقت ہاتھ لٹکائے رکھے جب ختم کر چکے تو ہاتھ باندھ لے۔ 8

(۳۰۱) عورت سینہ پر ہاتھ باندھے۔ 9

---

1 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۱۴۳۔ درمختار: کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ا ص ۲۴۵۔ 2 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۱۴۳۔ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۴۴۶۔ 3 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ ج ا ص ۴۴۹۔ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل فی شروع الصلاۃ، ج ا ص ۲۴۶۔

4 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۴۶۔ 5 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل الشروع فی الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۴۷۔ 6 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل الشروع فی الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۴۶۔

7 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل الشروع فی الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۴۷۔ 8 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل الشروع فی الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۴۸۔ 9 بہشتی زیور: حصہ ۲ باب ۷ طریقہ اداء الفریضۃ من الصلوٰۃ ص ۱۳۱۔ مالابدمنہ: کتاب الصلوٰۃ ص ۳۴۔ عالمگیری: کتاب الصلاۃ، باب چہارم، صفت نماز، ج ا، ص ۱۱۳۔ درمختار: کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ا ص ۲۴۸۔

(۳۰۲) امام قرأت شروع کرے تو مقتدی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھ لے۔ 1

(۳۰۳) بسم اللہ کا منکر کافر نہیں۔ 2 [کیا وہ قرآن نہیں]

(۳۰۴) مقتدی سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھے تو یہ ضعیف ہے۔ 3

(۳۰۵) مقتدی کا قرأت فاتحہ کرنا مکروہ تحریمی ہے مگر نماز صحیح ہو گی [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و ابویوسف]۔ 4

(۳۰۶) نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ بقصد ثنا پڑھے تو جائز ہے۔ 5

(۳۰۷) بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر میں مقتدی ہوں اور فاتحہ نہ پڑھوں تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مجھ پر عتاب کریں اور پڑھوں تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ غصے ہوں۔ اس لئے میں نے امامت کو اختیار کیا۔ 6

(۳۰۸) اگر پچھلی دو رکعتوں میں الحمد و تسبیح چھوڑ دے تو جرم نہیں۔ 7

(۳۰۹) فاتحہ کی بجائے کوئی حصہ قرآن سے پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا۔ 8

(۳۱۰) نماز سری و جہری میں مقتدی کچھ قرأت نہ پڑھے۔ 9

(۳۱۱) امام کے پیچھے الحمد پڑھنے والے کے منہ میں انگارے اور پتھر ہیں۔ 10

[حدیث لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ کے مقابلہ میں ایسا لکھنا کیا معنی رکھتا ہے۔ انصاف طلب]

---

1 عالمگیری: کتاب الصلوٰۃ، فصل مسبوق اور لاحق کے بیان میں، ج ۱ ص ۱۴۱۔ (اب آیت وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰن کا حکم کہاں گیا) 2 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل الشروع فی الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۲۵۱۔

3 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل فی القرآۃ، ج ۱ ص ۲۸۱۔

4 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۲۸۱۔

5 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنازۃ، ج ۱ ص ۴۵۸۔ 6 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل فی القرآۃ، ج ۱ ص ۲۸۶۔ 7 عالمگیری: جلد ۱ ص ۱۰۲۔

8 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل فی القرآۃ، جلد ۱ ص ۴۶۵۔

9 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۵۴۸۔ درمختار: کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج ۱ ص ۲۸۱۔

10 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ص ۵۵۹۔

(۳۱۲) پچھلی دو رکعتوں میں بجائے الحمد کے تین دفعہ سبحان اللہ کہے تو درست ہے۔ ❶

(۳۱۳) پچھلی دونوں رکعتوں میں اگر کچھ بھی نہ پڑھے تو درست ہے۔ ❷

(۳۱۴) اگر امام مسافر قصر کرے تو مقتدی پوری کرلے مگر مقتدی بقیہ رکعات میں الحمد نہ پڑھے۔ ❸

(۳۱۵) آمین بالجہر مکروہ ہے۔ ❹

(۳۱۶) رفع الیدین قبل الرکوع و بعد الرکوع مکروہ ہے۔ ❺

(۳۱۷) سجدہ فقط ناک یا فقط پیشانی پر کرنا جائز ہے۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❻

(۳۱۸) عورت سجدے میں پیٹ کو اپنے دونوں زانوں سے ملا ہوا رکھے۔ ❼

(۳۱۹) التحیات سوا عربی کے ہر زبان میں جائز ہے [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❽

(۳۲۰) عورت التحیات کے وقت اپنے دونوں پاؤں کو دائیں طرف نکال کر چوتڑوں پر بیٹھے۔ ❾

(۳۲۱) درود پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہیں ہے۔ ❿

(۳۲۲) سلام کے وقت قصداً حدث کرے (پاد مارے) تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔] ⓫

---

❶ بہشتی زیور: حصہ ا باب ۸ فرض نماز پڑھنے کے طریقے، ص ۱۳۵۔ ❷ بہشتی زیور: حصہ ا باب ۸ فرض نماز پڑھنے کے طریقے، ص ۱۳۵۔ ❸ کنز ص ۵۹۔ ❹ عالمگیری: کتاب الصلوٰۃ، باب ہفتم مفسدات نماز ج ا ص ۱۷۱۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۲۵۱ تا غایت نمبر ۲۵۵ حصہ دوم) ❺ مینہ ص ۱۰۱۔

❻ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۴۸۲۔ عالمگیری: کتاب الصلوٰۃ، باب چہارم، صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۱۰۹۔ ❼ کنز الدقائق: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۲۵۔ در المختار: کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۵۷ ❽ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا، ص ۴۴۹۔

❾ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۵۰۲۔

❿ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۵۱۰۔ ⓫ شرح وقایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۱۱۰۔

(۳۲۳) امام نے بعد تشہد کے باتیں کیں یا مسجد سے نکل گیا تو نماز جائز ہے۔ 1

(۳۲۴) مقتدی تشہد پڑھ کے امام سے بول پڑا تو نماز درست ہوگی۔ 2

(۳۲۵) سلام کے وقت عمداً قہقہہ کرے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ 3

باب: بیان میں ان امور کے کہ جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی

(۳۲۶) پیشاب کی جگہ یا دبر پر نجاست لگی ہو گو بکثرت ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔ 4

(۳۲۷) نمازی جب آدمی یا کتا منہ بندھا لے کر نماز پڑھے تو جائز ہے۔ 5

(۳۲۸) نمازی کے جسم پر کتا بیٹھ جائے۔ منہ سے لعاب نہ نکلے تو مضائقہ نہیں۔ 6

(۳۲۹) یلغار میں عشاء کا وقت معلوم نہ ہو تو نماز واجب نہیں۔ 7

(۳۳۰) نمازی گریبان کی طرف سے شرمگاہ کو دیکھے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ 8

(۳۳۱) دبر یا ذکر فوطے چوتھائی سے کم کھل جائیں تو نماز جائز ہے۔ 9

(۳۳۲) ہاتھ اور زانو کی جگہ کا پاک ہونا ضروری نہیں۔ اگر ناپاک جگہ رکھے جائیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ 10

(۳۳۳) نماز میں کپڑا نجس جگہ پر پڑتا ہو تو حرج نہیں۔ 11

---

1 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الاستخلاف، ج ا ص ۳۲۰۔ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۵۱۷۔ 2 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۷۱۔

3 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۵۱۷۔ 4 درالمختار: کتاب الطہارۃ باب الانجاس، ج ا ص ۱۷۳۔ 5 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۰۴۔

6 بہشتی گوہر: نماز کی شرطوں کا بیان، ص ۲۹۔ 7 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، ج ا ص ۱۸۵۔

8 درالمختار: کتاب الطہارۃ، باب شروط الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۰۷۔ 9 شرح وقایہ ص ۹۰' منیہ ص ۶۵۔

10 درمختار: کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ، ج ا ص ۳۲۹۔

11 بہشتی گوہر: نماز کی شرطوں کا بیان، ص ۳۰۔

(۳۳۴) ہجے کر کے نماز پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ 1

(۳۳۵) مردہ کے پیٹ پر نمدا پڑا ہے اور اس پر سجدہ کیا اگر سختی معلوم نہ ہوئی تو سجدہ جائز ہے۔ 2

(۳۳۶) نمازی سلام کا جواب اشارہ سے دے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ 3

(۳۳۷) نماز میں پانی مانگنے کے لئے دو صف سے تجاوز کر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ 4

(۳۳۸) اگر مسبوق (مسبوق وہ ہے کہ جس کو امام کے ساتھ کچھ نماز نہ ملی ہو) کا امام تشہد کے بعد بول پڑا یا مسجد سے نکل گیا تو مسبوق کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ 5

(۳۳۹) کتے بلی کو بلانے یا گدھے کو ہانکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ 6

(۳۴۰) امام کی قرأت مقتدی کو اچھی معلوم ہوا اور رو کر کہے کیوں نہیں یا ہاں یا البتہ تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ 7

(۳۴۱) نماز میں قبلہ سے منہ پھیر لینے سے اگرچہ سارا پھیر لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ 8

(۳۴۲) بے وضو ہونے کے گمان سے نماز میں منہ پھیر لے اور یاد آنے پر قبلہ کی طرف منہ کر لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ 9

(۳۴۳) نمازی قبلہ کی طرف منہ کئے چلا بقدر ایک صف کے اور ٹھہرا اور چلا اور پھر ٹھہرا تو جب کہ مسجد کے باہر نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ 10

---

1 درالمختار: کتاب الطہارۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۴۷۔ 2 عالمگیری: جلد ا ص ۹۵۔

3 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۲۳۔ ایضاً باب الاستخلاف، ص ۳۱۵۔

4 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الاستخلاف، ج ا ص ۳۱۶۔ 5 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الاستخلاف، ج ا ص ۳۲۰۔ 6 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۲۲۔

7 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۲۵۔ 8 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۳۰۔ 9 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۳۰۔

10 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۳۰۔

(۳۴۴) مرد نماز پڑھ رہا ہے اور عورت نے بوسہ لیا تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ہاں اگر مرد نے نمازی عورت کا بوسہ لیا تو عورت کی نماز فاسد ہوگی۔ [1]

(۳۴۵) پرندے پر پتھر پھینکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [2]

(۳۴۶) نمازی ہاتھ یا سر سے ہاں یا نہیں کا اشارے کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ [3]

(۳۴۷) جس عورت کو مرد طلاق رجعی دے چکا ہو اگر نماز میں اس کی فرج دیکھے تو نماز فاسد نہیں۔ [4]

(۳۴۸) اپنا ستر دیکھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [5]

(۳۴۹) کسی نے نماز پڑھنے والے سے پوچھا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں تو یہ اشارہ سے بتا دے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [6]

(۳۵۰) تین کلموں سے کم لکھنے میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [7]

(۳۵۱) نماز میں اذان دے دے مگر حی علی الصلوٰۃ نہ کہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [8]

(۳۵۲) نماز میں لفظ اللہ سن کر بلا قصد جل جلالہ اور آنحضرت ﷺ کا نام سن کر درود پڑھے تو نماز فاسد نہیں۔ [9]

(۳۵۳) دل میں شعر بنائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [10]

(۳۵۴) لکھے ہوئے پر نظر کی اور اس کے معنی دریافت کیے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ [11]

(۳۵۵) نماز میں ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک رکن کے بعد ایک ایک جوں مارے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [12]

---

[1] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۳۳۰۔

[2] درمختار: کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ، ج ۱ ص ۳۳۰۔ [3] عالمگیری: کتاب الصلوٰۃ، باب ہفتم، مفسدات نماز، ج ۱ ص ۱۵۵۔ [4] عین الھدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ج ۱ ص ۶۵۰

[5] ہدایہ جلد ۱ ص ۳۱۲۔ [6] منیہ ص ۱۱۶۔ [7] منیہ ۱۱۶۔ [8] منیہ ص ۱۱۶۔

[9] منیہ، ص ۱۱۶۔ [10] منیہ ص ۱۱۰۔ [11] مالا بدمنہ: کتاب الصلوٰۃ فصل در مفسدات نماز، ص ۴۳۔

[12] منیہ ص ۱۱۷۔

(۳۵۶) پنکھے سے ایک دو مرتبہ نماز میں ہوا کر لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ❶

باب: متعلقات نماز میں

(۳۵۷) جمائی دور کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ نمازی یہ سوچے کہ انبیاءؑ جمائی نہیں لیتے۔ ❷

(۳۵۸) افعال نماز میں ترتیب شرط نہیں۔ ❸

(۳۵۹) اگر قبلہ میں شک ہو تو چار رکعت چاروں طرف پڑھے۔ ❹

(۳۶۰) جو نماز میں خلل ڈالتا ہو اس کی تنبیہ کے لئے قرآن اس ترکیب سے پڑھے کہ وہ باز آ جائے تو حرج نہیں۔ ❺

(۳۶۱) نماز میں دروازہ بند کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور کھولا تو ہوگی۔ ❻

(۳۶۲) جب یقین ہو کہ صبح کی ایک رکعت مل جائے گی تو سنت مکروہ نہیں۔ ❼

(۳۶۳) جو چاہے کہ فجر کے پہلے کی سنت پڑھے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ پہلے فرض کے سنت پڑھے پھر اس کو توڑ ڈالے تو اب بعد فرض کے سنت پڑھ لے۔ ❽

(۳۶۴) مستحق امامت کا وہ ہے جس کی بیوی زیادہ اچھی ہو۔ ❾

(۳۶۵) جو کافر با جماعت نماز پڑھ لے تو وہ مسلمان ہے۔ ❿

(۳۶۶) عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی اور بدعت ہے۔ ⓫ [خلاف حدیث ہے]

---

❶ منیہ ص ۱۷۔ ❷ در المختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۲۴۲۔

❸ عالمگیری: کتاب الصلوٰۃ، باب ۱۱، قضا نماز، ج ۱ ص ۱۹۴۔ ❹ منیہ ص ۱۰۰۔ ❺ عالمگیری: کتاب الصلوٰۃ باب ہفتم مفسدات نماز ج ۱ ص ۱۵۶۔ ❻ عالمگیری: کتاب الصلوٰۃ، باب ہفتم، مفسدات نماز، ج ۱ ص ۱۶۴۔ ❼ در المختار: کتاب الصلوٰۃ، ص ۱۹۱۔ ❽ عین الھدایۃ: کتاب الحیل، فصل دوم مسائل وضوء و نماز میں، ج ۴ ص ۹۳۲۔ ❾ در المختار: کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ، ج ۱ ص ۲۹۰۔

❿ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۳۲۲۔

⓫ در المختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ۱ ص ۲۹۴

(۳۶۷) سجدہ تلاوت محض رکوع سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔ ❶

(۳۶۸) قنوت میں درود نہ پڑھے۔ ❷ [خلاف حدیث ہے][نسائی باب الدعافی الوتر]

(۳۶۹) فوت شدہ نماز کے بدلے کفارہ دینا جائز ہے۔ ❸

(۳۷۰) اگر میت نے اس قدر مال نہ چھوڑا ہو کہ وہ کفارہ کے لئے کافی ہو تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ وارث یہ تدبیر کرے کہ آدھا صاع گیہوں قرض لے اور فقیر کو دے دے۔ فقیر اس کو واپس ہبہ کر دے۔ غرض اسی طرح لوٹ پھیر کرتا رہے کہ کفارہ تمام ہو جائے گا۔ ❹

(۳۷۱) جو فقیر چاہے کہ اپنے باپ کی قضا نمازوں کا فدیہ ادا کرے تو یہ حیلہ کرے کہ دو سیر گیہوں فقیر کو دے پھر اس سے بطور ہبہ مانگ لے روزانہ ایسا کرے جب تک کہ سب نمازوں کا فدیہ نہ ہو لے۔ ❺

(۳۷۲) قنوت نہ پڑھے کسی نماز میں سوائے وتر کے ہدایہ جلد ا ص ۵۳۳ (آگے جا کے لکھا ہے) نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ ❻ [دونوں قول قابل غور ہیں]

باب: متعلق جمعہ

(۳۷۳) جمعہ کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ شہر ہو کہ جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں۔ ❼ [یہ شرط اس وقت دنیا بھر میں مفقود ہے لہذا جمعہ ناجائز]

(۳۷۴) جمعہ کی شرطوں میں بادشاہ یا نائب کا ہونا بھی ہے۔ ❽
[اکثر جگہ یہ بھی مفقود ہے]

---

❶ درالمختار: کتاب الصلوۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ا، ص ۳۹۸۔ ❷ عالمگیری: کتاب الصلوۃ، باب ہشتم وتر، ج ا ص ۱۷۷ ❸ درالمختار: کتاب الصلوۃ، باب الفوائت، ج ا ص ۳۷۹۔

❹ درالمختار: کتاب الصلوۃ باب الفوائت ج ا ص ۳۷۹۔ ❺ عالم گیری: کتاب الصلوۃ باب ۱۱ قضا نماز ج ا ص ۲۲۰ ❻ عین الھدایۃ: کتاب الصلوۃ باب الوتر ج ا ص ۶۸۲، ۶۸۵۔ ❼ ھدایۃ، کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ الجمعۃ ج ا ص ۱۶۸۔ ❽ ھدایۃ: کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الجمعۃ ج ا ص ۱۶۸۔

(۳۷۵) منجملہ شرائط جمعہ کے یہ بھی ہے کہ اذن عام ہو۔ 1 [بالعموم اہلحدیث کو روکا جاتا ہے تو جمعہ ناجائز ہوا]

(۳۷۶) جمعہ کے روز تمام مساجد بند کی جائیں سوا جامع مسجد کے 2 [عمل کی ضرورت ہے]

(۳۷۷) جمعہ متعدد جگہ نہ ہو اور احتیاطی ظہر پڑھی جائے۔ [ابوحنیفہ] 3

(۳۷۸) جمعہ کے دن سورہ سجدہ و سورہ دہر معین کر کے پڑھنا مکروہ ہے۔ 4

(۳۷۹) خطبہ بے وضو بھی پڑھنا درست ہے۔ 5

(۳۸۰) ابو یوسف جب خطیب سے دور ہوتے تو کتاب دیکھا کرتے اور قلم سے تصحیح بھی کرتے۔ 6

(۳۸۱) خطبہ ایک تسبیح (سبحان اللہ) کے برابر ہو۔ 7

(۳۸۲) جمعہ کا خطبہ بیٹھ کر بھی پڑھنا جائز ہے۔ 8

(۳۸۳) جمعہ کے روز روحیں اکٹھی ہوتی ہیں۔ 9

باب: متعلق عیدین

(۳۸۴) جو شرطیں جمعہ میں ہیں۔ وہی عیدین میں بھی واجب ہیں۔ 10 [محض بے اصل ہے]

(۳۸۵) تکبیرات عید الاضحیٰ جہر سے کہنا بدعت ہے۔ 11

کتاب الزکوٰۃ

(۳۸۶) کسی کو انعام کا نام لے کر زکوٰۃ دی اور دل میں نیت کر لی تو زکوٰۃ ادا ہو

---

1 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعہ، ج ا ص ۴۱۹۔ 2 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۲۲۔ 3 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۱۶۔ 4 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القراۃ، ج ا ص ۲۸۱۔ 5 ھدایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ج ا ص ۸۲۷۔ قدوری: کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۹۔ درالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۱۸۔ 6 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۲۳۔ 7 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۱۷۔

8 ھدایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، ج ا ص ۱۶۹۔ مختصر قدوری: کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعہ، ص ۲۹۔ 9 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۲۷۔ 10 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ج ا ص ۴۲۸۔ 11 عین الھدایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ج ا ص ۸۵۸۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ ۴۰۳ و ۴۰۴ حصہ دوم)

جائے گی۔ [1]

(۳۸۷) زکوٰۃ کا بیسواں حصہ کافر سے، شراب اور مردار کھالوں کی قیمت سے لینا چاہیئے۔ [2]

(۳۸۸) زکوٰۃ نہ دینے کا حیلہ یہ ہے کہ جس کے پاس مال ہو بقدر نصاب سال گزرنے سے پہلے ایک درم خیرات کر دے یا بعض دراہم اپنی اولاد کو ہبہ کر دے تا کہ مال نصاب سے کم ہو جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔[ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] [3] ☆

(۳۸۹) جو شخص زکوٰۃ اپنے قرضہ میں وصول کرنا چاہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ اپنے قرضدار محتاج کو زکوٰۃ حوالہ کرے پھر اس کو واپس اپنے قرضہ میں وصول کرلے۔ اور اگر وہ نہ دے تو چھین لے۔ [4]

(۳۹۰) دوسرا حیلہ یہ ہے کہ قرضدار سے کہے کہ میرے خادم کو اپنا وکیل کرلے کہ وہ مجھ سے زکوٰۃ وصول کر کے واپس تیرے قرضہ میں مجھ کو دیدے۔ [5] [خیرات دے کر واپس لینے والے کی مثال حدیث میں کتے کی سی آئی ہے کہ جو قے کر کے خود چاٹتا ہے]

(۳۹۱) جو شخص چاہے کہ زکوٰۃ میں کفن دے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ محتاج کی ملک کر کے اور محتاج کفن دیدے۔ [6]

(۳۹۲) جو شخص زکوٰۃ کو مسجد کی تعمیر میں لگانا چاہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کسی کو دے دے اور وہ مسجد میں لگا دے۔ [7]

---

[1] بہشتی زیور: حصہ ۳ باب ۱۵، زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان، مسئلہ ۱۰۔ [2] درالمختار: کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج ۱ ص ۵۰۸۔ [3] عین الهدایۃ: کتاب الحیل، فصل فی مسائل الزکوٰۃ، ج ۴ ص ۹۳۲۔

[4] عین الهدایۃ، کتاب الحیل، فصل سوم مسائل الزکوٰۃ، ج ۴ ص ۹۳۳۔ [5] عین الهدایۃ: کتاب الحیل فصل سوم مسائل الزکوٰۃ، ج ۴ ص ۹۳۳۔ [6] عین الهدایۃ: کتاب الحیل، فصل سوم مسائل الزکوٰۃ، ج ۱ ص ۹۳۳۔

[7] عین الهدایۃ: کتاب الحیل، فصل سوم مسائل الزکوٰۃ، ج ۱ ص ۹۳۳۔۹۳۴۔

☆......امام ابو یوسف آخر برس میں اپنی بی بی کو ھبہ کر دیا کرتے تھے اور اس کا مال اپنے نام اسے ہبہ کروالیا کرتے تھے تا کہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے۔ (احیاء العلوم کشوری جلد ۱ ص ۱۱)

(۳۹۳) صاع۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آٹھ رطل عراقی کا ہے۔ اور ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانچ رطل اور تہائی رطل کا۔ [1]

کتاب الصوم

باب: شک کے روزہ کے متعلق

(۳۹۴) شک کے دن کا روزہ خواص رکھیں اس طرح کہ عوام کو نہ معلوم ہو۔ [2]

(۳۹۵) شک کے دن نفل کی نیت سے روزہ رکھنا بالاتفاق افضل ہے۔ [3]

باب: بیان میں ان چیزوں کا جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا یا کفارہ لازم نہیں آتا

(۳۹۶) عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھنے سے اگر انزال ہو جائے اگرچہ دیر تک دیکھنے اور فکر کرنے کے بعد ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ [4]

(۳۹۷) لکڑی دبر میں ڈالی گئی اگر ایک سرا باہر رہا تو روزہ فاسد نہیں۔ [5]

(۳۹۸) دبر یا فرج میں انگلی داخل کی اگر خشک نکلی تو روزہ فاسد نہیں۔ [6]

(۳۹۹) قبل فجر عمداً جماع کیا پھر فجر ہوتے ہی نکال لیا بعد اس کے منی نکلی تو روزہ فاسد نہیں۔ [7]

(۴۰۰) ناف یاران میں جماع کرے اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں۔ [8]

---

[1] ھدایۃ: کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۱ص ۱۰۶۸۔ [2] درالمختار: کتاب الصوم، ج۱ ص۵۵۳۔
[3] درالمختار: کتاب الصوم، ج۱ص ۵۵۳۔ [4] درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم و مالا یفسد، ج۱ ص۵۶۲۔ [5] درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم و مالا یفسد، ج۱ص ۵۶۳۔ ہدایۃ، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج۱ص ۱۱۱۲۔ [6] درالمختار: کتاب الصوم باب مایفسد الصوم و مالا یفسد ج۱ ص۵۶۳۔ ہدایۃ، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج۱ص ۱۱۱۲۔
[7] درالمختار: کتاب الصوم باب مایفسد الصوم و مالا یفسد ج۱ص ۵۶۳۔ [8] درالمختار: کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم و مالا یفسد، ج۱ص ۵۶۴۔

(۴۰۱) روزہ میں ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ 1

(۴۰۲) اگر زنا کے خوف سے جلق لگا کر منی نکال دے تو توقع ہے کہ وبال نہ ہو۔ 2

(۴۰۳) چوپایہ کی فرج یا مردے سے جماع کرے اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں۔ 3

(۴۰۴) جانور کی فرج کے ہاتھ لگایا یا منہ چوما اور انزال ہوا تو روزہ فاسد نہیں۔ 4

(۴۰۵) مردہ عورت سے وطی کی۔ چھوٹی لڑکی یا بہیمہ سے وطی کی یا ران میں یا پیٹ میں وطی کی یا بوسہ لیا تو روزہ فاسد نہیں۔ 5

(۴۰۶) منی اپنے ہاتھ سے نکالے یا عورت کے ہاتھ سے یا عورت و مرد باہم ننگے ہو کر شرم گاہیں ملائیں اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ 6

(۴۰۷) سوتی عورت یا مجنونہ سے جماع کیا گیا تو روزے کا کفارہ نہیں۔ 7

(۴۰۸) روزہ میں عورت و مرد ننگے ہو کر شرم گائیں ملائیں تو مضائقہ نہیں۔ 8

(۴۰۹) عورت کو کپڑے کے اوپر سے مساس کیا اور انزال ہوا۔ اگر حرارت معلوم نہ ہوئی تو روزہ فاسد نہیں۔ 9

(۴۱۰) عورت نے شوہر کا مساس کیا اور شوہر کو انزال ہوا تو روزہ فاسد نہیں۔ 10

---

1 درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ج ۱ ص ۵۶۴۔ ہدایۃ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج ۱ ص ۱۱۱۲۔ 2 درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم، ج ۱ ص ۵۶۴۔

3 درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ج ۱ ص ۵۶۴۔ عین الھدایۃ کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ ج ۱ ص ۱۱۱۲۔ 4 درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ج ۱ ص ۵۶۴۔

5 درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسد، ج ۱ ص ۵۶۷۔ 6 درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسد، ج ۱ ص ۵۶۸۔ 7 درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسد، ج ۱ ص ۵۶۸۔ 8 درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسد، ج ۱ ص ۵۶۸۔ 9 درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسد، ج ۱ ص ۵۶۷۔ 10 عین الھدایۃ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء و الکفارۃ، ج ۱ ص ۱۱۱۳۔

(۴۱۱) عورتیں چپٹی لڑا دیں اگر انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں۔ ❶

(۴۱۲) جو روزے میں زنا کے ڈر سے جلق لگائے اور منی نکال دے تو امید ثواب ہے۔ ❷

(۴۱۳) مقعد میں جماع (اغلام) کرنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا [ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❸

(۴۱۴) روزے دار عورت یا مرد سے اغلام کرے تو روزہ کا کفارہ نہیں۔ ❹

(۴۱۵) ران وغیرہ میں جماع کرے اور انزال ہو جائے تو روزہ کا کفارہ نہیں۔ ❺

(۴۱۶) روزہ کی حالت میں بوسہ لینے سے منی نکل پڑے تو کفارہ نہیں۔ ❻

(۴۱۷) چنے سے کم کھانا عمداً نگل جائے تو روزہ فاسد نہیں۔ ❼

(۴۱۸) کسی نے بھولے سے کھانا کھایا یا پانی پیا یا جماع کیا۔ اگر اس کو گمان ہو کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر اس نے کھا لیا تو کفارہ لازم نہ ہوگا۔ ❽

(۴۱۹) جوار، باجرا کچا کھانے میں گنواروں کو باک نہیں۔ پس فتویٰ میں تامل ہوگا۔ مسور و ماش و مونگ کھانے میں کفارہ نہیں۔ ❾

(۴۲۰) رمضان میں روزہ کی نیت نہیں کی اور کھانا کھا لیا تو کفارہ واجب نہیں [ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❿

---

❶ عین الھدایۃ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج ۱ ص ۱۱۱۲۔

❷ عین الھدایۃ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج ۱ ص ۱۱۱۲۔

❸ عین الھدایۃ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج ۱ ص ۱۱۲۶۔

❹ عین الھدایۃ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج ۱ ص ۱۱۲۶۔

❺ کنز الدقائق: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم و مالایفسدہ، ص ۶۸۔

❻ قدوری ص ۶۰۔

❼ در المختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم و مالایفسد، ج ۱، ص ۵۶۲۔

❽ شرح الوقایۃ: کتاب الصوم باب موجبات الافساد والقضاء والکفارۃ، ج ۱ ص ۲۴۷۔

❾ عین الھدایۃ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج ۱ ص ۱۱۲۴۔

❿ مالابدمنہ: کتاب الصوم، فصل فی موجبات القضاء والکفارۃ، ص ۸۵۔

(۴۲۱) عمداً منہ بھر سے کم قے کی تو قضا ہے، کفارہ نہیں [محمد رحمۃ اللہ] ❶ [کم وبیش کس دلیل سے]

(۴۲۲) عمداً قے کرنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ ❷

(۴۲۳) روزہ میں قصد سے تھوڑی قے کرلے تو روزہ فاسد نہیں۔ ❸

(۴۲۴) ڈورے میں گوشت باندھ کر نگل گیا اور اسی وقت نکال لیا تو روزہ فاسد نہیں۔ ❹

(۴۲۵) لکڑی کا ایک کنارہ نگل گیا اور دوسرا کنارہ ہاتھ میں ہے تو روزہ فاسد نہیں۔ ❺

(۴۲۶) روزہ دار کسی غیر معشوق کی رال پی جائے تو کفارہ نہیں۔ ❻

باب: فدیہ کے بیان میں

(۴۲۷) جو شخص چاہے کہ اپنے باپ کو قضا روزوں کا فدیہ نہ دوں تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ دو سیر گیہوں فقیر کو دے پھر اس سے بطور ہبہ مانگ لے۔ روزانہ ایسا کرے، جب تک کہ سب روزوں کا فدیہ نہ ہو جائے۔ ❼

باب: اعتکاف کے بیان میں

(۴۲۸) اعتکاف میں سوا فرج کے وطی کرے۔ اگر انزال نہ ہو تو اعتکاف باطل نہیں۔ ❽

---

❶ عین الھدایۃ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج ا ص ۱۱۲۲۔

❷ مالا بدمنہ: کتاب الصوم، فصل فی موجبات القضاء والکفارۃ، ص ۸۶۔

❸ مالا بدمنہ: کتاب الصوم، فصل فی موجبات القضاء، ص ۸۶۔

❹ عین الھدایۃ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج ا ص ۱۱۲۴۔

❺ عین الھدایۃ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج ا ص ۱۱۲۴۔

❻ درمختار: جلد ۴ ص ۴۵۴۔ ❼ عالمگیری: کتاب الحیل، فصل ۴ در مسائل روزہ ج ۱۰ ص ۳۳۴۔

❽ شرح الوقایۃ: کتاب الصوم، باب فی بیان الاعتکاف، ج ا ص ۱۷۸۔

کتاب الحج

(۴۲۹) مدینہ حرم نہیں[حنفیہ کے نزدیک] ❶ [سراسر حدیث کے خلاف ہے]

کتاب النکاح

(۴۳۰) عورت کے وکیل نے بھولے سے لڑکی کی ولدیت میں فرق کردیا اور عورت وہاں موجود نہیں ہے تو نکاح نہیں ہوا۔ ❷

(۴۳۱) زوجہ کو بوقت صحبت کے ثیبہ (یعنی کنواری نہ تھی) پایا۔ مرد کے دریافت کرنے پر عورت نے کہا کہ ترے باپ نے ازالہ بکر (یعنی صحبت کی ہے) کیا ہے تو مرد اگر تصدیق نہ کرے تو نکاح قائم ہے۔ ❸

(۴۳۲) عورت سے وطی کی اس کی فرج و مقعد (پیشاب اور پاخانہ کی جگہ) پھاڑ کر ایک کر دیا تو اس عورت کی ماں اس مرد پر حرام نہیں ہوگی۔ ❹ [اسے یاد رکھ کے نیچے دیکھیں]

(۴۳۳) جس عورت کے سر کے بالوں کا بشہوت مساس کیا اگرچہ باریک کپڑا حائل ہو کہ گرمی محسوس ہو یا بوسہ لیا یا معانقہ کیا تو اس عورت کی ماں مرد پر حرام ہوگی۔ ❺

(۴۳۴) جس عورت نے بشہوت مرد کو چھولیا یا ذکر کو بشہوت دیکھ لیا۔ عورت کی ماں مرد پر حرام ہوگی۔ ❻

(۴۳۵) جس عورت کی فرج شیشہ یا پانی کی آڑ سے دیکھی تو اس عورت کی ماں مرد پر حرام ہوگی۔ ❼

---

❶ درمختار: جلد اص ۶۱۹۔ ❷ درالمختار: کتاب النکاح، ج ۲ص ۱۳۔
❸ درالمختار: کتاب النکاح، باب المحرمات، ج ۲ص ۱۶۔ ❹ درالمختار: کتاب النکاح، باب المحرمات ج ۲ص ۱۷۔
❺ درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ص ۱۶۔
❻ درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ص ۱۶۔
❼ درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ص ۱۶۔

(۴۳۶) عورت کے مساس پر اگر انزال نہ ہو تو اس کی ماں حرام ہے اور انزال ہو جائے تو عورت کی ماں حرام نہیں۔ 1

(۴۳۷) شب کو جگانے میں مرد کا ہاتھ اپنی بیٹی پر لگا یا عورت کا ہاتھ اپنے بیٹے پر لگا تو میاں بیوی باہم حرام ہیں۔ 2

(۴۳۸) بشہوت ساس کے بوسہ لینے سے جورو حرام ہو جاتی ہے۔ 3

(۴۳۹) ساس سے بشہوت مساس کرنے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ 4

(۴۴۰) اپنی بیٹی کی شرمگاہ بشہوت دیکھنے سے جورو حرام ہو جاتی ہے۔ 5

(۴۴۱) بیٹی ڈر کر بچھونے میں گھس گئی۔ باپ نے شہوت سے مساس کیا تو میاں بیوی باہم حرام ہیں۔ 6

(۴۴۲) مساس خواہ عمداً ہو یا سہواً۔ خواہ باکرہ ہو تو عورت کی ماں مرد پر حرام ہوئی۔ 7

(۴۴۳) عورت کے دبر میں صحبت کرنے سے اس کی ماں حرام نہیں ہوتی۔ 8

(۴۴۴) نشہ میں اپنی بیٹی کو پکڑ کر بوسہ لیا لڑکی نے کہا کہ میں تیری بیٹی ہوں تو جورو حرام ہو جائے گی۔ 9

(۴۴۵) لڑکے نے بدنیتی سے سوتیلی ماں پر ہاتھ ڈالا تو وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہے۔ 10

(۴۴۶) عورت کے ساتھ اغلام کرنے سے حرمت نہیں آتی۔ 11

---

1 درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ص ۱۷۔ 2 درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات ج ۲ص ۱۸۔ 3 درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ص ۱۸۔ 4 درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ص ۱۸۔ 5 درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ص ۱۹۔ 6 درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ص ۱۹۔ 7 عالمگیری: کتاب النکاح، باب ۳ محرمات، ج ۲ص ۱۴۰۔ 8 عالمگیری: کتاب النکاح، باب سوم محرمات، ج ۲ص ۱۴۲۔ 9 عالمگیری: کتاب النکاح، باب سوم محرمات، ج ۲ص ۱۴۳۔ 10 بہشتی زیور: حصہ ۴ جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے، مسئلہ ۱۷، ص ۳۱۶۔ 11 درالمختار: کتاب النکاح فصل فی المحرمات، ج ۲ص ۱۷۔ فتاوی عالمگیری: کتاب النکاح، باب سوم محرمات، ج ۲، ص ۱۴۲۔

(۴۴۷) جس بیوی سے مرد کم عمری میں صحبت کر چکا ہو اور پھر اس کو طلاق دیدے تو اس کی بیٹی سے اس مرد کا نکاح درست ہے۔ 1

(۴۴۸) سات آٹھ برس کی لڑکی سے جماع کیا تو اس لڑکی کی ماں مرد پر حرام نہیں ہوگی۔ 2

(۴۴۹) مرد کا آلہ منتشر ہوا اور اس نے بشہوت جورو کو طلب کیا اس درمیان میں اس نے اپنی بیٹی کی ٹانگوں میں داخل کیا تو اگر حرکت انتشار کی نہ بڑھی ہو تو جورو حرام نہیں اور اگر بڑھ گئی ہو تو جورو حرام ہے۔ 3 [شرم]

(۴۵۰) ساس نے لڑائی میں اپنے داماد کا ذکر پکڑ لیا۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے شہوت سے نہیں پکڑا تھا تو اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔ 4

(۴۵۱) عورت نے جھوٹے گواہ پیش کر کے دعویٰ کیا کہ میرا فلاں مرد سے نکاح ہو گیا اور قاضی نے تسلیم کر لیا تو مرد کو اس سے وطی کرنا جائز ہے۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] 5

(۴۵۲) اسی طرح مرد عورت پر جھوٹا دعوی کر کے ڈگری حاصل کر لے تو مرد کو اس عورت سے وطی کرنا جائز ہے۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ومحمد رحمۃ اللہ علیہ] 6

(۴۵۳) نکاح متعہ منعقد ہوگا جبکہ اس کی مدت اس قدر دراز ہو کہ آدمی اس مدت تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] 7

(۴۵۴) متعہ درست ہے [زفر رحمۃ اللہ علیہ] 8

---

1 درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ ص ۱۷۔۱۸۔ 2 عالمگیری: کتاب النکاح، باب سوم محرمات، ج ۲ ص ۱۴۰۔ 3 عالمگیری: کتاب النکاح، باب سوم محرمات، ج ۲ ص ۱۴۱۔

4 عالمگیری: کتاب النکاح، باب سوم محرمات، ج ۲ ص ۱۴۴۔

5 درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ ص ۲۶۔

6 درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ ص ۲۶۔

7 عالمگیری: کتاب النکاح، باب سوم محرمات، ج ۲ ص ۱۵۵۔

8 عمدۃ الرعایۃ: حاشیہ شرح الوقایۃ، کتاب النکاح، فی ما یصح نکاحھن ومالا یصح، ج ۲ ص ۱۸۔

باب: مہر کے متعلق

(۴۵۵) شراب اور سور مہر کے بدلے میں ہو تو نکاح صحیح ہے۔ ❶

(۴۵۶) حالت کفر میں مہر سور یا شراب سے مقرر ہوا ہو تو مسلمان ہونے کے بعد بھی وہی ادا کرنا ہوگا۔ ❷

(۴۵۷) بیٹے نے سوتیلی ماں کا بوسہ لیا تو بیٹا مہر کا ضامن ہوگا۔ ❸

(۴۵۸) بیٹے نے سوتیلی ماں سے جماع کیا تو بیٹا مہر کا ضامن نہ ہوگا۔ ❹

کتاب الرضاعۃ

(۴۵۹) رضاعت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ڈھائی برس ہے۔ ❺ [صریح نص ﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ کیخلاف ہے]

(۴۶۰) رضاعت امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین برس ہے۔ ❻ [یہ بھی خلاف ہے]

کتاب الطلاق

(۴۶۱) مرد کسی اجنبیہ عورت سے کہے کہ اگر میں نکاح کروں تو تجھ پر طلاق ہے۔ تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ ❼

(۴۶۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ مست کی طلاق جائز رکھتے تھے۔ مگر بعض علماء کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی۔ ❽

(۴۶۳) نابالغہ کا نکاح باپ یا دادا نے کر دیا۔ لڑکی بالغ ہونے پر نکاح فسخ نہیں کرا سکتی۔ ❾ [خلاف حدیث ہے۔ ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر ۳۴۷ حصہ دوم]

---

❶ شرح الوقایۃ: کتاب النکاح، باب المھر، ج ۲، ص ۳۱۔ ❷ شرح الوقایۃ: کتاب النکاح، باب المھر، ج ۲ ص ۴۷۔ درمختار: کتاب النکاح، باب المھر، ج ۲ ص ۶۷۔ ❸ درالمختار: کتاب النکاح، باب الرضاع ج ۲ ص ۹۸۔ ❹ درالمختار: کتاب النکاح باب الرضاع ج ۲ ص ۹۸۔ ❺ درالمختار: کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۲ ص ۸۸۔ ❻ عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح الوقایۃ: کتاب الرضاع، ج ۲ ص ۵۷ حاشیہ ۱۲۔ ❼ ہدایہ جلد ۲ ص ۳۲۲۔ ❽ نور الھدایۃ: کتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۵۔ ❾ ہدایہ جلد ۲ ص ۱۴۱۔

باب: نسب کے بیان میں

(۴۶۴) مرد انتہائے مغرب میں ہو اور عورت انتہائے مشرق میں اتنے فاصلہ پر کہ دونوں کے درمیان سال بھر کی راہ ہو۔ کسی طرح ان کا نکاح کر دیا گیا۔ اگر بعد تاریخ نکاح کے عورت چھ مہینے میں بچہ جنے تو یہ بچہ ثابت النسب ہوگا۔ حرامی نہ ہوگا۔ بلکہ یہ اس مرد کی کرامت تصور کیجائے گی۔ [1]

(۴۶۵) کسی نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی۔ دو برس سے کم میں لڑکا پیدا ہوا تو لڑکا اسی شوہر کا ہے، حرامی نہیں۔ [2]

(۴۶۶) نکاح ہوگیا اور رخصت نہ ہوئی لڑکا پیدا ہوگیا تو شوہر ہی کا ہے حرامی نہیں۔ [3]

(۴۶۷) میاں پردیس میں ہے برسیں گزر گئیں۔ یہاں لڑا پیدا ہوگیا تو شوہر کا ہے حرامی نہیں۔ [4]

باب: عدت کے بیان میں

(۴۶۸) عورت کو ہر شوہر کے مرنے پر تین دن سیاہ ماتمی لباس پہننا جائز ہے۔
[رافضیوں اور عیسائیوں نے کیا قصور کیا] [5]

باب: حیلوں کے بیان میں

(۴۶۹) خاوند اپنی بیوی کو شہر کے باہر نہ لے جاسکے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ عورت اپنے اوپر اپنے باپ بھائی وغیرہ جس پر اطمینان ہو اس کے بہت سے قرضہ کا اقرار کرے اور گواہ کر دے۔ جب شوہر لے جانا چاہے تو جس کے قرضہ کا اقرار کیا ہے وہ مانع ہو
[ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] [6]

---

[1] درمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۲ص۲۰۔ [2] بہشتی زیور: حصہ۴ص۶۷۔
[3] بہشتی زیور: حصہ۴ص۶۹۔ [4] بہشتی زیور: حصہ۴ص۶۹۔ [5] درالمختار: کتاب الطلاق، فصل فی الحداد، ج۲ص۲۵۷۔ [6] عین الهدایۃ: کتاب الحیل فصل۶ حیلہ نکاح ج۴ص۹۳۶۔

(۴۷۰) اگر شوہر قرضہ کی بابت قسم دلوائے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ قرضہ کے عوض کپڑا وغیرہ اسی قیمت پر جتنا کہ شوہر پر قرضہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ فروخت کردے بعد اس کے وہ قسم کھا جائے تو شوہر نہیں لے جا سکے گا [ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❶

کتاب الحدود

(۴۷۱) کم عمر لڑکا یا مجنوں بالغہ عاقلہ عورت سے وطی کرے تو عورت پر حد نہیں۔ ❷

(۴۷۲) گونگا زنا کرے تو اس پر حد نہیں اگرچہ خود اقرار کرے خواہ گواہ بھی گزر جائیں۔ ❸

(۴۷۳) اندھا زنا کرے پھر انکاری ہو اگرچہ بذریعہ شہادت کے اس کا زنا کرنا ثابت ہو جائے تو حد نہیں۔ ❹

(۴۷۴) کم عمر لڑکی یا مردہ یا جانور سے وطی کرے تو حد نہیں۔ ❺

(۴۷۵) دارالحرب اور دارالبغی میں زنا کرے تو حد نہیں۔ اگرچہ دارالاسلام میں آ جائے۔ ❻

(۴۷۶) زنا کرنے والے کو اگر حرمت زنا کی معلوم نہ ہو تو حد نہیں۔ ❼

(۴۷۷) بیٹے یا پوتے کی لونڈی سے زنا کرے تو حد نہیں۔ ❽

(۴۷۸) دادا یا دادی کی لونڈی سے جماع کرے تو حد نہیں۔ ❾

(۴۷۹) کسی کی لونڈی رہن ہو اور وہ اس سے زنا کرلے تو حد نہیں۔ ❿

---

❶ عالمگیری: جلد ۴ ص ۱۰۴۶، ہدایہ جلد ۴ ص ۸۶۱۔ ❷ درالمختار: کتاب الحدود، ج ۲ ص ۴۵۷۔
❸ درالمختار: کتاب الحدود، ج ۲، ص ۴۵۷۔ ❹ درالمختار: کتاب الحدود، ج ۲ ص ۴۵۸۔
❺ درالمختار: کتاب الحدود، ج ۲ ص ۴۵۸۔ ❻ درالمختار: کتاب الحدود، ج ۲ ص ۴۵۸۔
❼ درالمختار: کتاب الحدود، ج ۲ ص ۴۵۸۔ ❽ درالمختار: کتاب الحدود باب ما یوجب الحدود ومالا یوجب، ج ۲ ص ۴۵۸۔ ❾ درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲، ص ۴۷۰۔
❿ درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد ومالا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۱۔

(۴۸۰) منکوحہ بلا گواہ سے جماع کرنے میں حد نہیں ہے۔ [1]

(۴۸۱) غیر کی منکوحہ سے نکاح کر کے صحبت کرے حلال جان کر یا اپنی مطلقہ عدت والی سے تو حد نہیں۔ [2]

(۴۸۲) جو عورتیں ہمیشہ کے لئے حرام ہیں (ماں، بہن، بیٹی، خالہ پھوپھی وغیرہ) ان سے نکاح کر کے اور حلال جان کر صحبت کرے تو حد نہیں [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] [3]

(۴۸۳) محرمات (جو عورتیں ہمیشہ کے لئے حرام ہیں) سے حرام جان کر کے بھی نکاح کر لے تو حد نہیں [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] [4]

(۴۸۴) جس عورت کو اجارہ پر لیا ہو (خرچہ دیکر) زنا کرے تو حد نہیں۔ [5]

(۴۸۵) زنا بالجبر کرنے سے حد نہیں۔ [6]

(۴۸۶) زنا کے بارے میں مرد یا عورت دونوں میں سے کوئی انکار کرے تو حد نہیں۔ [7]

(۴۸۷) جو آزاد عورت کو لونڈی کہہ کر زنا کرے تو حد نہیں۔ [8]

(۴۸۸) کسی کی لونڈی کو غصب کر کے زنا کرے تو حد نہیں۔ [9]

(۴۸۹) خلیفہ اور امام اور بادشاہ زنا کرے تو حد نہیں۔ [10]

(۴۹۰) جو مرد عورت سے کہے کہ میں نے تجھ کو اس قدر مہر دیا تا کہ زنا کروں اور اس سے زنا کرے تو حد نہیں۔ [11]

---

[1] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد وما لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۱۔ [2] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۲۔ [3] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۲۔ [4] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۲۔ [5] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۴۔ [6] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۵۔ [7] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۵۔ [8] درالمختار: کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد، ج ۲ ص ۴۷۵۔ [9] درالمختار: کتاب الحدود باب، وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۵۔ [10] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۶۔ [11] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۴۔

(۴۹۱) عورت سوتے مرد سے وطی کرے تو دونوں پر حد نہیں۔ [1]

(۴۹۲) لونڈی سے اس طرح وطی کی کہ اس کی بینائی جاتی رہی تو زانی پر بلا خلاف حد نہیں۔ [2]

(۴۹۳) ماں اور جورو کی لونڈی سے حلال جان کر صحبت کرے تو حد نہیں۔ [3]

(۴۹۴) باپ کی لونڈی سے حلال جان کر بھی وطی کرے تو حد نہیں۔ [4]

(۴۹۵) حربی حربیہ سے زنا کرے تو دارالاسلام میں حد نہیں اور ابو یوسف کے نزدیک حد ہے۔ [5]

(۴۹۶) جانور سے جماع کرنے پر حد نہیں آتی۔ [6]

(۴۹۷) اغلام کرنے سے حد نہیں آتی۔ [ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] [7]

(۴۹۸) غلام یا لونڈی یا بیوی سے اغلام کرے تو بالا جماع حد نہیں۔ [8]

(۴۹۹) اجنبیہ عورت سے فرج کے سوا وطی کرے تو حد نہیں۔ [9]

(۵۰۰) لونڈے بازی کا جنت میں بھی وجود ہوگا۔ لیکن یہ ضعیف ہے۔ [10]

(۵۰۱) اپنی بیوی یا لونڈی سے جلق لگوا لے تو نہ حد ہے نہ تعزیر۔ [11]

(۵۰۲) گونگے شرابی پر حد نہیں اگرچہ اقرار کرلے۔ [12]

---

[1] عالمگیری: کتاب الحدود باب وطی الذی یوجب الحد، ج ۳ ص ۲۶۷۔ [2] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد وما لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۵۔ [3] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۰۔ [4] کنز الدقائق: کتاب الحدود، باب الوطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۱۸۳۔ [5] شرح الوقایہ: کتاب الحدود، باب الوطی الذی یوجب الحد، ج ۲، ص ۲۵۱۔ [6] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۲۔ [7] درالمختار: کتاب الحدود باب الوطی ج ۲ ص ۴۷۳۔ عالمگیری، جلد ۲ ص ۶۷۳۔ ہدایہ جلد ۲ ص ۴۵۸۔ شرح وقایہ ص ۳۳۱۔ کنز ص ۱۹۲، قدوری ص ۲۲۶۔ [8] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۳۔ [9] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۳۔ [10] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۴۔ [11] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۳۔ [12] فتاویٰ عالمگیری: کتاب الحدود، باب ۵ فی حد الشرب، ج ۲ ص ۴۸۴۔

(۵۰۳) شرابی نے بو جانے کے بعد شراب پینے کا اقرار کیا تو حد نہیں ماری جائے گی۔ [ابوحنیفہؒ وابو یوسفؒ] 1

(۵۰۴) شراب کی بو جانے کے بعد گواہی گزر گئی تب بھی حد نہیں۔ [ابوحنیفہؒ وابو یوسفؒ] 2

(۵۰۵) شراب پی کر قے کر دے تو حد نہیں ماری جائے گی۔ 3

(۵۰۶) چھوارے اور انگور کی شراب پی کر بیہوش ہو جائے تو حد نہیں۔ 4

(۵۰۷) شہد کی شراب اور گدھی کے دودھ سے نشہ میں ہو تو حد نہیں۔ 5

(۵۰۸) شراب کو پانی یا دودھ یا تیل سے مخلوط کر دیا۔ اگر شراب غالب نہ ہو اور اس میں سے قطرہ پی لیا تو جب تک نشہ نہ آئے تو حد نہیں۔ 6

(۵۰۹) بھنگ پینے والے پر حد نہیں اگرچہ نشہ ہو گیا ہو۔ 7

(۵۱۰) گونگے چور پر حد نہیں۔ 8

(۵۱۱) کفن چور پر حد نہیں۔ 9

(۵۱۲) کسی کا دودھ یا گوشت چرالائے تو حد نہیں۔ 10

(۵۱۳) کسی کی لکڑیاں یا گھاس چرالے تو حد نہیں۔ 11

(۵۱۴) میوہ یا کھڑی کھیتی چرالے تو حد نہیں۔ 12

---

1 فتاوی عالمگیری: کتاب الحدود، باب السادس فی حد الشرب، ج ۲ ص ۱۵۹۔ 2 فتاوی عالمگیری: کتاب الحدود، باب السادس فی حد الشرب، ج ۲ ص ۱۵۹۔ 3 فتاوی عالمگیری: کتاب الحدود، باب ۵ فی حد الشرب، ج ۲ ص ۲۸۴۔ 4 فتاوی عالمگیری: کتاب الحدود، باب ۵ فی حد الشرب، ج ۲ ص ۲۸۴۔ 5 فتاوی عالمگیری: کتاب الحدود، باب ۵ فی حد الشرب، ج ۲ ص ۱۶۰۔ 6 فتاوی عالمگیری: کتاب الحدود، باب ۵ فی حد الشرب، ج ۲ ص ۲۸۵۔ 7 فتاوی عالمگیری: کتاب الحدود، باب السادس فی حد الشرب، ج ۲ ص ۲۸۴۔ 8 درالمختار: کتاب السرقۃ، ج ۲ ص ۵۸۔ 9 فتاویٰ عالمگیری: کتاب السرقۃ، باب فیما یقطع ومالا یقطع، ج ۲ ص ۱۷۸۔ 10 شرح الوقایۃ: کتاب السرقۃ، من سرق الساج والقناج ۲ ص ۲۷۶۔ 11 شرح الوقایۃ، کتاب السرقۃ، ج ۲ ص ۲۷۷۔ 12 شرح الوقایۃ: کتاب السرقۃ، ج ۲ ص ۲۷۷۔

(۵۱۵) مسجد کا دروازہ چرالائے تو حد نہیں۔ ❶

(۵۱۶) کسی کا قرآن چرالائے تو حد نہیں۔ ❷

(۵۱۷) کسی کا لڑکا چرالائے تو حد نہیں۔ ❸

(۵۱۸) کسی کا مال لوٹ لائے تو حد نہیں۔ ❹

(۵۱۹) بیت المال (شاہی خزانہ) میں سے چرالائے تو حد نہیں۔ ❺

(۵۲۰) حنفی شافعی ہو جائے تو تعزیر دی جائے گی۔ ❻

[اس کے باوجود کہا جاتا ہے کہ چاروں مذہب حق ہیں۔]

کتاب السیر

(۵۲۱) آنحضرت ﷺ کو گالی دینے سے ذمی کا عہد نہیں ٹوٹتا۔ ❼

(۵۲۲) کافروں سے لڑائی کرنا واجب ہے گو وہ ابتدا نہ کریں۔ ❽

(۵۲۳) ذمی مسلمان عورت سے زنا کرے تو بھی عہد نہیں ٹوٹتا۔ ❾

کتاب المفقود

(۵۲۴) زوجہ مفقود الخبر نوے برس انتظار کرے۔ ❿

(۵۲۵) جب مفقود کی عمر کے ایک سو بیس ۱۲۰ برس گزر جائیں تب مرنے کا حکم کیا جائے گا اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سو برس ہیں۔ ⓫

---

❶ شرح الوقایہ: کتاب السرقۃ، ج ۲ ص ۲۷۷۔ ❷ شرح الوقایہ: کتاب السرقۃ، ج ۲ ص ۲۷۸۔

❸ شرح الوقایہ: کتاب السرقۃ، ج ۲ ص ۲۷۸۔ ❹ شرح الوقایہ: کتاب السرقۃ، ج ۲ ص ۲۷۸۔

❺ شرح الوقایہ: کتاب السرقۃ، ج ۲ ص ۲۷۹۔

❻ فتاوی عالم گیری: کتاب الحدود، باب السابع فصل فی التعزیر، ج ۲ ص ۱۶۹۔

❼ کنز الدقائق: کتاب السیر، فصل فی احکام الجزیۃ، ص ۲۱۲۔

❽ قدوری: کتاب السیر ص ۲۲۴۔ ❾ کنز الدقائق: کتاب السیر، فصل فی احکام الجزیۃ، ص ۲۱۲۔

❿ فتاوی عالم گیری: المفقود ج ۲ ص ۳۰۰۔ ⓫ قدوری: کتاب المفقود، ص ۱۲۹۔

(۵۲۶) پھر عورت بعد مدت مذکورہ کے نکاح کر سکتی ہے۔ ❶ [کیا یہ ممکن ہے]

کتاب البیوع

(۵۲۷) مسلمان نے ذمی کو شراب وسور کی خرید وفروخت کے لئے وکیل کیا تو جائز ہے۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❷

(۵۲۸) شراب گھی یا گوندھے ہوئے آٹے میں جا پڑے تو اس کی بیع میں خوف نہیں۔ ❸

(۵۲۹) سوا شراب کے جتنی پینے کی چیزیں حرام ہیں سب کی بیع جائز ہے۔ [ابوحنیفہ] ❹

(۵۳۰) شیرہ انگور شراب بنانے والے کو فروخت کرے تو جائز ہے۔ مکروہ نہیں۔ ❺

(۵۳۱) مسلمان دارالحرب میں حربی کو شراب یا سور یا مردار خون فروخت کرے تو جائز ہے۔ ❻

(۵۳۲) دو حربی دارالحرب میں مسلمان ہونے کے بعد باہم شراب یا سور وغیرہ بیع کریں تو جائز ہے۔ [ابوحنیفہ و محمد] ❼

(۵۳۳) سور اور شراب کے بدلے غلام خرید لے تو اس کو بیچنا اور ہبہ کرنا جائز ہے۔ ❽

(۵۳۴) سوا شراب انگور کے دیگر شرابوں میں سے نصف حصہ سے زیادہ جل گیا تو ان کی بیع جائز ہے۔ [ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❾

---

❶ بہشتی زیور: حصہ ۴ باب ۱۸ حکم مفقود الخبر ص ۲۹۹] ❷ کنز الدقائق: کتاب البیوع، باب بیع الفاسد، ص ۲۴۱۔ ❸ فتاوی عالمگیری: کتاب البیوع، فصل الخامس بیع المحرمات، ج ۱ ص ۱۱۶۔ ❹ فتاوی عالمگیری: کتاب البیوع، فصل الخامس فی بیع المحرم، ج ۳ ص ۱۱۶۔ ❺ فتاوی عالمگیری: کتاب البیوع، فصل الخامس فی بیع المحرم، ج ۳ ص ۱۱۶۔ ❻ عالمگیری: جلد ۳، ص ۳۴۱۔ ❼ فتاوی عالمگیری: کتاب البیوع، فصل الخامس فی بیع المحرم ج ۳ ص ۱۱۵۔ ❽ ہدایہ: جلد ۴ ص ۳۹۸۔ ❾ عین الہدایۃ: کتاب الاشربہ، ج ۴، ص ۴۳۵۔

(۵۳۵) سوا شراب انگور کے دیگر شرابوں کی بیع جائز ہے۔[ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] 1

(۵۳۶) کتا اور گدھا ذبح کر کے اس کا گوشت فروخت کرنا جائز ہے۔ 2

(۵۳۷) ذبح کئے ہوئے درندوں کا گوشت فروخت کرنا جائز ہے۔ 3

(۵۳۸) پاخانہ کی بیع اگر مخلوط ہو تو جائز ہے۔ 4

(۵۳۹) لونڈی کا دودھ فروخت کرنا جائز ہے۔[ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ] 5

(۵۴۰) زمین ایسے شخص کے ہاتھ بیچنے میں کہ جو اس کا کلیسا بنا دے گا کچھ ڈر نہیں۔ 6

(۵۴۱) بربط اور طبل اور مزمار اور دف اور نرد کا فروخت کرنا جائز ہے۔[ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] 7

(۵۴۲) ہاتھی گھوڑے مصنوعی یعنی کھلونے کی بیع جائز ہے اور ان سے بچوں کا کھیلنا بھی جائز ہے۔[ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ] 8

(۵۴۳) کتا، ہاتھی، چیتا، بندر اور دیگر درندوں کی بیع جائز ہے۔ 9

(۵۴۴) سانپ کی بیع جائز ہے۔ 10

(۵۴۵) نجس تیل کی بیع جائز ہے۔ 11

(۵۴۶) جو شخص عیب دار چیز فروخت کرنا چاہے اور عیب بھی ظاہر نہ کرنا چاہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ عیب کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر کہے کہ میں اس کے عیب سے بری ہوں۔ 12

---

1 عین الھدایۃ: کتاب الاشربہ، ج۴، ص۴۳۴۔ 2 فتاوی عالمگیری: کتاب البیوع، فصل الخامس فی بیع المحرم، ج۳ص ۱۱۵۔ 3 فتاوی عالمگیری: کتاب البیوع، فصل الخامس فی بیع المحرم، ج۳ ص ۱۱۵۔ 4 فتاوی عالمگیری: کتاب البیوع، فصل الخامس فی بیع المحرم، ج۳ ص ۱۱۶۔ 5 فتاوی عالمگیری: کتاب البیوع، فصل الخامس فی بیع المحرم، ج۳ص ۱۱۶۔ 6 فتاوی عالمگیری: کتاب البیوع، فصل الخامس فی بیع المحرمات، ج۳ص ۱۱۶۔ 7 فتاوی عالمگیری: کتاب البیوع فصل الخامس فی بیع المحرمات، ج۳ ص ۱۱۶۔ 8 درالمختار: کتاب البیوع، باب المتفرقات ج۳ص ۱۶۹ 9 کنزالدقائق: کتاب البیوع، باب المتفرقات، ص ۲۵۷۔ 10 درالمختار: کتاب البیوع، باب فی المتفرقات، ج۳ص ۱۷۰۔ 11 درالمختار: کتاب البیوع، باب فی المتفرقات، ج۳ص ۱۷۱۔ 12 عالمگیری: کتاب الحیل، فصل ۱۳ البیع والشراء، ج۱۰ص ۳۵۹۔

(۵۴۷) شفعہ کے باطل کرنے کا حیلہ یہ ہے کہ بائع اُس شے کو مشتری کو ہبہ کر دے اور گواہ کر لے مشتری قیمت بائع کو ہبہ کر دے اور گواہ کر لے۔ ❶

باب: سود کے بیان میں

(۵۴۸) مسلمان مسلمان سے دارالحرب میں سود لے تو جائز ہے [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❷

کتاب القضا

(۵۴۹) قاضی کا حکم نافذ ہے دنیا میں اور اللہ کے ہاں اگرچہ جھوٹی گواہی سے ہو۔ ❸

(۵۵۰) قاضی مجتہد ہی ہو سکتا ہے۔ ❹ [پھر عمل اسکے خلاف کیوں]

(۵۵۱) حدود میں گواہی پوشیدہ کرنا بہتر ہے۔ ❺

کتاب الشھادۃ

(۵۵۲) جو حنفی ہو کر شافعی ہو جائے تو اس کی گواہی قبول نہیں [اتنی خفگی کیوں، مذہب تو چاروں حق ہیں] ❻

(۵۵۳) نکاح کے وکیل کی گواہی قبول نہیں اگر اثبات نکاح کی گواہی دے۔ ❼

کتاب الاجارہ

(۵۵۴) نوحہ گری اور راگ باجوں کی بلا شرط اجرت لینا مباح ہے۔ ❽

---

❶ عالمگیری: کتاب الحیل، فصل ۲۰ شفعہ کے بیان میں، ج ۱۰ ص ۳۸۴۔ ❷ فتاوی عالمگیری: کتاب البیوع، الفصل السادس فی تفسیر الربوٰ واحکامہ، ج ۳ ص ۱۲۱۔ ❸ شرح الوقایۃ: کتاب القضاء نفاذ القضاء ظاہرا و باطنا، جلد ۳ ص ۱۳۳۔ ❹ مقدمۃ عین الہدایۃ: فصل فی کیفیت الاجتہاد، ج ۱ ص ۹۰۔ ❺ قدوری: کتاب الشھادۃ، ص ۲۱۲۔ ❻ درالمختار: کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۳ ص ۳۲۸۔ ❼ درالمختار: کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۳ ص ۳۲۹۔ ❽ درالمختار: کتاب الاجارۃ باب الاجارۃ الفاسد ج ۴ ص ۳۸۔

کتاب الذبائح

(۵۵۵) آگ سے ذبح کرنا جائز ہے۔ 1

(۵۵۶) گدی کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔ 2

(۵۵۷) اونٹ نے حملہ کیا اگر اس کو حلال کرنے کی نیت سے قتل کر ڈالا تو اس کا کھانا حلال ہے۔ 3

(۵۵۸) بسم اللہ و اللہ اکبر پڑھنا مکروہ ہے۔ 4 [خلاف حدیث ہے۔ مسلم]

(۵۵۹) تہلیل (لا الہ الا اللہ) و تسبیح (سبحان اللہ) و تحمید (الحمد للہ) کہے تو ذبیحہ حلال ہے۔ 5

(۵۶۰) اللہ اعظم' یا اللہ اجل' یا اللہ الرحمٰن' یا اللہ الرحیم یا فقط اللہ یا رحمٰن یا رحیم، وقت ذبح کے پڑھے تو ذبیحہ حلال ہے۔ 6

(۵۶۱) تسمیہ فارسی میں (اللہ بزرگ است) یا کسی زبان میں ہو جائز ہے۔

[ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] 7

(۵۶۲) رومی زبان میں تسمیہ کہا خواہ وہ عربی ادا کر سکتا ہے یا نہیں تو جائز ہے۔ 8

(۵۶۳) جو جانور کہ کھائے جاتے ہیں ان کو شراب پلائی گئی پھر اسی وقت ذبح کر دیا تو حلال ہے۔ 9

(۵۶۴) بکری کو شراب پلائی گئی تو اس کا گوشت اور دودھ مکروہ نہیں۔ 10

---

1 در المختار: کتاب لذبائح، ج ۴ ص ۱۸۴۔ 2 در المختار: کتاب الذبائح، ج ۴ ص ۱۸۵ 3 فتاوی عالمگیری (عربی)، کتاب الذبائح الباب الاول فی رکنہ وشرائطہ ج ۵ ص ۲۸۵۔ 4 فتاوی عالمگیری (عربی)، کتاب الذبائح الباب الاول فی رکنہ وشرائطہ ج ۵ ص ۲۸۸۔ 5 فتاوی عالمگیری (عربی) کتاب الذبائح الباب الاول فی رکنیہ وشرائطہ ج ۵ ص ۲۸۵۔ 6 فتاوی عالمگیری (عربی) کتاب الذبائح الباب الاول فی رکنہ وشرائطہ ج ۵ ص ۲۸۵۔ 7 فتاوی عالمگیری (عربی)، کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ وشرائطہ ج ۵ ص ۲۸۵۔ 8 فتاوی عالمگیری (عربی): کتاب الذبائح، الباب الاول فی رکنہ وشرائطہ ج ۵ ص ۲۸۵۔ 9 در المختار: کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۴ ص ۲۱۷۔

10 عین الھدایۃ: کتاب الاشربۃ، ج ۴ ص ۴۴۴۔

(۵۶۵) جو حیوان سور کے دودھ سے پالا گیا ہو وہ حلال ہے۔ ❶

(۵۶۶) جو کوا مردار اور دانہ کھاتا ہو وہ حلال ہے [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❷

(۵۶۷) مسلمان نے مجوسی کی بکری آتشکدہ کے واسطے ذبح کی۔ یا کافر کی بکری ان کے معبودوں کے واسطے ذبح کی تو کھانا حلال ہے۔ ❸

(۵۶۸) ذبح کئے ہوئے جانور سے بچہ زندہ نکلا اور ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو حلال ہے۔[صاحبینؒ] ❹

(۵۶۹) ایک شخص نے گائے جنے کے وقت ہاتھ فرج میں ڈال کر بچے کو ذبح کر دیا۔ اگر ذبح کی جگہ سے ذبح ہوا تو حلال ہے۔ ❺

(۵۷۰) اگر غیر جگہ سے ذبح کیا پس وہ ذبح کی جگہ سے ذبح نہیں کر سکتا تھا تب بھی حلال ہے۔ ❻

(۵۷۱) وقت ذبح کے جانور حیات معلوم ہوا گرچہ حرکت نہ کرے اور خون نہ نکلے تو حلال ہے۔ ❼

(۵۷۲) چمگادڑ اور اُلو کا گوشت حلال ہے۔ ❽

(۵۷۳) گوہ کھانا مکروہ ہے۔ ❾

(۵۷۴) گونگے کا ذبیحہ خواہ مسلمان ہو یا کتابی کھایا جائے گا۔ ❿

---

❶ درالمختار: کتاب الحضر والاباحۃ، ج ۴ ص ۲۱۷۔ ❷ عالم گیری (عربی) کتاب الذبائح الباب الثانی ج ۵ ص ۲۹۰۔ ❸ فتاوی عالمگیری (عربی) کتاب الذبائح، باب الاول فی رکنہ وشرائطہ، ج ۵ ص ۲۸۶۔ ❹ فتاوی عالمگیری: کتاب الذبائح، باب الاول فی رکنہ وشرائطہ، ج ۵، ص ۲۸۷۔ ❺ فتاوی عالمگیری: (عربی) کتاب الذبائح، باب الاول فی رکنہ وشرائطہ، ج ۵ ص ۲۸۷۔ ❻ فتاوی عالمگیری (عربی) کتاب الذبائح، باب الاول فی رکنہ وشرائطہ، ج ۵ ص ۲۸۷۔ ❼ کنز الدقائق: کتاب الذبائح، فصل فی ما یحل اکلہ، ص ۴۲۰۔ ❽ فتاوی عالمگیری (عربی)، کتاب الذبائح، باب فی مایؤکل ومالایؤکل، ج ۵ ص ۲۹۰۔ ❾ عین الھدایہ فصل فما یحل اکلہ ومالا یحل ج ۴ ص ۱۸۱۔ ❿ فتاوی عالمگیری (عربی)، کتاب الذبائح، باب الاول فی رکنہ وشرائطہ، ج ۵ ص ۲۸۶۔

(۵۷۵) اگر کتے نے بکری سے جفتی کی اور بچہ مشترک پیدا ہوا تو دیکھنا چاہئے کہ گوشت اور گھاس سامنے رکھ کر۔ اگر گھاس کھاتا ہے تو حلال ہے اور گوشت کھائے تو حرام۔ اگر دونوں کھائے تو اس کو مارا جائے گا اگر بھونکے تو کتے کے حکم میں ورنہ بکری کے۔ اگر دونوں آوازیں کرتا ہو تو ذبح کیا جائے اور اوجھری نکلے تو کھایا جائے ورنہ نہیں۔ ❶

کتاب الاضحیہ

(۵۷۶) غصب کے جانور کی قربانی جائز ہے۔ ❷

(۵۷۷) بھینس کی قربانی درست ہے جب دو کی ہو۔ ❸

(۵۷۸) گاؤں میں عیدالاضحیٰ سے پہلے اور صبح کی نماز کے بعد قربانی درست ہے۔ ❹

(۵۷۹) حیلہ نماز عیدالاضحیٰ سے پہلے قربانی کرنے کا یہ ہے کہ جانور کو گاؤں بھیج دے۔ اور وہاں قبل نماز قربانی کر دے تو درست ہے۔ ❺

کتاب الحظر والاباحۃ

(۵۸۰) مسلمان کا کافر ذمی کی شراب کو اپنی پیٹھ پر لادنا اور اس کی مزدوری کرنا جائز ہے۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❻

(۵۸۱) آتشکدہ یا کلیسا بنانے کے لئے گھر کرایہ پر دینا یا شراب بیچنے کے لئے گھر کرایہ پر دینا جائز ہے۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] ❼

(۵۸۲) کسی شخص نے مسلمان کے واسطے شراب رکھ چھوڑی تو مکروہ نہیں اور کافر کے لئے رکھے تو مکروہ ہے۔ ❽

---

❶ فتاویٰ عالمگیری (عربی)، کتاب الذبائح، الباب الثالث فی المتفرقات ج ۵ ص ۲۹۰۔ ❷ شرح الوقایۃ: کتاب الاضحیہ ج ۴ ص ۵۳۔ ❸ بہشتی زیور، حصہ ۳ ص ۵۰۔ ❹ بہشتی زیور: حصہ ۳ باب ۱۸، قربانی کا بیان، ص ۲۳۰۔ ❺ بہشتی زیور، حصہ ۳ باب ۱۸، قربانی کا بیان، ص ۲۳۰۔ ❻ درمختار، جلد ۴ ص ۲۲۷، ہدایہ جلد ۴ ص ۴۱۱، شرح وقایہ ص ۵٦۸، کنز ص ۳۸۲۔ ❼ درالمختار: کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج ۴ ص ۲۵۲۔ ❽ عالمگیری: کتاب الکراھیۃ، باب ۳۰ تداوی، ج ۹ ص ۱۱۹۔

(۵۸۳) سور کے بال سے موزہ سینا جائز ہے۔[ابوحنیفہؒ] 1

(۵۸۴) کتے کی ہڈی سے دوا کرنا جائز ہے۔ 2

(۵۸۵) گدھے کا گوشت مکروہ ہے۔[ابوحنیفہؒ] 3

(۵۸۶) مستعمل پانی سے آٹا گوندھنے میں ڈر نہیں[محمدؒ] 4

(۵۸۷) مردار کھال پر قرآن لکھنا جائز ہے۔ 5

(۵۸۸) مسجد کو گوبر مٹی سے لیپنا جائز ہے[محمدؒ] 6

(۵۸۹) فقیہہ ابوجعفر نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ ابوبکر سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ابراہیم سے دریافت کیا گیا کہ ایام تشریق میں بازار میں آواز سے تکبیر کہنا کیسا ہے؟ فرمایا یہ جولاہوں کی تکبیر ہے۔ 7 [کیا یہ سنت رسول اللہ ﷺ پر حملہ نہیں ہے۔]

(۵۹۰) مرد کا مرد سے معانقہ حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے[اور حدیث سے جائز ہے] 8

(۵۹۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں رہنا مکروہ جانتے تھے۔ 9

(۵۹۲) زیر ناف کے بال حجام آنکھیں بند کر کے مونڈے تو جائز ہے۔ 10

(۵۹۳) مرد اپنی عورت کے منہ میں ذکر داخل کرے تو مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ بھی نہیں۔ 11

---

1 عالم گیری: کتاب الکراھیۃ، باب ۱۸ تداوی و معالجہ، ج ۹ ص ۸۸۔ 2 عالمگیری: کتاب الکراھیۃ: باب ۱۸ تداوی و معالجہ، ج ۹ ص ۸۸۔ 3 عین الھدایۃ: کتاب الکراھیہ ج ۴ ص ۲۳۴۔ 4 عالمگیری: کتاب الکراھیۃ، باب ۱۱ کھانے میں کراہیت، ج ۹ ص ۶۲۔ 5 عالمگیری: کتاب الکراھیۃ، باب ۱۸ تداوی و معالجات، ج ۹ ص ۹۱۔ 6 عین الھدایۃ: کتاب الکراھیہ ج ۴ ص ۲۳۴۔ 7 عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، باب ۴ صلوٰۃ تسبیح و قرأت، ج ۹ ص ۲۴۔ 8 عین الھدایۃ کتاب الکراھیہ ج ۴ ص ۳۱۷۔ 9 عالمگیری: کتاب الکراھیۃ، باب ۵ آداب مسجد، ج ۹ ص ۳۴۔ 10 عالمگیری: کتاب الکراھیۃ، باب ۱۹، ج ۹ ص ۹۴۔ 11 عالمگیری: کتاب الکراھیۃ، باب ۳۰ متفرقات، ج ۹ ص ۱۱۹۔

(۵۹۴) باکرہ عورت سے سوا فرج کے جماع کیا اور حمل رہ گیا بایں طور پر کہ نطفہ اس کی فرج میں ٹپک گیا پھر جب ایام ولادت قریب آئے تو اس کا پردہ بکارت انڈا وغیرہ ڈال کر توڑ دیا جائے گا کیوں کہ بدوں اس کے بچہ نہیں نکلے گا۔ ❶

(۵۹۵) کافر کا قول گوشت کے متعلق قابل قبول ہے۔ ❷

(۵۹۶) زمین کو غصب کر کے مسجد بنائے تو ڈر نہیں۔[ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ] ❸

کتاب الاشربہ

(۵۹۷) ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قسم کی انگوری شراب خلیفہ ہارون رشید کے واسطے تیار کی تھی۔ اس شراب کو ابا یوسفی کہتے تھے۔ ❹

(۵۹۸) بختج ایک قسم کی شراب ہے جو ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اکثر استعمال کیا کرتے تھے۔ ❺

(۵۹۹) شراب میں تھوڑی سے ترشی آجائے تو پینا حلال ہے۔[صاحبینؒ] ❻

(۶۰۰) مچھلی یا نمک بہ نسبت شراب کے کم ہو تو ترش ہونے پر پاک ہے۔

ابو یوسفؒ] ❼

(۶۰۱) کپڑا شراب میں گرا پھر سرکہ میں ڈالا گیا تو پاک ہے۔ ❽

(۶۰۲) شراب کی تلچھٹ پینا مکروہ ہے۔ ❾ [پینے والے کو حد نہ ماری جائے گی]

---

❶ عالمگیری جلد۴ ص۳۳۲۔ ❷ شرح وقایہ ص۵۶۱، کنز ص۳۷۹۔

❸ عالمگیری جلد۴ ص۲۶۹۔ ❹ درالمختار، کتاب الاشربۃ، ج۴ ص۲۹۰۔

❺ فتاوی عالمگیری: کتاب الاشربۃ، باب الاول فی تفسیر الاشربۃ، ج۹ ص۱۸۱۔

❻ فتاوی عالمگیری: کتاب الاشربۃ، باب الاول فی تفسیر الاشربۃ، ج۹ ص۱۸۲۔

❼ فتاوی عالمگیری: کتاب الاشربۃ، باب الاول فی تفسیر الاشربۃ، ج۹ ص۱۸۳۔

❽ فتاوی عالمگیری: کتاب الاشربۃ باب الاول فی تفسیر الاشربۃ، ج۹ ص۱۸۴۔

❾ فتاوی عالمگیری: کتاب الاشربۃ، باب الاول فی تفسیر الاشربۃ، ج۹ ص۱۸۴۔

(۶۰۳) شراب گیہوں و جو و شہد و جوار کی حلال ہے۔ [1]

(۶۰۴) شراب میں ایسی چیز ملائی جو نظر آتی ہو اگرچہ وہ چیز غالب ہو تو کھانے میں مضائقہ نہیں۔ [2]

(۶۰۵) شیرہ انگور کی دو تہائی جل جائے تو حلال ہے۔ [ابو یوسفؒ و ابو حنیفہؒ] [3]

(۶۰۶) شراب سے گوندھے ہوئے آٹے کی روٹی کھانا مکروہ ہے۔ [4]

(۶۰۷) شراب میں دوا گوندھی گئی جس کا غلبہ ہو اسی کا اعتبار ہے۔ [5]

(۶۰۸) انگور کو پانی میں پکانے کے بعد جھاگ آ جائے تو پینا درست ہے۔ [ابو حنیفہؒ] [6]

(۶۰۹) شراب چھوارے اور منقّی کی حلال ہے۔ [7]

(۶۱۰) سرکہ شراب میں ڈالا گیا ترشی آنے پر کھانا جائز ہے اگرچہ شراب غالب ہو۔ [8]

(۶۱۱) نبیذ اور شہد اور انجیر اور گیہوں اور جوار اور جو کی شراب لہو و لعب کے لئے نہ پئے تو حلال ہے۔ [ابو حنیفہؒ و ابو یوسفؒ] [9]

(۶۱۲) جس نے شراب کے نو پیالے پیے اور نشہ نہ ہوا پھر دسواں پیالہ پیا تو نشہ ہوا تو یہ دسواں پیالہ حرام ہے پہلے کے نو نہیں۔ [10]

(۶۱۳) سوا شراب کے دیگر مسکرات میں جب تک نشہ نہ ہو پینا حرام نہیں۔ [11]

(۶۱۴) تحقیق یہ ہے کہ بھنگ مباح ہے۔ [12]

---

[1] عین الھدایہ: کتاب الاشربہ، ج ۴ ص ۴۳۵۔ [2] عالمگیری: کتاب الاشربۃ، باب ۲ فی المتفرقات، جلد ۹ ص ۱۹۰۔ [3] فتاوی عالمگیری: کتاب الاشربۃ، باب الاول فی تفسیر الاشربۃ، ج ۹ ص ۱۸۵۔ [4] عین الھدایہ: کتاب الاشربہ، ج ۴، ص ۴۴۴۔ [5] عین الھدایہ: کتاب الاشربہ، ج ۴، ص ۴۳۶۔ [6] شرح الوقایۃ: کتاب الاشربۃ، فصل فی الشرب، ج ۴ ص ۶۸۔۶۹ [7] عین الھدایہ: کتاب الاشربہ، ج ۴ ص ۴۳۶۔ [8] فتاوی عالمگیری: کتاب الاشربۃ، باب الاول فی تفسیر الاشربۃ، ج ۹ ص ۱۸۲۔ [9] در المختار: کتاب الاشربۃ، ج ۴ ص ۲۹۵۔ [10] در المختار: کتاب الاشربۃ، ج ۴ ص ۲۹۴۔ [11] عین الھدایہ: کتاب الاشربہ، ج ۴، ص ۴۲۸۔ [12] در المختار: کتاب الاشربۃ، ج ۴ ص ۲۹۷۔

(۶۱۵) نان پاؤ میں کوئی مسکر [نشہ والی] چیز مل جائے تو کھانا درست ہے۔ [1]

(۶۱۶) جائفل حرام ہے۔ [2]

کتاب الجنایات

(۶۱۷) جو شخص زبان اور آلہ تناسل کو جڑ سے کاٹ ڈالے تو قصاص نہیں ہے۔ [3]

کتاب الصید

(۶۱۸) سور کا شکار کرنا درست ہے۔ [4]

(۶۱۹) سور کے علاوہ دیگر جانوروں کی کھال اور گوشت شکار کرنے سے پاک ہوتی ہے۔ [5]



---

[1] شرح وقایہ ص ۵۷۶۔

[2] در المختار: کتاب الاشربۃ، ج ۴ ص ۲۹۸۔

[3] در المختار: کتاب الجنایات، باب القود مادون النفس ج ۴ ص ۳۷۱۔

[4] [5] شرح وقایہ ص ۵۷۹۔

حصہ دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

بعد حمد وصلوٰۃ کے حسب وعدہ دیباچہ مسائل ذیل (۶۳۷) درج کئے جاتے ہیں اور احباب احناف کی خدمت میں بصد عجز و بہ نظر خیر خواہی و ہمدردی بمقتضائے حدیث بخاری ((لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُکُمۡ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیۡہِ مَا یُحِبُّ لِنَفۡسِہٖ)) (ایماندار نہ ہوگا کوئی شخص تم میں سے یہاں تک کہ وہ پسند کرے اپنے بھائی کے لئے وہ چیز جو پسند کرتا ہے اپنے لئے) گزارش ہے کہ براہ انصاف بیجا تعصب سے خالی الذہن اور صاف دل ہو کر ذرا غور وتامل فرمائیں اور بلاخوف لومۃ لائم عمل کریں تو بہت ہی اولیٰ اور انسب ہے ورنہ کم از کم جو کدورتیں یعنی اہلحدیث کے متعلق دلوں میں جاگزیں ہو رہی ہیں ان کو تو نکال کر اخوت اسلامی کے مطابق اُن سے اپنے بھائیوں کی طرح برتاؤ رکھیں۔ آئندہ اختیار بدست مختار۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ.

وَ مَا تَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ اِلَیۡہِ اُنِیۡبُ وَاللّٰہُ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ○

کتاب الشتیٰ

باب: متعلق قرآن وحدیث

(۱) کتاب وسنت میں سب کچھ موجود ہے۔ [1]

(۲) آیۃ ﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ﴾ سے دین قرآن وحدیث میں مکمل ہو چکا۔ [2]

---

[1] مقدمۃ عالمگیری: الوصل فی الافتاء، ج ا ص ۱۱۷۔

[2] مقدمۃ عالمگیری: الوصل تذکرۃ ابی حنیفہ، ج ا ص ۳۴۔

(۳) نصوص قرآن وحدیث کے اپنے ظاہر پر محمول رہیں گے جب تک کہ آیت از قسم متشابہات نہ ہو۔ [1]

(۴) دین اسلام کا مدار قرآن وحدیث واجماع پر ہے۔ [2]

(۵) نص کے ہوتے ہوئے قیاس ترک کیا جائے گا۔ [3]

(٦) کتاب وسنت کے موافق عمل کرے اور تعصب باطل اور کجروی سے بچے۔ اور یہ مراد نہیں کہ جو کہے میں حنفی ہوں اس کی مغفرت ہو جائے۔ [4]

(۷) فتوی میں یہ نہ لکھا کرو۔ کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں۔ بلکہ یوں لکھا کرو کہ اس واقعہ میں اللہ ورسول کا حکم تم کو کیا معلوم ہے۔ [5]

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول خلاف کتاب وسنت کے معتبر نہ ہوگا۔ [6]

باب: متعلق حدیث

(۹) حدیث وحی خفی ہے۔ [7]

(۱۰) حدیث حجت ہے۔ [8]

(۱۱) حدیث بھی قطعی ہے۔ اس لئے کہ موزہ کا مسح حدیث سے ثابت ہے بلا تامل اس کا منکر کافر ہے۔ [9]

(۱۲) حدیث سے قرآن پر زیادتی جائز ہے۔ [10]

(۱۳) علم حدیث کو وہ شرافت حاصل ہے کہ کوئی بھی اس کی برابری نہیں کرسکتا۔ [11]

---

[1] مقدمۃ عین الھدایۃ: باب ملحقات عقائد، ج۱ص ۳۵۔ [2] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل فی الحدیث، ج۱ص ۱۱۰۔ [3] ہدایہ: جلد۱ص ۵۴، وجلد۲ص ۶۲۸۔ [4] مقدمۃ درالمختار: فضائل امام اعظم، ج۱ص ۳۰۔ [5] مقدمۃ عالمگیری: الوصل فضائل علم وعلماء، ج۱ص ۱۴۔ [6] درمختار: جلد۲ص ۶۱۱، مقدمہ ہدایہ جلد۱ص ۳۵۔ [7] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل فی الحدیث ج۱ص ۱۱۰۔ [8] درمختار: جلد۱ص ۳۴۔ [9] عین الھدایۃ: کتاب الطہارات باب، المسح علی الخفین، ج۱ص ۲۰۱۔ [10] شرح وقایہ: ص ۶۱۔ [11] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل فی الحدیث، ج۱ص ۱۱۰۔

(۱۴) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے آیت پر حدیث کو مقدم کیا۔ [1]

(۱۵) حدیث سے آیۃ منسوخ ہو جاتی ہے۔ [2]

(۱۶) حدیث کا رد کرنے والا گمراہ ہے [فقہ اکبر] [3]

(۱۷) جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال برابر خلاف ہو اس کو ترک کرے۔ [4]

(۱۸) سنت چھوڑنے پر ملامت کی جائے گی۔ [5]

(۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت محض زبان کے کہنے سے نہیں ہوتی بلکہ اتباع سے ہوتی ہے۔ [6]

(۲۰) حدیث امام کے قول پر مقدم ہے۔ [7]

(۲۱) عمل حرمین شریفین کا بمقابلہ حدیث کے حجت نہیں۔ [8]

(۲۲) حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ کا مطلب یہ ہے کہ حدیث منسوخ نہیں ہے۔ [9]

(۲۳) حدیث صحیح وحسن قابل استدلال ہیں۔ [10]

(۲۴) جو حدیث شدید الضعف ہو اس پر عمل نہ کیا جائے۔ [11]

(۲۵) موضوع حدیث سے استدلال کرنا حرام ہے اور عمل کرنا بھی حرام ہے [12]

(۲۶) علم حدیث نہایت رتبہ کمال کو پہنچا۔ اس لئے کہ محدثین نے اسمائے رجال اور طبقات میں کتابیں تصنیف کیں اور جرح وتعدیل کی۔ بعض لاکھ، دو لاکھ، تین لاکھ حدیثوں کے حافظ تھے۔ [13]

---

[1] ہدایہ: جلد اص ۱۳۴۔ [2] درمختار: جلد اص ۴۷۵' جلد ۴ ص ۳۹۸۔ [3] مقدمۃ عین الھدایۃ، ج ۱ ص ۳۰۔ [4] مالا بدمنہ: ص ۸۔ [5] ہدایہ: جلد ۱، ص ۱۱۔ [6] شرح وقایہ: ص ۱۰۷۔ [7] ہدایہ: جلد اص ۳۹۱' ۹۳۶۔ [8] شرح وقایہ: ص ۸۶۔ [9] ہدایہ: جلد ۱، ص ۱۶۳۔ [10] مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۶۔ [11] درالمختار: کتاب الطہارت، ج ۱ ص ۷۳ [12] مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۶۔ [13] مقدمۃ درالمختار: تحصیل علم کے احکام، ج ۱ ص ۲۷۔

باب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال

(۲۷) فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو پہنچے ہمارے سر آنکھوں پر ہے۔ ہم کو مخالفت کی مجال نہیں۔ اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے پہنچے وہ بھی سر آنکھوں پر ہے۔ اور جو تابعین سے پہنچے اس پر غور کریں گے۔ ❶

(۲۸) فرمایا کہ پہلے ہم قرآن پر حدیث سے معنی سمجھ کر عمل کرتے ہیں اور جب قرآن میں نہیں پاتے تو حدیث کو ڈھونڈتے ہیں اور حدیث میں بھی نہیں پاتے تو خلفاء راشدین کے قضایا پر عمل کرتے ہیں۔ پھر بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے فتوؤں پر۔ ❷

(۲۹) فرمایا لوگ ہمیشہ بہتری میں رہیں گے جب تک ان میں کوئی حدیث طلب کرنے والا رہے گا۔ ❸

(۳۰) فرمایا جو لوگ علم کو بغیر حدیث کے طلب کریں گے تو تباہ ہوں گے۔ ❹

(۳۱) فرمایا جب حدیث صحیح مل جائے وہی میرا مذہب ہے۔ ❺

(۳۲) فرمایا چھوڑ دو میرے قول کو حدیث کے سامنے۔ ❻

(۳۳) جب صحیح حدیث مل جائے اور وہ مذہب کے خلاف ہو تو حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ حنفی حدیث پر عمل کرنے سے مذہب سے باہر نہ ہوگا۔ ❼

(۳۴) فرمایا کسی کو حلال نہیں کہ ہمارا قول اختیار کرے جب تک کہ اس کا ماخذ قرآن و حدیث و اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے معلوم نہ کر لے۔ ❽

(۳۵) فرمایا حدیث کا سننا بھی عبادت ہے۔ ❾

---

❶ مقدمۃ فتاوی عالمگیری: تذکرۃ الوصل ابی حنیفہ، ج۱ ص۴۵۔ ❷ مقدمۃ فتاوی عالمگیری: تذکرۃ ابی حنیفہ، ج۱ ص۴۵۔ ❸ مقدمۃ فتاوی عالمگیری: تذکرۃ ابی حنیفہ، ج۱ ص۴۶۔ ❹ مقدمۃ فتاوی عالمگیری: تذکرۃ الوصل ابی حنیفہ، ج۱ ص۴۶۔ ❺ مقدمہ عین الهدایۃ: فی طریقۃ الفتوی، ج۱ ص۱۰۴۔ ❻ مقدمۃ شرح الوقایۃ: تقلید کا بیان، ج۱ ص۱۰۔ ❼ مقدمہ عین الهدایۃ: فی طریقۃ الفتوی، ج۱ ص۱۰۴۔ ❽ مقدمہ عین الهدایۃ: فی طریقۃ الفتوی، ج۱ ص۱۰۵۔ ❾ مقدمۃ عالمگیری: الوصل تذکرۃ ابی حنیفہ، ج۱ ص۴۶۔

(۳۶) فرمایا جب تک لوگ حدیث حاصل کرنے پر جھکے رہیں گے تو اچھے رہیں گے۔ جب ترک کریں گے تو برباد ہوں گے۔ 1

(۳۷) فرمایا لوگوں کی رائے سے مجھے ضعیف حدیث زیادہ محبوب ہے۔ 2

(۳۸) فرمایا کہ دین میں رائے سے بچو سنت کے تابع رہو۔ اور جو اس سے باہر ہے گمراہی ہے۔ 3

(۳۹) فرمایا اپنے اوپر آثار سلف کو لازم پکڑو۔ اور لوگوں کی رائے سے بچو اگرچہ کیسی ہی آراستہ ہو۔ 4

(۴۰) فرمایا بدعت سے بچو۔ سلف صالحین کی رسی مضبوط پکڑو۔ 5

(۴۱) فرمایا علم کلام بدعت ہے۔ 6

باب: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

(۴۲) فرمایا جب ہمارا قول حدیث کے مخالف ہو تو اس کو دیوار پر دے مارو۔ 7

باب: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

(۴۳) فرمایا تو اے مخاطب اپنے اوپر اتباع سنت غراء لازم کر! کہ وہ پناہ ہے ہوا پرستی سے اور سپر ہے سہام شیطانی سے۔ اور چھوڑ تعصب اور ناحق جانب داری کو کہ وہ باب عظیم ہے ابواب شیطانیہ سے۔ 8

باب: متعلق کتب احادیث کے

(۴۴) مؤطا امام مالک قوی الاسناد اور صحیح متواتر ہے۔ 9

---

1 مقدمۃ عالمگیری: الوصل فی الافتاء جلد ا ص ۱۳۹۔ 2 مقدمۃ عالمگیری: الوصل تذکرۃ ابی حنیفہ، ج ا ص ۴۶۔ 3 مقدمۃ عالمگیری: الوصل تذکرۃ ابی حنیفہ، ج ا ص ۴۶۔ 4 مقدمۃ عالمگیری: الوصل تذکرۃ ابی حنیفہ، ج ا ص ۴۶۔ 5 مقدمۃ عالمگیری: الوصل تذکرۃ ابی حنیفہ، ج ا ص ۴۶۔ 6 مقدمۃ عالمگیری: الوصل تذکرۃ ابی حنیفہ، ج ا ص ۴۶۔ 7 مقدمۃ عین الہدایۃ: طریقۃ الفتوی ج ا ص ۱۰۵۔ 8 مقدمۃ درالمختار: فضائل امام اعظم، ج ا ص ۳۳۔ 9 مقدمۃ عین الہدایۃ: بیان احادیث، ج ا ص ۱۱۲۔

(۴۵) ((اَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ الْبُخَارِی)) یعنی زیادہ صحیح کتاب قرآن کے بعد بخاری ہے۔ 1

(۴۶) کتاب بخاری چھ لاکھ احادیث سے منتخب ہوئی۔ اور ہر حدیث پر دو رکعت نماز پڑھی گئی اور درمیان ممبر اور مزار شریف رسول اللہ ﷺ کے لکھی گئی۔ 2

(۴۷) اجماع ہے کہ بعد قرآن کے بخاری ہے اور پھر مسلم۔ 3

(۴۸) کتاب ابوداؤد پانچ لاکھ احادیث سے منتخب ہوئی۔ اس میں احادیث صحیح و قریب صحیح کے لکھی ہیں۔ 4

(۴۹) امام ترمذی نے فرمایا کہ میری یہ کتاب یعنی جامع ترمذی جس کے گھر میں ہو گویا اُس میں پیغمبر ﷺ فرما رہے ہیں۔ 5

(۵۰) طبقہ اول میں بخاری اور مسلم اور مؤطا امام مالک ہے اور یہ اصح ہیں۔ 6

(۵۱) طبقۂ دوم میں ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد ہے۔ ان کا مرتبہ بخاری مسلم سے کم ہے۔ مسند احمد میں اگرچہ احادیث ضعیف بھی ہیں لیکن اس طبقہ میں داخل ہو سکتی ہے۔ (مترجم کے نزدیک) سنن ابن ماجہ بھی اسی طبقہ میں شامل ہو سکتی ہے اگرچہ اس کی بعض احادیث ضعیف ہیں بلکہ بعض موضوع ہیں۔ 7

(۵۲) طبقۂ سوم جن میں احادیث صحیح حسن اور متہم بموضوع سب طرح کی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ مسند شافعی، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند ابی داؤد طیالسی، مسند دارمی، مسند ابو یعلی، سنن ابن ماجہ، مسند عبد بن حمید، سنن دارقطنی، صحیح ابن حبان مستدرک حاکم، کتب بیہقی، کتب طحاوی، کتب طبرانی۔ ان کتابوں کی احادیث بغیر تنقید اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ 8

1 مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۳۔ 2 مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۳۔

3 مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۳۔ 4 مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۳۔

5 مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۳۔ 6 مقدمہ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۴۔

7 مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۴۔ 8 مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۴۔

(۵۳) طبقہ رابعہ کی احادیث اس قابل نہیں کہ ان سے کوئی عقیدہ یا عمل ثابت کیا جائے۔ اُن میں سے چند یہ ہیں۔ کتاب الضعفاء ابن حبان، تصانیف حاکم، کتاب الضعفاء عقیلی، کتاب کامل از ابن عدی، تصانیف ابن مردویہ، تصانیف خطیب بغدادی، تصانیف ابن شاہین، تفسیر ابن جریر، فردوس وغیرہ از دیلمی، تصانیف ابونعیم، تصانیف جوزقانی، تصانیف ابن عساکر، تصانیف ابوالشیخ، تصانیف ابن النجار وغیرہ۔ ان کتابوں میں احادیث موضوعہ وضعیفہ اکثر مناقب یا معائب میں واقع ہوئی ہیں۔ [1]

(۵۴) شیخ عبدالحق (محدث دہلوی) کے مقدمہ میں ہے کہ جمہور محدثین کے نزدیک صحیح بخاری اصح ہونے میں مقدم ہے۔ باقی کتب احادیث پر اور صحت وقوت میں کوئی کتاب صحیح بخاری کے برابر نہیں بدلیل آنکہ صحت میں جو کمالی صفات معتبر ہیں سب اس کے رجال میں موجود ہیں۔ [2]

(۵۵) جس حدیث پر بخاری ومسلم دونوں متفق ہیں وہ حدیث متفق علیہ کہلاتی ہے اور جمہور محدثین کے نزدیک یہ حدیث سب سے مقدم۔ پھر جو تنہا صحیح بخاری میں، پھر جو تنہا صحیح مسلم میں، پھر جو صحاح معتمد میں، برشرط بخاری ومسلم ہو۔ پھر جو بشرط مسلم پھر جو سوائے ان دونوں شیخین کے دوسرے ائمہ کی شرط پر ہو جنہوں نے تصحیح کا التزام کیا ہے۔ [3]

(۵۶) ابن خزیمہ وابن حبان بہ نسبت حاکم کے امکن واقوی وبہتر والطف ہیں۔ [4]

(۵۷) اگر امام تخریج کرنے والے مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا مسلم رحمۃ اللہ علیہ یا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کسی حدیث کی نسبت صحیح یا حسن یا ضعیف کہا تو شیخ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ پچھلے لوگوں کی جرح وتعدیل مفید نہیں۔ [5] [ناظرین غور فرمائیں کہ مسند امام اعظم وموطأ امام محمد وآثار امام محمد ان چار طبقوں میں سے کسی طبقہ کے قابل نہ تھیں جو ان میں سے کسی میں بطور تذکرہ ہی داخل کی جاتیں۔]

---

[1] مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۵۔ [2] مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۵۔

[3] مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۵۔ [4] مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۵۔

[5] مقدمۃ عین الھدایۃ: بیان احادیث، ج ۱ ص ۱۱۷۔

باب: متعلق ائمہ حدیث

(۵۸) امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ: امام مدینہ، امام اہل حجاز، بلکہ امام جہاں ہیں اور یہی فخر کافی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شاگرد ہیں۔ یحیٰی القطان نے فرمایا کہ مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اصح حدیث میں کوئی نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ علماء کے ذکر میں مالک رحمۃ اللہ علیہ ستارہ ہیں۔ مناقب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بیشمار ہیں۔ آپ سے بے شمار مخلوق نے (علم) حاصل کیا۔ آپ تعظیم حدیث میں بہت مبالغہ کرتے اور مدینہ کو ہرگز نہ چھوڑتے۔ اور کبھی سوار ہو کر خاک مدینہ پر نہ چلے اور شہر سے باہر قضاء حاجت کو جاتے اور کہتے کہ میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرتا ہوں کہ اس خاک پر سوار چلوں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ولادت ۸۵ھ وفات ۱۷۹ھ۔ [1]

(۵۹) امام رحمۃ اللہ علیہ: شاگرد امام شافعی فقہ میں اور حدیث کو بہت سے شیوخ سے روایت کیا اور فضائل بے شمار ہیں اور سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آخر عمر میں انہیں کے مذہب پر ہو گئے تھے اور آپ کی کتاب حدیث مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ معروف ہے (ولادت ربیع الاول ص ۱۶۴ھ بغداد میں وفات ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ بغداد میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے) [2]

(۶۰) امام بخاری محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ: امام ائمہ حدیث، حفظ و اتقان و نقدِ حدیث میں امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک معجزہ تھے۔ بچپن میں یتیم نابینا تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ کو اس کا رنج رہتا۔ ایک روز خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ تیرے بیٹے کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے روشن کر دیں صبح کو دیکھا تو درحقیقت یہی ہوا۔ آپ نے طلب حدیث میں دور دراز کے سفر کئے اور بہت سے ائمہ ثقات حفاظ سے روایت کی۔ صحیح بخاری کو اُن سے حیات میں نوے ہزار آدمیوں نے سنا اور مناقب آپ کے مطولات میں بہت مذکور ہیں۔ ولادت بروز جمعہ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ وفات شب عید الفطر ۲۵۶ھ [3]

---

[1] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل در شان و عظمت حدیث، ج ۱ ص ۱۱۲، ۱۱۳۔ [2] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل در شان و عظمت حدیث، ج ۱ ص ۱۱۳۔ [3] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل در شان و عظمت حدیث، ج ۱، ص ۱۱۳۔

(٦١) امام مسلم بن الحجاج قشیری: صحت و اتقان و شرائط میں مقدم ہیں۔ ولادت ۲۰۴ھ وفات ۲۶۱ھ [1]

(٦٢) امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث الازدی: نہایت پرہیز گار و متقی تھے۔ (ولادت ۲۰۲ھ وفات ۲۷۵ھ) [2]

(٦٣) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ محمد بن عیسیٰ: امام حافظ ہیں۔ شان الٰہی میں اس قدر روتے کہ آنکھوں کے آنسوؤں سے چہرہ پر زخم آ گئے۔ (ولادت ۲۰۹ھ وفات ۲۷۹ھ) [3]

(٦٤) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ احمد بن شعیب: امام، حافظ، متقن ہیں اپنے زمانہ میں مقدم تھے مناقب جلیلہ رکھتے تھے مناقب امیر المومنین میں بڑا رسالہ لکھا تو نواصب شام نے عداوت سے ان کو دمشق میں شہید کیا۔ ولادت ۲۱۵ھ وفات ۳۰۳ھ۔ [4]

باب: متعلق کتب فقہ

(٦٥) فقہ کے لئے اصل کتاب وسنت ہیں۔ [5]

(٦٦) خلاصہ کیدانی محض واہی اور غیر معتبر کتاب ہے۔ [6]

(٦٧) ہدایہ کے مصنف کا شغل حدیث سے کمتر رہا ہے۔ [7]

(٦٨) درمختار بوجہ ایجاز قابل افتاء نہیں۔ [8]

(٦٩) قنیۃ المنیہ غیر معتبر ہے۔ [9]

(٧٠) فقہ میں جو احادیث ہیں ان پر اعتماد کلی نہیں ہوسکتا (جب تک کہ کتب حدیث

---

[1] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل در شان وعظمت حدیث، ج۱،ص۱۱۳۔ [2]، [3] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل در بیان احادیث، ج۱،ص۱۱۳۔ [4] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل در بیان احادیث، ج۱،ص۱۱۳۔۱۱۴۔ [5] مقدمۃ عالمگیری: الوصل فقہ کے بیان میں ج۱ص۲۶۔ [6] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل طریقہ فتوی، ج۱،ص۱۰۷۔ [7] مقدمۃ عالمگیری: الوصل فی الافتاء، ج۱ص۱۴۰ [8] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل طریقہ فتوی، ج۱ص۱۰۶۔ [9] مقدمۃ عین الھدایۃ: فصل طریقہ فتوی، ج۱ص۱۰۷

سے تصحیح نہ کر لی جائے) حالانکہ فقہ میں احادیث موضوع بھی ہیں۔ [1]

باب: متعلق فرقہ اہل حدیث

(۷۱) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد میں وارد ہوئے تو ایک اہل حدیث نے سوال کیا کہ رطب کی بیع تمر سے جائز ہے یا نہیں۔ [2] [ثابت ہوا کہ اہل حدیث کا وجود امام ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں تھا۔]

(۷۲) اجماع ہے کہ اہل حدیث، اہلسنت والجماعت سے ہیں۔ اور حق پر ہیں ان کی اقتدا حنفی کو جائز ہے۔ [3]

باب: متعلق اجماع

(۷۳) اصول فقہ میں ہے کہ خلاف ایک شخص کا بھی مانع انعقاد اجماع ہے۔ اور اجماع نہیں ہوتا مگر سب کے اتفاق سے۔ [4]

(۷۴) فَمَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ سے اجماع مومنوں کا مراد نہیں بلکہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا مراد ہے۔ اس لئے بدعت حسنہ حجت کے لائق نہ رہی۔ [5]

(۷۵) فَمَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مومنوں کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے تفسیر فرمائی ہے اسی واسطے کہ وہی بالقطع مومنین ہیں تو ان کے اجماع پر مومنین کا اجماع صادق ہے۔ [6]

(۷۶) فَمَارَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ قول عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔ حدیث نہیں ہے۔ [7]

(۷۷) "لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ" کے یہ معنی ہیں کہ میری امت کا اتفاق کسی گمراہی پر نہ ہوگا۔ [8]

---

[1] مقدمۃ عین الھدایہ: فصل طریقہ فتوی، ج ۱ ص ۱۰۷۔ [2] درمختار، جلد ۳ ص ۱۳۰۔ [3] ہدایہ جلد ۱ ص ۵۳۸۔ [4] شرح وقایہ ص ۴۲۷۔ [5] مقدمہ عالمگیری جلد ۱ ص ۲۸۔ [6] مقدمۃ عالمگیری: الوصل فقہ کے بیان میں، ج ۱ ص ۲۹۔ [7] درالمختار: کتاب الاجارہ، باب الاجارہ الفاسدۃ ج ۱ ص ۳۶۔ [8] مقدمۃ عالمگیری: الوصل فقہ کے بیان میں، ج ۱ ص ۲۷۔

(۷۸) اسی واسطے بعض اکابرین نے سہرا ایسے قول وفعل سے انکار کر دیا ہے کہ جو عہد اول میں نہ تھا۔ [1]

باب: اہلسنت کی تعریف میں

(۷۹) افضل جاننا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ محبت رکھنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ موزوں پر مسح کرنا۔ [ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ] [2]

باب: متعلق اجتہاد

(۸۰) اَلْمُجْتَهِدُ يُخْطِئُ وَ يُصِيبُ یعنی مجتہد خطا کرتا ہے اور صواب بھی۔ [3]

(۸۱) بالاجماع کسی مجتہد کی نسبت قطعی کا دعویٰ نہیں [کسی مسئلہ میں کسی سے خطا ہوئی ہے اور کسی میں کسی سے] [4]

باب: متعلق تقلید

(۸۲) تقلید کے معنی پٹا گلے میں ڈالنا۔ [5]

(۸۳) تقلید کی صفت یہ ہے کہ جوتی کا ٹکڑا بدنہ (قربانی) کے گلے میں ڈالا جائے۔ [6]

(۸۴) حدیث میں ہے کہ "مَنْ قَلَّدَ بَدَنَةً فَقَدْ اَحْرَمَ" یعنی جس نے تقلید کی بدنہ کی سو وہ محرم ہو گیا۔ [7]

(۸۵) مقلد پر دلیل کا مطالبہ نہیں اس واسطے کہ دلیل قائم کرنا مجتہد کا کام ہے۔ [8]

(۸۶) مقلد پر دلائل سے بحث کی اجازت نہیں۔ [9]

---

[1] مقدمہ عالمگیری: الوصل فقہ کے بیان میں، جلد۱ص ۳۰۔ [2] درالمختار: کتاب الطہارت، باب المسح علی الخفین ج ص ۱۴۴۔ [3] مقدمہ عین الهدایہ: ملحقات عقائد ج ۱ص ۴۴۔ [4] ہدایہ: ص ۵۳۸۔ [5] درالمختار: کتاب الحج، باب الهدی، جلد۱ص ۶۷۱۔ [6] عین الهدایہ: کتاب الحج، باب التمتع، ج ۱ص ۱۳۲۶۔ [7] شرح الوقایہ: کتاب الحج، ج ۱ص ۱۹۳۔ [8] درالمختار: خطبہ مؤلف ج ۱ص ۱۲۔ [9] مقدمہ عالمگیری: الوصل فی الافتاء، ج ۱ص ۱۲۸۔

(۸۷) غالی مقلدین کو دلائل سے بحث کی اجازت نہیں۔ [1]

(۸۸) استنباط و اعتبار مجتہد کا کام ہے۔ [2]

(۸۹) ائمہ اربعہ آپس میں کسی کے مقلد نہ تھے۔ [3]

(۹۰) چودہ مسئلوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے لَا اَدْرِی (میں نہیں جانتا) کہا ہے۔ ایسا ہی باقی ائمہ سے منقول ہے۔ [4]

(۹۱) آفت تقلید سے پڑی ہے [بیشک] [5]

(۹۲) اپنے امام کے سوا دوسرے امام کی تقلید کرنے میں مضائقہ نہیں۔ [6]

(۹۳) تقلید دوسرے امام کی بدون ضرورت بھی جائز ہے۔ [7]

(۹۴) یہ ضروری نہیں کہ جو بات مجتہد کی خلاف صریح نصوص پائے اس کو خواہ مخواہ اختیار ہی کرے اور تقلید بے جا کو فرض جانے۔ [8]

(۹۵) عوام کے لئے اجتہادی مذاہب میں سے کوئی مذہب نہیں۔ [9]

(۹۶) ﴿فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [۱۶/النحل:۴۳] سے مراد قرآن وحدیث کا حکم دریافت کرنا ہے۔ لوگوں کی باتیں مان لینے کا حکم نہیں ہے۔ [10]

(۹۷) یہود و نصاریٰ اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہنا مانتے تھے۔ اس لئے اللہ نے مشرک فرمایا۔ مومنوں کو حکم کیا کہ لوگوں کے قول مت پوچھو۔ بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ و رسول کا کیا حکم ہے۔ [11]

---

[1] مقدمۃ عالمگیری: الوصل فی الافتاء، ج ۱ ص ۱۲۸۔ [2] مقدمۃ عین الھدایۃ: کیفیت اجتہاد، ج ۱ ص ۹۴۔ [3] درالمختار: مقدمۃ، مجتہدین کے سات طبقے، ج ۱ ص ۴۳۔ [4] درالمختار: کتاب الأیمان، باب الیمین فی الاکل والشرب، ج ۲ ص ۴۲۴۔ [5] عین الھدایۃ: کتاب الطہارت، ج ۱ ص ۱۴۔

[6] مقدمۃ عین الھدایۃ: کیفیت اجتہاد، ج ۱ ص ۹۸، ۹۹۔ [7] درمختار جلد ۱ ص ۱۷۸' ہدایہ جلد ۱ ص ۲۸۹۔

[8] عالمگیری: کتاب الحیل، فصل سوم، مسائل زکوٰۃ میں، ج ۱۰ ص ۳۴۴۔ [9] مقدمۃ عالمگیری: الوصل فی الافتاء، ج ۱ ص ۱۲۳۔ [10] مقدمۃ عالمگیری: الوصل علم دین کے بیان میں، ج ۱ ص ۱۴۔ [11] مقدمۃ عالمگیری: الوصل علم دین کے بیان میں، ج ۱ ص ۱۴۔

(۹۸) مستقل مجتہد اب بھی ہوسکتا ہے۔اجتہاد علامہ نسفی پر ختم ہوا۔ یہ بلا دلیل ہے اسی سبب سے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی تقلید واجب کی یہ سب ان لوگوں کی ہوسات بلا دلیل شرعی بلکہ علم غیب کے دعوے جو نہایت مذموم ہیں۔ ❶

(۹۹) مسلمان بادشاہ کی اطاعت امر موافق شرع میں واجب ہے نہ مخالف شرع میں۔ ❷

باب: متعلق بدعت

(۱۰۰) تعریف اہل بدعت یہ ہے جو لوگ دین میں خواہ اصول میں ہو یا فروع میں بدون دلیل شرعی کے کوئی نئی بات پیدا کریں۔ان کو اہل ہوا بھی کہتے ہیں۔ ❸

(۱۰۱) اہل ہویٰ [نفس پرست] وہ ہے کہ مخالف سنت ہو۔ ❹

باب: متعلق عقائد

(۱۰۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کفر پر مرے (فقہ اکبر) ❺

(۱۰۳) ابوطالب کفر پر مرے [فقہ اکبر] ❻

(۱۰۴) آیۃ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا﴾ [۹/التوبۃ:۱۱۳] اور آیۃ ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ﴾ ابوطالب کے حق میں ہیں [فقہ اکبر] ❼

(۱۰۵) سوا انبیاء اور عشرہ مبشرہ کے اولیا صاحب کرامات اور علماء اصفیا [برگزیدہ وچنیدہ] کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے ہیں۔ [ملا علی قاریؒ] ❽

(۱۰۶) نبی اور فرشتوں کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ ❾

---

❶ مقدمۃ عالمگیری: الوصل در تذکرہ امام ابوحنیفہ، ج ۱ ص ۳۲۔ ❷ شرح وقایہ، ص ۴۲۹۔ ❸ عالمگیری جلد ۱ ص ۳۰۔ ❹ درمختار، جلد ۲ ص ۲۸۶۔ ❺ مقدمۃ عین الھدایۃ، ج ۱ ص ۲۸۔ ❻ مقدمۃ عین الھدایۃ، ج ۱ ص ۲۸۔ ❼ مقدمۃ عین الھدایۃ، ج ۱ ص ۲۹۔ ❽ مقدمۃ عین الھدایۃ، ج ۱ ص ۲۹۔
❾ مالا بدمنہ: کتاب الایمان، ص ۸۔

(۱۰۷) اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہئے [ابوحنیفہؒ] [1]

(۱۰۸) نماز ہر نیک و بد کے پیچھے ہے [فقہ اکبر] [2]

باب: متعلق علم غیب

(۱۰۹) علم غیب سوا خدا کے کسی مخلوق کو نہیں ہے۔ [3]

(۱۱۰) نکاح کیا کسی شخص نے خدا اور رسول کی گواہی سے تو نکاح درست نہ ہوگا۔ ابوالقاسم صنعار نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا ہے کفر اس کا دو دلیلوں سے منقول ہے اول یہ کہ اس نے حرام کو حلال جانا اس واسطے کہ اللہ اور اس کے رسول نے گواہی آدمیوں پر مخصوص کی ہے۔ اس کے سوا اور کی گواہی کا حکم نہیں دیا۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب اس نے رسول کو گواہ قرار دیا تو رسول کو علم غیب ثابت کیا اور حالانکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کو خاص ہے۔ [4]

باب: الفاظ کفریہ، عقائد و اعمالِ کفریہ کے متعلق

(۱۱۱) جس نے اللہ کی کسی صفت کو مخلوق کی کسی صفت کے مشابہ کیا تو وہ کافر ہے۔ [فقہ اکبر] [5]

(۱۱۲) جو نص کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ [6]

(۱۱۳) جو کوئی قرآن کی ایک آیت کا انکار کرے یا قرآن میں سے کسی چیز میں عیب رکھے یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے قرآن ہونے سے بلا تاویل منکر ہو تو کفر ہے۔ [7]

---

[1] مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد ج ۱ ص ۸۷۔ [2] مقدمہ عین الھدایۃ، جلد ۱ ص ۱۸۔ [3] مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد ج ۱ ص ۵۹۔ [4] درالمختار: کتاب النکاح، ج ۲ ص ۱۴۔ مالا بدمنہ: باب کلمات کفر از فتاوائے برھانی، ص ۱۲۵۔ [5] مقدمۃ عین الھدایۃ، ج ۱ ص ۴۔ [6] مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد، ج ۱ ص ۴۱۔ [7] مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد، ج ۱ ص ۸۴۔

(۱۱۴) جو خدا کے کسی حکم سے مسخراپن کرے یا اس کے وعدہ اور وعید سے انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ [1]

(۱۱۵) حدیث متواتر کا منکر کافر ہے۔ [2]

(۱۱۶) جو نص حدیث کی عقل وقیاس سے تاویل کرے تو وہ کافر ہے۔ [3]

(۱۱۷) ایک نے حدیث بیان کی دوسرے نے کہا کچھ نہیں تو وہ کافر ہے۔ [4]

(۱۱۸) ایک شخص کے سامنے حدیث کا ذکر ہوا۔ دوسرے نے کہا کہ کیا سب احادیث سچی ہیں جن پر عمل کیا جائے؟ تو وہ کافر ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے۔ اور تینوں ائمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں۔ [5]

(۱۱۹) جو سنت کو ہلکا جان کر برابر ترک کرے وہ کافر ہے۔ [6]

(۱۲۰) جو سنت کو حقیر جانے گا وہ بھی کافر ہوگا۔ [7]

(۱۲۱) جو سنت کو حق نہ جانے گا وہ بھی کافر ہوگا۔ [8]

(۱۲۲) جو نبیوں کی کسی سنت کو ناپسند کرے وہ کافر ہے۔ [9]

(۱۲۳) کسی نے کہا کہ ناخن تراشنا سنت ہے دوسرا کہے کہ میں نہیں تراشوں گا تو کافر ہے۔ [10]

(۱۲۴) اگر کہے کہ سنت کیا کام آئے گی تو کافر ہو جائے گا۔ [11]

---

[1] مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد، ج ۱ ص ۸۲۔ [2] درالمختار: کتاب الجھاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۵۹۲۔ [3] مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد، ج ۱ ص ۱۴۱۔ [4] درالمختار: کتاب الجھاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۵۹۲۔ [5] درالمختار: کتاب الجھاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۵۹۷۔

[6] مقدمۃ عین الھدایۃ: باب اقوال وافعال کفر، ج ۱ ص ۷۶۔ [7] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۲۳۹۔ [8] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۲۳۹۔ [9] درالمختار: کتاب الجھاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۵۹۱۔ [10] مالا بدمنہ: باب کلمات کفر، ص ۱۲۷۔ [11] مالا بدمنہ: باب کلمات

(۱۲۵) رافضی جب شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم) پر لعنت کرے تو وہ کافر ہے۔ 1

(۱۲۶) کوئی مقام بندے پر ایسا نہیں کہ احکام شرعی بندہ سے ساقط ہوں اس کا خلاف الحادوزندقہ وکفر ہے۔ 2

(۱۲۷) جو عبادت کو معاف کہے وہ کافر ہے، زندیق ہے، ملحد ہے، گمراہ ہے۔ 3

(۱۲۸) جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔ 4

(۱۲۹) جو شخص قرآن میں سے کسی آیت کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ 5 بسم اللہ قرآن کی آیت ہے۔﴿اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾[۲۷/النمل:۳۰]

بسم اللہ کا منکر کافر نہیں۔ 6 [یہ دونوں قابل غور ہیں]

(۱۳۰) جو شخص مسخراپن اور بے ادبی کسی آیت سے کرے وہ کافر ہے۔ 7

(۱۳۱) جو قرآن کو دف وغیرہ کی گت پر پڑھے وہ کافر ہے۔ 8

---

1 درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ص ۵۹۱۔ 2 مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد، ج ۱ص ۳۴۔
3 مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد، ج ۱ص ۳۴۔

4 درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ص ۵۹۲۔

(کتاب الاوائل للعسکری قلمی مولوی سید محمد یوسف صاحب ٹونکی سے نقل کیا جاتا ہے۔اَلْبَابُ السَّابِعُ فِیْ ذِكْرِ الْقُضَاةِ وَالْعُلَمَآءِ میں امام عسکری فرماتے ہیں کہ اَوَّلُ مَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ خَلْقِ الْقُرْاٰنِ اِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ. فَسُئِلَ عَنْهُ اَبُوْحَنِيْفَةَ فَقَالَ اِنَّهٗ مَخْلُوْقٌ لِاَنَّ مَنْ قَالَ وَالْقُرْاٰنِ لَآ اَفْعَلُ كَذَا فَقَدْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ وَ كُلُّ مَا هُوَ غَيْرُ اللّٰهِ فَهُوَ مَخْلُوْقٌ.

"پہلے جس نے قرآن کے مخلوق ہونے میں اختلاف کیا وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ دریافت کیا گیا تو وہ مخلوق کہنے سے منکر ہوئے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا تو بولے قرآن مخلوق ہے کیونکہ جس نے کہا قسم قرآن کی ایسا نہ کروں گا تو اس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اور جو چیز اللہ کے سوا ہے سب مخلوق ہے) (تامل کی ضرورت ہے۔)"

5 درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ص ۵۹۲۔ 6 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱ص ۲۵۱۔ 7 درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ص ۵۹۲۔ 8 درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ص ۵۹۲۔

(۱۳۲) ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ نماز پڑھ۔ اس نے جواب دیا کہ اس کو کون سر پر اٹھائے یا بولا کہ تم نے نماز پڑھ کے کیا کیا۔ یا یوں بولا کہ نماز پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔ یہ سب کفر ہے۔ [1]

(۱۳۳) جو شخص کہے ہم نے بہت نماز پڑھی، ہماری کوئی حاجت روا نہ ہوئی تو وہ کافر ہے۔ [2]

(۱۳۴) شریعت حقیقت سے باہر نہیں جو باہر جانے اس پر کفر کا خوف ہے۔ [3]

(۱۳۵) جس حقیقت کو شریعت رد کرے وہ کفر زندقہ ہے۔ [4]

(۱۳۶) رقص کرنے والے اور حلال جاننے والے اور حال کھیلنے [وجد میں آکر اُودھم مچانے] والے کافر ہیں۔ [5]

(۱۳۷) گانے باجے سے لذت اٹھانا کفر ہے۔ [6]

(۱۳۸) صوفیا گانا سننے والے حال کھیلنے والے مفسد بے دین ہیں۔ [7]

(۱۳۹) جو صوفی رقص میں مشغول ہوتے ہیں وہ ﴿اِفْتَرَوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ ''یعنی ان لوگوں نے اللہ پر بہتان باندھا'' عام لوگوں کے فتنہ میں پڑ جانے کا خوف دور کرنے کے واسطے ایسے لوگ شہر سے دور کر دیئے جائیں۔ [8]

(۱۴۰) گانا اللہ کے نزدیک شرک ہے۔ [9]

(۱۴۱) یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئً للہ کہنا خوف کفر سے خالی نہیں۔ [10]

(۱۴۲) جو ولی کے واسطے طے مسافت کو کرے وہ جاہل و کافر ہے۔ [11]

---

[1] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۵۹۲۔ [2] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۵۹۲۔ [3] مقدمۃ: درالمختار، ج ۱ ص ۲۰۔ [4] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۵۹۹۔ [5] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۶۱۰۔ [6] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۶۱۰۔ [7] عین الھدایہ: کتاب الکراھیہ، فصل الغناء والھوج ۱ ص ۳۱۶۔۳۱۷۔ [8] عالمگیری: کتاب الکراھیۃ، باب ۱۷، اللھو والغنا، ج ۹ ص ۸۴۔ عین الھدایۃ: کتاب الکراھیۃ، فصل فی اللھو وغیرہ من المعاصی ج ۴ ص ۳۱۶۔ [9] ہدایہ جلد ۴ ص ۲۲۳۔ [10] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۶۱۰۔ [11] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۶۱۰۔

(۱۴۳) کاہن کی خبر کی تصدیق کرنا کفر ہے۔ [1]

(۱۴۴) عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا کفر ہے۔ [2]

(۱۴۵) حرام کھانے پر بسم اللہ پڑھے تو کفر ہے۔ [3]

(۱۴۶) جو بسم اللہ کہہ کر حرام کھائے تو کافر ہے۔ [4]

(۱۴۷) شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت بسم اللہ کہے تو کافر ہے۔ [5]

(۱۴۸) جو حرام مال سے صدقہ دے اور ثواب کی امید رکھے تو کافر ہے۔ [6]

(۱۴۹) جو یہود و نصاریٰ سے تشبیہ دے صورت یا سیرت میں اگرچہ خوشدلی سے ہو تو وہ کفر ہے۔ [7]

(۱۵۰) جو آتش پرستوں کی مانند ٹوپی پہنے یا ہندوؤں کی مانند لباس پہنے تو بعض کے نزدیک کافر ہوگا۔ [8]

(۱۵۱) دسہرہ، ہولی، دیوالی، بسنت وغیرہ میں شرکت کرنا کفر ہے۔ [9]

(۱۵۲) کفار کے میلے میں جا کر موافقت کی غرض سے کوئی چیز خریدے تو کافر ہوتا ہے۔ [10]

(۱۵۳) اس دن مشرکین کو بطریق تعظیم تحفہ دینے سے اگرچہ انڈا ہی ہو کافر ہو جاتا ہے۔ [11]

(۱۵۴) تحسین امر کفار سے باتفاق کافر ہو جاتا ہے۔ [12]

---

[1] مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد، ج۱ص ۵۶۔ [2] مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد، ج۱ص ۸۶۔ [3] مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد، ج۱ص ۸۴۔ [4] مالا بدمنہ: باب کلمات الکفر، ص ۱۳۵۔ [5] مالا بدمنہ: باب کلمات الکفر، ص ۱۳۵۔ [6] مالا بدمنہ: باب کلمات الکفر، ص ۱۳۳۔ [7] مقدمۃ عین الھدایۃ: ملحقات عقائد، باب اقوال وافعال کفر، ج۱ص ۸۴۔ [8] مالا بدمنہ، باب کلمات الکفر، ص ۱۳۳۔ [9] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ص ۵۹۲۔ [10] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ص ۵۹۲۔ [11] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ص ۵۹۲۔ [12] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ص ۵۹۲۔

(۱۵۵) جو چیچک نکلنے کے وقت بھوانی کو پوجے وہ کافر ہے، اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ [1]

(۱۵۶) کوئی امر بالمعروف کرے دوسرا کہے کیوں شور مچاتے ہو تو کافر ہے۔ [2]

(۱۵۷) کوئی گناہ سے توبہ کرنے کو کہے۔ یہ کہے کہ میں نے کیا کیا ہے جو توبہ کروں؟ تو کافر ہو جائے گا۔ [3]

(۱۵۸) ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى﴾ میں تنہا بطور مذاق کہے تو کافر ہو گا۔ [4]

(۱۵۹) جو کہے کہ زر چاہیے علم کیا کام آئے گا۔ تو کافر ہو گا۔ [5]

(۱۶۰) جو کہے اس زمانہ میں بغیر خیانت اور دروغ گوئی کے گزر نہیں ہو سکتی۔ یا روٹی نہیں مل سکتی تو کافر ہے۔ [6]

(۱۶۱) لواطت کا حلال جاننے والا کافر ہے۔ [7]

باب: مسائل متفرقہ

(۱۶۲) سلف صالحین سے مراد خصوصاً صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور عموماً صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ۔ [8]

(۱۶۳) خلف سے مراد فقط تابعین ہیں۔ [9]

(۱۶۴) سنت وہ ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہو مگر عذر سے۔ [10]

(۱۶۵) حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا۔ [11]

(۱۶۶) معجزہ وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہو۔ کرامات وہ ہیں جو متقی کے ہاتھ پر ہو۔ استدراج وہ ہے جو فاسق کے ہاتھ پر ہو۔ [12]

[1] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۵۹۳۔ [2] مالا بدمنہ: باب کلمات الکفر ص ۱۲۷۔ [3] مالا بدمنہ: باب کلمات الکفر، ص ۱۳۳۔ [4] مالا بدمنہ: باب کلمات الکفر، ص ۱۳۳۔ [5] مالا بدمنہ: باب کلمات الکفر، ص ۱۳۴۔ [6] درالمختار: کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۲ ص ۵۹۳۔ [7] درالمختار: کتاب الحدود، باب وطی الذی یوجب الحد و مالا یوجبہ، ج ۲ ص ۴۷۴۔ [8] مقدمہ عالمگیری: باب ذکر طبقات فقہا، ج ۱ ص ۹۲۔ [9] مقدمہ عالمگیری: باب ذکر طبقات فقہا، ج ۱ ص ۹۲۔ [10] عین الہدایہ: کتاب الطہارت، ج ۱ ص ۱۲۔ [11] فضائل اعمال میں۔ شرح وقایہ ص ۱۱۱۔ [12] درالمختار: کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب، ج ۲ ص ۲۶۹۔

(۱۶۷) امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ ❶

(۱۶۸) واجب اور سنت موکدہ کا مآل ایک ہی ہے۔ ❷

(۱۶۹) اماموں کے نزدیک فرض واجب ایک ہے۔ ❸

(۱۷۰) اہلحدیث واحناف میں اتفاق باہم ہونا چاہئے [ضرور] ❹

(۱۷۱) حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی حنبلی تھے۔ ❺

(۱۷۲) مسند امام اعظم خوارزمی کی تالیف ہے۔ ❻

(۱۷۳) کیدانی نے اپنے خلاصہ میں لکھا ہے کہ وقت التحیات مثل اہلحدیث کے انگلی اٹھانا حرام ہے۔ تو یہ قول کیدانی کا خطاء عظیم و جرم جسیم ہے اور واقعی وہ جاہل اور نادان ہے' اگر تاویل نہ کریں تو کفر صحیح وارتداد صریح ضرور ہے۔ [ملا علی قاریؒ] ❼

(۱۷۴) کتاب صبح کے ستارے، کی روایات پکی نہیں ہیں۔ ❽

(۱۷۵) کتاب وفات نامہ کی بعض روایات بے اصل ہیں۔ ❾

(۱۷۶) کتاب ہزار مسئلہ' حیرت الفقہ' گلدستہ معراج' نعمت ہی نعمت' دیوان لطف میں بہت مضمون شرع کے خلاف ہیں۔ ❿

(۱۷۷) دعاء گنج العرش' عہد نامہ کی اسناد بالکل گھڑی ہوئی ہیں۔ ⓫

---

❶ درمختار، جلد۱ ص۳۱۰۔ ❷ درمختار، جلد۱ ص۲۵۶۔

❸ مالابدمنہ: کتاب الصلوٰۃ، فصل فی واجبات الصلاۃ، ص۳۲۔

❹ ہدایہ، جلد۱ ص۳۹۰۔ ❺ مقدمۃ: عین الھدایۃ: فصل در بیان حدیث، ج۱ ص۱۱۳۔

❻ مقدمۃ درالمختار: فضائل امام اعظم ج۱ ص۳۶۔ ❼ مقدمۃ عین الھدایۃ: طریقہ فتوی، ج۱ ص۱۰۵۔

❽ بہشتی زیور: حصہ۱۰ خاتمۃ الکتاب فی ذکر کتب النافعہ، ص۷۰۴۔

❾ بہشتی زیور: حصہ۱۰ خاتمۃ الکتاب فی ذکر کتب النافعہ، ص۷۰۴۔

❿ بہشتی زیور: حصہ۱۰ خاتمۃ الکتاب فی ذکر کتب النافعہ، ص۷۰۴۔

⓫ بہشتی زیور: حصہ۱۰ خاتمۃ الکتاب فی ذکر کتب النافعہ، ص۷۰۴۔

(۱۷۸) دیوان۔غزلوں کی کتابیں، اندر سبھا' قصہ بدر منیر' قصہ شاہ یمن' داستان امیر حمزہ، گل بکاولی' الف لیلہ' نقش سلیمانی' فالنامہ' قصہ ماہ رمضان' معجزہ آل بنی، چہل رسالہ جس میں بعض کتابیں محض جھوٹی ہیں۔ [1]

(۱۷۹) آرائش محفل' جنگ نامہ محمد حنیف میں بعض روایتیں کچی ہیں۔ [2]

کتاب الطہارۃ

باب: متعلق استنجا

(۱۸۰) پانی سے استنجا کرنا آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ادب تھا باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سنت ہوگیا۔ [3]

(۱۸۱) پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔ [4]

(۱۸۲) استنجا کرنا سنت موکدہ ہے۔ [5]

(۱۸۳) عمدہ یہ ہے کہ استنجا ڈھیلے اور پانی سے ہو، پھر فقط پانی سے، پھر فقط ڈھیلے سے۔ [6]

(۱۸۴) بعد پیشاب کے پانی سے استنجا کرنا مستحب ہے۔ [7]

(۱۸۵) اگر مخرج سے نجاست جاری ہو تو پانی ہی سے دھولے۔ [8]

باب: وضو کے متعلق

(۱۸۶) نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں نہ زبان کے بولنے کو۔ [9]

---

[1] بہشتی زیور: حصہ ۱۰ خاتمۃ الکتاب فی ذکر کتب النافعہ، ص ۴۰۷۔ [2] بہشتی زیور: حصہ ۱۰ خاتمۃ الکتاب فی ذکر کتب النافعہ، ص ۴۰۷۔ [3] درالمختار: کتاب الطہارۃ، فصل فی سنن الطہارۃ، ج ۱ ص ۷۰۔ [4] درالمختار: کتاب الطہارت، مسائل الغسل، ج ۱ ص ۸۸۔ [5] درالمختار: کتاب الطہارت باب الانجاس ج ۱ ص ۱۷۲۔ [6] درالمختار: کتاب الطہارت، باب الانجاس، ج ۱ ص ۱۷۳۔ [7] عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ہفتم فصل سوم استنجا کے بیان میں، ج ۲ ص ۷۸۔ [8] عین الھدایۃ: کتاب الطہارت فصل فی الاستنجا، ج ۱ ص ۳۱۷۔ [9] درالمختار: کتاب الطہارۃ، ج ۱ ص ۴۶۔

(۱۸۷) نیت زبان سے کرنا بدعت ہے۔ [1]

(۱۸۸) نیت زبان سے کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ سے منقول نہیں ہے۔ [2]

(۱۸۹) جس نے بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو نہیں۔ [3]

(۱۹۰) ایک چلو سے کلی اور ناک میں پانی دینا جائز ہے۔[ابوحنیفہؒ] [4]

(۱۹۱) مسح میں ہاتھ آگے سے پیچھے اور پیچھے سے آگے لے جانا چاہئے۔ [5]

(۱۹۲) کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لے تو بہتر ہے۔ [6]

(۱۹۳) گردن کا مسح بدعت ہے اور اس کی حدیث موضوع ہے۔ [7]

(۱۹۴) عمامہ پر مسح جائز ہے۔ [8]

(۱۹۵) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ واحمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سارے سر کا مسح فرض ہے۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک یا دو یا تین بال۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چوتھائی سر۔ [9]

(۱۹۶) وسوسہ سے بچنے کے لئے میانی پر چھینٹے دے لے۔ [10]

(۱۹۷) وضو کے بعد اشہد ان لاآلہ اللہ پڑھے۔ [11]

(۱۹۸) تشہد و دعا بعد وضو کے پڑھنا چاہئے۔ [12]

(۱۹۹) قہقہہ ناقض وضو ہے گو قیاس چاہتا ہے کہ ناقض نہ ہو مگر حدیث میں ہے۔ [13]

---

[1] درالمختار: کتاب الطہارۃ، فصل فی سنن الوضوٗ، ج ا ص ۶۱۔ [2] درالمختار: کتاب الطہارۃ، فصل فی مستحبات الوضوٗ، ج ا ص ۷۲۔ [3] عین الھدایۃ: کتاب الطہارت، ج ا ص ۱۴۔ [4] درالمختار: کتاب الطہارۃ، فصل فی سنن الوضوٗ، ج ا ص ۶۶۔ [5] عین الھدایۃ: کتاب الطہارۃ، ج ا ص ۲۹۔ [6] عالمگیری: کتاب الطہارت، باب اول، فصل دوم سنن الوضوٗ، ج ا ص ۹۔ [7] درالمختار: کتاب الطہارت ذکر مستحبات الوضوٗ، ج ا ص ۷۱۔ [8] عین الھدایۃ: کتاب الطہارۃ، ج ا ص ۷۔ [9] عین الھدایۃ: کتاب الطہارۃ، ج ا ص ۷۔۸۔ کنز الدقائق، کتاب الطہارۃ، ص ۴ حاشیہ ۱۲۔ [10] عالمگیری: کتاب الطہارت، باب ہفتم نجاسات، ج ا ص ۶۷۔ [11] عین الھدایۃ: کتاب الطہارات، ج ا ص ۳۵۔ درالمختار، کتاب الطہارت، مستحبات الوضوء ج ا ص ۷۳۔ [12] درالمختار: کتاب الطہارت، ذکر مستحبات الوضوٗ، ج ا ص ۷۳۔ [13] درالمختار: کتاب الطہارت، ذکر مستحبات الوضوٗ، ج ا ص ۸۱۔

باب: تیمّم کے متعلق

(۲۰۰) تیمّم میں ایک ضرب کی احادیث صحیحین میں بطریق کثیرہ ہیں اور صحیح ہیں۔ [1]

(۲۰۱) تیمّم میں دو ضرب کی احادیث ضعیف ہیں اور موقوف بھی۔ [2]

باب: مسح کے متعلق

(۲۰۲) گاڑھی جرابوں پر مسح جائز ہے۔ (جراب وہ ہے جو سوت سے بنتے ہیں۔) [3]

(۲۰۳) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جرابوں کے مسح کے قائل نہ تھے اپنی آخر عمر میں رجوع کر کے قائل ہوگئے۔ [4]

(۲۰۴) اب اسی پر فتویٰ ہے۔ [5]

(۲۰۵) سنت مسح موزہ میں یہ ہے کہ انگلیاں تر کر کے پاؤں کی انگلیوں کے سرے سے پنڈلی تک اوپر کی طرف کھینچے۔ [6]

باب: پانی کے متعلق

(۲۰۶) مسئلہ دہ دردہ (دس مربع گز حوض) کا اصل مذہب میں نہیں ہے۔ [7]

کتاب الصلوٰۃ

(۲۰۷) نماز کا منکر کافر ہے۔ [8]

---

[1] عین الھدایۃ: کتاب الطھارۃ، باب التیمم، ج ا ص ۱۷۵۔ [2] عین الھدایۃ: کتاب الطھارات باب التیمم، ج ا ص ۱۷۴۔ [3] درالمختار: کتاب الطھارت، باب المسح علی الخفین، ج ا ص ۱۴۶۔ [4] عین الھدایۃ: کتاب الطھارت، باب المسح علی الخفین، ج ا ص ۲۲۲۔ [5] عین الھدایۃ: کتاب الطھارت، باب المسح علی الخفین، ج ا ص ۲۲۲۔ [6] شرح الوقایۃ: کتاب الطھارت، باب مسح علی الخفین، ج ا ص ۵۸۔ [7] درالمختار: کتاب الطھارت، باب المیاہ، ج ا ص ۱۱۱۔ عین الھدایۃ: کتاب الطھارات باب المیاہ، ج ا ص ۱۱۶۔ [8] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، ج ا ص ۳۲۲۔

(۲۰۸) حکم کیا جاتا ہے نماز پڑھنے والے کے مسلمان ہونے کا۔ [1]

(۲۰۹) بے نمازی کو نزدیک امام اعظم کے ہمیشہ قید رکھنا واجب ہے۔ [2]

(۲۱۰) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قتل کیا جائے۔ [3]

(۲۱۱) امام احمد کے نزدیک ایک نماز ترک کرنے والا کافر ہے۔ [4]

(۲۱۲) تارک الصلوٰۃ مارا جائے یہاں تک کہ اس کا خون جاری ہو۔ [5]

باب: اوقات کے متعلق

(۲۱۳) غلس (اندھیرا) میں نماز صبح پڑھنے کی احادیث کا ثبوت۔ [6]

(۲۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل دوام غلس (اندھیرا) میں تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسفار میں۔ [7]

(۲۱۵) ظہر کا وقت دو مثل تک ہے [ابوحنیفہ] [8]

(۲۱۶) ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے [صاحبین] امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت ہے۔ یہی مذہب زفر رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ [9]

(۲۱۷) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مثل کی روایت لائق تصحیح ہے۔ [10]

(۲۱۸) عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہوتا ہے (مذہب صاحبین) [مطابق حدیث] [11]

---

[1] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، ج۱ص ۳۲۲۔ [2] مالابدمنہ: کتاب الایمان، فصل فی الصلوٰۃ، ص ۱۲۔
[3] مالابدمنہ: کتاب الایمان، فصل فی الصلوٰۃ، ص ۱۲۔ [4] مالابدمنہ: کتاب الصلوٰۃ، فصل فی الصلوٰۃ، ص ۱۲۔
[5] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ ج۱ص ۱۸۰۔ [6] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب المواقیت، ج۱ص ۳۴۷۔
[7] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب المواقیت، ج۱ص ۳۴۹۔
[8] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب المواقیت، ج۱ص ۳۲۸۔
[9] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب المواقیت، ج۱ص ۳۲۹۔
[10] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب المواقیت، ج۱ص ۳۳۰۔
[11] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب المواقیت، ج۱ص ۳۳۱۔

باب: اذان کے متعلق

(۲۱۹) اذان ٹھہر ٹھہر کر دے اور کلمے جدا جدا کہے۔ [1]

(۲۲۰) صحیح حدیث سے اذان کے کلمے دودو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار ہیں۔ [2]

(۲۲۱) ترجیع حدیث سے ثابت ہے [ترجیع کہتے ہیں اشھدان لآ الہ الا اللہ واشھدان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ دودو بار آہستہ پھر دودو بار بآواز بلند کہنے کو] [3]

(۲۲۲) نماز کے لئے صلوٰۃ کہہ کر (سوا اذان کے) بلانا بدعت ہے۔ [4]

(۲۲۳) جو شخص ایسی مسجد میں داخل ہو جس میں اذان دے دی گئی ہو تو اس کو نکلنا مکروہ ہے یہاں تک کہ نماز پڑھ لے۔ [5]

(۲۲۴) سترے کو ڈال دینا کافی نہیں نہ خط کھینچنا۔ [6]

(۲۲۵) جو سترے کے اندر سے گزرے تو نمازی ہٹا دے۔ [7]

(۲۲۶) جب منہ کعبہ کی طرف ہے تو کعبے کی نیت نہ کرے تو جائز ہے۔ [8]

(۲۲۷) نماز فرض میں نیت تعدد رکعات کی فرض نہیں۔ [9]

(۲۲۸) لمبی چوڑی نیت کی ضرورت نہیں۔ [10]

(۲۲۹) سنت اور مستحب میں تعیین نیت شرط نہیں۔ مطلق نیت کافی ہے۔ [11]

(۲۳۰) قیام فرض ہے۔ [12]

---

[1] کنزالدقائق: کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص ۱۹۔ [2] عین الھدایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ج ۱ ص ۳۷۴۔ [3] عین الھدایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ج ۱ ص ۳۷۴۔ [4] کنزالدقائق: کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص ۱۹ حاشیہ ۹۔ [5] کنزالدقائق: کتاب الصلاۃ، باب ادراک الفریضۃ، ص ۳۶۔ [6] مالابدمنہ: کتاب الصلوٰۃ فصل فی مفسدات الصلاۃ، ص ۴۴۔ [7] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۳۳۵۔ [8] منیہ ص ۷۸۔ [9] شرح وقایہ، ص ۹۰۔ [10] بہشتی زیور: حصہ ۲ باب ۵ فی شرائط الصلوٰۃ ص ۱۲۹۔

[11] بہشتی زیور: حصہ ۲ باب ۵ فی شرائط الصلوٰۃ ص ۱۳۰۔

[12] قدوری، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ص ۱۷۔

(۲۳۱) بجائے سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ کے اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ پڑھنا زیادہ ترجیح ہے۔ 1

(۲۳۲) سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور اِنِّیْ وَ جَّھتُ کو نفل نماز میں ملانا جائز ہے۔ 2

(۲۳۳) اِنِّیْ وَجَّھتُ نماز کے اندر پڑھنا مسنون ہے [ابو یوسفؒ] 3

(۲۳۴) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین ضعیف ہے۔ 4

(۲۳۵) سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث کی اسناد قوی ہے۔ 5

(۲۳۶) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث مرفوع نہیں ہے۔ وہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے اور ضعیف ہے۔ 6

(۲۳۷) حضرت میرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ مجددی حنفی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث کو بسبب قوی ہونے کے ترجیح دیتے تھے اور خود سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔ 7

(۲۳۸) ابن المنذر نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہاتھ باندھنا حکایت کیا ہے۔ 8

(۲۳۹) '' لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ '' یہ حدیث بسند صحیح صحاح ستہ و ابن حبان و سنن دارقطنی وغیرہ میں مروی ہے۔ 9

(۲۴۰) ابن ہمام نے ''ثقلت القراٰن'' والی حدیث کے راوی کو ثقہ بتا کر کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے۔ 10

(۲۴۱) امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں۔ 11

---

1 شرح الوقایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص۱۴۴ حاشیہ ۹۔ 2 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص ۲۴۹۔ 3 شرح الوقایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص ۸۵۔ 4 عین الھدایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص ۴۵۰۔ 5 عین الھدایہ: کتاب الصلاۃ، ج۱ص ۴۵۰۔ 6 شرح الوقایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص ۸۵۔ 7 عین الھدایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص ۴۵۰۔ 8 عین الھدایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص ۴۵۰۔ 9 عین الھدایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ص ۴۶۴۔ 10 عین الھدایہ: کتاب الصلاۃ۔ فصل فی القراۃ، ج۱ص ۵۴۹۔
11 شرح الوقایہ: کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ ج۱ص ۸۷۔

(۲۴۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اثر فاتحہ خلف امام نہ پڑھنے کا ضعیف ہے۔ [1]

(۲۴۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول بھی منع فاتحہ میں ضعیف ہے، باطل ہے۔ [2]

(۲۴۴) ''اِذا کَبَّرَ الْاِمَامُ فَکَبِّرُوْا'' حدیث ضعیف ہے۔ [3]

(۲۴۵) مشرکین نے قرآن سننے سے پرہیز کیا۔ ایک دوسرے سے کہتے ﴿لا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْآن﴾ ''مت سنو اس قرآن کو'' تو اللہ نے ان کو نصیحت کی فرمایا ﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآن﴾ ''جب پڑھا جائے قرآن کو سنو اور چپ رہو۔'' [4]

(۲۴۶) اور نیز اس کا شان نزول یہ ہے کہ لوگ نماز میں باتیں کرتے تھے یا سلام کرتے تھے یا وعظ کے متعلق ہے۔

(۲۴۷) مقتدی فاتحہ کو دل میں پڑھ لے اور یہ حق ہے۔ [5]

(۲۴۸) فاتحہ خلف امام مقتدی کو مستحسن ہے۔ بطور احتیاط کے [محمدؒ] [6]

(۲۴۹) ضؔ اور ظؔ کے بدلنے سے اکثر فقہا نماز کو باطل نہیں کہتے۔ یہ حروف قربت المخرج ہیں۔ اور مشتبہ الصوت۔ [7]

(۲۵۰) ضؔ اور ظؔ، صؔ اور سؔ، طؔ اور تؔ، حؔ اور ہؔ میں فرق بغیر مشقت نہیں ہو سکتا۔ اگر فرق نہ کر سکے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [8]

(۲۵۱) آمین مہر قبولیت ہے۔ [9]

(۲۵۲) احادیث آمین بالجہر کے اثبات میں۔ [10]

---

[1] شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل فی القراۃ، ج ۱ص ۹۹۔ [2] شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل فی القراۃ، ج ۱ص ۹۹۔ [3] شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل فی القراۃ، ج ۱ص ۱۰۰۔ [4] ھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱ص ۵۵۰۔ [5] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱ص ۵۵۶۔ [6] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱ص ۵۵۰۔ [7] در المختار: کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ، ج ۱ص ۳۳۳۔ [8] عالمگیری: کتاب الصلوٰۃ، باب چہارم، فصل پنجم قاری کی لغزش کے بیان میں، ج ۱ص ۱۲۲۔ [9] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ۱ص ۴۶۷۔ [10] عین الھدایۃ: کتاب الصلاۃ، ج ۱ص ۴۶۹۔

(۲۵۳) مقتدی امام کی آمین سن کر آمین کہیں۔ 1

(۲۵۴) ایک دو آمیوں نے سنا تو جہر نہ ہوگا جہر جب ہے کہ سب سنیں۔ 2

(۲۵۵) ابن ہمام نے آہستہ آمین والی حدیث کو ضعیف کہہ کر یہ فیصلہ کیا کہ آمین درمیانی آواز سے ہونی چاہئے۔ 3

(۲۵۶) تصدیق احادیث رفع الیدین قبل رکوع و بعد رکوع۔ 4

(۲۵۷) بیہقی کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جس کے آخر میں ہے کہ یہی آپ کی نماز رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقی (یعنی وفات پائی) ہوئے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ 5

(۲۵۸) رفع الیدین کرنے کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں۔ 6

(۲۵۹) رفع الیدین نہ کرنے کی حدیث ضعیف ہے۔ 7

(۲۶۰) حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے رفع الیدین صحیح ثابت ہے۔ 8

(۲۶۱) رفع الیدین کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور فساد کی روایت خلاف درایت و روایت ہے۔ 9

(۲۶۲) جو رفع الیدین کرے اس سے مناقشہ حلال نہیں۔ 10

(۲۶۳) رفع الیدین اکثر فقہا اور محدثین اس کو سنت ثابت کرتے ہیں۔ 11

---

1 درالمختار: کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، ج ۱ ص ۲۵۲۔

2 درالمختار: کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلاۃ فصل فی القراۃ، ج ۱ ص ۲۷۷۔

3 عین الهدایۃ: کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، ج ۱ ص ۴۶۷۔ 4 عین الهدایۃ: کتاب الصلاۃ، ج ۱ ص ۴۹۶۔ 5 عین الهدایۃ: کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، ج ۱ ص ۴۹۶۔ 6 التعلیق الممجد علی مؤطا محمد، ص ۸۹۔ 7 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، ج ۱ ص ۹۳۔ 8 عین الهدایۃ: کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، ج ۱ ص ۴۹۶۔ 9 درمختار: کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ، ج ۱ ص ۳۲۹۔ 10 عین الهدایۃ: کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، ج ۱ ص ۴۹۹۔ 11 مالابد منہ: کتاب الصلوۃ، فصل فی طریق اداء الصلوۃ، ص ۳۶۔

(۲۶۴) عصام ابن یوسف (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردانِ شاگرد ہیں) رفع الیدین کرتے تھے۔ [1]

(۲۶۵) امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قومہ وجلسہ فرض ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سنت [2]

(۲۶۶) جلسہ میں "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ" پڑھے۔ [3]

(۲۶۷) جلسہ استراحت میں مضائقہ نہیں۔ [4]

(۲۶۸) جلسۂ استراحت نہ کرنے کی حدیث میں ابن ایاس راوی نزدیک محدثین کے ضعیف ہے۔ [5]

(۲۶۹) درمیانی قعدہ سے ہاتھ ٹیک کر اٹھنے میں مضائقہ نہیں۔ [6]

(۲۷۰) التحیات میں مٹھی باندھ کر انگلی اٹھائے [محمدؒ] [7]

(۲۷۱) انگلی سے حرکت دینا بھی جائز ہے۔ [8]

(۲۷۲) تورّک (آخری رکعت میں بایاں پاؤں بچا کر دائیں کو کھڑا کرنا اور سرین پر بیٹھنا) اچھا ہے حدیث سے ثابت ہے۔ [9]

(۲۷۳) امام بعد سلام کے داہنے یا بائیں یا مقتدیوں کی طرف بیٹھے۔ [10]

باب: متعلقات نماز کے بیان میں

(۲۷۴) پہلی دوسری رکعت میں ایک سورۃ چھوڑ کر پڑھے تو مکروہ نہیں۔ [11]

[1] مقدمۃ عالمگیری: تذکرۃ ابی حنیفہؒ، ج ا ص ۵۴۔ [2] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۴۷۷۔ [3] مالابدمنہ: کتاب الصلوٰۃ، فصل فی طریق اداء الصلوٰۃ ص ۳۷۔ [4] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۵۹۔ [5] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۴۹۰۔ [6] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۴۹۰۔ [7] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۵۰۱۔ [8] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۵۰۱۔ [9] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۵۰۲۔ [10] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۷۵۔

[11] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج ا ص ۲۸۲۔

(۲۷۵) بھولے سے ترتیب سورۃ بدل جائے تو مضائقہ نہیں۔ 1

(۲۷۶) رکنے پر قراۃ ایک جگہ سے پڑھ کر دوسری جگہ سے پڑھنا جائز ہے۔ 2

(۲۷۷) جس غلطی سے معنی ایسے بگڑ جائیں کہ جن کا اعتقاد کفر ہے تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں۔ 3

(۲۷۸) صبح کے فرض کے بعد سنت پڑھ سکتا ہے۔ 4

(۲۷۹) صبح کی سنت پڑھنے کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹے۔ 5

(۲۸۰) ظہر کی چار سنتیں دو سلام سے (بھی) ہیں۔ [مالکؒ وشافعیؒ واحمدؒ] 6

(۲۸۱) ظہر احتیاطی نہ پڑھنا بہتر ہے۔ 7

(۲۸۲) جس نے نماز فجر یا مغرب تنہا شروع کی اور پھر تکبیر کہی گئی تو نماز توڑ دے اگرچہ ایک رکعت پڑھ چکا ہو۔ 8

(۲۸۳) حدیث صحیح ہے کہ اقامت ہونے کے بعد سوا فرض کے کوئی نماز نہیں۔ 9

(۲۸۴) سنت کو جماعت کے درمیان پڑھنا مکروہ ہے۔ 10

(۲۸۵) مغرب سے پہلے دو رکعت ثابت ہیں۔ 11

(۲۸۶) نماز تحیۃ المسجد بیٹھنے سے پہلے پڑھے۔ 12

(۲۸۷) مستحب ہے وضو کے بعد دو رکعت کا پڑھنا سوائے وقت کراہت کے۔ 13

---

1 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القرأۃ، ج۱ص۲۸۳۔ 2 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ فصل فی القرأۃ، ج۱ص۲۸۳۔ 3 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل فی القرأۃ، ج۱ ص۳۳۲۔ 4 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب النوافل، ج۱ص۶۹۴۔ 5 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج۱ص ۳۵۵۔ 6 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ باب النوافل، ج۱ص ۶۹۸۔ 7 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج۱ص۴۱۲۔ 8 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب ادراک الفریضہ، ج۱ص۱۲۳۔ 9 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب النوافل، ج۱ص۶۹۴۔ 10 درمختار جلد۱ص۳۱۴۔ 11 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج۱ص۳۵۳۔ 12 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج۱ص۳۵۴۔ 13 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج۱ص۳۵۶۔

(۲۸۸) نماز میں آیات کا جواب دینا ثابت ہے۔

(یعنی) ﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ﴾ (سورہ تین) کے بعد کہے۔ بَلٰی وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ اور سورہ ملک ﴿بِمَاءٍ مَّعِيْنٍ﴾ کے بعد کہے اَللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ اور ﴿بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ﴾ (سورہ مرسلات) کے بعد کہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ اور ﴿فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ کے بعد کہے لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِکَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ وغیرہ۔ [1]

(۲۸۹) جوتے پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے۔ [2]

(۲۹۰) نماز میں سانپ' بچھو مارنا مکروہ نہیں۔ اگرچہ عمل کثیر ہو۔ [3]

(۲۹۱) بسم اللہ ہر رکعت کے اول میں احتیاطاً پڑھے۔ [4]

(۲۹۲) امیر کاتب العمید متعصب حنفی تھا جس کو رفع الیدین کرتا دیکھتا نماز باطل ہونے کا فتویٰ دیتا۔ فاضل لکھنوی نے تردید کر کے کہا کہ رفع الیدین کی روایات صحیح بکثرت موجود ہیں۔ اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ مروی نہیں۔ [5]

(۲۹۳) مثل اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے ایک حرف دوسرے کلمہ کے حرف (ک ن) سے مل جائے اگرچہ عمداً ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [6]

(۲۹۴) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہا کہ فارسی میں نماز جائز ہے تو آپ نے اس سے رجوع کیا۔ [7]

(۲۹۵) دیکھ کر قرآن پڑھنے سے نماز فاسد نہ ہوگی (صاحبینؒ) [8]

---

[1] عین الهدایۃ: کتاب الصلوۃ، باب فی صفۃ الصلوۃ فصل فی القراۃ، ج۱ص ۵۶۳۔ [2] درالمختار: کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ، ج۱ص ۳۴۴۔ [3] عین الهدایۃ: کتاب الصلوۃ، باب الحدث فی الصلوۃ فصل فی المکروهات، ج۱ص ۶۶۱۔ [4] عین الهدایۃ: کتاب الصلوۃ، باب فی صفۃ الصلوۃ، ج۱ص ۴۶۲۔ [5] عالمگیری: ج۱ص ۸۱۔ [6] عالمگیری: کتاب الصلوۃ، باب چہارم، صفۃ الصلوۃ، ج۱ص ۱۲۲۔ [7] مقدمۃ عین الهدایۃ: ملحقات عقائد، ج۱ص ۵۹۔ [8] درالمختار: کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ، ج۱ص ۳۲۸۔

(۲۹۶) انکساری کے لئے سر کھول کر نماز پڑھنا درست ہے۔ [1]

(۲۹۷) نماز میں عمامہ یا ٹوپی گر جائے تو سر پر رکھ لے۔ [2]

(۲۹۸) نماز میں عمامہ سر پر رکھنے اور اتارنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [3]

(۲۹۹) ہر رکن کو اطمینان سے ادا کرنا واجب ہے۔ [4]

(۳۰۰) منہ میں بلغم آئے تو بائیں طرف تھوکے یا کپڑے میں لے کر مل دے۔ [5]

(۳۰۱) جماعت کے وقت بھوک لگی ہو اور کھانا سامنے ہو تو پہلے کھانا کھائے۔ [6]

(۳۰۲) تنہا فرض جہر سے پڑھنا افضل ہے جہری نماز میں سر (آہستہ) سے جائز۔ [7]

(۳۰۳) سورہ حجرات سے سورہ بروج تک ظہر میں پڑھنا مسنون ہے۔ [8]

(۳۰۴) نمازی کے سامنے سے عورت یا کتے کا گزرنا مفسد نہیں۔ [9]

(۳۰۵) ضرورتاً نماز میں بچے کو گود میں لے لینا جائز ہے۔ [10]

(۳۰۶) سات جگہوں میں نماز مکروہ ہے۔ کعبہ' راستہ' اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ' قبرستان' نجاست ڈالنے کی جگہ' کمیلہ' حمام۔ [11]

(۳۰۷) شرعاً نفل اس عبادت کو کہتے ہیں جس کے کرنے سے ثواب ہو اور نہ کرنے سے عذاب نہ ہو۔ [12]

---

[1] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۳۳۷۔ بہشتی گوہر: مکروہات نماز کا بیان، ص ۶۶۔
[2] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۳۳۷۔
[3] عالمگیری: کتاب الصلوٰۃ، باب ہفتم مکروہات نماز ج ۱ ص ۱۷۱۔ [4] بہشتی زیور: حصہ ۲ باب ۷ فرض نماز پڑھنے کا طریقہ ص ۱۳۳۔ [5] بہشتی زیور: حصہ ۲، باب ۱۰، بیان مکروہات نماز، ص ۱۴۰۔ [6] بہشتی زیور: حصہ ۲، باب ۱۰، بیان مکروہات نماز، ص ۱۴۰۔ [7] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل فی القراۃ، ج ۱ ص ۵۲۸۔ [8] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، فصل فی القراۃ، ج ۱ ص ۲۷۹۔ مالا بدمنہ: کتاب الصلوٰۃ، فصل طریق خواندن نماز، ص ۳۵۔ [9] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۳۳۴۔ [10] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۳۴۳۔ [11] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۱۹۲۔ [12] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۱ ص ۳۴۸۔

(۳۰۸) نفل بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب اور کھڑے ہو کر پڑھنے میں پورا ثواب ہے۔ [1]

(۳۰۹) چار رکعت قبل عشاء کے مستحب ہیں نہ سنت۔ [2]

(۳۱۰) قضا نماز کے لئے اذان و اقامت کہنا سنت ہے۔ [3]

(۳۱۱) فجر کی سنتوں کی قضا ہے نہ دیگر سنتوں کی۔ [4]

(۳۱۲) بعد نماز فجر و عصر قضا نماز پڑھ سکتا ہے۔ [5]

(۳۱۳) قضا نماز جہری پکار کر پڑھے۔ [6]

(۳۱۴) دو نمازوں کو سفر اور مینہ کے عذر سے جمع کرنا درست ہے [شافعیؒ] [7]

(۳۱۵) تین میل تک کی مسافت میں قصر جائز ہے [حدیث] [8]

(۳۱۶) سجدہ تلاوت دو تکبیروں کے ساتھ بغیر رفع یدین و تشہد و سلام کے۔ [9]

باب: امامت کے متعلق

(۳۱۷) جو شخص جماعت والوں میں سے سنت کا زیادہ عالم ہو وہ امامت کے لئے اولیٰ ہے۔ [10]

(۳۱۸) گنوار اندھے اور غلام اور ولد الزنا اور فاسق کی امامت جائز ہے۔ [11]

(۳۱۹) جو امامت مزدوری لے کر کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔ [12]

---

[1] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب النوافل، ج ۱ ص ۷۱۶۔ [2] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب النوافل، ج ۱ ص ۶۹۶۔ [3] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ج ۱ ص ۱۹۸۔ [4] درمختار: جلد ۱ ص ۳۸۴۔ [5] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۱ ص ۳۷۶۔ [6] کنز ص ۳۸۔ [7] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۱۹۳۔ [8] شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ المسافر، ج ۱ ص ۱۳۲۔ [9] شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب سجدۃ التلاوۃ، ج ۱ ص ۱۳۰۔ [10] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ۱ ص ۵۶۷۔ [11] عین الھدایۃ: کتاب الطہارت، باب الامامۃ، ج ۱ ص ۵۶۹۔ [12] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ۱، ۲۹۳

(۳۲۰) اجرت پر حافظ مقرر کرنا مکروہ ہے۔ ❶

(۳۲۱) بدعتی کی امامت مکروہ ہے۔ ❷

(۳۲۲) کم عمر لڑکا اگر زیادہ عالم ہو تو اس کی امامت جائز ہے۔ ❸

(۳۲۳) امام مقتدیوں کو حکم کرے کہ ایک دوسرے سے ملے رہیں اور بیچ کی جگہ کو بند کر دیں۔ ❹

(۳۲۴) حدث ہونے پر امام اپنا خلیفہ کر دے۔ ❺

باب: جماعت کے متعلق

(۳۲۵) حنفی شافعی کی اقتدا کرے تو صحیح ہے۔ ❻

(۳۲۶) مختلف فیہ مسئلوں میں اقتدا غیر حنفی کی درست ہے۔ ❼

(۳۲۷) نماز میں اپنے امام کو لقمہ دے تو جائز ہے کسی طرح مفسد نہیں۔ ❽

(۳۲۸) امام کی لغزش ہونے پر مقتدی سبحان اللہ کہے۔ ❾

(۳۲۹) ایڑیاں برابر بھی ہوں گی تو اقتداء درست ہے۔ ❿

(۳۳۰) شارع عام کی مسجد میں تکرار جماعت کی مکروہ نہیں۔ ⓫

(۳۳۱) ایک مقتدی امام کے برابر ہے اور دوسرا آیا تو امام آگے بڑھ جائے یا مقتدی پیچھے ہٹے۔ ⓬

---

❶ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب النوافل فصل فی قیام رمضان، ج ۱ ص ۷۲۵۔ ❷ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ۱ ص ۲۹۲۔ بہشتی گوہر: کتاب الصلوٰۃ، مقتدی اور امام کے متعلق مسائل، ص ۵۶۔ ❸ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ۱ ص ۲۹۳۔ ❹ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ۱ ص ۲۹۶۔ بہشتی گوہر: کتاب الصلوٰۃ، مقتدی اور امام کے متعلق مسائل، مسئلۃ ۱۶، ص ۵۸۔ ❺ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب استخلاف، ج ۱ ص ۳۱۳۔ ❻ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ۱ ص ۶۹۱۔ ❼ درالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ۱ ص ۲۸۵۔ ❽ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۶۳۳۔ ❾ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۶۳۶۔ ❿ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ۱ ص ۲۸۵۔ ⓫ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ۱ ص ۲۸۶۔ ⓬ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ۱ ص ۲۹۵۔

(۳۳۲) دوسرا مقتدی بائیں طرف آ کھڑا ہو تو امام دونوں کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کر دے۔ 1

(۳۳۳) صف کے پیچھے تنہا نہ کھڑا ہو بلکہ کسی مقتدی کو آگے کی صف سے کھینچ لے۔ 2

(۳۳۴) صف کے بیچ میں جگہ ہو اس میں کھڑا ہو جائے تو اس کی مغفرت ہو گی۔ 3

(۳۳۵) صف میں جگہ چھوڑنا جماعت کے ثواب کو فوت کرنا ہے۔ 4

(۳۳۶) دو شخص امام و مقتدی ہوں تو برابر کھڑے ہوں۔ 5

(۳۳۷) ایک لڑکا مردوں کی صف میں داخل ہو سکتا ہے۔ 6

(۳۳۸) جس سے دین میں خصومت ہو وہ مقتدی ہو سکتا ہے۔ 7

(۳۳۹) فرض تنہا پڑھ چکا ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے سوائے فجر اور عصر کے۔ 8

(۳۴۰) جس نے اقتدا کی اور امام رکوع میں ہے۔ اور ٹھہرا یہاں تک کہ امام نے سر اٹھالیا تو وہ رکعت اس کو نہیں ملی۔ 9

(۳۴۱) جب مسافر امام اپنی دو رکعت پڑھ لے مقیم اپنی نماز کو چار رکعتیں کر لے۔ 10

باب: وتر کے متعلق

(۳۴۲) وتر میں سورہ اعلیٰ اور سورہ کافروں، سورہ اخلاص پڑھنا مسنون ہے۔ 11

---

1 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ا ص ۲۹۵-۲۹۶۔ 2 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ا ص ۲۹۶۔ 3 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ا ص ۲۹۷۔ 4 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ا ص ۲۹۶۔ 5 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ا ص ۲۹۵۔ 6 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ا ص ۲۹۸۔ 7 درمختار، جلد ا ص ۴۴۹۔ 8 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب ادراک الفریضۃ، ج ا ص ۷۲۹۔ 9 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب ادراک الفریضۃ، ج ا، ص ۱۲۵۔ 10 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر، ج ا ص ۸۰۸۔ 11 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ا ص ۱۱۳۔ مالا بدمنہ، کتاب الصلوٰۃ، مسئلۃ فی صلوٰۃ الوتر ص ۵۲۔ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ا ص ۳۴۹۔

(۳۴۳) وتر ایک رکعت بھی ہے۔ ❶

(۳۴۴) تین وتر پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ ❷

(۳۴۵) وتر ایک تین پانچ سات رکعت ہیں۔ ❸

(۳۴۶) تین وتر کی روایت ضعیف ہے۔ ❹

(۳۴۷) قنوت میں دونوں ہاتھ اٹھا کر چھاتی تک دعا مانگنے کی طرح ہتھیلیاں آسمان کی طرف رکھے [ابو یوسفؒ] ❺

(۳۴۸) بعد رکوع کے دعائے قنوت پڑھنے کی روایت چاروں خلفاء رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ❻

(۳۴۹) ابن ہمام نے کہا کہ بعد رکوع کے قنوت پڑھنے کی نص صریح حدیث حسن بن علی رضی اللہ عنہ بروایت حاکم ہے۔ ❼

(۳۵۰) دعائے قنوت اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ حدیث سے ثابت ہے۔ ❽

(۳۵۱) امام قنوت جہر سے پڑھے تو مقتدی آمین کہے [ابو یوسفؒ] ❾

(۳۵۲) نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین وعمار بن یاسر، ابی بن کعب، ابو موسیٰ اشعری، ابن عباس، ابو ہریرہ، براء بن عازب، انس، سہل بن سعد، معاویہ، عائشہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور اسی طرف اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعینؒ گئے ہیں۔ ❿

---

❶ شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ا ص ۱۱۳۔ ❷ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ا ص ۶۷۵۔ ❸ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ا ص ۶۷۵۔ شرح الوقایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ا ص ۱۱۸۔ ❹ شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج ا ص ۱۱۳۔ ❺ در المختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج ا ص ۳۴۹۔ ❻ شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ا ص ۱۱۴۔

❼ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج ا ص ۶۷۸۔ در المختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج ا ص ۳۴۹۔ شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ا ص ۱۱۴۔ ❽ شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج ا ص ۱۱۴، ۱۱۱۔ مالا بدمنہ: کتاب الصلوٰۃ، مسئلۃ فی صلاۃ، الوتر ص ۵۲ ذکرہ فی الحاشیہ۔

❾ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ا ص ۶۹۱۔۶۹۲۔

❿ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ا ص ۶۸۳۔

(۳۵۳) وتر کے قومہ میں قنوت پڑھنے والے کی حنفی کو متابعت کرنی چاہئے۔ ❶

(۳۵۴) قنوت نازلہ ہر سختی میں ہر نماز میں جائز ہے اور مقتدی آمین کہیں۔ ❷

باب: سجدہ سہو کے متعلق

(۳۵۵) سجدہ سہو دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کرے۔ ❸

(۳۵۶) سجدہ سہو سلام سے پہلے بھی جائز ہے۔ ❹

(۳۵۷) دونوں طرف سلام کا قول صحیح ہے۔[ابوحنیفہؒ وابویوسفؒ] ❺

(۳۵۸) سجدہ سہو میں ایک سلام پھیرنے والا بدعتی ہے۔ ❻

(۳۵۹) مقتدی کے سہو سے مقتدی پر سجدہ سہو لازم نہیں۔ ❼

باب: نماز بدعت کے متعلق

(۳۶۰) صلوۃ رغائب یعنی رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں نفل پڑھے جاتے ہیں۔ یہ نماز ۴۸۰ھ میں ایجاد ہوئی۔ جو کچھ اس باب میں ہے سب باطل اور موضوع ہے۔ ❽

(۳۶۱) صلوٰۃ برات۔ مراد اس سے پندرھویں شعبان کی نفل نماز ہے۔ مراد صلوٰۃ قدر سے ستائیسویں شب رمضان کی نفل نماز ہے۔ ان میں بھی جماعت مکروہ ہے۔ ❾

---

❶ شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ۱ ص ۱۱۷۔ ❷ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر، ج ۱ ص ۶۷۷۔ درالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۱ ص ۳۵۱۔ ❸ درالمختار: کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج ۱ ص ۳۸۱۔ ❹ درالمختار: کتاب الصلاۃ، باب وسجود السھو، ج ۱ ص ۳۸۲۔ عین الھدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السھو، ج ۱ ص ۷۴۸۔ ❺ شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السھو، ج ۱ ص ۱۲۷۔ عین الھدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السھو، ج ۱ ص ۷۵۰۔ ❻ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السھو، ج ۱ ص ۷۵۰۔ ❼ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السھو، ج ۱ ص ۷۵۵۔ ❽ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۱ ص ۳۸۹۔ ❾ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ج ۱ ص ۳۶۹۔

باب: مسجد کے متعلق

(۳۶۲) مسجد کا محراب منقش کرنا مکروہ ہے۔ ❶

(۳۶۳) مال وقف سے نقش کرنا حرام ہے۔ ❷

(۳۶۴) مشرک کی نجاست تو اس کے اعتقاد میں ہے تو اس کو مسجد میں آنے سے نہ روکا جائے [تعجب ہے کہ مشرک تو نہ روکا جائے اور مسلمان روکے جائیں۔ افسوس! اللہ تعالیٰ ہمارے حنفی بھائیوں کو سمجھ دے] ❸

باب: تہجد کے متعلق

(۳۶۵) تہجد کی آٹھ رکعتیں ہیں۔ ❹

باب: تراویح کے متعلق

(۳۶۶) تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے۔ ❺

(۳۶۷) تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے۔ ❻

(۳۶۸) تراویح صحیح حدیث سے مع وتر کے گیارہ رکعت ثابت ہیں۔ ❼

(۳۶۹) مع وتر کے تراویح گیارہ رکعت سنت رسول اللہ ﷺ ہیں اور بیس سنت خلفائے راشدین سے۔ ❽

---

❶ درمختار: کتاب الحظر والاباحۃ، فصل البیع، ج ۴ص ۲۴۶۔ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، فصل فی احکام القبلہ والمساجد، ج ا ص ۶۶۸۔ بہشتی گوہر، مسجد کے احکام، مسئلہ ۴، ص ۱۰۳۔

❷ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الحدث فی الصلوٰۃ، فصل فی احکام القبلۃ والمساجد، ج ا ص ۶۶۸۔

❸ عین الھدایۃ: کتاب الکراھیۃ، فصل فی اھل الذمۃ، ج ا ص ۳۱۱۔ ❹ درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر، ج ا ص ۳۵۷۔ ❺ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب النوافل، فصل فی قیام رمضان ج ا ص ۷۲۲۔ درمختار کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر ج ا ص ۳۶۷۔ ❻ شرح الوقایۃ: [مترجم] کتاب الصلاۃ، فصل تراویح کے بیان میں، ج ا ص ۱۲۲۔ ❼ عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب النوافل، ج ا ص ۷۲۲۔ ❽ شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، فصل تراویح کے بیان میں، ج ا ص ۱۲۲۔ عین الھدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب النوافل فصل فی قیام رمضان، ج ا ص ۷۲۲۔

(۳۷۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو نعم البدعۃ فرمایا ہے اس سے مراد معنی لغوی ہیں نہ شرعی۔ 1

(۳۷۱) تراویح آٹھ رکعت سنت ہیں اور بیس مستحب ہیں۔ 2

(۳۷۲) تراویح میں کم عمر لڑکے کی اقتدا جائز ہے۔ 3

(۳۷۳) جس نے فرض تنہا پڑھے تو تراویح کی جماعت میں شریک ہو۔ 4

(۳۷۴) جس نے تراویح نہ پائی یا دوسرے کے ساتھ پڑھی تو وتر میں اقتدا کر سکتا ہے۔ 5

(۳۷۵) صحیح یہ ہے کہ تراویح میں تین مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنا مکروہ ہے۔ 6

باب: جمعہ کے متعلق

(۳۷۶) جمعہ جماعت سے مشتق ہے کم تر سوا امام کے تین شخص ہوں [امام ابوحنیفہؒ] صاحبینؒ کے نزدیک دو ہوں۔ 7

(۳۷۷) جن بڑے گاؤں میں بازار ہو تو وہاں جمعہ فرض ہے۔ 8

(۳۷۸) حاکم کی اجازت سے اگر گاؤں میں جامع مسجد بن جائے تو جمعہ جائز ہے۔ 9

(۳۷۹) جمعہ کو زوال کے وقت نفل پڑھنے جائز ہیں [ابو یوسفؒ] 10

(۳۸۰) حالت خطبہ میں دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ 11

---

1 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، فصل تراویح کے بیان میں، ج ۱ ص ۱۲۱۔ 2 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، فصل تراویح کے بیان میں، ج ۱ ص ۱۲۲۔ 3 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ، ج ۱ ص ۵۷۹۔ 4 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب النوافل، فصل فی قیام رمضان، ج ۱ ص ۷۲۵۔ بہشتی گوہر تراویح کا بیان مسئلہ نمبر ۴، ص ۳۶۔۳۵۔ 5 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب النوافل، فصل فی قیام رمضان، ج ۱ ص ۷۲۵۔ 6 بہشتی گوہر: تراویح کا بیان، مسئلہ نمبر ۱۱، ص ۳۶۔ 7 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ۱ ص ۸۳۰۔ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ۱ ص ۴۱۹۔ 8 درالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ۱ ص ۴۱۳۔ 9 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ۱ ص ۴۱۲۔ 10 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ۱ ص ۴۲۷۔ 11 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ۱ ص ۱۳۵۔

(۳۸۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قبل زوال کے خطبہ پڑھنا ثابت ہے۔ 1

(۳۸۲) جمعہ کو ایک اذان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھی اور دوسری اذان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ 2

(۳۸۳) خطیب جب ممبر پر بیٹھے تو سلام کرے [امام شافعیؒ] 3

(۳۸۴) خطیب کو عصا رکھنا مسنون ہے۔ 4

(۳۸۵) خطبہ میں خطیب حمد و ثنا درود اور وعظ و نصیحت اور قرأۃ قرآن کرے۔ 5

(۳۸۶) خطیب کا خطبہ میں امر بالمعروف کے لئے بولنا جائز ہے۔ 6

(۳۸۷) خطبہ کے وقت نہ کلام ہے نہ سبحان اللہ نہ امر بالمعروف، یہ سب سامع کو حرام ہے۔ 7

(۳۸۸) خطیب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر اپنے جی میں درود پڑھے۔ 8

(۳۸۹) خطیب ایک سیڑھی اترے اور چڑھے تو یہ بدعت شنیع ہے۔ 9

(۳۹۰) خطبہ میں شعر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ 10

(۳۹۱) جب خطیب پہلے خطبہ کو پڑھ کر بیٹھے تو لوگ دعا نہ مانگیں۔ 11

(۳۹۲) دعا کرنا (دونوں خطبوں کے درمیان) مکروہ تحریمی اور حرام ہے۔ 12

---

1 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۱۳۴۔ 2 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۸۴۱۔ شرح الوقایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۱۳۵۔ درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۲۴۔ 3 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۱۸۔ 4 درالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۲۶۔ 5 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ ج ا ص ۱۳۴۔ 6 بہشتی زیور حصہ ۱۱ خطبہ جمعہ کے مسائل ص ۷۹۷۔ 7 بہشتی زیور: حصہ ۱۱ خطبہ جمعہ کے مسائل ص ۷۹۷۔ 8 بہشتی زیور: حصہ ۱۱، جمعہ کے خطبے کے مسائل ص ۷۹۷۔ 9 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۲۵۔ عین الھدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۷۱، حاشیہ ۸۔ 10 بہشتی زیور: حصہ ۱۱ خطبہ جمعہ کے مسائل ص ۷۹۷۔ 11 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۱۸۔ 12 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۴۱۸۔ بہشتی زیور: حصہ ۱۱ خطبہ جمعہ کے مسائل ص ۷۹۷۔ شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج ا ص ۱۳۶۔

(۳۹۳) دعا کرنا (دونوں خطبوں کے درمیان) نامشروع اور بدعت ہے۔ [1]

(۳۹۴) حضرت عمارہ رضی اللہ عنہما نے جب بشیر ابن مروان کو دعا مانگتے دیکھا تو بددعا دی۔ [2]

(۳۹۵) اس دعا کی بدعت خلفائے مروانیہ کے زمانے سے پیدا ہوئی۔ [3]

(۳۹۶) رمضان کے آخری خطبہ میں الوداع پڑھنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اس لئے بدعت ہے۔ [4]

(۳۹۷) خطبہ ہر زبان میں جائز ہے۔ [ابوحنیفہؒ] [5]

(۳۹۸) جس شے کی حاجت ہو خطیب خطبہ میں بیان کردے۔ [6]

(۳۹۹) نماز جمعہ میں سورہ جمعہ وسورہ منافقوں یا سورہ اعلیٰ وسورہ غاشیہ پڑھنا مسنون ہے۔ [7]

(۴۰۰) بعد جمعہ کے چار رکعتیں سنت ہیں۔ [8]

(۴۰۱) جمعہ کو سورہ کہف پڑھنا مسنون ہے۔ [9]

(۴۰۲) جمعہ کے دن زیارت قبور افضل ہے۔ [10]

باب: عیدین کے متعلق

(۴۰۳) عیدین میں تکبیر جہر سے کہے۔ یہی سنت ہے۔ [11]

(۴۰۴) تکبیر آواز بلند کہے راستہ میں اور عیدگاہ میں۔ [12]

---

[1] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج۱ص ۴۱۸۔ بہشتی زیور حصہ:۱۱ خطبہ جمعہ کے مسائل ص ۷۹۷۔

[2] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج۱ص ۴۱۸۔ [3] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ ج۱ص ۴۱۸۔

[4] بہشتی زیور: حصہ۱۱ خطبہ جمعہ کے مسائل ص ۷۹۷۔ [5] عین الھدایۃ: کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج۱ ص ۴۴۹۔ [6] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ باب، العیدین ،ج۱ص ۴۳۳۔ [7] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ، ج۱ ص ۴۲۵۔ [8] منیہ ص ۹۳۔ [9] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج۱،ص ۴۲۷۔

[10] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ج۱ص ۴۲۷۔ [11] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ، ج۱ص ۴۳۰۔ عین ھدایۃ کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ج۱ص ۸۴۶۔ [12] درالمختار: کتاب، الصلوٰۃ، باب العیدین، ج۱ص ۴۳۴۔

(۴۰۵) نمازعیدین میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے۔ [1]

(۴۰۶) عیدین میں چھ تکبیروں کی بابت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ [2]

(۴۰۷) دونوں رکعتوں میں قبل قرأۃ تکبیرات کہے۔ [3]

(۴۰۸) عیدین میں سورہ اعلیٰ وغاشیہ پڑھنا مسنون ہے۔ [4]

(۴۰۹) عیدالفطر کے دن خطیب صدقۃ الفطر کے مسائل بیان کرے۔ [5]

(۴۱۰) مصافحہ بعدعید کے مکروہ ہے۔ یہ طریقہ رافضیوں کا ہے۔ [6]

(۴۱۱) معانقہ بھی بعدعید کے بے اصل اور مکروہ ہے۔ [7]

باب: نمازکسوف وخسوف کے متعلق

(۴۱۲) نمازکسوف (سورج گرہن) قرآن وحدیث واجماع سے ثابت ہے۔ [8]

(۴۱۳) نماز کسوف (سورج گرہن) اور نماز خسوف (چاند گرہن) جہر سے پڑھے۔ [صاحبینؒ] [9]

باب: نمازاستسقا کے متعلق

(۴۱۴) نمازاستسقا میں دعا کی جائے اور دوگانہ جہر سے پڑھا جائے۔ [صاحبینؒ] [10]

(۴۱۵) خطبہ میں چادر تبدیل کرنی جائز ہے۔ [محمدؒ] [11]

---

[1] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ج ۱ص ۸۵۰۔ [2] عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ج ۱ص ۸۴۸۔ [3] قدوری: کتاب الصلاۃ، باب صلوٰۃ العیدین، ص ۳۴۔ [4] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ج ۱ص ۴۳۲۔ [5] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ج ۱ص ۴۳۳۔

[6] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ج ۱ص ۴۳۰۔ [7] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ج ۱ص ۴۳۰۔ [8] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الکسوف، ج ۱ص ۴۳۷۔ [9] درالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الکسوف، ج ۱ص ۴۳۷۔ [10] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الاستسقاء، ج ۱ص ۴۳۹۔ [11] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الاستسقاء، ج ۱ص ۴۳۹۔

کتاب الجنائز

باب: مردے کے غسل دینے کے متعلق

(۴۱۶) شوہر کا بیوی کو نہلانا بعد مرنے کے تین اماموں کے نزدیک جائز ہے۔ [1]

(۴۱۷) بیوی شوہر کو نہلائے۔ [2]

باب: نماز جنازہ کے متعلق

(۴۱۸) تکبیرات جنازہ میں رفع الیدین جائز ہے۔ [ائمہ اربعہ وفقہاء بلخ] [3]

(۴۱۹) نماز جنازہ میں الحمد پڑھنا اکثر عالموں کے نزدیک جائز ہے۔ [4]

(۴۲۰) بعد تکبیر اولیٰ الحمد دعا کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔ [5]

(۴۲۱) دعائے جنازہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ حدیث سے ہے۔ [6]

(۴۲۲) اگر دونوں دعاؤں یعنی اللّٰهُمَّ اغفِرْ لَهٗ اور اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا کو پڑھے تو بہت اچھا ہے۔ [7]

(۴۲۳) امام مرد کے جنازے پر سر کے مقابل اور عورت کے وسط میں کھڑا ہو۔ [8]

(۴۲۴) ولی کا نماز پڑھنا پیچھے غیر شخص کے گویا اس کو نماز پڑھانے کی اجازت دینا ہے [9]

(۴۲۵) اقتدا کرنے ہی سے اجازت ہو جاتی ہے۔ [10]

(۴۲۶) سب جنازوں کو خواہ ایک صف میں رکھے اور ان میں افضل کے مقابلے امام کھڑا ہو۔ یا سب جنازوں کو قبلہ کی جانب رکھیں۔ اس ترتیب سے کہ اول افضل پھر بڑی عمر والا۔ پھر لڑکا پھر عورت۔ [11]

---

[1] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج۱ص۴۳۹۔ [2] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ الجنائز ج۱ص۴۳۹۔

[3] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج۱ص۴۵۷۔ [4] مالابدمنہ: کتاب الجنائز ص۶۶۔ [5] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج۱ص۴۵۸۔ [6] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج۱ص۴۵۷۔ بہشتی گوہر: جنازے کے مسائل، مسئلہ ۱۳ص۹۳۔ [7] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج۱ص۴۵۷۔ بہشتی گوہر: جنازے کے مسائل، مسئلہ ۱۳، ص۹۳۔

[8] عین الہدایہ: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج۱ص۹۰۶۔ [9] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج۱ص۴۶۲۔

[10] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج۱ص۴۶۲۔ [11] درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج۱ص۴۶۰۔

(۴۲۷) آنحضرت ﷺ نے جنازہ غائب بادشاہ نجاشی اور معاویہ بن مزنی رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ اور جعفر طیار رضی اللہ عنہم پر پڑھی۔ 1

باب: مردے کے لیجانے کے متعلق

(۴۲۸) جنازہ جلد لے چلیں، دوڑیں نہیں۔ 2

(۴۲۹) جنازہ کے آگے چلنا درست ہے۔ 3

(۴۳۰) ذکر اور قرأت قرآن جہر سے مکروہ ہے۔ 4

باب: دفن کے متعلق

(۴۳۱) قبر میں اتارتے وقت بِسۡمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ پڑھے۔ 5

(۴۳۲) آنحضرت ﷺ پائنتی کی طرف سے قبر میں داخل کیے گئے۔ 6

(۴۳۳) مٹی دیتے وقت ﴿مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ﴾ پڑھے۔ 7

(۴۳۴) دفن کے بعد قبر پر کچھ ٹھہرنا جائز ہے۔ 8

(۴۳۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ دفن کے بعد قبر پر سورہ بقرہ کا اول و آخر پڑھنا مستحب جانتے تھے۔ 9

باب: قبور کے متعلق

(۴۳۶) قبر پر پانی چھڑکنے میں مضائقہ نہیں۔ 10

---

1 شرح الوقایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، ج ۱ ص ۱۴۳۔ 2 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج ۱ ص ۴۶۶۔ 3 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج ۱ ص ۴۶۷۔ 4 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج ۱ ص ۴۶۷۔ 5 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ج ۱ ص ۹۱۸۔ درالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، ج ۱ ص ۴۶۷۔ بہشتی گوہر: دفن میت کے مسائل، مسئلہ ۱۴، ص ۹۶۔ 6 عین الھدایۃ: کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، فصل فی الدفن، ج ۱ ص ۹۱۷۔ 7 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ باب الجنازۃ، ج ۱ ص ۴۶۸۔ بہشتی گوہر: دفن میت کے مسائل، مسئلہ ۲۱، ص ۹۸۔ 8 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجنازۃ، ج ۱ ص ۴۶۸۔

9 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنائز، ج ۱ ص ۴۶۸۔ 10 درالمختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنائز، ج ۱ ص ۴۶۸۔

(۴۳۹) عمارت بنانا قبر پر زینت کے لئے حرام ہے۔ [1]

(۴۴۰) اولیا اللہ کی قبروں پر بلند مکان بنانا اور چراغ جلانا بدعت ہے اور حرام ہے [2]

(۴۴۱) انبیاءؑ اور اولیا رحمۃ اللہ علیہم کی قبروں کو سجدہ کرنا اور طواف کرنا اور مراد ماننا اور نذریں چڑھانا حرام اور کفر ہیں۔ [3]

(۴۴۲) قبر پر اذان دینا بدعت ہے۔ [4]

(۴۴۳) قبر کو بوسہ دینا جائز نہیں کہ نصاریٰ کی عادت ہے۔ [5]

باب: رسومات کے متعلق

(۴۴۴) سوگ، ترک زینت کو کہتے ہیں یعنی بناؤ سنگھار نہ ہو۔ [6]

(۴۴۵) مردے کی طرف سے اسقاط دینا مذموم ہے۔ [7]

(۴۴۶) تیجہ' دسواں' چالیسواں نہایت مذموم اور بدعت ہے۔ [8]

(۴۴۷) فاتحہ مروجہ بدعت ہے۔ [9]

(۴۴۸) جو مباح وجوب کی نوبت کو پہنچ جائے تو وہ مکروہ ہے۔ [10]

کتاب الزکوٰۃ

(۴۴۹) آثار حضرت عمر وحضرت ابن مسعود وحضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے زیور پر زکوٰۃ ہے [11]

(۴۵۰) زیور مستعملہ وغیر مستعملہ دونوں پر زکوٰۃ ہے۔ [12]

---

[1] در المختار: کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنائز، ج ۱ ص ۶۲۹۔ [2] مالا بدمنہ: کتاب الجنائز، ص ۶۸۔
[3] مالا بدمنہ: کتاب الجنائز، فصل فی زیارت القبور، ص ۷۱۔ [4] بہشتی گوہر: جنازے کے متفرق مسائل، ص ۱۰۱۔ [5] در المختار: کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی زیارۃ القبور، ج ۴ ص ۲۷۰۔ [6] مالا بدمنہ: کتاب الجنائز، ص ۶۹۔ [7] در المختار: کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۱ ص ۳۷۹۔ [8] بہشتی زیور: حصہ ۶ ص ۸۹۔
[9] بہشتی زیور: حصہ ۶ ص ۸۰۔ [10] در المختار: کتاب الصلوٰۃ، باب سجود التلاوۃ، ج ۱ ص ۴۰۲۔ [11] شرح وقایۃ: کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الاموال، ج ۱ ص ۱۵۵۔ [12] در المختار: کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج ۱ ص ۴۹۹۔
شرح الوقایۃ: کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الاموال، ج ۱ ص ۱۵۵۔

(۴۵۱) مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے۔ [1]

(۴۵۲) سیّد کو زکوٰۃ دینی درست نہیں۔ [2]

(۴۵۳) فی سبیل اللہ میں طلبہ بھی داخل ہیں بلکہ کل خیرات مراد ہیں۔ [3]

(۴۵۴) جو مال صدقہ میں آئے اس کو ہدیہ دینا جائز ہے۔ [4]

کتاب الصوم

(۴۵۵) شک کے دن کا روزہ نہ رکھے۔ [5]

(۴۵۶) شک کے دن کا روزہ مکروہ تحریمی ہے۔ اہل کتاب کی مشابہت ہے۔ [6]

(۴۵۷) ہر شہر کی رویت جدا ہے اور اپنے شہر کی رویت معتبر ہے۔ [7]

(۴۵۸) روزہ میں تیل اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں۔ [8]

(۴۵۹) روزے میں مسواک کرنا بعد زوال کے بھی مکروہ نہیں مگر بہتر ہے۔ [9]

(۴۶۰) افطار میں جلدی سحری میں دیر کرنا اور مسواک کرنا رسولوں کی سنت ہے۔ [10]

(۴۶۱) دعوت کے عذر سے نفل روزہ توڑنا مباح ہے۔ [11]

(۴۶۲) بغیر عذر کے نفل روزہ توڑنا مباح ہے۔ [12]

(۴۶۳) روزہ میں بیوی کا بوسہ لینے میں مضائقہ نہیں جبکہ اپنے نفس پر کنٹرول ہو [13]

---

[1] عین الھدایہ: کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال فصل فی العروض، ج ۱ ص ۹۸۳۔۹۸۴۔ [2] بہشتی زیور: حصہ ۳ ص ۴۰۔ [3] درالمختار، کتاب الزکوٰۃ، ج ۱ ص ۵۲۷۔۵۲۶۔ [4] شرح الوقایۃ: کتاب الزکوٰۃ، باب المصارف، ج ۱ ص ۱۶۱۔ [5] درالمختار: کتاب الصوم، ج ۱ ص ۵۵۲ شرح الوقایۃ، کتاب الصوم، ج ۱ ص ۱۶۷۔ [6] درالمختار: کتاب الصوم، ج ۱ ص ۵۵۳۔ عین الھدایہ: کتاب الصوم، ج ۱ ص ۱۰۸۹۔ [7] درالمختار: کتاب الصوم، ج ۱ ص ۵۵۲۔ [8] عین الھدایہ: کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء، ج ۱ ص ۱۱۱۳۔ درالمختار: کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم، ومالایفسدہ، ج ۱ ص ۵۶۲۔ [9] ھدایہ: کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء، ج ۱ ص ۲۲۱۔ [10] ھدایہ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء، ج ۱ ص ۲۲۵۔ [11] ھدایہ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء، ج ۱ ص ۲۲۳۔ [12] ہدایہ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارہ، ج ۱ ص ۲۲۳، حاشیہ ۲۔ [13] ھدایہ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء، ج ۱ ص ۲۱۷۔

(۴۶۴) بعض حدیثوں میں آدھے شعبان کے بعد روزہ رکھنا منع آیا ہے۔ [1]

باب: اعتکاف کے متعلق

(۴۶۵) اخیر عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ ہے۔ [2]

(۴۶۶) اعتکاف ایک دن بھی ہے [ابوحنیفہؒ] [3]

(۴۶۷) اعتکاف آدھے دن سے زیادہ کا بھی ہے۔ [ابویوسفؒ] [4]

(۴۶۸) اعتکاف کی قلیل مدت ایک ساعت بھی ہے [محمدؒ] [5]

کتاب الحج

(۴۶۹) زیارت روضہ شریف آں سرور کائنات ﷺ مندوب و مستحب و افضل ہے۔ [6]

(۴۷۰) جب زیارت کی نیت کرلے تو مسجد نبوی کی نیت کرے۔ [7]

کتاب النکاح

(۴۷۱) قبل نکاح کے عورت کا دیکھ لینا مستحب ہے۔ [8]

(۴۷۲) جو اللہ اور رسول ﷺ کو نکاح میں گواہ کرے تو نکاح درست نہیں بلکہ وہ کافر ہے۔ [9]

(۴۷۳) جو نکاح باپ کی ولایت سے ہوا ہو اور عورت ناخوش ہو تو نکاح فسخ ہوگا۔ [10]

(۴۷۴) اہل کتاب کی عورت سے نکاح درست ہے۔ [11]

---

[1] مالابدمنہ، ص۶۶۔ [2] ہدایۃ: کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۱ص۲۲۹۔ درالمختار: کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۱ص۱۵۶۔ [3] درالمختار: کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۱ص۱۵۸۔ مالابدمنہ، کتاب الصوم، ص۹۱۔ [4] مالابدمنہ: کتاب الصوم، ص۹۱۔ [5] درالمختار: کتاب الصوم، باب الاعتکاف ج۱ص۵۹۴۔ مالابدمنہ: کتاب الصوم، ص۹۱۔ [6] فتاویٰ عالمگیری: کتاب الحج، باب ۱۷ زیارۃ قبر النبی ﷺ ج۲ص۱۲۱۔ [7] فتاویٰ عالمگیری: کتاب المناسک، باب ۱۷ زیارۃ النبیؐ، ج۲ص۱۲۱۔ [8] درمختار: کتاب النکاح، ج۲ص۶۔ [9] درالمختار: کتاب النکاح، ج۲ص۱۴۔ [10] ہدایہ جلد۲ص۳۵، شرح وقایہ ص۲۴۰، ۲۴۱۔ [11] درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج۲ص۲۲۔

(۴۷۵) نکاح حاملہ کا جس کا حمل زنا سے ہے صحیح ہے۔ ❶

(۴۷۶) زانیہ حاملہ سے زانی مرد نے نکاح کیا تو اس کو اس سے وطی کرنا حلال ہے۔[ابوحنیفہؒ وشافعیؒ] ❷

کتاب الطلاق

(۴۷۷) طلاق بدعی حرام ہے۔ وہ یہ کہ حیض میں طلاق دے۔ یا جس طہر میں وطی کی ہو اس میں طلاق دے یا یکبارگی تین طلاق دے۔ ❸

(۴۷۸) ایک طہر میں دو طلاق دینا بھی بدعت ہے۔ ❹

(۴۷۹) بعضوں کے نزدیک تین طلاق ایک جلسہ میں ایک طلاق ہوگی۔ ❺

(۴۸۰) اگر طلاق کسی شرط پر موقوف کرے تو شرط کے پیچھے ہی طلاق ہو جائے گی ❻

کتاب المفقود

(۴۸۱) زوجہ مفقود الخبر کو قاضی چار برس کے بعد تفریق کرادے۔[مالکؒ]۔ ❼

(۴۸۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ ❽

(۴۸۳) حضرت علی و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا بھی یہی فیصلہ ہے بلکہ اسی پر اجماع صحابہؓ ہے۔ ❾

کتاب الوقف

(۴۸۴) مسجد وہ ہے کہ جس میں کسی کو منع کرنے کا حق نہ ہو۔ ❿

❶ درالمختار: کتاب النکاح فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۲۴۔ ❷ درالمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۲ ص ۲۴۔ ❸ ھدایۃ: کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ ج ۲ ص ۳۵۵۔ ❹ ھدایۃ: کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ، ج ۱ ص ۳۵۵۔ ❺ شرح الوقایۃ: کتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۴۔ ❻ ہدایہ جلد ۲ ص ۲۲۳۔ ❼ درالمختار: کتاب المفقود، ج ۲، ص ۶۲۸۔ عین الھدایۃ: کتاب المفقود، ج ۲، ص ۷۳۶۔ ❽ ھدایۃ: کتاب المفقود، ج ۲ ص ۷۳۶۔ ❾ عین الھدایۃ: کتاب المفقود، ج ۲ ص ۷۳۶۔ ❿ عین الھدایۃ: کتاب الوقف، فصل فی وقف المسجد، ج ۲ ص ۷۷۶۔

(۴۸۵) اور جو منع کرنے کا حق حاصل ہو تو وہ مسجد نہیں۔ 1

کتاب الذبائح

(۴۸۶) جس جانور پر نام غیر اللہ کا پکارا گیا ہو۔ اگرچہ وقت ذبح کے بسم اللہ یا اللہ اکبر کہا ہو تو ذبیحہ حرام ہے۔ 2

(۴۸۷) سید احمد کبیر کی گائے اور شیخ سدو کا بکرا اور اجالا شاہ کا مرغا حرام و مردار ہے۔ 3

(۴۸۸) غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والا بعضوں کے نزدیک گنہگار ہے اور بعضوں کے نزدیک کافر ہے۔ 4

(۴۸۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ولی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ذبح کرنا حرام ہے۔ 5

(۴۹۰) ذبح کے بعد پیٹ سے بچہ مردہ نکلا تو حلال ہے۔ [صاحبینؒ] 6

(۴۹۱) کھٹیک سے گوشت لینا درست نہیں۔ بلکہ خریدنا حرام ہے۔ 7

کتاب الاضحیہ

(۴۹۲) قربانی ہر وسعت والے پر واجب ہے۔ 8

(۴۹۳) افضل دن قربانی کا عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ 9

(۴۹۴) قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا بہتر ہے۔ 10

(۴۹۵) خصی کی قربانی جائز ہے۔ بلکہ افضل ہے۔ 11

---

1 عین الہدایہ: کتاب الوقف، فصل فی وقف المسجد، ج۲ص ۶۷۷۔ 2 درالمختار: کتاب الذبائح، ج۲ص ۲۳۰۔

3 درمختار: جلد۴ص ۱۷۹، شرح وقایہ ص ۵۵۵۔ 4 درالمختار: کتاب الذبائح، ج۲ص ۲۳۰۔

5 شرح وقایہ: کتاب الذبائح ج۴ص ۴۵۔ 6 درمختار: کتاب الذبائح، ج۴، ص ۱۹۰۔

7 شرح وقایہ: ص ۵۶۱، بہشتی زیور حصہ:۳ص ۸۰۔ 8 درالمختار: کتاب الاضحیۃ، ج۴ص ۲۰۰۔

9 درالمختار: کتاب الاضحیۃ، ج۴ص ۲۰۱۔ 10 بہشتی زیور: حصہ ۳، مسئلہ نمبر ۹، ص ۴۸۔

11 درالمختار: کتاب الاضحیۃ، ج۴ص ۲۰۵

(۴۹۶) آنحضرت ﷺ نے خصی ابلق سیاہ رنگ کے مینڈھے کی قربانی کی ہے۔ ❶

(۴۹۷) اونٹ نحر کیا جائے اور دوسرے جانوروں کا ذبح کرنا مسنون ہے۔ اس کے خلاف مکروہ ہے۔ ❷

(۴۹۸) قربانی کے جانور کی جھول یا نکیل خیرات کر دے۔ ❸

(۴۹۹) میت کی طرف سے قربانی جائز ہے۔ ❹

(۵۰۰) اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے بنا بر مذہب قوی کے [بقید تسمیہ] ❺

(۵۰۱) عورت کا ذبیحہ درست ہے۔ ❻

(۵۰۲) نذر والی قربانی کا گوشت خیرات کر دے۔ ❼

(۵۰۳) ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے کو حرام جانتے تھے مرنے سے پہلے آپ نے رجوع کیا۔ ❽

باب عقیقہ کے متعلق

(۵۰۴) عقیقہ میں سر پر استرا اور ذبح کے ایک ساتھ ہونے کی رسم مہمل ہے۔ ❾

(۵۰۵) عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، سب کھائیں۔ ❿

کتاب الشھادۃ

(۵۰۶) جس فرض کا وقت معین ہے جیسے روزہ و نماز، جب اس میں بلا عذر تاخیر کرے گا عدالت ساقط ہو جائے گی۔ ⓫

(۵۰۷) تارک جمعہ کی گواہی قبول نہیں۔ ⓬

---

❶ درالمختار: کتاب الاضحیہ، ج ۲ ص ۲۳۴ حاشیہ ۱۷۔ ❷ درمختار: کتاب الذبائح، ج ۴، ص ۱۸۹۔ شرح وقایہ، کتاب الذبائح، ج ۴، ص ۳۵۔ ❸ درمختار: کتاب الاضحیہ، ج ۴، ص ۲۰۸۔ بہشتی زیور حصہ ۳، مسئلہ نمبر ۲۸، ص ۵۳۔ ❹ درالمختار: کتاب الاضحیہ، ج ۴، ص ۲۱۱۔ ❺ درمختار: کتاب الذبائح، ج ۴، ص ۱۸۵۔ ❻ درالمختار: کتاب الذبائح، ج ۴، ص ۱۸۵۔ ❼ درالمختار: کتاب الاضحیہ ج ۴ ص ۲۰۴۔ ❽ درالمختار: کتاب الذبائح ج ۴ ص ۱۹۱۔ ❾ بہشتی زیور: حصہ ۳ ص ۵۴۔ ❿ بہشتی زیور: حصہ ۳ ص ۵۵۔ ⓫ عالمگیری: کتاب الشہادت، باب ۴ فصل دوم لائق گواہی، ج ۵ ص ۲۷۳۔ ⓬ عالمگیری: کتاب الشہادت، باب ۴ فصل دوم لائق گواہی، ج ۵ ص ۲۷۳۔

(۵۰۸) زکوۃ نہ دینے والے کی شہادت قبول نہ کی جائے۔ [1]

(۵۰۹) بلا عذر زکوۃ کی تاخیر سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ [2]

(۵۱۰) یتیم کا مال کھانے والے کی گواہی ایک بار کھانے سے رد کردی جائے گی۔ [3]

[کیا تیجے چالیسویں میں جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں]

(۵۱۱) بدعتی کی گواہی اخبار اور دیانات میں قبول نہیں۔ [4]

(۵۱۲) جو بدعت کے پابند ہیں ان کی گواہی مقبول ہے بشرطیکہ اس کی بدعت کفر نہ ہو اور وہ شخص بے باک نہ ہو اور اپنے لین دین میں عادل ہو۔ [5]

(۵۱۳) گانے والی عورت کی گواہی قبول نہیں۔ [6]

(۵۱۴) طنبور بجانے والے کی گواہی قبول نہیں۔ [7]

(۵۱۵) راگ سننے والے کی گواہی قبول نہیں۔ [8]

(۵۱۶) شاعر اگر ہجو کیا کرتا ہے تو اس کی گواہی مقبول نہیں۔ [9]

(۵۱۷) مسخرہ اور ناچنے والا اور جانور کو گالی دینے والے کی گواہی قبول نہیں۔ [10]

(۵۱۸) جو شخص جھوٹ بولنے میں مشہور ہو اس کی گواہی مقبول نہیں۔ [11]

(۵۱۹) اجرت پر نوحہ کرنے والے کی گواہی قبول نہیں۔ [12]

(۵۲۰) ریشمی کپڑا پہنے والے کی گواہی قبول نہیں۔ [13]

---

[1] درالمختار: کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۳ ص ۳۲۸۔ [2] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴، فصل دوم لائق گواہی، ج ۵ ص ۲۷۳۔ [3] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم لائق گواہی، ج ۵ ص ۲۷۲۔ [4] قدوری، ص ۲۵۰۔ [5] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم، ج ۵ ص ۲۷۶۔ [6] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم، ج ۵ ص ۲۷۴۔ [7] درالمختار [عربی] کتاب الشہادات، باب القبول وعدہ، ج ۴ ص ۹۵۔ [8] درالمختار: کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۳ ص ۳۳۱۔ [9] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم، ج ۱ ص ۲۷۵۔ [10] درالمختار [عربی] کتاب الشہادات، باب قبول الشہادۃ، ج ۴ ص ۹۵۔ [11] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۵ فصل ۲، ج ۵ ص ۲۷۴۔ [12] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم، ج ۵ ص ۲۷۴۔ [13] درالمختار: کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۳ ص ۳۲۸۔

(۵۲۱) جو شخص تصویروں کے کپڑے فروخت کرتا ہے۔ یا بُنتا ہے اس کی گواہی نامقبول ہے۔ [1]

(۵۲۲) نشہ باز کی گواہی قبول نہیں۔ [2]

(۵۲۳) جو شرابیوں اور بدکاروں کی مجلس میں بیٹھتا ہو اگرچہ خود بری ہو تو بھی گواہی قبول نہیں۔ [3]

(۵۲۴) چوسر کھیلنے والے کی گواہی قبول نہیں۔ [4]

(۵۲۵) رنڈی باز اور لونڈے باز کی گواہی قبول نہیں۔ [5]

(۵۲۶) کبوتر باز و مرغ باز کی گواہی قبول نہیں۔ [6]

(۵۲۷) شطرنج کھیلنے والے کی گواہی قبول نہیں۔ [7]

(۵۲۸) شطرنج سے غافل ہو کر نماز ترک کرے تو گواہی قبول نہیں۔ [8]

(۵۲۹) جو سرِ راہ شطرنج کھیلتا ہے اس کی گواہی مقبول نہیں۔ [9]

(۵۳۰) شعبدے باز کی گواہی قبول نہیں۔ [10]

(۵۳۱) سود خور کی گواہی قبول نہیں۔ [11]

(۵۳۲) جس شخص نے ختنہ کرانے کو حقیر جان کر نہ کرایا تو اس کی گواہی مقبول نہیں [12]

(۵۳۳) عامل اگر عادل نہ ہوں لوگوں سے ناحق لیتے ہوں انکی گواہی نامقبول ہے [13]

---

[1] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم لائق گواہی، ج ۵ ص ۲۷۶۔ [2] درالمختار [عربی] کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۲ ص ۹۶۔ [3] درالمختار [عربی] کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۲ ص ۹۶۔ [4] درالمختار [عربی] کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۲ ص ۹۶۔ [5] عین الہدایہ: کتاب الشہادات، باب من یقبل شہادتہ ومن لا یقبل، ج ۳ ص ۲۰۶۔ [6] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل ۲، ج ۵ ص ۲۷۴۔ [7] درالمختار [عربی] کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۲ ص ۹۶۔ [8] درالمختار [عربی] کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۲ ص ۹۶۔ [9] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل ۲ لائق گواہی، ج ۵ ص ۲۷۴۔ [10] عالمگیری: کتاب الشہادات باب ۴ فصل دوم لائق گواہی، ج ۵ ص ۲۷۴۔

[11] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم ج ۵ ص ۲۷۲۔ [12] عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم لائق گواہی، ج ۵ ص ۲۷۶۔ [13] عالمگیری: کتاب الشہادات باب ۴ فصل دوم، ج ۵ ص ۲۷۶۔

(۵۳۴) بخیل کی گواہی نامقبول ہے۔ ❶

(۵۳۵) گزاف (یعنی بکواسی) بکنے والے کی گواہی بلا خلاف نامقبول ہے۔ ❷

(۵۳۶) جو سلف کی بدگوئی کرے اس کی گواہی قبول نہیں۔ ❸

(۵۳۷) جو صحابہ کی بدگوئی کرے اس کی گواہی قبول نہیں۔ ❹

(۵۳۸) جو شخص حرام کھانے میں مشہور ہو اس کی گواہی مقبول نہیں۔ ❺

(۵۳۹) فاسق جو لوگوں کی نظر میں وجیہ ذی مروت ہو اصح یہ ہے کہ اس کی گواہی مقبول نہیں۔ ❻

(۵۴۰) جو اعلان کے ساتھ کبیرہ گناہ کرے اس کی گواہی قبول نہیں۔ ❼

کتاب العلم

(۵۴۱) علم سے دنیا کمانا منع ہے۔ ❽

(۵۴۲) حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو یہودی زبان سیکھنے کا حکم کیا تھا۔ ❾

باب: علماء کے متعلق

(۵۴۳) علماء کو امیروں کے پاس دنیا حاصل کرنے کو نہ جانا چاہئے۔ ❿

(۵۴۴) قرآن حدیث وفقہ علم دین ہیں جو اس کو حاصل کر چکا ہو وہی عالم ہے خواہ عربی جانتا ہو یا نہ ہو۔ ⓫

---

❶ عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم، ج ۵ ص ۲۷۶۔ ❷ عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم، ج ۵ ص ۲۷۶۔ ❸ درالمختار [عربی] کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۲ ص ۹۶۔

❹ درالمختار [عربی] کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۲ ص ۹۶۔ ❺ عالمگیری: کتاب الشہادات باب ۴ فصل دوم لائق گواہی، ج ۵ ص ۲۷۲۔ ❻ عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم، ج ۵ ص ۲۷۲۔

❼ عالمگیری: کتاب الشہادات، باب ۴ فصل دوم، ج ۵ ص ۲۷۲۔ ❽ درالمختار: مقدمۃ الکتاب اسباب حصول علم ج ۱ ص ۲۳۔ ❾ عالمگیری، جلد ۱ ص ۱۳۲۔ ❿ درالمختار: مقدمۃ الکتاب، اسباب حصول علم، ج ۱ ص ۲۳۔

⓫ مقدمۃ عالمگیری: الوصل علم دین کے بیان میں، ج ۱ ص ۳۔

(۵۴۵) علم سے کشاف کے نحوی بلاغت اور تلویح کے مقدمات اربعہ اور ہدایہ کے مسائل مراد نہیں۔ [1]

(۵۴۶) جو خالی منطق فلسفہ جانے وہ عالم نہ ہوگا۔ [2]

(۵۴۷) مولوی محمد اسمٰعیل شہید دہلوی نے ایسے زمانہ میں جبکہ جہالت عالمگیر ہو رہی تھی رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کیا اور احیاء سنت میں لومۃ لائم کا بالکل خیال نہ کیا۔ آپ کا زہد مشہور ہے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کے ایک کامل ماہر تھے۔ [3]

باب: فقیہ کے متعلق

(۵۴۸) فقاہت سمجھ کو کہتے ہیں۔ [4]

(۵۴۹) فقیہ ہونے کے لئے قرآن و حدیث کے احکام جاننا کافی ہے خواہ وہ عربی میں جانے یا اردو میں۔ [5]

(۵۵۰) جو تین مسائل جانتا ہو وہ فقیہ ہے۔ [6]

باب: مجتہد کے متعلق

(۵۵۱) مجتہد کی تعریف یہ ہے کہ دس سوالوں میں آٹھ کا جواب دے۔ [7]

(۵۵۲) مجتہد وہ ہے کہ جو ناسخ اور منسوخ اور محکم اور ماؤل جانتا ہو۔ [8]

(۵۵۳) قرآن میں سے فقط آیات احکام جاننا مجتہد کے لئے شرط ہے۔ [9]

(۵۵۴) مجتہد کے یہ شرائط معتبر ہیں کہ زبان عربی و بلاغت ضروری و لغت سے واقف ہو۔ اور موارد استعمال جانتا ہو۔ [10]

---

[1] مقدمۃ عالمگیری: الوصل علم دین کے بیان میں، ج۱ص۴۔ [2] مقدمۃ عالمگیری: الوصل علم دین کے بیان میں، ج۱ص۷۔ [3] شرح وقایہ، ص۱۰۲۔ [4] مقدمۃ عالمگیری: الوصل علم دین کے بیان میں ج۱ ص۷۔ [5] مقدمۃ عالمگیری: الوصل علم دین کے بیان میں، ج۱ص۶۔۷۔ [6] درالمختار: مقدمۃ الکتاب تحصیل علم کے احکام ج۱ص۲۵۔ [7] مقدمۃ درالمختار، طریق تدوین فقہ حنفی، ج۱ص۴۰۔ [8] مقدمۃ درالمختار: طریق تدوین فقہ حنفی، ج۱ص۴۰۔ [9] عالمگیری، جلد او جلد۳ص ۲۰۸۔ [10] مقدمۃ عین الہدایۃ: ملحقات عقائد، ج۱ص۴۴۔

(۵۵۵) جس کی رائے میں صواب زیادہ ہو خطا سے اس کو اجتہاد حلال ہے۔ [1]

(۵۵۶) اجتہاد کے لئے بڑی عمر کا آدمی معتبر نہیں۔ [2]

(۵۵۷) مجتہد مطلق ہر زمانہ میں ہو سکتا ہے۔ کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہیں۔ [3]

(۵۵۸) ختم اجتہاد کا دعویٰ رجم بالغیب اور معصیت ہے۔ [4]

(۵۵۹) اجتہاد کی تعریف یہ ہے کہ مقصود حاصل کرنے کے لئے کوشش کی جائے۔ [5]

باب: قاضی کے متعلق

(۵۶۰) قاضی صاحبِ حدیث ہو یا فقیہ جس کو حدیث کی معرفت حاصل ہو تا کہ وہ منصوص علیہ حکم میں قیاس کرنے میں مشغول نہ ہو کیونکہ جس مسئلہ میں نص موجود ہے تو قیاس متروک ہے۔ [6]

(۵۶۱) ادب قاضی کا یہ ہے عدل کو پھیلانا اور ظلم کو دور کرنا اور حق سے تجاوز نہ کرنا اور حدود شرع کی حفاظت کرنا اور سنت طریقہ پر چلنا اختیار کرے۔ [7]

(۵۶۲) قاضی کتاب اللہ کے موافق عمل کرے اور اگر اس میں نہ پائے تو حدیث کے موافق عمل کرے اور اگر اس میں بھی نہ پائے تو اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے موافق عمل کرے۔ [8]

(۵۶۳) نص قرآنی کے خلاف جو مسئلہ ہو تو قاضی اس کو باطل کر دے۔ [9]

(۵۶۴) نص حدیث کے خلاف جو مسئلہ ہو تو قاضی اس کو باطل کر دے۔ [10]

(۵۶۵) (قاضی کو دلائل) سے کچھ بھی روایت نہ ہو پس اگر خود اہل اجتہاد سے ہے تو مشابہ احکام پر اجتہاد کر کے حکم دے۔ [11]

---

[1] عالمگیری: کتاب ادب القاضی، باب الاول اقسام وشرائط، جلد ۵ ص ۱۰۹۔ درالمختار: کتاب القضاء ج ۳ ص ۲۲۵۔ [2] عالمگیری: کتاب ادب القاضی باب الاول اقسام وشرائط ج ۵ ص ۱۱۰۔ [3] مقدمۃ درالمختار: طریق تدوین فقہ حنفی، ج ۱ ص ۴۲۔ [4] مقدمۃ عین الہدایۃ: کیفیت الاجتہاد، ج ۱ ص ۹۴۔ [5] مقدمۃ عالمگیری: الوصل فقہ کے بیان میں، ج ۱ ص ۳۰۔ [6] عین الہدایۃ: کتاب ادب القاضی، ج ۳ ص ۳۲۸۔ [7] عین الہدایۃ: کتاب ادب القاضی، ج ۳ ص ۳۳۵۔ [8] عالمگیری: کتاب ادب القاضی، باب ۳ دلائل پر عمل کرنا، ج ۵ ص ۱۱۲۔ [9]، [10] درالمختار: کتاب القضاء ج ۳ ص ۲۳۲۔ [11] عالمگیری: ادب القاضی باب ۳ دلائل پر عمل کرنا، ج ۵ ص ۱۱۳۔

کتاب الکراھۃ والاباحۃ

(۵۶۶) علم راگ حرام ہے۔ 1

(۵۶۷) نئے کا راگ، باجوں اور بانسری کی آواز سننا حرام ہے۔ 2

(۵۶۸) پہلا گانے والا شیطان ہے۔ 3

(۵۶۹) گانا نفاق اگاتا ہے۔ 4

(۵۷۰) گانا حرام ہے اور سننا معصیت، اسی طرح قوالی۔ 5 [مراقبہ کی ضرورت ہے]

(۵۷۱) گانا قوالی ورقص جو ہمارے زمانہ کے صوفی لوگ کرتے ہیں حرام ہے۔ 6

(۵۷۲) اس زمانے میں عورتوں کا ڈھول بجانا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ 7

(۵۷۳) دعوت ولیمہ میں ناچ گانا اگر دستر خوان کے پاس ہو تو ہر ایک کو واپس آنا چاہیے۔ 8

(۵۷۴) اگر جانے سے پہلے ناچ گانے کا علم ہو جائے تو وہاں نہ جائے۔ 9

(۵۷۵) مولود میں راگنی سے اشعار سننا اور پڑھنا حرام ہے۔ 10 [مولود کے شیدائی غور کریں]

(۵۷۶) لحن وگٹکری کے ساتھ قرآن سننا معصیت ہے اور پڑھنے و سننے والا دونوں گنہگار ہیں۔ 11

(۵۷۷) قرآن سے فال نکالنا حرام ہے۔ 12

---

1 درالمختار: مقدمۃ الکتاب تحصیل علم کے احکام، ج ۱ ص ۲۵۔ 2 درالمختار: کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۴ ص ۲۲۲۔ 3 درالمختار: کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۴ ص ۲۲۲۔ 4 درالمختار: کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۴ ص ۲۲۲۔ 5 عالمگیری: کتاب الکراھیۃ، باب ۱۷ فی الغنا واللھو، ج ۹ ص ۸۳۔ 6 عالمگیری: کتاب الکراھیۃ، باب ۱۷ فی الغنا واللھو، ج ۹ ص ۸۴۔ 7 عالمگیری: کتاب الکراھیۃ باب ۱۷ فی الغنا واللھو، ج ۹ ص ۸۴۔ عین الھدایہ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الغنا واللھو، ج ۴ ص ۳۱۷۔ 8 درالمختار: کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۴ ص ۲۲۱۔ عین الھدایہ: کتاب الکراھیۃ، ج ۴ ص ۲۴۵۔ 9 ھدایہ: کتاب الکراھیۃ، فصل فی الاکل والشرب ج ۴ ص ۲۴۵۔ 10 عین الھدایہ، کتاب الکراھیۃ، ج ۴ ص ۲۴۷۔ 11 عین الھدایہ: کتاب الکراھیۃ، ج ۴ ص ۲۴۶۔ 12 مقدمۃ عین الھدایہ: ملحقات عقائد، ج ۱ ص ۵۷۔

(۵۷۸) نقش اور طلسم حرام ہیں۔ [1]

(۵۷۹) تعویذ بیچنا حلال نہیں۔ [2]

(۵۸۰) تعویذ قرآن یا حدیث یا عربی زبان میں ہو اور اس کو متاثر حقیقی نہ جانا جائے تو جائز ہے اور جس کے معنی معلوم نہ ہوں تو جائز نہیں۔ فرشتہ یا ولی یا مخلوقات عرش کے نام ہوں تو ترک کرنا بہتر ہے۔ [3]

(۵۸۱) قرآن گر جائے تو اس کے برابر اناج تولنا کوئی شرع کا حکم نہیں ہے۔ [4]

(۵۸۲) قرآن اونچی جگہ پر ہو تو اس طرف پاؤں پھیلانا مکروہ نہیں۔ [5]

(۵۸۳) مصحف (قرآن) بوسیدہ ہو جائے تو دفن کیا جائے۔ [6]

(۵۸۴) قرآن اگر دور رکھا ہو تو اس طرف پاؤں پھیلانا مکروہ نہیں۔ [7]

(۵۸۵) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دعائے استعاذہ اپنی اولاد کو سکھاتے اور صغیر کے گلے میں لکھ کر ڈال دیتے تھے۔ [8]

(۵۸۶) ایک روز میں قرآن ختم کرنا مکروہ ہے اور قرآن کی تعظیم کے واسطے تین روز سے کم میں ختم نہ کرے۔ [9]

(۵۸۷) تین دن سے کم پڑھنا مکروہ ہے۔ [10]

(۵۸۸) ادیب کا شعر پڑھنا جس میں ذکر فسق وشراب وامرد کا ہے مکروہ ہے۔ [11]

(۵۸۹) حکمت یونان (فلسفہ) رمل نجوم، شعبدہ کہانت سیکھنا حرام ہے۔ [12]

---

[1] درالمختار: مقدمۃ تحصیل علم کے احکام، ج۱ص۲۵۔ [2] عین الہدایہ: کتاب الکراھیۃ، فصل فی بیان الکسب، ج۴ص۳۱۳۔ [3] درالمختار: کتاب الطہارۃ، تعویذ کون سا درست ہے، ج۱ص۱۰۳۔ [4] بہشتی زیور: حصہ۱۰ص۷۹۔ [5] درمختار جلد۱ص۳۰۶۔ [6] درالمختار: کتاب الطہارۃ ص۱۰۲ وکتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع ج۴ ص۲۷۳۔ [7] درمختار جلد۱ص۳۰۶۔ [8] عین الہدایہ: کتاب الکراھیۃ، فصل بیان دواء و علاج ج۴ص۳۲۳۔ [9] عین الہدایہ: کتاب الکراھیۃ، باب مسائل المتفرقہ، ج۴، ص۳۴۹۔ [10] عین الہدایہ: کتاب الکراھیہ، باب مسائل متفرقۃ ج۴ص۳۴۹۔ [11] عالمگیری: کتاب الکراھیہ، باب ۱۷ اغنا ولہو ج۹ص۸۳۔
[12] مقدمۃ درالمختار: تحصیل علم کے احکام، ج۱ص۲۴۔

(۵۹۰) منطق سیکھنا حرام ہے۔ [مگر مخالفین کے جواب کے لئے] [1]

(۵۹۱) کیمیا حرام ہے۔ [2]

(۵۹۲) ریشمی کپڑا اور زیور بچے کو پہنانا حرام ہے۔ [3]

(۵۹۳) نوحہ کرنا اور پیٹنا اور کپڑے پھاڑنا حرام ہے۔ [4]

(۵۹۴) سلام کے وقت جھکنا مکروہ ہے اس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ [5]

(۵۹۵) سلطان وغیرہ کے سامنے جھکنا مکروہ ہے کہ یہ مجوس کے ساتھ مشابہت ہے۔ [6]

(۵۹۶) مصافحہ داہنے ہاتھ سے کرنے پر اتفاق ہے۔ [7]

(۵۹۷) مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا اکثر روایات صحاح سے ثابت ہے۔ [8]

(۵۹۸) بیعت میں عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں۔ [9]

(۵۹۹) دوست سے ملاقات کے وقت اپنا ہاتھ چومنا جیسا یہاں لوگ کیا کرتے ہیں۔ بالاجماع مکروہ ہے۔ [10]

(۶۰۰) انگلیوں اور رکابی کا چاٹنا سنت ہے۔ [11]

(۶۰۱) سر برہنہ کھانے میں مضائقہ نہیں۔ [12]

(۶۰۲) شطرنج حرام ہے اور گنجفہ اور چوسر بالاجماع حرام ہے۔ [13]

(۶۰۳) کبوتر بازی اور مرغ بازی حرام ہے۔ [14]

(۶۰۴) کشتی کرنا بقصد حصول قوت اور جہاد جائز ہے اور بقصد بازی مکروہ۔ [15]

---

[1] مقدمۃ درالمختار: تحصیل علم کے احکام ج ۱ ص ۲۵۔ [2] مقدمۃ درالمختار: تحصیل علم کے احکام، ج ۱ ص ۲۵۔
[3] مالابدمنہ: کتاب التقوی، ص ۹۹۔ [4] مالابدمنہ: کتاب الجنائز، ص ۷۰۔ [5] عین الھدایۃ: کتاب الکراھیۃ، ج ۴ ص ۳۲۰۔ [6] عین الھدایۃ: کتاب الکراھیۃ، ج ۴ ص ۳۲۰۔ [7] عین الھدایہ: کتاب الکراھیہ ج ۴ ص ۳۲۰۔
[8] عین الھدایۃ: کتاب الکراھیۃ، ج ۴ ص ۳۲۰۔ [9] عین الھدایہ: کتاب الکراھیہ فصل فی الوطی ج ۴ ص ۲۶۷۔
[10] عالمگیری، جلد ۴ ص ۳۴۵۔ [11] درالمختار: کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۴ ص ۲۱۶۔
[12] درالمختار: کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۴ ص ۲۱۶۔ [13] عین الھدایۃ: کتاب الکراھیۃ، بیان شطرنج، ج ۴ ص ۳۱۸۔
[14] مالابدمنہ: کتاب التقوی، ص ۱۱۶۔ [15] عین الھدایۃ: کتاب الکراھیۃ، فصل فی الھو وغیرہ من المعاصی، ج ۴ ص ۳۱۸۔

(۶۰۵) ننگے ہو کر نہانا اگر پردہ ہو خواہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر غسل خانہ کی چھت پھٹی ہو یا نہیں جائز ہے۔ [1]

(۶۰۶) خشک مٹی رگڑ ڈالنے سے پاک ہے۔ [2]

(۶۰۷) طاعون و ہیضہ وغیرہ میں اذان دینا بے وقوفی ہے۔ [3]

(۶۰۸) فجر کی اذان آدھی رات سے دینی درست ہے۔ [4]

(۶۰۹) اذان اور اقامت پر اور تعلیم فقہ اور دیگر عبادات پر مزدوری لینا جائز نہیں۔[ابوحنیفہ] [5]

(۶۱۰) چغل خور کی امامت مکروہ ہے۔ [6]

(۶۱۱) اصل ہر شے میں اباحت ہے۔ [7]

(۶۱۲) تمباکو کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔لیکن ترک اولیٰ ہے۔ [8]

(۶۱۳) بلی کا جھوٹا مکروہ نہیں۔[ابو یوسف] [9]

(۶۱۴) جوان مرد اپنی بیوی کا دودھ پی لے تو بیوی حرام نہیں ہوتی۔ [10]

(۶۱۵) خوجہ سے عورت کو پردہ کرنا چاہیئے۔ [11]

(۶۱۶) چھینکنے والا جب ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ کہے تو سننے والا ﴿یَرْحَمُكَ اللّٰهُ﴾ کہے اگرچہ دس دفعہ ہو۔ [12]

(۶۱۷) فطرت کی دس چیزوں میں سے داڑھی بڑھانا مونچھیں کترانا ہے۔[ہدایہ جلد۱ص۱۰]

(۶۱۸) مونچھوں کا کترانا سنت ہے۔ [13]

---

[1] بہشتی زیور: حصہ ا فی بیان الغسل ص ۷۱۔ [2] بہشتی زیور، حصہ ۲ ص ۱۷۔ [3] ہدایہ جلد ۴ ص ۳۴۲۔ [4] شرح وقایہ، ص ۸۶ 'قدوری ص ۲۰۔ [5] مالابدمنہ: کتاب التقوی، ص ۱۱۶۔ [6] شرح وقایہ: کتاب الصلوٰۃ فصل فی الجماعۃ، ج ا ص ۱۰۱۔ [7] درالمختار: کتاب الطہارت ج ا ص ۶۰۔ [8] عالمگیری، جلد ا ص ۱۱۸ ہدایہ، جلد ا ص ۸۹۷۔ [9] عین الہدایۃ: کتاب الطہارات، فصل فی الآسار، ج ا ص ۱۵۸۔ [10] بہشتی زیور، حصہ ۴ باب ۹ دودھ پینے کا بیان، مسئلہ نمبر ۱۳، ص ۲۸۸۔ [11] درمختار، جلد ۴ ص ۲۱۲۔ [12] درمختار: جلد ا ص ۳۵۷۔ [13] درالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۴ ص ۲۶۱۔

(۶۱۹) داڑھی منڈانا اور کتروانا حرام ہے۔ کفار اور مجوس کی رسم ہے۔ اور عورتوں سے تشبیہ ہے۔ [1]

(۶۲۰) داڑھی ایک مشت سے کم کتروانی حرام ہے۔ اور بڑھانی سنت ہے۔ [2]

(۶۲۱) کسی نے عمداً یا خطاء داڑھی مونڈی۔ اگر پوری مونڈی ہو تو پوری دیت اور آدھی مونڈی تو آدھی دیت لی جائے۔ [ضروری لیجائے تا کہ نائیوں کو عبرت ہو] [3]

(۶۲۲) سر کچھ منڈانا اور کچھ چھوڑنا مکروہ ہے۔ [4]

(۶۲۳) لنگوری بال جو پیشانی پر بڑھائے جاتے ہیں جائز نہیں۔ [5]

(۶۲۴) اِزار آدمی پنڈلی تک پہنے۔ ٹخنوں تک جائز ہے ٹخنوں سے نیچے حرام ہے۔ [6]

(۶۲۵) دعا بحق ولی و نبی علیہ السلام مانگنا مکروہ ہے۔ اس واسطے کہ مخلوق کا کچھ حق اللہ پر نہیں ہے۔ [7]

(۶۲۶) شرعی احکام کا مدار خواب پر نہیں ہو سکتا۔ [8]

(۶۲۷) شرط یکطرفہ درست ہے۔ [9]

(۶۲۸) مردہ بدعتی کی برائی کرنا درست ہے۔ تا کہ اور لوگ بدعت سے باز رہیں۔ [10]

(۶۲۹) علانیہ گناہ کرنے والے اور بدعقیدہ کی غیبت جائز ہے۔ [11]

(۶۳۰) رات کے وقت درخت سوتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ [12]

(۶۳۱) جو بھنگ کو حلال جانے وہ ملحد اور بدعتی ہے۔ اس کا قتل مباح ہے۔ [13]

---

[1] در المختار: کتاب الحظر والاباحۃ ج۴ ص۲۶۲۔ [2] مالا بدمنہ: کتاب التقوی، ص۱۱۷۔ [3] در المختار: کتاب الدیات، ج۴ ص۳۹۰۔ [4] عین الہدایۃ: کتاب الکراھیۃ، فصل فی الاختتان، ج۴ ص۳۲۵۔ [5] بہشتی گوہر، ص۱۴۲۔ [6] مالا بد ص۲۷۔ [7] شرح الوقایۃ: کتاب الکراھیۃ فصل فی البیع، ج۴ ص۶۳۔ [8] درمختار: جلد۱ ص۴۲۴۔ [9] درمختار، جلد۴ ص۲۶۴، شرح وقایہ، ص۵۷۰، کنز ص۴۴۹۔ [10] درمختار جلد۱ ص۴۲۲۔ [11] در المختار: کتاب الحظر والاباحۃ ج۴ ص۲۶۳۔ [12] بہشتی زیور: حصہ۱۰ ص۸۹۔ [13] درمختار، جلد۴ ص۳۶۸۔

(۶۳۲) جس نے مولود پڑھوانے یا مزار پر چادر چڑھوانے یا عبدالحق کا توشہ یا سید کبیر کی گائے یا مسجد میں گلگلے چڑھانے یا اللہ میاں کے طاق بھرنے یا بڑے پیر کی گیارھویں یا مولا مشکل کشا کا روزہ یا آس بی بی کا کونڈا کرنے کی منت مانی ہو تو اس کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سب واہیات خرافات ہیں اور روزہ ماننا تو شرک ہے۔ [1]

(۶۳۳) مولود مروجہ بدعت ہے۔ [2]

(۶۳۴) بسم اللہ کی رسم بے اصل اور لغو ہے۔ [3]

(۶۳۵) شب برأت کا حلوہ اور دیگر رسومات اور رسومات محرم سب بدعت ہیں۔ [4]

(۶۳۶) غیر اللہ کی قسم کھانا قسم نہیں بلکہ شرک ہے۔ [5]

(۶۳۷) غیر اللہ کی منت ماننا شرک ہے اور اس چیز کا کھانا حرام ہے۔ [6]

نتیجہ وخاتمہ

الحمد للہ کہ آغاز رسالہ ہذا میں جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا ہو گیا۔ اور اب یہ بضاعت مزجات ناظرین کے پیش نظر ہے۔ نیز اس کا فیصلہ خود ان کے انصاف پر موقوف اور منحصر ہے۔ ہاں یہ عرض کر دینا بیجا نہ ہو گا کہ اس کو بغور ملاحظہ فرمائیں گے تو انشاء اللہ اس نتیجہ پر ضرور پہنچیں گے کہ

① محض رسم ورواج آبائی کا پابند رہنا' پھر بمقابلہ حق اس پر اصرار وضد رکھنا۔ مزید براں جو کوئی راہ سنت اختیار کرے یا اس کی طرف رہنمائی کرے اس سے تکرار اور بدسلوکی کرنا شیوہ جاہلیت کا ہے۔

---

[1] بہشتی زیور، حصہ ۳ باب ۲۳، منت ماننے کا بیان، ص ۲۴۱۔ [2] بہشتی زیور حصہ ۶ مولد شریف کا بیان، ص ۴۴۸۔
[3] بہشتی زیور، حصہ ۶ مکتب یعنی بسم اللہ کے رسموں کا بیان، ص ۴۱۶۔
[4] بہشتی زیور، حصہ ۶ ص ۹۹۔ [5] بہشتی زیور، حصہ ۳ باب ۲۴ قسم کھانے کا بیان، ص ۲۴۳۔
[6] بہشتی زیور، حصہ ۳ باب ۲۳، منت ماننے کا بیان، ص ۲۴۲۔

② تقلید (بغیر تحقیق پیروی کرنا) کسی فرد امت کی خواہ امام ہو یا اور کوئی جائز نہیں اور جو امر جائز یا لازمی بلکہ فرض ہے وہ اتباع اور صرف اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

③ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خود صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی امتی کی (خواہ وہ خلیفہ وقت ہی تھا) تقلید نہیں کی نہ وہ صدیقی اور فاروقی وغیرہ نام سے مشہور ہوئے بلکہ امور خلاف سنت میں ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابہ سے برابر معارضہ رکھتے تھے اور یہ امر ان میں قابل ملامت نہیں بلکہ سزا اور تحسین خیال کیا جاتا تھا اور اس طرح سب نے اتباعِ سنت نبوی ہی کو صرف اپنا ایک مضبوط شعار بنا رکھا تھا۔

④ تقلید مروجہ کا وجود خیر القرون میں نہیں تھا۔ بلکہ یہ شر القرون میں بزور حکومت جاری ہوئی ہے۔ چنانچہ اسی طرح چوتھی صدی میں اس کا آغاز ہوا۔ پھر ساتویں صدی میں بادشاہِ وقت کے حکم سے مذاہب اربعہ کے چار قاضی جدا جدا مقرر ہوئے۔ بعد ازاں یہی مذاہب مختلف ممالک میں علیحدہ علیحدہ سلطنتوں کے قانونی مذاہب قرار پائے اس کے بعد نویں صدی میں ان ہی مذاہب کے چار مصلے منجانب سلطنت خانہ کعبہ میں قائم ہو گئے۔

⑤ خود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم جن کی تقلید ان کے بعد اختیار کی گئی ہے اپنی تقلید سے منع اور صرف اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت بلیغ فرما کر بری ہو چکے۔

⑥ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بیشک ایک مسلم اور محتاط ذکی الفہم عابد زاہد متقی بزرگ تھے لیکن علم حدیث میں کہ جس پر بیشتر مدار دین کا ہے۔ ائمہ ثلاثہ یا دیگر خواص علماء امت سے کمتر پایہ رکھتے اور آپ زیادہ تر اقوال شیوخ خود سے مسائل استنباط کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے امام اہل الرائے کے مشہور ہوئے نہ اہل حدیث کے۔

⑦ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ علم تسلیم بھی کر لیا جائے تو آج کیا بلکہ پہلے سے دنیا میں ان کی کوئی تصنیف کا پتہ نہیں چلتا جیسا کہ علامہ محقق مولانا شبلی مرحوم حنفی اپنی کتاب

سیرۃ النعمان میں صاف اقرار کرتے ہیں کہ سچ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا ایک صفحہ بھی دنیا میں نہیں۔

⑧ موجودہ ذخائر فقہ حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلیۃً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی تعلق نہیں جس کی وجہ نقلی یہ کہ اس کی سند امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک نہیں پہنچتی۔ اور وجہ عقلی یہ کے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے محتاط اور متقی بزرگ کی شان سے بعید ہے کہ ایسے بے وجود اور ناگفتنی مسائل بیان کریں جو مشتے نمونہ از خروارے رسالہ ہذا کے حصہ اول میں درج ہیں اور امام صاحب کی طرف اس کی نسبت کرنا بڑی زبردستی اور جرأت عظیمہ ہے۔

⑨ اس فقہ کے مصنفین بعض عقیدۃً معتزلی، شیعی اور مرجیہ وغیرہ فرقوں میں سے تھے یہی وجہ ہے کہ اس میں بے ثبوت اور دوراز کار مکروہ باتیں بھری پڑی ہیں اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس کی نسبت کو صرف ایک ذریعہ قبول عام کیا گیا ہے اور کچھ نہیں۔

⑩ تقلید (بے دلیل کسی کی پیروی کرنا) انسان کو خواہ وہ علم رکھتا ہو تحقیق سے باز رکھتی ہے اسی وجہ سے وہ جائز اور ناجائز حلال یا حرام میں کبھی تمیز دار نہیں ہوتا اور بالکل لکیر کا فقیر بن جاتا ہے پھر لاکھ کوئی سمجھائے اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ بلکہ سیدھی سے سیدھی اور بدیہی بات کا انکار کر دیتا ہے جیسا کہ حال ابنائے زماں کا شاہد ہے کہ اس بے ثبوت فقہ پر اڑے ہوئے ہیں اور سخت سے سخت معاصی یا بدعات میں مبتلا ہیں۔ مگر ﴿كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ﴾ [۳۰/الروم:۳۲] ''ہر فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہو رہے ہیں۔'' کسی کی نہیں سنتے اور اپنی کورانہ مختار باتوں کے مقابل قرآن وحدیث کے صاف ستھرے احکام کی تردید کھلے بندوں کر بیٹھتے ہیں۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ

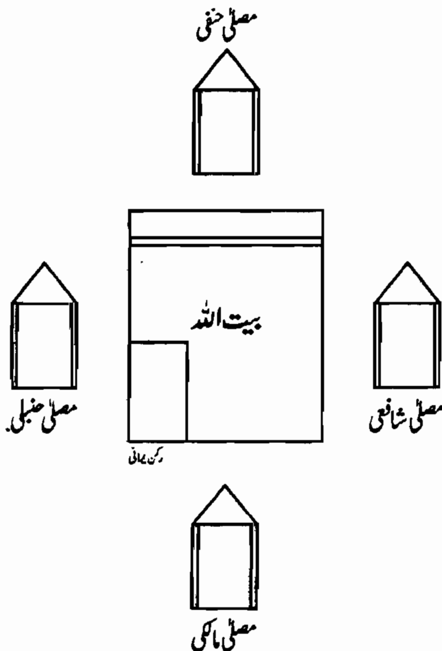
⑪ فقہ کے جو مسائل درست ہیں جیسے کہ حصہ دوم رسالہ ہذا میں درج ہیں ان کی بھی سند امام صاحب تک گو نہیں پہنچتی۔ لیکن چونکہ کتاب وسنت کے مطابق ہیں۔ اور دیگر تصانیف ائمہ کرام سے امام عالی مقام رحمۃ اللہ علیہ کا متبع سنت ہونا ثابت ہے۔ بلکہ خود امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال ((إِذَا ثَبَتَ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي)) ''جو حدیث سے

ثابت ہے پس وہی میرا مذہب ہے'' اور ((اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ)) ''جو صحیح حدیث ملے پس وہی میرا مذہب ہے'' اور ((اُتْرُکُوْا قَوْلِیْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ ﷺ)) ''میرے قول کو چھوڑ دو حدیث کے آگے'' بجائے خود اس بات کے قوی شاہد ہیں۔ اس لئے یہ مسائل قابل قبول اور لائق تسلیم ہیں۔

⑫ جو مسائل خاص اہلحدیث کے خیال کئے جاتے ہیں اور جن کی وجہ سے ان غربائے اسلام پر ہر طرح اور ہر جانب سے خفگی کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ اور بہر صورت نقصان رسانی سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ وہ مسائل بالکل قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔ اور فقہ حنفیہ بھی اس کی پوری تائید کرتی ہے۔ (جیسا کہ حصہ دوم سے اظہر ہے) اور ان پر عمل کرنے والے لامذہب اور بے دین نہیں ہوا کرتے۔ بلکہ خاص اہلسنت و الجماعت اور خالص مطیع خدا اور رسول کے یا ارباب فرقہ ناجیہ یہی لوگ ہیں۔ کیونکہ سبیل ''مَآ اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ'' کے تابع ہیں۔

جب اس نتیجہ مندرجہ بالا تک ناظرین کی رسائی ہو جائے تو اس وقت ان کی خدمت میں مؤلف کی عرض ہے کہ یہ تقلید علاوہ ایک وسیلہ گمراہی کے ایک بڑا ذریعہ تعصب باہمی اور تفرقہ جماعت اسلام کا ہے۔ جس کی ممانعت اور وعید قرآن وحدیث میں جا بجا وارد ہوئی ہے اور اسی کی بدولت اگلی امتیں فرقہ بندیوں میں غارت ہو چکی ہیں۔ جن کی مذمت کلام الٰہی اور اخبار نبوی ﷺ سے خوب ظاہر ہے اور اسی قدیم عادات انسانی کو دیکھتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کے لئے پیشتر ہی فرما دیا کہ تہتر ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ اور یہ پیشن گوئی آپ کی حرف بحرف پوری ہوئی جیسا کہ تفصیل ان فرقوں کی مقدمہ رسالہ ہذا میں گزر چکی ہے پھر ساتھ ہی آپ نے یہ تنبیہ فرما دی کہ بہتر فرقے ان میں سے ناری ہیں گویا وہ سب دائرہ اسلام سے بالکل یا قریب قریب خارج اور منقطع ہیں اور باقی ایک فرقہ ناجی ہے یعنی اسلام کا خالص فرقہ صرف ایک ہی ہے۔

اب یہاں ایک دعویٰ ہے کہ وہ فرقہ ناجیہ خالص اسلام کا اہلسنت والجماعت کا گروہ ہے اور بیشک یہ گروہ اس قول میں حق بجانب ہے لیکن افسوس صد افسوس کہ اس تقلید ناسدید نے ان میں سے بھی اکثر کو ایک سیدھی شاہراہ محمدی ﷺ سے چار مختلف طریقوں میں متفرق کر کے باہمی مغائرت و منافرت پیدا کر دی۔ ایسی کہ خانہ کعبہ میں قدیم سے صرف ایک مصلی ابراہیمی تھا جو وحدت جماعت اسلام اور واحد پرستی کا نشان تھا۔ اور اسی کے لئے خداوند تعالیٰ کا حکم تھا ﴿ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ﴾ [۲/البقرۃ:۱۲۵] ''یعنی اختیار کرو مصلے مقام ابراہیم کو۔'' چنانچہ یہی ایک مصلے قدیم رسول اللہ ﷺ و صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ اولین سابقین امت کا تھا۔ اور یہی اہلحدیث کا ہے لیکن علاوہ اس کے چار مصلے علیحدہ علیحدہ اور قائم ہو کر ایک دوسرے سے بالکل سے جدا ہو گئے۔ جیسا کہ نقشہ ذیل سے ظاہر ہے:



اب ہر مصلے کے نمازی دوسرے مصلے کی جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور خداوند تعالیٰ کے حکم صریح ﴿وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾ [۲/البقرۃ:۴۳] کے خلاف اپنے مصلے کی جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں۔ گویا اپنے طریقہ عمل سے بتلا رہے ہیں کہ دین اور معبودان چاروں کے بالکل مختلف ہیں کہ ایک کا دوسرے سے کوئی تعلق اور رابطہ نہیں۔ علاوہ اس کے خانہ کعبہ میں جس کثرت کو رسول کریم ﷺ نے مٹا کر وحدت قائم کی تھی اس صورت میں اب پھر وہی کثرت نظر آنے لگی۔ اور آپ ﷺ نے تمام مومنوں کی مثال ایک جسم کی سی فرمائی کہ ایک عضو میں درد پیدا ہوتو سب اعضاء کو برابر تکلیف محسوس ہو۔ اور کوئی کام کسی عضو کے متعلق ہوتو سب اعضاء بالاتفاق اس میں شریک ہوں مگر اس تقلید نے ان کو باہم ایسا دشمن بنا دیا کہ اب ان میں باہمی ہمدردی اور اخوت اسلامی جیسی کہ چاہئے باقی نہ رہی۔ [1]

پس حقیقت الامر یہ ہے کہ اس تفرقہ اہلسنت والجماعت کے سامنے ان بہتر ۷۲ فرقہ ہائے اسلام کی فرقہ بندی نسیاً منسیاً ہوگئی۔ کیونکہ ان فرقہ ہائے ضالہ نے اسلام میں شروع ہی سے کوئی عزت نہیں پائی نہ اسلام کے گھر بیت اللہ میں ان کو جگہ ملی۔ اور اب تک حالت کسمپری میں ذلیل وخوار ہیں۔ مگر اہلسنت والجماعت ہمیشہ سے اسلام اور خانہ کعبہ کے دھنی رہے اور ان ہی کو دنیا میں پایہ اعتبار حاصل رہا تو چاہئے تھا کہ یہ ویسے ہی جیسے کہ شروع سے تھی ایک ہی جماعت یا فرقہ واحد بن کر رہتے۔ مگر نہ رہے اور آخر ان کی تفریق زوالِ اسلام کا باعث ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ○

اب یہاں وہ روایات بھی درج کر دینا ضروری ہے کہ جن سے اس تفرقہ مذاہب اربعہ کی ناپسندیدگی پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَخَطَّ خَطًّا وَ خَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَ خَطَّ خَطَّيْنِ عَنْ يَّسَارِهٖ ثُمَّ وَضَعَ

[1] یہ مؤلف مرحوم کے زمانے کی بات ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے آج ملت اسلامیہ پھر کعبہ شریف میں ایک مصلّی پر جمع ہوگئی ہے۔

يَدَهُ فِي الْخَطِّ الْاَوْسَطِ فَقَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ تَلاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ.﴾[٦/الانعام:١٢٣] 1

''جابر بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ نے ایک لکیر سیدھی کھینچی اور دو لکیریں اس کے دائیں طرف دو لکیریں اس کے بائیں طرف کھینچیں (جس کا نقشہ یہ ہے صراط مستقیم ⟵⟵⟵) پھر بیچ کی لکیر پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ یہ اللہ کی راہ ہے پھر یہ آیت پڑھی ﴿هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا﴾ یعنی اللہ فرماتا ہے کہ یہ میری راہ سیدھی ہے تو چلو اس پر اور مت چلو، دوسرے راستوں پر کہ بہکائیں گے تم کو اس کی سیدھی راہ سے۔''

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطًّا ثُمَّ قَالَ هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطاً عَنْ يَّمِيْنِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ قَالَ هَذِهِ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَّدْعُوْا اِلَيْهِ وَقَرَءَ ﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ﴾ الاية 2

''روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خط کھینچا ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک خط پھر فرمایا کہ یہ راہ اللہ کی ہے پھر کھینچے کئی خط دائیں اس کے اور بائیں اس کے اور فرمایا کہ یہ راہیں ہیں اور ہر راہ پر ان میں سے شیطان ہے جو بلاتا ہے اس راہ کی طرف اور پڑھی آپ نے یہ آیت ﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ﴾ [٦/الانعام:١٢٣] یعنی فرمایا اللہ رب العزت نے کہ یہ میری راہ سیدھی ہے تم چلو اس پر اور مت چلو اور راستوں پر کہ بہکائیں گے تم کو سیدھی راہ سے۔''

---

1 ابن ماجہ: کتاب السنۃ، باب اتباع سنۃ رسول اللہ، رقم:١١ 2 مسند احمد ١/ ٤٣٥ رقم ٤١٣٠ ۔ دارمی: مقدمہ باب فی کراھیۃ اخذ الرای رقم ٢٠٢ ۔ مشکوٰۃ: کتاب الایمان، باب الاعتصام، رقم:١٦٦۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اسلام کا طریقہ اور فرقہ ایک۔ اور صرف ایک ہے دو تین چار یا زائد نہیں ہیں اور صرف چار خط ٹیڑھے کھینچنا مخبر صادق علیہ السلام کا گویا ایک صاف پیشین گوئی ہے کہ تمام فرقہ ہائے اسلام میں جو ایک فرقہ برسر حق ہوگا وہ بھی مذاہب اربعہ کی صورت میں متفرق ہو جائے گا۔ اور تفریق جماعت اسلام کی واقع ہو گی جو خاص منشاء و مقصد اعظم شیطان کا ہے۔ اس لئے چار ٹیڑھے خط کھینچ کر ان کو کج راہیں شیطان کی قرار دیں اور فرمایا کہ صرف ایک درمیانی سیدھی راہ پر چلو۔ اور ادھر ادھر کی متفرق ٹیڑھی راہوں میں مت جاؤ کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی　　　　کیں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

پس اتباع کے لائق صرف ایک ہی راستہ سیدھا بتلایا اور وہی صراط مستقیم خداوندی یا طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلک صحابہ رضی اللہ عنہم ہے اس لئے اسی پر چلنے والا فرقہ خالص اسلام کا ہے اور بس۔

اب اس مقام پر اگر ہمارے معزز برادر مقلدین فرمائیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی فروعی اختلاف تھا اور اسی اختلاف پر ان مذاہب کی بناء ہے پھر یہ مذاہب کیسے مذموم ہوئے۔ تو ان کی جناب میں یہ عرض ہے کہ بیشک صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی اختلاف تھا۔ مگر انہوں نے اپنے جدا جدا مذاہب قائم کر کے فرقہ بندی نہیں کی نہ خالص اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی امتی کی پیروی کی۔ نہ علیحدہ علیحدہ نام سے موسوم ہو کر مضائرت پیدا کی۔ نہ آپس میں اختلاف فروعی کی وجہ سے دشمنی برتی بلکہ جو کچھ اختلاف تھا وہ محض خلوص کے ساتھ تھا یعنی وہ حضرات بابرکات رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے جائز مختارات پر بیجا تعرض نہیں کیا کرتے تھے اور ذرا ذرا سی باتوں پر کفر کے فتوے نہیں لگایا کرتے تھے ہاں امور خلاف شرع میں خاموشی اور لحاظ بھی نہیں برتتے تھے اور دلیل حق سے اس کا برابر انکار یا رد فرماتے تھے اور حق معلوم کر کے اپنے ناحق پر ضد اور اصرار نہیں رکھتے تھے اور ہم چو قسم معاملات سے برا اثر لے کر اپنے دلوں میں عداوت باہمی

کو جگہ نہیں دیتے تھے بلکہ باوجود اختلاف بلا دریغ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور خلوص ومحبت کے ساتھ ایک جماعت کی صورت میں متفق رہ کر اسلام اور اہل اسلام کی فلاح و بہبود میں مصروف رہے تھے اور ان کی شان تھی ﴿وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ [۴۸/الفتح:۲۹] ''یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم سخت ہیں کافروں پر ہمدرد ہیں آپس میں'' اور ﴿اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا﴾ [۴۸/الفتح:۲۶] ''یعنی لازم کردی ان پر پرہیزگاری اور تھے بھی وہ اسی کے لائق اور اہل'' اب ان مذاہب کو دیکھئے کہ بالکل ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہیں اور لعن وطعن، سب وشتم بلکہ عام تکفیر اور نقصان رسانی سے دریغ نہیں کرتے۔ اور ایک جماعت میں شامل نہیں ہوتے یا ہونے نہیں دیتے۔ بلکہ کفار سے دوستی اور مسلمانوں سے عداوت ونفرت ان کا خاص شیوہ ہے۔ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

پس جب حقیقت اس تقلید خانہ خراب کی اور اصلیت اختلاف سلف وخلف کی آپ کو معلوم ہو چکی تو اے برادران! رحم کرو اپنی جانوں پر اور مٹا دو اپنے سب باہمی اختلافات رسمی اور اسمی کو۔ اور عمل کرو ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾ [۳/آل عمران:۱۰۳] پر اور قائم کرو اپنا صرف ایک نام اور ایک جماعت فرقہ اسلام کا۔ اور چھوڑ دو فرقہ بندیوں کو اور چلو سب متفق ہو کر اس ایک سیدھی شاہراہ محمدیؐ پر جس پر ﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ﴾ [۶/الانعام:۱۵۳] کا نشان لگا ہوا ہے اور ساتھ لو اپنے دو رہبروں کو جن کی تعریف میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ رَسُوْلِهٖ [1]

یعنی چھوڑ دیں میں نے تم میں دو چیزیں جب تک تم ان کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور مت چلو اُن متفرق کج

[1] مشکوۃ: کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم:۱۸۶۔

راہوں پر جو اس صراط مستقیم کے ادھر ادھر جاتی ہیں اور جن پر لکھا ہوا ہے۔

﴿وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ [۶/الانعام:۱۵۳] یا "عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَّدْعُوْ آ اِلَيْهِ" (یعنی ان میں سے ہر راہ پر شیطان ہے جو بلاتا ہے اس کی طرف) اور نصرت کرو سب مل کر امور دین و دنیا میں اسلام اور اہل اسلام کی یہی ہماری غرض ہے اور بس۔

مراد ما نصیحت بود و گفتیم حوالت باخدا کردیم ورفتیم

فقط والسلام خیر الختام

و ما علينا الا البلاغ المبين الموفق الهادى المتين ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق و انت خير الفاتحين و اجمعهم على اتباع سنن سيد المرسلين ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ [۵۹/الحشر:۱۰] اللهم اكفر ذنوبنا واستر عيوبنا و نحن نسئل الله عزوجل السلامة من كيد العدو و فتن الدنيا انك قريبٌ مجيبٌ والمرجو من الله ان تنفع "بحقيقة الفقه" سائر المسلمين الغافلين بفضلهٖ و منه آمين يا رب العٰلمين و آخر دعوانا ان الحمدُ لله رب العلمين برحمتك يا ارحم الراحمين.

حررہ العبد الضعیف

محمد یوسف عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض محمدی

محلہ نلہ نیل گران، جے پور، راجپوتانہ



التماس

خاکسار مؤلف نے پیشتر بھی گزارش کی تھی۔اب پھر عرض کرتا ہے کہ احقر نے حتی الامکان ترتیب رسالہ ھذا میں اس امر کی کوشش کی ہے کہ کوئی بات خلاف واقع اور کوئی واقعہ غیر صحیح درج نہ ہو جائے۔لیکن خطاء ونسیان خاصہ انسان ہے اور نقصان علم کا اعتراف عین انصاف۔اس لئے ارباب علم اس رسالہ کو ملاحظہ فرما کر بے دریغ اپنی اپنی رائے سے مطلع فرمائیں اور خدانخواستہ اس سے کوئی تحسین وآفرین مطلوب نہیں صرف اپنے عیوب سے واقفیت حاصل کرنا مقصود ہے۔پس علمائے کرام بے تکلف از راہ افادہ (نہ بطریق اعتراض) ہر نقص وسقم سے آگاہی بخشیں۔تو مؤلف خلوص دل وصفائی قلب کے ساتھ اپنی غلطیوں کو قبول کر کے ممنون ومشکور ہوگا۔اور طبع ثانی میں ان شاءاللہ ضرور اس کی اصلاح کرے گا۔فقط

والسلام

سپردم بتومایۂ خویش را　　　تو دانی حساب کم و بیش را

الملتمس

احقر العباد

محمد یوسف عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض محمدیہ

محلہ نلہ نیل گراں جے پور، راجپوتانہ

(نوٹ) مرحوم اللہ کو پیارے ہو گئے غفر اللہ لہ لہذا اب ناشرین کی طرف سے اس التماس کو تصور کیا جائے۔والسلام۔



مصادر و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف کا نام	مطبع
۱	قرآن کریم		
۲	تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	دار الاشاعت کراچی
۳	تفسیر ابن کثیر (اردو)	عماد الدین ابن کثیر	مکتبہ قدوسیہ، لاہور
۴	صفوۃ التفاسیر	محمد علی الصابونی	دار القرآن الکریم، بیروت
۵	تفسیر بیضاوی	عبداللہ بن عمر بیضاوی	مصر
۶	معالم التنزیل	ابو محمد حسین بن مسعود البغوی	ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان
۷	الدر المنثور	جلال الدین سیوطی	دار الفکر، بیروت
۸	تفسیر المنار	محمد رشید	المنار، مصر
۹	تفسیر المراغی	احمد مصطفیٰ المراغی	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۱۰	تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن	نواب صدیق حسن خاں	مصر
۱۱	تفسیر الخازن	علامہ علاؤ الدین علی بن محمد	دار المعارفۃ، بیروت
۱۲	التفسیر الکبیر	امام رازی	

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف کا نام	مطبع
۱۳	جامع البیان فی تفسیر القرآن		دارنشر الکتب الاسلامیہ، گوجرانوالہ
۱۴	الجامع لاحکام القرآن	ابو عبداللہ محمد القرطبی	
۱۵	تفسیر التحریر والتنویر المعروف بتفسیر ابن عاشور	ابن عاشور	مؤسۃ التاریخ بیروت
۱۷	تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۱۸	فیوض الرحمٰن روح البیان (اردو ترجمہ)	شیخ اسماعیل حقی	مکتبہ اویسیہ، بہاولپور
۱۹	انوار البیان فی کشف اسرار القرآن	مفتی عاشق الٰہی	ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان
۲۰	تفسیر احمدی	ملاں احمد جیون	مکتبہ رحمانیہ، وہاڑی
۲۱	تفہیم القرآن	ابوالاعلی مودودی	ادارہ ترجمان القرآن، لاہور
۲۲	تدبر القرآن	امین احسن اصلاحی	فاران فاؤنڈیشن، لاہور
۲۳	معارف القرآن	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	فرید بک ڈپو، دہلی
۲۴	تفسیر ماجدی	مولانا عبدالماجد دریابادی	تاج کمپنی، لاہور
۲۵	تفسیر عثمانی	مولانا شبیر احمد عثمانی	دارالاشاعت، کراچی
۲۶	تفسیر الحسنات	علامہ ابوالحسنات	ضیاء القرآن، لاہور
۲۷	احسن التفاسیر	سید احمد حسن محدث دہلوی	مکتبہ سلفیہ، لاہور
۲۸	تفسیر ضیاء القرآن	پیر کرم شاہ	ضیاء القرآن پبلیکیشنز

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف کا نام	مطبع
۲۹	صحیح بخاری	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری	دارالسلام
۳۰	صحیح مسلم	مسلم بن حجاج القشیری	دارالسلام
۳۱	سنن ابوداؤد	سلیمان بن اشعث السجستانی	دارالسلام
۳۲	سنن ترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی	دارالسلام
۳۳	سنن نسائی	احمد بن شعیب النسائی	دارالسلام
۳۴	سنن ابن ماجہ	ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی	دارالسلام
۳۵	مسند احمد	احمد بن محمد بن حنبل	داراحیاء التراث العربی، بیروت
۳۶	سنن الدّارمی	حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدّارمی السمرقندی	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۷	مجمع الزوائد	علامہ ہیثمی	مکتبہ القدسی، قاہرہ
۳۸	مصفی شرح مؤطا	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	کتب خانہ رحیمیہ دہلی
۳۹	ارشاد الساری	علامہ قسطلانی	
۴۰	قیام اللیل	محمد بن نصر المروزی	حدیث اکادمی، فیصل آباد
۴۱	طبقات الشافعیہ الکبریٰ	تاج الدین ابونصر عبدالوہاب ابن تقی الدین	مصر
۴۲	طبقات الحنابلۃ	ابن رجب	
۴۳	کتاب الضعفاء الصغیر	محمد بن اسماعیل البخاری	درالباز، مکہ مکرمہ

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف کا نام	مطبع
۴۴	غنیۃ الطالبین	شیخ عبدالقادر جیلانی	نفیس اکیڈمی، کراچی
۴۵	کتاب الرد علی من اخلد الی الارض	جلال الدین سیوطی	دارالکتب العلمیہ، بیروت
۴۶	کتاب المبسوط	شمس الدین السرخسی	دارالمعرفۃ، بیروت
۴۷	کشف الظنون	حاجی خلیفہ	مکتبہ اسلامیہ، تہران
۴۸	کتاب الضعفاء والمتروکین	احمد بن شعیب النسائی	موئسسہ الکتب الثقافیہ، بیروت
۴۹	تاریخ صغیر	محمد بن اسماعیل البخاری	دارالتراث، قاہرہ
۵۰	فتح المغیث	شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی	مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ
۵۱	تدریب الراوی	حافظ جلال الدین سیوطی	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۵۲	سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ	ناصر الدین البانی	المکتب اسلامی، بیروت
۵۳	مشکوۃ المصابیح	امام ولی الدین التبریزی	
۵۴	نیل الاوطار	محمد بن علی الشوکانی	درالاحیاء التراث العربی، بیروت
۵۵	بستان	فقیہہ ابو اللیث سمرقندی	مطبع فاروقی، دہلی
۵۶	احیاء العلوم	ابو حامد محمد الغزالی	نولکشور

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف کا نام	مطبع
۵۷	التعلیق المجد علی مؤطا محمد	مولانا عبدالحیٔ لکھنوی	ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
۵۸	الموضوعات الکبریٰ	ملا علی قاری	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۵۹	اعلام الموقعین	امام ابن قیم	دارالکتاب العربی، بیروت
۶۰	تذکرۃ الحفاظ	ابو عبداللہ محمد بن احمد الذھبی	دارالکتاب العلمیہ، بیروت
۶۱	کتاب الضعفاء الکبیر	ابو جعفر محمد بن عمر العقیلی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۶۲	میزان الاعتدال	ابو عبداللہ محمد بن احمد الذھبی	دارالمعرفہ، بیروت
۶۳	تقریب التہذیب	حافظ ابن حجر	فاروقی کتب خانہ، لاہور
۶۴	وفیات الاعیان	ابن خلکان	داراحیاء التراث العربی بیروت
۶۵	التاریخ الکبیر	محمد بن اسماعیل البخاری	دارالفکر
۶۷	مقدمہ ابن خلدون	عبدالرحمٰن ابن خلدون	نفیس اکیڈمی، کراچی
۶۸	حیات الحیوان (اردو)	علامہ کمال الدین الدمیری	ادارہ اسلامیات، لاہور

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف کا نام	مطبع
۶۹	الملل والنحل	محمد بن عبدالکریم الشہرستانی	دارالسرور، بیروت
۷۰	المیزان الکبریٰ	عبدالوہاب الشعرانی	درالکتاب العلمیہ، بیروت
۷۱	کشف الغمۃ	عبدالوھاب شعرانی	مصر
۷۲	حجۃ اللہ البالغۃ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	مکتبہ سلفیہ، لاہور
۷۳	عقدالجید	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	محمد سعید اینڈ سنز، کراچی
۷۴	الانصاف فی بیان سبب الاختلاف	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	علماء اکیڈمی، لاہور
۷۵	الانصاف فی بیان سبب الاختلاف	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	مکتبہ مجتبائی، دہلی
۷۶	تاریخ الخلفاء (اردو)	حافظ جلال الدین سیوطی	نفیس اکیڈمی، کراچی
۷۷	تاریخ الخلفاء (عربی)	جلال الدین سیوطی	مکتبہ مجتبائی، دہلی
۷۸	الفوز الکبیر	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۷۹	غیاث اللغات	محمد غیاث الدین لکھنوی	مطبوعہ نولکشور
۸۰	القاموس الوحید	مولانا وحیدالزماں کیرانوی	ادارہ اسلامیات لاہور
۸۱	تاریخ ابن خلکان (اردو)	ابن خلکان	نفیس اکیڈیمی، لاہور

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف کا نام	مطبع
۸۲	تاریخ خمیس فی احوال انفس نفیس	امام حسین بن محمد بن حسن	مؤسۃ شعبان بیروت
۸۳	المعارف	ابن قتیبہ	احیاء التراث العربی، بیروت
۸۴	حدائق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد جہلمی	مکتبہ حسن سہیل لاہور
۸۵	مقامات مظہری	مرزا مظہر جان جاناں	اردو سائنس بورڈ لاہور
۸۶	وصیت نامہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	مکتبہ سلفیہ، لاہور
۸۷	رسالہ عمل بالحدیث	مولانا ولائت علی صادق پوری	مکتبہ سلفیہ، لاہور
۸۸	صراط مستقیم	سید اسماعیل شہید	اسلامی اکیڈمی لاہور
۹۸	معیار الحق	سید نذیر حسین محدث دہلوی	مکتبہ نذیریہ، قصور
۹۰	الارشاد الی سبیل الرشاد	مولانا محمد شاہ جہانپوری	اہلحدیث اکادمی، کشمیری بازار لاہور
۹۱	تنویر العینین	شاہ اسمٰعیل شہید	مطبع صدیقی
۹۲	بوستان	شیخ سعدی	دارالاشاعت، کراچی
۹۳	الروضۃ الندیۃ	نواب صدیق حسن القنوجی	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۹۴	الارشاد الی سبیل الرشاد	مولانا رشید احمد گنگوہی	ادارہ اسلامیات، لاہور

نمبرشمار	نام کتاب	مصنف کا نام	مطبع
۹۵	سیرت نعمان	علامہ شبلی نعمانی	اسلامی کتب خانہ، لاہور
۹۶	نور الانوار	ملا جیون	ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
۹۷	توضیح تلویح	عبید اللہ بن مسعود حنفی	کتب خانہ مجیدیہ، ملتان
۹۸	شرح فقہ اکبر	ملا علی قاری	محمد سعید اینڈ سنز، کراچی
۹۹	عین الھدایہ، اردو شرح الھدایہ	برہان الدین الفرغانی المرغینانی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
۱۰۰	ھدایہ (عربی)	//	شرکت علمیہ، ملتان
۱۰۱	ردالمختار علی درالمختار	ابن عابدین	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
۱۰۲	درمختار (مترجم)	محمد علاء الدین حصکفی	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۱۰۳	فتاویٰ عالمگیری (عربی)		حافظ کتب خانہ، کوئٹہ
۱۰۴	فتاویٰ عالمگیری (مترجم)		مکتبہ رحمانیہ، لاہور
۱۰۵	بہشتی زیور	مولانا اشرف علی تھانوی	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
۱۰۶	شرح وقایہ (عربی)		ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
۱۰۷	نور الھدایہ (ترجمہ اردو) شرح وقایہ	مولانا وحید الزماں لکھنوی حنفی	ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
۱۰۸	عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ	مولانا عبدالحئی لکھنوی	ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
۱۰۹	فتاویٰ	مولانا عبدالحئی لکھنوی	محمد سعید اینڈ سنز، کراچی

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف کا نام	مطبع
۱۱۰	النافع الکبیر	مولانا عبدالحیٔ لکھنوی	ادارۃ القرآن، کراچی
۱۱۲	تذکرۃ الراشدہ	مولانا عبدالحیٔ لکھنوی	//
۱۱۳	الاجوبۃ الفاضلۃ	//	//
۱۱۴	الرفع والتکمیل	مولانا عبدالحیٔ لکھنوی	ادارۃ القرآن، کراچی
۱۱۵	دراسات اللبیب	علامہ معین حنفی	لجنۃ احیاء الادب السندی، بکراتشی
۱۱۶	کنز الدقائق	مولانا عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی	دارالحدیث، ملتان
۱۱۷	معدن الحقائق شرح اردو کنز الدقائق	مولانا محمد حنیف گنگوہی	دارالاشاعت، کراچی
۱۱۸	مختصر قدوری	ابوالحسین احمد بن محمد القدوری	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۱۱۹	الصبح النوری شرح اردو مختصر قدوری	مولانا محمد حنیف گنگوہی	کتب خانہ مجیدیہ، ملتان
۱۲۰	بہشتی گوہر	مولانا اشرف علی تھانوی	دارالحدیث، ملتان
۱۲۱	منیۃ المصلی	سعد الدین محمد بن محمد بن علی کاشغری	ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور
۱۲۲	فتوح الغیب	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۱۲۳	سفر السعادت	مجدالدین فیروز آبادی	
۱۲۴	مکتوبات امام ربانی	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی	اسلامی کتب خانہ، لاہور

۱۲۵	حالات مصنفین درس نظامی	مولانا محمد حنیف گنگوہی	دارالاشاعت، کراچی
۱۲۶	مجالس الابرار	شیخ احمد سرہندی	دارالاشاعت، کراچی
۱۲۷	مجموعہ فتاویٰ	امام ابن تیمیہ	

